# قصص القرآن

ظفر حسین سید

Marfat.com

Marfat.com

- کسی واقعہ کے صرف انہی پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے جن سے کوئی دینی یا دنیوی
ہ انسان کو مل سکتا ہے۔ غیر ضروری باتوں کو قطعاً نظر کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اس
بندوں کا ذرا سا وقت کسی غیر ضروری چیز کے سننے یا دیکھنے میں صرف ہو۔

- بہت سے واقعات آپ کو ایسے ملیں گے جن کو بار بار بیان کیا گیا ہے اور موجودہ
ن کے تیسوں پاروں میں وہ جا بجا بکھرے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ غور و فکر سے کام نہ
الے کہہ بیٹھتے ہیں کہ واقعات میں تکرار بھی ہے اور بے ترتیبی بھی۔ ان کو سمجھ لینا چاہیئے کہ
ریم ایک بار ہی بصورت کتاب نازل نہیں ہوا بلکہ ۲۳ سال کے اندر اندر تھوڑا
نازل ہوتا رہا۔ اس مدت میں یہود و نصاریٰ، کفار و مشرکین مختلف اوقات میں آ کر آسمانی
،، انبیائے سلف کے واقعات پہلی قوموں کے حالات کے متعلق مختلف طریقہ سے
ت کرتے تھے اس لئے ایک ایک واقعہ بار بار بیان کرنے کی ضرورت پیش آئی اور
لئے واقعات میں ترتیب نہ ہو سکی۔

قرآن کا یہ اعجاز بھی دیکھئے۔ کوئی قصہ چاہے کتنا ہی دلچسپ ہو۔ ایک دو بار پڑھنے
ہ کے بعد پھر اس کی طرف رغبت نہیں رہتی۔ لیکن یہ خصوصیت صرف قرآن ہی کو حاصل
ایک انسان عمر میں ہزاروں بار اس کے قصوں کو پڑھتا ہے مگر نہ طبیعت اکتاتی ہے
ہی میں کمی آتی ہے۔ کیا کسی انسانی تحریر کو یہ خصوصیت کبھی حاصل ہوئی ہے۔

اب تک عربی، فارسی اور اردو میں جو قصص بیان کئے گئے ہیں وہ سب کتابیں انبیاء
کے حالات پر مشتمل ہیں۔ ان تمام قصوں پر حاوی نہیں جو قرآن کے اندر پائے جاتے ہیں
والوں نے بڑے بڑے قصوں کو لکھا، چھوٹوں کو چھوڑ دیا۔ حالانکہ وہ بڑے سبق آموز ہیں
اب تک کوئی کتاب ایسی نہیں لکھی گئی۔ جس میں کسی نبی کے حالات جو متفرق سورتوں میں
سب کو ایک جگہ جمع کر کے بجز اسرار الہٰیہ ان کے اندر ہیں وہ سب ایک سلسلہ میں بیان
ئے جاتے۔

۹ - لوگوں نے اپنی کتابوں میں جو حالات لکھے ہیں ان میں اپنی طرف سے بھی اضافہ کر
ہے۔ جن سے واقعہ کی قدوسیت پر حرف آتا ہے اگر کسی واقعہ کے خمیر میں اس کو دخل
تو خدا خود بیان فرماتا :-

## اس کتاب کے لکھنے کا محرک

میں نے حالاتِ انبیاء کے سلسلے میں کئی کتابیں لکھی ہیں۔ لہٰذا ان کے بعد کوئی نئی
لکھنے کی مجھے کوئی ضرورت محسوس نہ ہو رہی تھی لیکن جو کام ہونا ہوتا ہے اس کے اسباب
پیدا ہو جاتے ہیں۔

میرے بیٹے الحاج ڈاکٹر سید ندیم الحسن ایم بی بی ایس سلمہ اللہ کو دو سال سے
بننے کا شوق پیدا ہوا اور عشق کی حد تک پہنچ گیا ہے۔ باوجودیکہ اپنے پیشے کے لحاظ
ان کے اوقات فرصت مثل نہ ہونے کے ہیں لیکن پھر بھی انہوں نے اپنے آرام کے اوق
اس شوق پر قربان کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ انتہائی انہماک و دلچسپی کے ساتھ کتابوں
مطالعہ شروع کیا ہے۔ یہ شوق صرف اپنی ہی کتابوں تک محدود نہیں رہا۔ بلکہ سینکڑوں
کی کتب اہل سنت بھی خرید کر ڈالیں۔ میری ساری کتابیں بھی اٹھا کر لے گئے۔ وہ واقعا
مطالعہ بڑی گہری نظر سے کرتے ہیں اور جو بات اُن کی نظر میں قابل اعتراض ہوتی
یا ان کی سمجھ میں نہیں آتی وہ برابر مجھ سے پوچھتے رہتے ہیں۔

ایک روز کہنے لگے قرآنی قصے جب میں پڑھتا ہوں تو بہت سی باتیں میری سمجھ میں نہ
آتیں اور دماغ چکر کھا کر رہ جاتا ہے۔ جو سوالات دماغ میں ابھرتے ہیں ان کا جواب
میں نہیں ملتا تو طبیعت گھبرانے لگتی ہے۔ آپ ایک ایسی کتاب لکھ دیں جو قرآن مجید
تمام قصوں پر حاوی ہو۔ ہر قصہ کی آیات کا بامحاورہ ترجمہ لکھ کر نیچے ا
متعلق ان رموز و اسرار کی نقاب کشائی کر دیجئے جو کسی دماغ میں الجھن پیدا کرنے
والے ہوں۔ نیز مفسرین و مترجمین نے جو ان قصص کے متعلق قابل اعتراض

Marfat.com

درج کر دیئے ہیں۔ ان پر تحقیقی روشنی ڈال دیجئے۔ نیز کسی قصہ سے جو جو اخلاقی سبق ملتے ہیں ان کو بھی ساتھ ساتھ لکھ دیجئے۔ ندیم الحسن سلمہٗ کا شوق میرے لئے سخت تکلیف دہ ثابت ہو رہا ہے۔ پہلے انہوں نے رموز القرآن لکھنے کی خواہش ظاہر کی جو عنقریب چھپ جائے گی۔ اس کے بعد قصص القرآن کا نمبر آیا۔ اللہ کا بندہ یہ نہیں سمجھتا کہ میرا باپ بوڑھا ہے۔ اس کی عمر ۸۰ سال کی ہو چکی ہے۔ وہ اب اس قابل کہاں کہ آئے دن اس سے ایسے کام لئے جائیں۔ میں عذر کرتا ہوں تو مانتے نہیں۔ کہتے ہیں کام کرنے کا یہی زمانہ ہے جس میں تمام عمر کا تجربہ سمٹ کر آجاتا ہے۔ بہرحال قلم اٹھاتے ہی بنی۔

میں نے جن کتابوں سے مدد لی ہے وہ یہ ہیں :۔

تفسیر کبیر، تفسیر کشاف، تفسیر طنطاوی، تفسیر بیضاوی، تفسیر لوائع التنزیل خلاصۃ التفاسیر، قصص الانبیاء، تفسیر انوار القرآن سر سید احمد خاں صاحب، تفسیر انوار النجف، مواعظ حسنہ، تاریخ اسلام ماسٹر ذاکر حسین، روضۃ الصفا۔

سب سے زیادہ مدد مجھے مولانا فرمان علی صاحب مرحوم کے مترجمہ قرآن سے ملی۔ بالخصوص ان کے تیار کردہ انڈکس سے اسی کے مطابق لکھتا چلا گیا ہوں۔

خدا سے دعا ہے کہ میری اس خدمت کو قبول فرما لے۔ اپنے انبیاءؑ و اولیاءؑ کے صدقہ میں روز قیامت اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دے۔

سید ظفر حسن امروہوی

# ۱۔ قصہ حضرت آدم علیہ السلام

## فرشتوں کا اعتراض

پ ۱۔ البقرہ ع ۴۔ آیت ۳۰ا۔ اے رسولؐ وہ وقت یاد کرو۔ جب تمہارے ربنے فرشتوں سے کہا۔ میں اپنا ایک نائب زمین بنانے والا ہوں (فرشتے تعجب سے) کہنے لگے کیا تو زمین میں ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو زمین میں فساد اور خون ریزیاں کرتا پھرے حالانکہ (اگر خلیفہ بنانا ہے تو ہمارا زیادہ حق ہے) کیونکہ ہم تیری تعریف سے تسبیح کرتے ہیں اور پاکیزگی ثابت کرتے ہیں۔ تب خدا نے فرمایا کہ اس میں شک نہیں کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے ٥

## آدمؑ کو نام سکھانا

اور (آدمؑ کی حقیقت ظاہر کرنے کی غرض سے) آدمؑ کو سب چیزوں کے (نام) سکھا دیئے پھر ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا اگر تم (اپنے اس دعویٰ (کہ ہم مستحق خلافت ہیں) سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ ٥

انہوں نے (عاجزی سے) عرض کی کہ تو ہر عیب سے پاک و پاکیزہ ہے ہم تو جتنا تونے بتایا ہے اس کے سوا کچھ نہیں جانتے اور تو بڑا جاننے والا اور مصلحتوں کا علم

Marfat.com

رکھنے والا ہے ٥

## فرشتوں کی ہار

اس وقت خدا نے آدمؑ سے کہا تم ان فرشتوں کو ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ جب آدمؑ نے فرشتوں کو ان کے نام بتا دیئے تو خدا نے فرشتوں سے کہا۔ کیوں میں تم سے نہ کہتا تھا کہ میں آسمان اور زمین کی چھپی ہوئی چیزوں کو جانتا ہوں اور جو کچھ تم ان سے ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے تھے وہ سب جانتا ہوں۔ ٥

اور اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو تو سب کے سب جھک جاؤ گے مگر شیطان نے سجدہ سے انکار کیا اور غرور میں بھر کر کافر ہو گیا ٥

## شجرہ ممنوعہ

اور ہم نے آدمؑ سے کہا۔ اے آدمؑ تم اپنی بی بی کے ساتھ بہشت میں رہا کرو اور جہاں تمہارا جی چاہے اس میں بفراغت کھاؤ مگر اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ تم اپنا آپ نقصان کرو گے۔ تب شیطان نے آدم و حوا کو دھوکہ دے کر وہاں سے ڈگمگایا آخر ان کو جس عیش و راحت میں تھے اس سے نکال باہر کیا۔ تب ہم نے کہا اے آدم و حوا اب تم زمین پر اتر پڑو۔ تم میں سے ایک کا ایک دشمن ہوگا اور زمین میں تمہارے لئے ایک خاص وقت (قیامت) تک ٹھہراؤ اور ٹھکانہ ہے ٥

## توبہ آدمؑ

پھر آدمؑ نے اپنے پروردگار سے (معذرت کے) چند الفاظ سیکھے پس خدا نے ان الفاظ کی برکت سے آدمؑ کی توبہ قبول کر لی، بیشک بڑا معاف کرنے والا ہے ٥

Marfat.com

# جنت سے نکلنے کا حکم

اور جب آدم ؑ کو یہ حکم دیا تھا کہ یہاں سے اتر پڑو. تو یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اگر تمھارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے (تو اس کی پیروی کرنا کیونکہ) جو لوگ میری ہدایت پر چلیں گے ان پر (قیامت میں) نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے ٥

---

ع ۱ :- خدا کا ملائکہ سے یہ کہنا کہ میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں بطور مشورہ نہ تھا بلکہ ان کے دل میں جو خلافت کی خواہش تھی اس کی تردید منظور تھی ۔

ع ۲ :- ملائکہ نے اپنے دل میں جو معیار استحقاق خلافت کا قرار دیا تھا وہ صحیح نہ تھا ۔ صرف کثرت عبادت اور تسبیح و تقدیس و تہلیل کی بنا پر کسی کو خلیفہ نہیں بنایا جا سکتا بلکہ اس کے لئے بڑے علم کی ضرورت ہے اور اس کے ساتھ قوت استنباط کی بھی، جو ملائکہ میں مفقود تھی ۔

ع ۳ :- روئے زمین پر جو نسل آدم پھیلنے والی تھی ۔ اس کی ہدایت کے لئے انہی کا ہم جنس ہونا ضروری تھا ۔ ملائکہ اس خدمت کو انجام نہیں دے سکتے تھے کیونکہ وہ جنس انسان سے نہ تھے

ع ۴ :- ملائکہ کو جس سجدہ کا حکم دیا گیا تھا وہ تعظیمی تھا جس سے جسد آدم کی نہیں بلکہ اس روح نبوتی کی تعظیم مقصود تھی جو جسد آدم میں داخل ہو چکی تھی ۔ لہٰذا معلوم ہوا سجدۂ تعظیمی جائز ہے ۔

ع ۵ :- جو مسمیات ملائکہ کے سامنے نام بتانے کو پیش کئے گئے تھے وہ ذوی العقول میں سے تھے کیونکہ عرضھم میں ھُم کی ضمیر اسی کا ثبوت ہے کیونکہ اس کا استعمال ذوی العقول کے لئے ہی ہوتا ہے ۔ غیر ذوی العقول کے لئے تو ھا کی ضمیر لائی جاتی ہے ۔

ع ۶ :- آدم جس جنت میں تھے وہ جنت ارضی تھی اگر جنت خلد ہوتی تو اس سے نکلتے ہی انسان

ےؐ ۱۔ اِهْبِطُوْا کا لفظ بتاتا ہے کہ وہ جنت مقام بلند پر تھی اس سے نیچے اترنے کا حکم دیا گیا۔ جنت خُلد میں کوئی درخت ایسا نہیں ہوگا جس کا پھل کھانا ممنوع ہو۔

ےؔ ۱۔ خدا نے آدم کی نافرمانی نہیں کی بلکہ دشمن کے بہکانے میں آگئے ورنہ ان کی توبہ قبول نہ ہوتی۔

ےؑ ۱۔ آدم کو خلیفہ ارض بنایا گیا تھا لہٰذا جب وہ بحیثیت خلیفہ زمین پر آئے تو پھر شیطان ان کو نہ بہکا سکا۔ اس سے پہلے جو کچھ ہوا وہ دوسری دنیا کا معاملہ ہے۔ اس کا قیاس اس دنیا کے حالات پر کرنا صحیح نہیں۔

ےؐا ۱۔ آدم سے شیطان کی دشمنی از روئے حسد تھی۔

---

# ۲۔ قصہ آدمؑ

## شیطان کا سجدہ سے انکار

پ ۔ الاعراف ع ۲۔ آیت ۱۱ ۔ پھر ہم نے ملائکہ سے کہا تم سب کے سب آدم کو سجدہ کرو، شیطان کے سوا سب نے سجدہ کر لیا۔ وہ سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا ۝

اللہ نے فرمایا جب میں نے تجھے حکم دیا تو پھر تجھے سجدہ کرنے سے کس نے روکا وہ کہنے لگا میں آدم سے افضل ہوں کیونکہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے ۝

خدا نے فرمایا دیکھے یہ غرور ہے (تو دہشت سے) نیچے اتر جا کیونکہ تیری مجال نہیں کہ تو یہاں تکبر و غرور کرے تو یہاں سے نکل بیشک تو ذلیل لوگوں میں سے ہے ۝

## شیطان کا مہلت مانگنا

اس نے کہا تو (خیر) مجھے اس دن تک کے لئے موت سے مہلت دیدے جس دن

Marfat.com

ساری خدائی کے لوگ دوبارہ زندہ ہو کر اٹھا کھڑے کئے جائیں گے ٥
خدا نے فرمایا (اچھا منظور) تجھے مہلت دی گئی ٥

## بہکانے کا وعدہ

اس نے کہا تو نے میری راہ تو ماری ہی ہے میں بھی تیری سیدھی راہ پر بنی آدم کو گمراہ کرنے کے لئے تاک میں بیٹھوں گا تو پھر ان کے آگے سے ان کے پیچھے سے اور ان کے دائیں سے اور ان کے بائیں سے (غرض ہر طرف سے) ان پر آپڑوں گا اور ان کو بہکاؤں گا اور تو ان میں سے بہتیروں کو شکر گزار نہیں پائے گا۔

خدا نے فرمایا تو یہاں سے بُرے حال میں راندہ درگاہ ہو کر نکل جا اور ان لوگوں میں سے جو تیرا کہا مانیں گے میں یقیناً تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا ٥

## شیطان کا آدم علیہ السلام کو بہکانا

اور آدمؑ سے کہا اے آدم تم اور تمہاری بی بی دونو بہشت میں رہا سہا کرو اور جہاں سے چاہو کھاؤ مگر خبردار اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ تم دونو اپنا آپ نقصان کروگے ٥ پھر شیطان نے ان دونو کے دل میں وسوسہ ڈالا تاکہ (نافرمانی کی بنا پر) ان کی شرمگاہیں جو ان (کی نظر سے بہشتی لباس کی وجہ) سے پوشیدہ تھیں کھول ڈالے۔ کہنے لگا: تمہارے پروردگار نے تم دونو کو درخت (کے پھل کھانے) سے صرف اس لئے منع کیا ہے کہ (مبادا) تم فرشتے بن جاؤ یا ہمیشہ زندہ رہ جاؤ ٥

اور ان دونو کے سامنے قسمیں کھائیں کہ میں یقیناً تمہارا خیر خواہ ہوں ٥

## پھل کھانے کا نتیجہ

غرض کہ دھوکہ سے ان دونو کو (پھل کے کھانے) کی طرف مائل کیا۔ جونہی ان دونو

Marfat.com

اس درخت کے پھل کو چکھا، بہشتی لباس گر گیا اور ان دونوں کی شرم گاہیں ظاہر ہو گئیں وہ بہشت کے پتے اپنے پر لپیٹنے لگے پروردگار نے ان کو آواز دی۔ کیوں میں نے تم دونوں کو اس درخت کے پاس جانے سے منع نہیں کیا تھا اور کیا یہ نہیں بتا دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے ٥

دونوں عرض کرنے لگے۔ اے ہمارے پالنے والے ہم نے اپنا آپ نقصان کیا اگر تو معاف نہ فرمائے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو پھر ہم گھاٹے ہی گھاٹے میں پڑیں گے ٥

حکم ہوا تم میاں بی بی اور شیطان سب بہشت کے نیچے اتر و تم میں سے ایک کا ایک دشمن ہے اور ایک خاص وقت تک تمہارا زمین میں ٹھہراؤ اور زندگی کا سامان ہے ٥

اور یہ بھی فرمایا کہ تم زمین میں زندگی بسر کرو گے اور مرو گے بھی اسی میں اور اس سے پھر زندہ کر کے نکالے جاؤ گے ٥

---

ف ۱۔ ملائکہ معصوم تھے، مزاج شناس قدرت تھے۔ بہت جلد بات کی تہ کو پہنچ گئے اور سجدہ کر لیا۔

ف ۲۔ شیطان جن تھا جس کی طبیعت میں سرکشی ہے انکار کر بیٹھا گو ملائکہ کی صحبت میں رہتا تھا مگر چونکہ معصوم نہ تھا صحبت نے کوئی فائدہ نہ دیا۔

شمشیر نیک ز آہن بد چوں کند کسے
ناکس بہ تربیت نشود اے حکیم کس

ف ۳۔ احکام الٰہیہ میں قیاس کرنا ممنوع ہے۔ سب سے پہلا قیاس کرنے والا شیطان ہے اس نے قیاس کی بنیاد ڈالی اور آگ کو مٹی پر ترجیح دی وہ سمجھا ہی نہیں کہ افادیت کے لحاظ سے آگ اور مٹی میں کیا فرق ہے۔

ف ۴۔ غرور کا سر ہمیشہ نیچا ہوتا ہے۔ کم بخت نے اکڑ تکڑ کر کے ہمیشہ کو اپنا ستیاناس

Marfat.com

مار لیا اور ہر طرف سے پھٹکار اپنے لئے مول لے لی عزت کی زندگی چھوڑ کر کیسی ذلت

میں گرفتار ہو گیا۔

۵۵؎ ۔ مہلت تو اس نے قیامت کے دن تک کی مانگی تھی مگر ملی وقت معلوم (ظہور

حضرت حجت تک) یہ مہلت بھی اس عبادت کا صلہ تھا جو ہزارہا سال وہ زمین پر

کر چکا تھا۔

۶؎ ۔ شیطان یہ وعدہ کر کے وہاں سے آیا ہے کہ وہ روئے زمین بنی آدم کو ہر طرف

بہکائے گا اور بہت سے لوگوں کو خدا کی شکر گزاری سے محروم کر دے گا۔ لہٰذا مومن کو چا

کہ شیطان کا مقصد پورا نہ ہونے دے۔

۷؎ ۔ اس کی اس سینہ زوری کا جواب قدرت کی طرف سے یہ ملا کہ میں بھی تجھے اور تیر

ماننے والوں کو جہنم میں جھونک دوں گا خدا کا یہ وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔

۸؎ ۔ آدم اور حوا کے لئے جنت میں قیام مستقل تو تھا نہیں کیونکہ آدم کو تو بحیثیت خلی

زمین ایک نہ ایک دن یہاں آنا تھا اگر شیطان کے بہکانے میں نہ آجاتے تو عزت و آ

سا تھ وہاں سے نکلتے۔ شیطان کے دل میں تو عداوت کی آگ بھڑک ہی رہی تھی لہٰذا اس

پوری کوشش اس بارے میں کی کہ جیسے میں نکالا گیا ہوں آدم و حوا بھی یہاں نہ رہنے

میاں بی بی اس لئے دھوکے میں آ گئے کہ اس سے پہلے فریب کی کوئی صورت ان کی نظر

شیطان کا یہ پہلا ہی وار تھا۔ پھر ظالم نے غضب یہ ڈھایا کہ خدا کی جھوٹی قسم کھا کر بیا

آدم کو یقین آجانا کچھ بعید نہ تھا اوّل تو عزت و جلال ایزدی کا تقاضا تھا کہ صحیح سمجھ

اس سے پہلے کسی نے جھوٹی قسم کھائی بھی نہ تھی۔ بہر حال چوک ہو گئی اور بڑی سخت چوک

۹؎ ۔ آدم کے اس واقعہ سے یہ پتہ چل گیا کہ انسانی فطرت میں یہ کمزوری ہے کہ شیط

ہے اور اس پر چل سکتا ہے۔

۱۰؎ ۔ معلوم ہوتا ہے کہ جسد آدم و حوا میں اس وقت تک کوئی ایسی مادی چیز داخل

Marfat.com

تھی۔ جس کا فضلہ جسم سے باہر آنا ضروری ہوتا اور اس کی مادی کثافت سے، جنت کا نورانی لباس بدن سے اتر جانا۔

۱۱ ۱۔ مادی لباسوں میں انسان کا سب سے پہلا لباس شرم گاہوں کو چھپانے کے لیے درختوں کے پتے تھے۔ معلوم اس دنیا میں آنے کے بعد کب تک یہ سبز خلعت پہنا پڑا ہوگا

۱۲ ۱۔ آدم نے توبہ کی اور وہ قبول ہو گئی اور ہو جانی چاہیئے تھی کیونکہ کوئی حرام چیز نہیں کھائی تھی ورنہ گیہوں کھانا ان پر اور ان کی اولاد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتا۔ یہ تو اس جنت کی احتیاطی صورتوں میں سے ایک صورت تھی۔ دوسرے بہکانے میں آ گئے تھے اپنی رضا و رغبت سے نہیں کھایا تھا۔ خدا نے منع کیا تھا انہی کے فائدہ کے لئے یعنی تحریمی نہ تھی کہ کھانا حرام ہوتا بلکہ تنزیہی تھی کہ نہ کھاتے تو اچھا ہوتا۔ صاف بات یہ ہے جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے۔

حسنات الابرار سیئات المقربین (نیکوں کی نیکیاں خدا کے مقرب بندوں کے معاملے میں گناہ بن جاتی ہیں۔ خدا اور رسول کی باتیں وہی جانیں ہماری سمجھ سے باہر ہیں۔

## ۳۔ قصہ آدمؑ

پ ۱۴۔ الحجر ع ۳ - آیت ۲۸ ۱۔ اے رسولؐ وہ وقت یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک آدمی کو خمیر کی ہوئی مٹی سے جو سوکھ کر کھن کھن بولنے لگے پیدا کرنے والا ہوں ۵

جب میں اسے ہر طرح درست کر چکوں اور اس میں اپنی (طرف سے) روح (نبوتی) پھونک دوں تو تم سب کے سب اُن کے سامنے سجدہ میں گر پڑنا ۵

سب ملائکہ نے (یہ سنتے ہی) سجدہ کر لیا ۵

شیطان کا سجدہ سے انکار۔ مگر ابلیس نے سجدہ کرنے والوں

یں شامل ہونے سے انکار کر دیا ٥
خدا نے کہا اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں یں شامل نہ ہوا ٥
اس نے کہا یں ایسا گیا گزرا تو ہوں نہیں کہ ایسے آدمی کو سجدہ کر بیٹھوں، جسے
تو نے سڑی ہوئی کھن کھن بولنے والی مٹی سے پیدا کیا ہے ٥
خدا نے فرمایا اچھا یہ بات ہے تو، تو بہشت سے نکل جا بیشک تو مردود ہے
اور یقیناً تجھ پر قیامت تک پھٹکار پڑے گی ٥

## شیطان کا بہکانے کا وعدہ

اس نے کہا خیر تو مجھے اس دن تک کی مہلت دے جب کہ (لوگ دوبارہ زندہ کر
کے) اٹھائے جائیں گے ٥ (اچھا) وقت مقررہ کے دن تک کی تجھے مہلت دی گئی
اس نے کہا اے میرے پروردگار تو نے مجھے راستہ سے الگ تو کیا ہی ہے میں
دنیا کے ساز و سامان کو عمدہ کر دکھاؤں گا اور ان سب کو بہکاؤں گا مگر ان میں سے جو تیرے
مخلص بندے ہیں میرے بہکانے میں نہ آئیں گے ٥
خدا نے فرمایا یہی وہ سیدھی راہ ہے جو مجھ تک پہنچتی ہے ٥
خدا نے فرمایا جو میرے مخلص بندے ہیں۔ ان پر تجھے کسی طرح حکومت نہ
ہاں جو تیری پیروی کرے گا اس پر تیرا زور چل جائے گا ٥
ہاں یہ بھی یاد رہے کہ ان سب کے لئے آخری وعدہ جہنم ہے ٥

---

۱:۔ آدمی کی خلقت مٹی سے ہوئی ہے۔ لہٰذا اس کے استعمال کی ہر شے خواہ اس کی
غذا ہو یا لباس یا رہائش وغیرہ۔ سب سامان مٹی کا ہے۔ لذیذ سے لذیذ غذائیں جو
ہے اور فخر کرتا ہے۔ صناع قدرت نے وہ سب مٹی کی بنا کر اسے کھلائی ہیں۔

لباس کو ہر سامان زندگی کو اگر زمین میں دبا دیا جائے تو چند روز بعد وہ سب مٹی بن
ائے گا۔

۔ انسان کے جسم مادی کو قوائے ظاہری و باطنی سے درست کر کے اعضا اور جوارح
اپنے مقام پر ٹھیک ٹھاک کر کے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا۔ اب میں اپنی روح
اص (روح نبوتی جو ورائے علم و حکمت ہے) اس میں داخل کرتا ہوں۔ پس اس کے داخل
تے ہی تم سجدہ میں گر پڑنا۔ اللہ اللہ یہ روح نبوتی خدا کی کیسی عجیب و غریب مخلوق ہے
ایک معصوم جماعت کو اس کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ دنیا والوں نے جو اس کی
ے قدری کی۔ ایک روز اس کی سزا بھی بھگتنی پڑے گی۔

ملائکہ سمجھ گئے کہ یہ روح نبوتی ضرور کوئی بڑی چیز ہے لہٰذا سب نے سجدہ کر لیا۔

شیطان احمق بات کی تہ کو نہ پہنچا اکڑ مکڑ کرنے لگا اور اپنی شیخی بگھارنے لگا
یں اتنا ذلیل اور بیوقوف نہیں کہ ایک سڑی ہوئی مٹی کے مجسمے کو سجدہ کرنے لگوں یہ
ی کوئی بات ہوئی کہ ایک افضل کو ایک ادنیٰ کے سامنے جھکایا جا رہا ہے۔

یہ گستاخانہ کلام اور خدا کے سامنے نتیجہ یہ ہوا کہ مردود کر کے جنت سے نکال دیا
ا اور قیامت تک لعنت کی پھٹکار کا طوق گلے میں ڈال لیا۔

۔ قیامت تک جینے کی مہلت مانگی مگر ملی صرف وقت معلوم کے دن تک یعنی ظہور
م آل محمد تک۔ وہی اس کو قتل کریں گے۔ اگر اسے قیامت کے دن تک کی مہلت مل
اتی تو گناہوں کا سلسلہ قیامت تک چلتا رہتا اور یہ وقت نہ آنے پاتا کہ مشرق سے
رب تک صرف ایک دین اسلام پایا جائے گا اور بدی کا نام و نشان باقی نہ رہے گا
ی تو اس وقت تک ہے جب تک دنیا میں اس مردود کا وجود موجود ہے جب یہ جہنم
سید ہو جائے گا تو پھر نیکی ہی نیکی ہوگی۔

۔ شیطان کے بہکانے کا سب سے خوفناک طریقہ یہ ہے کہ اس نے دنیا کی ہر چیز

Marfat.com

کو انسان کی نظر میں محبوب بنا رکھا ہے۔ ایک مٹی کا کوزہ بھی اگر ٹوٹ جاتا ہے تو اس کو صدمہ ہوتا ہے۔ ایک سوئی کھوئی جاتی ہے تو بلبلا جاتا ہے۔ ہر چیز کی طرف محبت کی رگوں کا کھینچنا اس کو دنیا کے جال میں ایسا پھانستا ہے کہ وہ خدا کو اور روز قیامت کے عذاب کو بھولتا جاتا ہے۔ جتنا انہماک فی الدنیا وہ زیادہ دیکھتا ہے اتنا ہی خوش ہوتا ہے اور اس کو اپنے مقصد میں کامیابی نظر آتی ہے۔ کاش! انسان اس کو سمجھتا اور ان مخلص بندوں میں سے بن جاتا جن پر شیطان کا جادو نہیں چلتا۔

مخلص بندوں نے شیطان کے پھندے میں نہ پھنسنے سے یہ ثابت کر دیا کہ شیطان کے اغوا سے بچا جا سکتا ہے اگر انسان بچنا چاہے۔

---

# ۴۔ قصّہ آدمؑ

## ابلیس کا قیاس

پ ۱۵۔ بنی اسرائیل ع ۷، آیت ۶۱ تا ۔ جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے وہ (غرور میں جھک کر) کہنے لگا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں، جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے (اور شوخی سے) بولا (بھلا دیکھو تو) یہی تو وہ شخص ہے جس کو تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے اگر تو مجھ کو قیامت تک کی مہلت دیدے تو میں دعویٰ سے کہتا ہوں (بہت تھوڑے سے لوگوں کے سوا) اس کی نسل سے باقی سب کی جڑ کاٹتا رہوں گا ○

خدا نے فرمایا (چل دور ہو) ان میں سے جو شخص تیری پیروی کرے گا تو دیا تم سب کی جزا جہنم ہے اور وہ بھی پوری پوری سزا ○

Marfat.com

(بنی آدم میں سے) جس کو تو اپنی چکنی چپڑی باتوں سے بہکا سکے، بہکا - اور اپنے
یلوں کے لشکر سے سوار ہوں یا پیادے سب کو ساتھ لے کر چڑھائی کر اور مال
اولاد میں ان کے ساتھ ساجھا کر اور ان سے خوب جھوٹے وعدے کر دمگر یہ سمجھ لے
تم سب کی سزا جہنم ہے) (یاد رکھو) شیطان کے تو سب وعدے جھوٹے ہی
وٹے ہیں) ○

میرے خاص بندوں پر تیرا زور نہیں چل سکتا۔

---

۱۔ جا بجا آدم کا قصہ ابلیس کے قصہ سے دست و گریباں ہے۔ شیطان کی نافرمانی
سجدہ سے انکار کا ذکر اللہ تعالیٰ نے جا بجا کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سجدہ
بڑی عظمت تھی اور وہ صرف اس بنا پر کہ شیطان نے اس سے انکار کر کے روحِ نبوت
توہین کی تھی اور ابلیس کا یہ گناہ ناقابلِ معافی قرار دیا گیا۔ نیز یہ کہ توہینِ حکمِ الٰہی کرنے والا
رحمت اور فضائے قدس میں رہنے کے قابل نہیں ہو سکتا۔

۲۔ شیطان اپنی ڈھٹائی سے یہ دھمکی دے چکا ہے کہ وہ بنی آدم کو بغیر بہکائے چھوڑے
یں۔ وہ فریب دہی کا پورا پورا ساماں اپنے چیلوں چانٹوں کے ساتھ لے کر آتا ہے
ل انسان کو اس سے بہت باخبر رہنا چاہیئے - وہ اعمال صالحہ کے سلسلے میں کوئی ایسا
رنگا لگاتا ہے کہ وہ عمل نیکی کی حد سے خارج ہو جاتا ہے۔

۳۔ شیطان نے فضیلت کے معیار کو سمجھا ہی نہیں۔ وہ مٹی اور آگ کے چکر میں پھنسا
ا اور کمالاتِ نبوت کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھا۔ شیطان کے اس چکر میں پھنس کر بے شمار
ت بہک گئے اور وہ انبیاء و آئمہ کو اپنے ہی جیسا آدمی سمجھ کر ان کے فضائل سے
نکر بن بیٹھے۔

# ۵- قصّہ آدمؑ

پ ۱۵- الکہف ع ۷- آیت ۵۰-۵۱- اے رسول وہ وقت یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو- ابلیس جنات سے تھا- اس لئے اپنے پروردگار کے حکم سے نکل بھاگا تو (لوگو) کیا مجھے چھوڑ کر اس کو اور اس کی اولاد کو اپنا دوست بناتے ہو- حالانکہ وہ تمہارے قدیمی دشمن ہیں- جن ظالموں نے خدا کے بدلے شیطان کو اپنا دوست بنایا ان کے لئے کیا بُرا بدلہ ہے ۝

میں نے نہ تو آسمان و زمین کے پیدا کرتے وقت ان کو مدد کے لئے بلایا تھا اور نہ خود ان کے پیدا کرنے کے وقت اور میں ایسا (کیا گیا گزرا) تھا کہ گمراہ کرنے والوں کو مددگار بناتا ۝

---

۱- ابلیس قوم جن سے تھا- روئے زمین پر جب قوم نسناس بستی تھی جو قوم جن سے تھی تو آپس میں ہمیشہ برسر جنگ رہتی تھی- شیطان کو قدرت نے ان پر حاکم بنایا تھا ان کے درمیان رہ کر شیطان نے ہزار سال خدا کی عبادت کی- جب بحکم خدا قوم نسناس پر عذاب آیا اور وہ سب ہلاک ہو گئے تو ابلیس ملائکہ کے ساتھ رہنے لگا-

۲- اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ہدایت کر رہا ہے کہ شیطان اور اس کی اولاد کو اپنا دوست نہ بناؤ- یعنی اس کے بہکانے میں نہ آؤ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے-

خدا نے کسی وقت ان سے مدد نہ لی- مطلب یہ ہے کہ سرکش اور نافرمان گروہ اس قابل ہی نہیں جن سے کوئی انسان مدد لے ان کو تو اپنے سے دور ہی دور رکھنا چاہیے

۳- جب اولاد آدم کے یہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان کے ہاں بھی ہوتا اور اس طرح اس کی اولاد بھی بنی آدم کی طرح بڑھتی جاتی ہے- اس کو ہمزاد یعنی ساتھ پیدا

Marfat.com

ہونے والا کہا جاتا ہے۔ بہت کے عمل ایسے ہیں کہ ان سے ہمزاد قابو میں کر لیا جاتا ہے۔

## ۶۔ قصّہ آدمؑ

پ۱۶ ،طرح ۷ ،آیت ۱۱۵ ،۱۱۶ :- ہم نے آدم سے پہلے ہی عہد لے لیا تھا کہ اس درخت کے پاس نہ جانا) آدم اس عہد کو بھول گئے ہم نے انہیں ثبات و استقلال والا نہ پایا ٥

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کر لیا مگر شیطان نے انکار کیا۔ تو ہم نے آدم سے کہا اے آدم یہ یقیناً تمہارا اور تمہاری بی بی کا دشمن ہے کہیں یہ تم دونوں کو جنت سے نکلوا نہ دے۔ اور تم دنیا کی مصیبت میں پھنس جاؤ ٥ اس میں کچھ شک نہیں کہ بہشت میں تمہیں یہ آرام ہے کہ نہ تو یہاں بھوکے رہو گے اور نہ ننگے پھرو گے۔ نہ یہاں پیاسے رہو گے اور نہ دھوپ کھاؤ گے ٥ شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا۔ کہنے لگا:-

## شیطان نے کیسا بہکایا

اے آدم کیا میں تمہیں ہمیشگی (کی زندگی) کا درخت اور وہ سلطنت جو کبھی زائل نہ ہو۔ بتا دوں ٥ چنانچہ دونوں میاں بی بی نے اس میں سے کچھ کھا لیا تو ان کا آگا پیچھا کھل کر ان پر ظاہر ہو گیا اور دونوں بہشت کے پتے اپنے آگے پیچھے چپکانے لگے ٥ آدم نے اپنے پروردگار کی نافرمانی تو (راہ صواب سے) بے راہ ہو گئے ٥

اس کے بعد ان کے پروردگار نے برگزیدہ کیا اور اس کی توبہ قبول کی اور سان کو ہدایت

Marfat.com

کہ فرمایا کہ تم بہشت سے نیچے اتر جاؤ تم میں سے ایک کا ایک دشمن ہے۔

ان آیات میں بہت سے باتیں قابل توضیح ہیں:۔

۱:۔ آدم سے یہ عہد لیا گیا تھا کہ ممنوعہ درخت کا پھل نہ کھانا۔ انہوں نے وعدہ کر لیا مگر پھر بھول گئے اور شیطان کے بہکانے میں آکر کھا لیا۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں یہ ممانعت صرف آدم وحوا کی بہتری کے لئے تھی نہ کھاتے تو کچھ دن اور جنت میں رہتے۔ کیونکہ انہیں تو ایک نہ ایک دن زمین پر آنا ہی تھا۔ ایسے گناہ کو ترکِ اولیٰ کہتے ہیں۔ اس کا صدور انبیاء سے ممکن ہوتا ہے۔ خدا ایسی بھول چوک کو معاف کر دیتا ہے اب رہا جنت سے نکالا جانا تو یہ اس عمل کا نتیجہ تھا۔ اس کو ایک مثال سے سمجھئے:۔

آپ ایک لڑکے سے کہیں بیٹا دوڑ کر نہ چلو گر پڑو گے۔ وہ نہیں مانتا اور گر پڑتا ہے۔ اس کے گھٹنوں میں چوٹ آجاتی ہے۔ پس جو کچھ کہا گیا تھا لڑکے کی بہتری کے لئے تھا اور چوٹ لگنا کسی جرم کی سزا نہ تھی بلکہ اس فعل کا اثر تھا۔ چونکہ آدم نے ایک مادی چیز کھالی تھی لہٰذا اس کا اثر یہی تھا کہ وہ جنت سے باہر ہو جائیں۔

۲:۔ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ شیطان کا سجدہ سے انکار مزاج قدرت پر سخت گراں تھا۔ اسی لئے بار بار اس کا ذکر آتا ہے۔ نافرمانی اور خدا کی نافرمانی وہ بھی اس سرکشی کے ساتھ۔ یقیناً ایک ایسا عظیم الشان گناہ تھا کہ خدا اپنے بندوں کو بار بار اس کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

۳:۔ بہشت میں آدم وحوا کو بڑا آرام تھا۔ اس آیت میں اس کا اجمالاً ذکر کیا گیا ہے۔ ذراسی چوک میں دونوں میاں بی بی اس آرام سے محروم ہو گئے اور مصیبت بھری دنیا میں آبسے۔

Marfat.com

باپ کی اس حالت سے اولاد کو سبق لینا چاہیئے اور زندگی کے ہر موڑ پر بڑی احتیاط سے قدم اٹھانا چاہیئے تاکہ زندگی میں تلخی کی صورت پیدا نہ ہو۔

مسئلہ:۔ شیطان کو آدم کا خلیفہ بنایا جانا سخت ناگوار تھا جب وہ ان کے مقابلے میں کامیاب نہ ہو سکا تو اب اسے یہ سوجھی کہ کس طرح میاں بی بی دونو کو جنت سے نکلوا دے اب اس نے حیلہ کی یہ صورت نکالی کہ بڑے شفقت آمیز الفاظ میں کہا۔ آدم تم نے اس پر غور بھی کیا کہ اس درخت کے کھانے سے تمہیں کیوں منع کیا گیا ہے۔ بات یہ ہے کہ خدا نہیں چاہتا کہ تمہیں دوامی زندگی عطا کرے اور تمہیں لازوال سلطنت بخش دے۔ یہ تو کوئی اچھی بات نہ ہوئی میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس منع کرنے میں یہی راز ہے تم بے کھٹکے کھالو کچھ بھی نقصان نہ ہوگا۔ آدم کو چاہیئے تھا کہ اس بات کی تہ کو پہنچتے مگر وہ اس کو دشمن سمجھے ہی نہیں اور قسم کھانے سے یہ یقین آگیا کہ یہ غلط گوئی نہیں کر رہا۔

زمین پر آنے کے بعد اس ترک اولیٰ کی ندامت میں سالہا سال روئے خدا سے توبہ کی خدا نے ان کی توبہ قبول کر لی۔ اگر درخت سے پھل کھانا کوئی گناہ عظیم ہوتا تو ان کو خلافت سے ضرور محروم کر دیا جاتا اور توبہ قبول ہی نہ کی جاتی۔

# ۷۔ قصہ آدمؑ

## ملائکہ کا سجدہ کرنا

پ ۱۴ ص ع ۴ آیت ۲۸، ۲۷۔ اے رسول وہ وقت یاد کرو جب تمہارے رب نے ملائکہ سے کہا میں گیلی مٹی سے ایک آدمی بنانے والا ہوں۔ پس جب میں اسے درست کر لوں (آدم کا پتلا بنالوں) اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم سب اس کے سامنے سجدہ میں گر پڑنا

Marfat.com

پس تمام ملائکہ نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا وہ شیخی میں آگیا اور کافروں میں سے ہو گیا ٥ خدا نے کہا اے ابلیس جس چیز کو میں نے اپنے ید قدرت سے پیدا کیا۔ بھلا اس کو سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے روکا۔ کیا تو نے تکبر کیا۔ کیا واقعی تو بڑے درجہ والوں میں سے ہے۔

## ابلیس کا قیاس

اس نے کہا میں آدم سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے گیلی مٹی سے (کہاں آگ کہاں مٹی)

خدا نے فرمایا تو یہاں سے نکل جا دور ہو۔ تو یقینی مردود ہے اور تجھ پر روز قیامت تک میری پھٹکار پڑے گی ٥

## شیطان کا مہلت مانگنا

شیطان نے کہا اے پروردگار مجھے اس دن تک مہلت دے (زندہ رکھ) جس میں سب لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے ٥

فرمایا تجھے ایک وقت معین کے دن تک مہلت دی گئی ٥

اس نے کہا تیرے عزت وجلال کی قسم ان میں سے تیرے خالص بندوں کے سوا میں سب کو بہکاؤں گا ٥

فرمایا۔ ہم بھی حق بات کہے دیتے ہیں اور میں تو حق ہی کہا کرتا ہوں کہ میں تجھ سے اور وہ لوگ جو تیری تابعداری کریں گے ان سب سے جہنم کو ضرور بھر دوں گا ٥

Marfat.com

ت ۱ ۔ کہیں آدم کی خلقت کھن کھناتی مٹی سے بیان کی گئی ہے کہیں گیلی مٹی سے۔ یہ دو مختلف حالتوں کا بیان ہے۔ یعنی زمین سے ایسی مٹی لی گئی کہ اگر کوئی چیز اس سے بنائی جائے تو سوکھ کر کھن کھن بولے۔ لیکن جب اس سے آدم کا پتلا بنایا گیا تو اس کو خمیر کر کے لچلچا کیا گیا سوکھا نہ رکھا گیا۔

ت ۲ ٹھیک ٹھاک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب تمام جسم مادی بن جائے تمام اعضا و جوارح اپنے اپنے مقام پر درست ہو جائیں۔

ت ۳ ۔ اپنی روح پھونک دوں یعنی روح نبوتی جس کو میں نے اپنے ید قدرت سے خاص طور پر پیدا کیا ہے اور جو داعئے کمالات انسانی ہے اس میں پھونک دوں یعنی داخل کر دوں۔ یہ روح، روح حیات سے الگ ایک چیز ہے۔ انبیاء اور آئمہ کے سوا کسی اور سے اس کا تعلق نہیں ہوتا۔ اس روح پر عظمت کا سایہ ہوتا ہے۔

ت ۴ ۔ وہ کافروں میں سے ہو گیا اس سے معلوم ہوا آگے چل کر خلافت الٰہیہ سے انکار کرنے والے کچھ اور بھی ہوں گے۔

ت ۵ ۔ قدرت کا یہ سوال کہ کیا تو بڑے درجہ والوں میں سے ہو گیا۔ یہ بتاتا ہے کہ ملائکہ شیطان اور آدم کے سوا اس وقت ایک اور بھی مخلوق تھی جو عالین کہلاتی تھی۔ اور ملائکہ اور شیطان سب ان کو جانتے تھے ورنہ شیطان یہ نہ کہتا کہ تیرے مخلص بندوں کے سوا سب کو بہکاؤں گا درست نہ ہوتا۔ یہ مخلص بندے جو عالین کہلاتے اس کی نظر میں تھے اور ان کے حالات دیکھ کر سمجھ گیا تھا کہ یہ میرے بس میں آنے والے نہیں۔ یہی وہ ہستیاں تھے جن کو ملائکہ کے سامنے پیش کر کے ان کے نام پوچھے گئے تھے۔ یہ نورانی پیکر محمد و آل محمد کے تھے

ت ۶ ۔ شیطان کا یہ قیاس غلط تھا کہ آگ مٹی سے بہتر ہے۔ مٹی امین خلق ہے جو چیز اس میں دبا دی جائے تو بعینہٖ اس کو واپس کر دیتی ہے برخلاف اس کے آگ اس کو جلا کر بھسم کر دیتی ہے۔

Marfat.com

مٹی میں چیزوں کو نشو ونما بننے کی طاقت ہے آگ میں نہیں۔

مٹی میں تواضع اور انکساری ہے آگ میں نہیں۔

مٹی میں قدرت کے بے شمار ذخیرے پائے جاتے ہیں آگ میں یہ بات نہیں۔
چونکہ خدا نے مٹی کو آگ سے افضل قرار دیا ہے لہذا مرنے کے بعد آدمی کو مٹی کے سپرد کرنا چاہیے
نہ کہ آگ کی۔ جو لوگ اپنے مُردوں کو جلاتے ہیں وہ شیطان کے تابعین میں سے ہیں۔

# ۲۔ شیطان

پ البقرہ ع ۴ ۔ آیت ۲۵، ۔ قصۂ آدم میں دیکھیے۔

## جادو شیطان کا عمل ہے

پ ۔ البقرہ ع ۱۲ ۔ آیت ۱۰۲۔ اور اس منتر کے پیچھے پڑ گئے جس کو سلیمان کے زمانہ سلطنت میں شیاطین جپا کرتے تھے حالانکہ سلیمانؑ نے کفر نہیں اختیار کیا بلکہ شیطانوں نے کفر اختیار کیا وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے۔

---

ف ۱: آیات مذکورہ بالا سے پتہ چلتا ہے کہ جادو کا عمل شیاطین نے حضرت سلیمانؑ کے زمانہ میں ایجاد کیا وہ اس کے ذریعہ سے مردوں کو عورتوں سے جدا کر دیتے تھے۔

ف ۲: جادو شیطانی عمل ہے اس کا کرنے والا مستوجب سزا ہے۔

ف ۳: اگر جادو شیطان کا عمل ہے تو خدا نے اس کی تاثیر کو رد کا کیوں نہیں جواب یہ ہے کہ جب بارگاہ باری سے شیطان کو بنی آدم کے بہکانے کا بالکلیہ اختیار دے دیا گیا تو یہ جادو بھی اسی میں داخل ہے اگر اس سے روک دیا جائے یا اس کی تاثیر کو ختم کر دیا جائے تو شیطان

Marfat.com

یہ حجت پیش کرے گا چونکہ بنی آدم پر مجھے پورا اختیار نہ رہا۔ اس لئے وہ نیکی کی طرف مائل ہے ورنہ میں سب کو تیری راہ سے ہٹا دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے پورا اختیار دے کر اسے یہ دکھا دیا کہ جو میرے مخلص بندے ہیں وہ تیرے کسی فریب میں نہ آئیں گے اور کوئی کام میری مرضی کے خلاف نہ کریں گے باوجودیکہ شیاطین جادو کے زور سے نئے نئے کرشمے دکھاتے ہیں مگر جو صاحبان ایمان ہیں وہ ان کی طرف توجہ نہیں کرتے اور بھول کر بھی جادو کرنے کی طرف راغب نہیں ہوتے۔

## ۳۔ قصّہ شیطان

پ ۲۔ البقرہ ع ۲۱۔ آیت ۱۶۸۔ لوگو جو کچھ زمین میں ہے اس میں جو چیز حلال و پاکیزہ ہے اسے شوق سے کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو۔

ملا ۱۔ انسانی زندگی گزارنے کے لئے دو ہی راستے ہیں۔ ایک خدائی راستہ جس کی تعلیم کے لئے انبیاء و مرسلین کو بھیجا گیا۔ اس راستہ پر چلنے والوں کے لئے دینی اور دنیوی ہر قسم کی فلاح ہے دوسرا راستہ جو اس کے برخلاف ہے وہ شیطان کا راستہ ہے۔ جو لوگ ایمان سے بے نصیب ہیں وہ اس راستہ پر چل کر دین کے ساتھ اپنی دنیا بھی کھو بیٹھتے ہیں۔

## ۴۔ قصّہ شیطان

پ ۳۔ البقرہ ع ۲۷، آیت ۲۶۸۔ شیطان تم کو تنگ دستی سے ڈراتا ہے اور بری بات (بخل) کا تم کو حکم دیتا ہے اور خدا تم سے اپنی بخشش اور فضل و کرم کا وعدہ کرتا ہے ○

Marfat.com

جب کوئی شخص راہ خدا میں خرچ کرنا چاہتا ہے تو شیطان فوراً یہ وسوسہ دل میں ڈالتا ہے کہ یہ محنت سے کمایا ہوا روپیہ کیوں کسی کو دیا جائے اپنی دولت لٹا کر محتاج بن جانا کونسی عقلمندی ہے جو دوسروں کو دیا جائے وہ اپنے عیش و آرام میں کیوں نہ خرچ کیا جائے۔ خدا فرماتا ہے یہ وسوسہ دل سے نکال دو تم راہ خدا میں خرچ کرنے سے کبھی غریب نہ ہو گے اور غریب کیسے ہو سکتے ہو جب کہ ہمارا وعدہ ہے کہ اگر ایک روپیہ ہماری راہ میں خرچ کرو گے تو ہم اس کے بدلہ میں تمہیں دس دے دیں گے پس ہمارا وعدہ سچا ہے یا شیطان کا

## ۵۔ شیطان کا قصہ

پ الاعراف ع ۲۔ آیت ۱۱ تا ۔ قصۂ آدم میں پڑھو۔

## ۶۔ شیطان کا قصہ

## شیطان کے بہکانے سے بچو

پ الاعراف ع ۳۔ آیت ۲۷، ۔ اے اولاد آدم ہوشیار رہو کہیں تمہیں شیطان نہ بہکا دے جس طرح اس نے تمہارے ماں باپ (آدم و حوا) کو بہشت سے نکلوا چھوڑا اس نے ان سے بہشتی پوشاک اتروائی تاکہ ان دونوں کی شرم گاہیں دکھا دے وہ اور

اس کا کنبہ تمہیں اس طرح دیکھتا رہتا ہے کہ تم انہیں نہیں دیکھ پاتے۔ ہم نے شیطانوں کو انہی لوگوں کا رفیق قرار دیا ہے جو ایمان نہیں رکھتے ٥

---

اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو شیطان کے فریب سے بچانے اور ان کو نیک راستہ بتانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی مگر آدم کی اولاد ہے کہ جب جھکتی ہے شیطان کی طرف۔ کیونکہ اس نے دنیا کی چیزوں کو ان کی نظر میں زینت دے دی ہے۔ ایک جگہ ڈھول بجتا ہو تو لوگ اس کی آواز پر بھاگ کھڑے ہوں گے کہ یہ کیا ہے حالانکہ سب جانتے ہیں ڈھول میں خول ہے لیکن اذان کی آواز سنیں تو کوئی اس طرف توجہ نہیں کرتا۔ شیطان بُری طرح اس کے پیچھے پڑا ہوا ہے وہ چاہتا ہے کہ جس نے ان کے ماں باپ کو جنت سے نکلوایا ان کی اولاد کو ایسا گمراہ بنا دے کہ وہ جنت میں جا ہی نہ سکیں۔ وہاں ان کی شرم گاہیں کھلوائیں یہاں ان کی اولاد کو ننگا نچواتا ہے۔

---

## ۷۔ شیطان کا قصہ

## شیطان کا فریب

پ۱۰۔ الانفال - ع ۶۔ آیت ۴۸۔ جب شیطان نے ان کی کارستانیوں کو عمدہ کر کے دکھایا اور ان کے کان میں پھونک دیا کہ لوگوں میں کوئی ایسا نہیں جو تم پر غالب آسکے اور میں تو تمہارا مددگار ہوں۔ پھر جب دونوں لشکر مقابل ہوئے تو خود الٹے پاؤں بھاگ نکلا اور کہنے لگا میں تو تم سے بالکل الگ ہوں۔ میں تو وہ چیزیں دیکھ رہا ہوں جو تمہیں نہیں سوجھتیں۔ میں تو خدا سے ڈرتا ہوں اور خدا بڑا سخت عذاب دینے والا ہے۔

Marfat.com

یہ جنگِ بدر کا واقعہ ہے کہ شیطان نے دھوکہ کی ایک نئی صورت نکالی۔ ایک شخص کے بھیس میں آکر پہلے تو مشرکین کو جنگ پر اکسایا لیکن جب فرشتوں کا لشکر دیکھا تو بھاگ کھڑا ہوا۔ ایسی چالیں تو وہ ہمیشہ چلتا ہی رہتا ہے۔

## ۸۔ شیطان کا قصہ

پ۱۔ البقرہ ع۴۔ آیت ۳۴۔ قصہ آدم میں دیکھو۔

## ۹۔ شیطان کا قصہ

پ۱۴۔ النحل ع۸۔ آیت ۶۳۔ اے رسول خدا کی (اپنی) قسم۔ تم سے پہلے کئی امتوں میں ہم نے پیغمبر بھیجے تو شیطان نے ان لوگوں کی کارستانیوں کو ان کی نظر میں عمدہ کر کے دکھایا تو وہ آج بھی ان لوگوں کا سرپرست بنا ہوا ہے۔ حالانکہ

Marfat.com

اُسکے دردناک عذاب ہے ۞

انبیاء و مرسلین جب اپنی امتوں کے بدکاروں کو ہدایت کرتے تھے تو شیطان
ان کو بہکاتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ لوگ خواہ مخواہ تمہارے سر ہیں۔ جو تم کر رہے ہو، اچھے
سے اچھے کام ہیں جو کر رہے ہو، کئے جاؤ۔ وہ ان کا سرپرست بنا ہوا تھا یعنی ان سے
کہتا تھا تمہیں کوئی خطرہ نہیں آج بھی ایسا ہی ہے۔ لوگ کھلم کھلا جھوٹ بولتے ہیں
غیبت کرتے ہیں چوری کرتے ہیں حرام مال کھاتے ہیں، شیطان ان کی پیٹھ ٹھونک
دیتا ہے کہ اس کو کئے جاؤ، دوستو جو کر رہے ہو اس میں کوئی برائی نہیں۔

## ۱۰۔ شیطان کا قصہ

۔ النحل۔ ع ۱۳۔ آیت ۹۸: جب تم قرآن پڑھنے لگو۔ تو شیطان مردود کے
وسوسوں سے خدا کی پناہ طلب کر لیا کرو۔ اس میں شک نہیں کہ جو لوگ ایماندار ہیں وہ اپنے
پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ ان پر اس کا قابو نہیں چلتا۔ اس کا قابو چلتا ہے تو بس
انہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس کو دوست بناتے ہیں اور جو اس کو خدا کا شریک مانتے ہیں۔

## ۱۱۔ شیطان کا قصہ

۔ بنی اسرائیل۔ ع ۶۔ آیت ۵۳: اے رسول میرے دیکھیے) بندوں سے کہو
کافروں کو اچھے طریقے سے درمی سے بات کریں کیونکہ شیطان تو ایسی ہی باتوں
سے فساد برپا کرتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔

## ۱۲۔ شیطان کا قصہ

بنی اسرائیل۔ ع ۷۔ آیت ۶۱: قصہ آدم میں دیکھو

Marfat.com

## ۱۳۔ شیطان کا قصّہ

پ ۱۵۔ الکہف ع ۷۔ آیت ۵۰: قصہ آدم میں دیکھو۔

## ۱۴۔ شیطان کا قصّہ

پ ۱۷۔ الحج۔ ع ۷، آیت ۵۲: ۱۔ اے رسول ہم نے تم سے پہلے جب کبھی کوئی رسو
بھیجا تو یہ ضرور ہوا کہ جس وقت اس نے تبلیغ احکام کی آرزو کی تو شیطان نے
آرزو میں لوگوں کو بہکا کر خلل ڈال دیا جو وسوسہ شیطان ڈالتا ہے خدا اسے میٹ
ہے پھر اپنے احکام کو مضبوط کرتا ہے اور خدا بڑا واقف کار دانا ہے ○
اور شیطان جو وسوسہ ڈالتا ہے تو اس لئے کہ خدا اسے ان لوگوں کی آزمائش
ذریعہ قرار دے جن کے دلوں میں (کفر) کا مرض ہے اور جن کے دل سخت ہیں اور بیشک
ظالم (مشرکین) پرلے درجے کی مخالفت میں پڑے ہیں ○

---

ع ۱: ۔ شیطان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ جب انبیاء علیہم السلام تبلیغ احکا
کرتے تھے تو یہ ملعون سننے والوں کے دلوں میں یہ وسوسہ تو پیدا کر دیتا تھا کہ یہ لوگ
جیسے انسان ہیں ان کو ہم پر کیا فضیلت ہے کہ خدا کے احکام بس انہیں پر آتے
ان کا منشا اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ یہ ہم کو اپنے اباواجداد کے مذہب سے ہٹا
حکومت ہم پر قائم کرنا چاہتے ہیں ۔
ع ۲: ۔ شیطان کو انسان کے دل پر کچھ ایسا قابو حاصل ہے کہ وہ غائبانہ طو
ان کو بہکاتا ہے کیسی عجیب بات ہے کہ لوگ اس بات کو تو مانتے ہیں کہ شیطان
ہو کر بہکاتا ہے لیکن اس کو نہیں مانتے کہ خدا کا برگزیدہ بندہ جو امام منصوص من

Marfat.com

۔غائب ہونے کے باوجود خلق خدا کو ہدایت کر سکتا ہے۔ یہ عقل پر پتھر نہیں پڑے
گیا ہے۔

## ۱۵۔ شیطان کا قصہ

## شیطان کے قدم بقدم نہ چلو

النور۔ ع ۳۔ آیت ۲۱: اے ایمان والو شیطان کے قدم بقدم نہ چلو اور جو
اس کے قدم بقدم چلے گا تو وہ یقیناً بدکاری اور بری بات کرنے کا حکم دے گا۔

## ۱۶۔ شیطان کا قصہ

۱۔ الفرقان ع ۳۔ آیت ۲۷: شیطان تو انسان کو رسوا کرنے والا ہے ہی۔

## ۱۷۔ شیطان کا قصہ

## شیاطین کس پر نازل ہوتے ہیں

۱۔ الشعراء ع ۱۱۔ آیت ۲۲۲: کیا میں تمہیں بتا دوں کہ شیاطین کن لوگوں پر نازل
ہوتے ہیں (مومنو) ہر جھوٹے بدکردار پر نازل ہوتے ہیں۔

## ۱۸۔ شیطان کا قصہ

۱۔ السباء ع ۲۔ آیت ۲۰: شیطان نے اپنے خیال کو (جو ان کے بارے
میں) تھا سچ کر دکھایا، تو ان لوگوں نے اس کی پیروی کی مگر ایمانداروں کا ایک گروہ
تھا اور شیطان کا ان لوگوں پر کچھ قابو تو تھا نہیں مگر ہم ان لوگوں کو جو آخرت کا یقین
رکھتے ہیں ان لوگوں سے الگ دیکھیں جو اس کے بارے میں شک میں پڑے ہوئے

Marfat.com

ہیں اور تمہارا رب تو ہر چیز کا نگران ہے۔

## ۱۹۔ شیطان کا قصّہ

پ۲۲۔ فاطر ع۱ آیت ۶۔ بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن بنائے رہو۔ وہ تو اپنے گروہ کو بس اس لئے بلاتا ہے کہ وہ لوگ دسب کے سب) جہنمی بن جائیں۔

## ۲۰۔ شیطان کا قصّہ

پ۲۳۔ یٰس۔ ع۴۔ آیت ۶۰۔ اے اولاد آدم کیا میں نے تمہارے پاس یہ نہیں بھیجا تھا کہ دخبردار) شیطان کی پرستش نہ کرنا وہ یقیناً تمہارا کھلا دشمن

## ۲۱۔ شیطان کا قصّہ

## شیاطین کا آسمانوں پر جانا بند

پ۲۳۔ الصفٰت۔ ع۱۔ آیت ۶۔ ہم نے نیچے والے آسمان کو ستاروں کی آرائش سے آراستہ کیا اور ہر سرکش شیطان سے حفاظت کے واسطے بھی پیدا کیا کہ اب شیطان عالم بالا کی طرف کان بھی نہیں لگا سکتے اور دجہاں انہوں نے سن گن لینا چاہا) تو ہر طرف سے کھدیڑنے کے لئے شہاب پھینکے جاتے ہیں اور ان کے لئے یہ پائیدار عذاب ہے

---

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت سے پہلے شیاطین اول آسمان تک جا سکتے تھے اور وہاں جو باتیں فرشتوں سے سنتے وہ کاہنوں اور نجومیوں سے بیان کر دیتے تھے۔ لوگ انہیں سن کر رہبانوں اور نجومیوں کی کرامت کے معتقد ہو جاتے تھے اور انبیاء سے ان کو افضل جانتے تھے

حضرت ؐ کی ولادت کے بعد شیاطین کا آسمان پر جانا بند کر دیا گیا۔ اب اگر وہ
مان اوّل پر بھی کچھ فرشتوں کی باتوں پر کان لگانے کے لئے جاتے ہیں تو شہاب ثاقب
شعلے ان کو مارنے کے لئے بڑھتے ہیں اور وہ وہاں سے خائف ہو کر بھاگ پڑتے ہیں

## ۲۲۔ شیطان کا قصّہ

۲۳۔ ص۔ ع ۴۔ آیت ۷۱۔ قصہ آدم میں دیکھو۔

## ۲۳۔ شیطان کا قصّہ

## شیطانی وسوسہ سے پناہ مانگنا

۲۔ حمٓ السجدہ۔ آیت ۳۶۔ اگر تمہیں شیطان کی طرف سے وسوسہ ہو تو خدا کی
اہ مانگ لیا کرو (یعنی یہ کہا کرو۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم)

## ۲۴۔ قصّہ شیطان

۲۵۔ الزخرف۔ ع ۴۔ آیت ۳۶۔ جو شخص خدا کی یاد سے اندھا بنتا ہے ہم
دیا خود) اس کے واسطے شیطان مقرر کر دیتے ہیں تو وہ اس کا ہر دم کا ساتھی بنا ہے

خدا کے شیطان کو مسلط کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جو کفار و مشرکین ذکر الٰہی
سننا گوارا نہیں کرتے۔ ہم ان سے اپنی توفیقات کو سلب کر لیتے ہیں اور شیطان ان
مسلط ہو جاتا ہے۔ یہ ان کی بدکرداری اور جہالت کی سزا ہے کہ جاؤ مردار شیطان
کے جال میں پھنسو۔

## ۲۵۔ شیطان کا قصہ

پ ۲۶ محمد ع ۳ ۔ آیت ۲۵: ۔ جو لوگ صاف صاف معلوم ہونے کے بعد بھی راہ ہدایت سے الٹے پاؤں پھر گئے (کفر کی طرف) شیطان نے انہیں چکمہ دے کر ڈھیل دے رکھی ہے اور ان (کی تمناؤں) کی رسیاں دراز کر دی ہیں۔

## ۲۶۔ شیطان کا قصہ

## شیطانی گروہ

پ ۲۸۔ المجادلہ ع ۳ ۔ آیت ۱۹: ۔ شیطان نے ان پر قابو پالیا ہے اور خدا کی یاد ان سے بھلادی ہے یہ لوگ شیطان کے گروہ ہیں (سن رکھو) کہ شیطان کا گروہ گھاٹا اٹھانے والا ہے ۝

## ۲۷۔ شیطان کا قصہ

## منافقوں کی مثال

پ ۲۸۔ الحشر ع ۲ ۔ آیت ۱۶: ۔ (منافقوں کی) مثال شیطان کی سی ہے کہ انسان سے کہتا رہا کافر ہو جا۔ جب وہ کافر ہو گیا تو کہنے لگا میں تجھ سے بیزار ہوں۔ میں تو سارے جہان کے پروردگار سے ڈرتا ہوں ۝

---

بے عقل انسان خدا کو چھوڑ کر شیطان کا پیرو بنتا ہے لیکن شیطان اول تو اسے بڑے بڑے سبز باغ دکھاتا ہے لیکن جب احمق اس کے جال میں پھنس جاتا ہے تو جھٹ الگ جا کھڑا ہوتا ہے اور اس سے کہتا ہے تو خدا سے نہیں ڈرا مگر میں تو

Marfat.com

ڈرتا ہوں۔ اب تو جان اور تیرا خدا۔ اسی کو کہتے ہیں خسر الدنیا والاخرہ

## ۲۸۔ شیطان کا قصہ

### سب شیطان جن بھی ہیں اور انسان بھی

پ ۳۰۔ الناس ۱ اے رسول تم کہو میں لوگوں کے پروردگار، لوگوں کے بادشاہ، لوگوں کے معبود سے شیطانی وسوسہ کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں جو (خدا کے نام سے) پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کرتا ہے جنات میں سے ہو خواہ آدمیوں میں سے۔

---

شیطان دو قسم کے ہیں۔ ایک از قسم جن ہیں جو ابلیس کی اولاد میں ہیں۔ دوسرے از قسم انسان ہیں جو شیطان کے گروہ کے لوگ ہیں۔ پہلے شیطان ان کو راہ راست سے ہٹا لیتا ہے پھر یہ لوگ دوسرے لوگوں کو بہکاتے ہیں اور ایسے مشورے ان کو دیتے ہیں جو نیکی سے ہٹانے والے ہوں۔ دنیا میں شیطان کے چیلے چانٹے ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ وہ سب عزیز اور رشتہ دار ہوتے ہیں جو بہکاتے ہیں۔ چونکہ یہ خود فریب خوردہ ہوتے ہیں اس لئے دوسروں کی راہ بھی مارنی چاہتے ہیں۔ ایسے لوگ جو کچھ کہتے ہیں شیطان گویا ان کے اندر سے بولتا ہے۔

---

## ۳۰۔ قصہ ہابیل و قابیل

### ہابیل کی نذر قبول ہوئی

پ ۶ المائدہ ع ۱۵۔ آیت ۲۷۔ تم ان لوگوں سے آدم کے دونوں بیٹوں (ہابیل و قابیل)

Marfat.com

کا سچا قصہ بیان کرو جب ان دونوں نے خدا کی بارگاہ میں نیازیں چڑھائیں تو ان میں سے ایک کی (یعنی ہابیل) نذر تو قبول ہوتی اور دوسرے کی نذر قبول نہ ہوتی۔ تب قابیل نے (مارے حسد کے ہابیل سے) کہا میں تجھے ضرور مار ڈالوں گا اس نے جواب دیا (بھائی) اس میں اپنا کیا بس ہے۔ خدا تو بس پرہیزگاروں کی نذر قبول کرتا ہے۔ اگر تم میرے قتل کے ارادہ سے میری طرف اپنا ہاتھ بڑھاؤ گے تو بڑھاؤ مگر میں تمہارے قتل کے ارادہ سے اپنا ہاتھ بڑھانے والا نہیں کیونکہ میں تو اس خدا سے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے ضرور ڈرتا ہوں۔

## ہابیل کا قتل

میں تو ضرور یہ چاہتا ہوں کہ میرے اور تیرے دونوں کے گناہ تیرے سر دھرے جائیں اور تو اچھا خاصا جہنمی بن جائے اور ظالموں کی تو یہی سزا ہے۔

## کوّے کا قبر کھود کر بتانا

الغرض اس کے نفس نے بھائی کے قتل پر اسے بھڑکا ہی دیا۔ آخر ش (کم بخت نے) اس کو مار ہی ڈالا اور گھاٹا اٹھانے والوں میں سے ہو گیا (تب اسے فکر ہوئی کہ لاش کو کیا کرے) خدا نے ایک کوّے کو بھیجا کہ وہ زمین کریدنے لگا تاکہ اسے (قابیل کو) دکھا دے کہ اپنے بھائی کی لاش کو کیونکر چھپائے یہ دیکھ کر قابیل نے کہا ہائے افسوس کیا میں اس سے بھی عاجز ہوں کہ اس کوّے کی برابری کر سکوں (اگر ایسا ہی ہوتا) تو اپنے بھائی کی لاش کو چھپا دیتا وہ اپنی اس حرکت پر بہت پچھتایا۔

---

اس واقعہ میں کئی چیزیں قابل ذکر ہیں۔

Marfat.com

۱:۔ حسد کی بیماری کا اظہار سب سے پہلے آدم کے ایک بیٹے سے ہوا۔ اور وہ بھی اپنے سگے بھائی سے یہ آزار اولاد آدم میں اس وقت سے چلا آتا ہے اور قیامت تک چلتا رہے گا۔

۲:۔ یہ حسد اس بنا پر تھا کہ آدم اپنے بعد اپنا جانشین ہابیل کو بنانا چاہتے تھے کیونکہ وہ نیک سیرت انسان تھے برخلاف قابیل کے کہ وہ غنڈہ قسم کا آدمی تھا۔

۳:۔ قابیل بکریاں چراتا تھا لہٰذا اس نے ایک موٹا تازہ دنبہ اس خیال سے پہاڑ پر جا کر کھڑا ہو گیا کہ یہ قیمتی ہے خدا اس کو پسند کرے گا۔ ہابیل کھیتی باڑی کا کام کرتا تھا اس نے گیہوں کے درخت کا دانوں سے بھرا ہوا ایک مٹھا جا کر رکھا۔ آسمان سے بجلی گری اور اسی نے ہابیل کی نذر کو جلا دیا۔ یہی قبولیت کا نشان تھا۔

۴:۔ خدا کی بارگاہ میں صرف وہی نذر قابل قبول ہوتی ہے جو بخلوص قلب کوئی پرہیزگار آدمی پیش کرے وہاں یہ نہیں دیکھا جاتا ہے کہ کوئی نذر کس قیمت کی ہے۔ خلوص سے نماز میں بحالت رکوع ایک انگوٹھی پیش کرنے والے (حضرت علی علیہ السلام) کو ولایت کی سند مل جاتی ہے۔

۵:۔ حسد ایسی بری بلا ہے کہ آدمی سے اس کے حقیقی بھائی تک کو قتل کرا دیتی ہے۔ نفسانی بیماریوں میں سب سے بدترین بیماری ہے اس لئے خدا نے اس سے بچنے کے لئے خاص طور پر دعا کرنے کا حکم دیا ہے۔

۶:۔ انسانوں کو بہت سی باتیں بطور سبق جانوروں سے حاصل ہوئی ہیں جیسے کوے نے قبر کھود کر دبانا سکھایا۔

۷:۔ اگر مردوں کا جلانا خدا کو منظور ہوتا تو دبانے کا طریقہ تعلیم دینے کے لئے کوے کو نہ بھیجتا لہٰذا جو لوگ مردوں کو جلاتے ہیں وہ خدا کی مرضی کے خلاف کرتے ہیں۔

۸:۔ خدا کے نیک بندے بدی کا بدلہ بدی سے دینا پسند نہیں کرتے جیسا کہ

Marfat.com

ہابیل کے قول سے ظاہر ہوتا ہے۔

# ۴۔ حضرت ادریسؑ کا قصہ

پ ۱۶۔ مریم ۴ ۴۔ آیت ۵۷، ۵۶۔ اے رسول قرآن میں ادریس کا بھی تذکرہ کرو۔ اس میں شک نہیں وہ میرے سچے بندے اور نبی تھے ۵ اور ہم نے ان کو بہت اونچی جگہ بلند کر کے پہنچا دیا۔

حضرت ادریسؑ حضرت آدمؑ کی پانچویں پشت میں سے آپ حضرت نوحؑ کے پردادا تھے۔ آپ پر بکثرت صحیفے نازل ہوئے۔ آپ ہی فن کتابت، علم نجوم، حساب ہیئت فن، خیاطت، ترازو، پیمانہ اور دیگر قسم کے اوزاروں کے موجد تھے۔ آپ کا نام توریت میں اخنوخ ہے۔ آپ ہی کے زمانہ میں قوم کی شرارت کی وجہ سے پانی نہ برسا جب توبہ کی تو آپ کی دعا سے بارش خوب ہوئی۔ آپ ہمیشہ روزہ رکھتے اور اس قدر عبادت کرتے تھے کہ فرشتوں کو حیرت ہوتی تھی ایک مرتبہ ملک الموت بحکم خدا آپ کی زیارت کو آئے فرمایا تم میری روح قبض کرو تاکہ میں اس کی تلخی معلوم کروں۔ چنانچہ ملک الموت نے آپ کی روح قبض کی اس کے بعد پھر داخل بدن کر دی۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے آسمان پر لے چلو اور دوزخ و بہشت کی سیر کراؤ۔ الغرض آسمان پر گئے اور دوزخ و بہشت کی سیر کی ملک الموت نے کہا اب چلیئے میں آپ کو زمین پر واپس پہنچا دوں۔ اس پر خدا کا حکم ہوا اب انہیں یہیں رہنے دو۔ کیونکہ دنیا کی تکلیف اور موت کی سختی اٹھا چکے۔

(منقول از قرآن مترجمہ مولانا فرمان علی صاحب مرحوم)

## ۲

پ ۱۷۔ الانبیاء، ع ۶۔ آیت ۸۵۔ اور اسماعیل و ادریس و ذالکفل یہ سب صابر

بندے تھے۔

# حضرت نوحؑ کا قصہ

پ ۳۔ آل عمران ع ۴۔ آیت ۳۳۔ بیشک اللہ نے آدمؑ و نوحؑ اور خاندان ابراہیمؑ اور خاندان عمران کو سارے جہاں سے برگزیدہ کیا ہے ۝

## ۱۔ نوح علیہ السلام آدم ثانی ہیں

یوں تو ہر نبی خدا کا برگزیدہ اور منتخب بندہ ہوتا ہے لیکن یہاں جس اصطفٰی کا ذکر ہے۔ وہ ایک خصوصیت کی بنا پر ہے۔ آدم کا انتخاب ہوا۔ بے ماں باپ کے پیدا ہونے میں اور نوحؑ کا انتخاب ہوا۔ طوفان میں تمام دنیا کے غرقاب ہونے کے بعد دوبارہ اولاد نوح سے دنیا کے آباد ہونے کی بنا پر اسی لئے ان کو آدم ثانی کہتے ہیں۔

## ۲۔ نوحؑ کا قوم کو سمجھانا

پ ۸۔ الاعراف۔ ع ۸۔ آیت ۵۹۔ ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کے پاس رسول بنا کر بھیجا انہوں نے کہا۔ اے قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود ہے ہی نہیں۔ میں تمہاری نسبت قیامت کے دن بڑے خوفناک عذاب سے ڈرتا ہوں ۝ ان کی قوم کے چند سرداروں نے کہا ہم تو دیکھتے ہیں کہ تم کھلم کھلا گمراہی میں پڑے ہو ۝ نوح نے کہا۔ اے قوم مجھ میں گمراہی تو کچھ نہیں بلکہ میں تو رب العالمین خدا کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں تم تک اپنے پروردگار کے پیغامات پہنچائے دیتا ہوں اور تمہیں خیر خواہانہ نصیحت کرتا ہوں اور خدا کی طرف سے جو باتیں میں جانتا ہوں۔ تم نہیں جانتے ۝ کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہے کہ تم ہی میں سے ایک آدمی کے ذریعے سے تمہارے

رب کا حکم تمہارے پاس آیا۔ تاکہ وہ تمہیں عذاب سے ڈرائے اور یہ بتائے کہ تم پرہیزگار بنو تاکہ تم پر رحم کیا جائے ہ اس پر بھی لوگوں نے ان کو جھٹلایا۔ تب ہم نے ان کو اور جو لوگ ان کے ساتھ کشتی میں تھے ان کو بھی بچالیا اور باقی جتنے لوگوں نے جھٹلایا تھا ان سب کو ڈبو دیا یہ سب کے سب یقیناً اندھے تھے۔

---

۱:۔ جناب نوح ؑ کی قوم نہایت سرکش اور جہالت میں سرتاسر ڈوبی ہوئی تھی۔

۲:۔ ساڑھے نوسو برس نوح ؑ نے اپنی قوم کو ہدایت کی مگر وہ سب چکنے گھڑے بنے رہے۔ چند آدمیوں کے سوا کوئی ان پر ایمان نہ لایا۔

۳:۔ قوم کا کہنا یہ تھا کہ تم بت پرستی کی مذمت کر کے خود گمراہی میں مبتلا ہو۔ تم ہمیں کیا سمجھایا کرتے ہو۔ ہم تمہاری بات نہیں مانتے تم ہو کون جو ہمیں سمجھانے آئے ہو۔

۴:۔ نوح ؑ کا جواب بہت سیدھا سادہ تھا کہ میں رب العالمین کا فرستادہ ہوں میں تمہیں خدا کا پیغام سنانا چاہتا ہوں۔

۵:۔ قوم نے کہا۔ آپ میں کیا خصوصیت ہے کہ ہمارے ناصح بن کر کھڑے ہوئے نوح ؑ نے کہا۔ صاحبو اگر تمہاری قوم میں سے ایک کو اللہ اپنا رسول بنا کر تمہاری ہدایت کو بھیج رہا ہے تو تم اس قدر تعجب کیوں کرتے ہو۔ تمہیں تو اس پر خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے تھا کہ خدا نے تم پر یہ احسان کیا مگر وہ کیا سنتے اپنی ضد پر اڑے رہے۔

---

## ۳۔ نوح ؑ کا قصہ

## نوح ؑ کا استقلال

---

پ ۱۱۔ یونس ع ۱۸۔ آیت ۷۱ :۔ (اے رسول) تم ان کے سامنے نوح کا حال تو پڑھ

Marfat.com

وہ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا اگر میرا (تمہارے درمیان) ٹھہرنا اور خدا کی آیتوں کا چرچا کرنا تم پر شاق گزرتا ہے تو میں خدا پر بھروسہ کر کے کہتا ہوں کہ تم اور تمہارے شریک مل کر اپنا کام ٹھیک کر لیں اور تمہاری بات تم میں سے کسی پر مخفی نہ رہے پھر جو تمہارا جی چاہے میرے ساتھ کر گزرو اور تم مجھے (دم مارنے کی بھی) مہلت نہ دو۔ پھر بھی اگر تم نے (میری نصیحت سے) منہ موڑا تو میں نے تم سے کوئی مزدوری تو مانگی نہ تھی میری محنت کا اجر تو صرف خدا ہی پر ہے اور اسی کی طرف سے مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس کے فرمانبردار بندوں میں سے ہو جاؤں ۝ اس پر بھی ان لوگوں نے نوحؑ کو جھٹلایا تب ہم نے ان کو (نوحؑ) اور جو ان کے ساتھ کشتی میں تھے ان سب کو عذاب سے نجات دی اور ان کو پہلے لوگوں کا جانشین بنایا اور جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تھا ڈبو کر رکھ دیا ۝

## ۴۔ نوحؑ کا قصہ

پ ۱۲۔ ہود ع ۳۔ آیت ۲۵۔ ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا انہوں نے اپنی قوم سے کہا میں تو تم کو عذاب خدا سے صریح طور پر دھمکانے والا ہوں اور یہ سمجھاتا ہوں کہ تم خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کرو میں تم کو قیامت کے دردناک عذاب سے ڈراتا ہوں ۝ اس پر ان کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے (کیا باتیں کرتے ہو) ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا ایک آدمی سمجھتے ہیں اور ہم تو یہ دیکھ رہے ہیں کہ جو لوگ تمہارے پیرو بن رہے ہیں وہ صرف ہماری قوم کے رذیل (ذلیل) ہیں جو بے سوچے سمجھے تم پر ایمان لے آئے ہیں ہم تو تم لوگوں کی کوئی فضیلت اپنے اوپر نہیں دیکھتے بلکہ تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں ۝ نوحؑ نے کہا اے میری قوم کیا تم نے یہ سمجھا ہے کہ میں جو اپنے پروردگار کی طرف ایک روشن دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنی سرکار سے رحمت (نبوت)

عطا فرمائی ہے جو تمہیں سجھائی نہیں دیتی تو کیا میں اس کو زبردستی تمہارے گلے منڈھ سکتا ہوں اور تم اسے ناپسند کئے چلے جاؤ ○

## نوح ؑ کا قوم کو سمجھانا

اے میری قوم میں اس کے صلہ میں تم سے مال کا طالب نہیں میری مزدوری تو بس خدا کے اوپر ہے اور میں تو (تمہارے کہنے سے) ان لوگوں کو جو ایمان لا چکے ہیں اپنے (حلقہ سے) نکال نہیں سکتا۔ کیونکہ یہ لوگ بھی ضرور (ایک دن) اپنے پروردگار کے حضور میں حاضر ہوں گے میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ جہالت سے کام لے رہے ہو ○ اے میری قوم اگر میں ان بیچارے غریب ایمانداروں کو نکال دوں (اور مجھ پر عذاب آ جائے) تو خدا کے عذاب سے بچانے میں میری مدد کون کرے گا۔ کیا تم اس پر ذرا بھی غور نہیں کرتے ○ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ غیب دان ہوں نہ میں فرشتہ ہوں (آگاہ ہو) جو لوگ تمہاری نظروں میں ذلیل ہیں ان کے لئے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ خدا ان کے ساتھ ہرگز بھلائی نہیں کرے گا اور ان لوگوں کے دلوں کی بات خدا ہی خوب جانتا ہے اور اگر میں ان کے متعلق ایسا کہوں تو میں بھی یقیناً ظالم قرار پاؤں گا ○ وہ لوگ یہ سن کر کہنے لگے۔ تم ہم سے یقیناً بہت کچھ جھگڑ چکے۔ اب اگر سچے ہو تو جس عذاب کی تم ہمیں دھمکی دیتے تھے اگر سچے ہو تو اسے ہم پر لا چکو (ہم اس سے ڈرتے نہیں) نوح ؑ نے کہا اگر خدا چاہے گا تو بس ضرور تم پر عذاب لائے گا اور تم لوگ کسی طرح خدا کو ہرا نہیں سکتے ○ اور میں چاہے کتنی ہی تمہاری خیر خواہی کروں کچھ بھی تمہارے کام نہیں آ سکتی اگر خدا کو تمہارا گمراہ رکھنا ہی منظور ہو (تو تمہیں کوئی نہیں بچا سکتا) اور (یہ یاد رکھو) خدا ہی تمہارا رب ہے اسی کی طرف (ایک دن) تمہیں لوٹ کر جانا ہے ○ اے رسول (کیا (کفار مکہ) یہ

کہتے ہیں کہ قرآن کو تم نے گھڑ لیا ہے تم کہہ دو اگر میں نے اسے گھڑا ہے تو اس کے گناہ کا وبال مجھ پر ہوگا اور تم لوگ جو گناہ کر کے مجرم ہوتے ہو اس سے میں بری الذمہ ہوں ٥

## کشتی بنانے کا حکم

اور نوحؑ کے پاس یہ وحی بھیجی گئی تھی کہ جو ایمان لا چکا وہ لا چکا، ان کے سوا اب کوئی شخص تمہاری قوم سے ایمان ہرگز نہ لائے گا تو تم خواہ مخواہ ان کی کارستانیوں کا غم نہ کھاؤ اور (بسم اللہ کر کے) ہمارے روبرو اور ہمارے حکم سے کشتی بناڈالو اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے ان کے بارے میں مجھ سے سفارش نہ کرنا کیونکہ یہ لوگ ضرور غرق ہو کر رہیں گے کہ نوحؑ کشتی بنانے لگے اور جب کبھی ان کی قوم کے سربرآوردہ لوگ ان کے پاس سے گزرتے تھے تو ان سے مسخراپن کرتے تھے۔ نوحؑ جواب میں کہتے اگر اس وقت تم ہم سے مسخراپن کرتے ہو تو جس طرح تم ہم پر ہنستے ہو ایک دن ہم بھی تم پر ہنسیں گے اور تمہیں عنقریب اس کا پتہ چل جائے گا کہ کس پر عذاب نازل ہوتا ہے کہ دنیا میں تو اس کو رسوائی ہو ہی گی اس کے علاوہ قیامت میں دائمی عذاب اس پر نازل ہوتا رہے گا ٥

## طوفان کا آغاز

جب ہمارا حکم (عذاب) آ پہنچا اور تنور جوش مارنے لگا تو ہم نے نوحؑ کو حکم دیا کہ اے نوحؑ ہر قسم کے جانداروں میں سے (نر و مادہ کا) جوڑا (یعنی دو) لے لو اور جس کی ہلاکت کا حکم پہلے ہی ہو چکا ہے اس کے سوا اپنے سب گھر والے جو ایمان لا چکے ہیں ان سب کو کشتی میں بٹھا لو اور ان کے ساتھ ایمان بھی تھوڑے ہی سے لوگ لائے تھے ٥

## طوفان کی صورت

نوحؑ نے اپنے ساتھیوں سے کہا بس بسم اللہ مجریہا و مرسہا خدا ہی کے نام سے

Marfat.com

پہاڑ اور ٹھہراؤ ہے) کہ کشتی میں سوار ہوجاؤ۔ بیشک پروردگار بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے کہ کشتی چلی تو پہاڑوں کی سی اونچی لہروں میں ان لوگوں کو لئے ہوئے چلی جارہی ہے نوح ؑ نے اپنے بیٹے کو جو ان سے الگ ہوکر ایک گوشہ میں جا بیٹھا تھا بلند آواز سے

## نوحؑ کا بیٹے کو بلانا

اسے میرے فرزند ہماری کشتی میں سوار ہوجا اور کافروں کے ساتھ نہ رہ وہ بولا (معاف فرمائیے) میں ابھی تو کسی پہاڑ کا سہارا پکڑے لیتا ہوں وہ مجھے پانی میں ڈوبنے سے بچالے گا۔ نوح ؑ نے فرمایا (ارے کمبخت) آج خدا کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں مگر خدا جس پر رحم فرمائے (یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ) یکایک دونوں باپ بیٹے کے درمیان ایک موج حائل ہوگئی اور وہ ڈوب کر رہ گیا ٥

## کشتی کا پہاڑ پر ٹھہرنا

اور جب خدا کی طرف سے یہ حکم دیا گیا کہ اے زمین اپنا پانی جذب کرلے اور اے آسمان برسنے سے تھم جا اور پانی گھٹ گیا اور لوگوں کا کام تمام کردیا گیا اور کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری اور (ہر چہار طرف) پکار دیا گیا کہ ظالم لوگوں کو خدا کی رحمت سے دوری ہے ٥

## نوحؑ کا بیٹے کے لئے سفارش کرنا

(جس وقت نوح ؑ کا بیٹا غرق ہو رہا تھا) نوح ؑ نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ میرے پروردگار اس میں شک نہیں کہ میرا بیٹا میرے اہل میں شامل ہے اور تو نے وعدہ کیا تھا کہ تیرے اہل کو بچالوں گا) بیشک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو

Marfat.com

سارے جہاں کے حاکموں سے بڑا حاکم ہے ٥ خدا نے فرمایا اے نوح (تم یہ کیا کہہ رہے ہو) وہ ہرگز تمھارے اہل میں شامل نہیں وہ بیشک بد چلن ہے (تو دیکھو) جس چیز کا تم کو علم نہیں مجھ سے اس کے بارے میں درخواست نہ کیا کرو میں تمھیں سمجھائے دیتا ہوں کہ نادانوں کی سی باتیں نہ کیا کرو ٥ نوح نے عرض کی اے میرے پروردگار میں تجھی سے پناہ مانگتا ہوں کہ جس چیز کا مجھے علم نہیں میں اس کی درخواست کروں اور اگر تو میرے قصور کو بخش نہ دے گا تو میں گھاٹا اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا ٥

## نوحؑ کا کشتی سے اترنا

(جب طوفان جاتا رہا) تو حکم دیا گیا اے نوحؑ ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ جو تم پر ہیں کشتی سے اترو اور جو لوگ تمھارے ساتھ ہیں ان میں سے کچھ لوگوں پر (بھی ہماری رحمت ہے) اور تمھارے بعد کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنہیں ہم تھوڑے ہی دن بعد پھر بہرہ ور کرینگے اور پھر ہماری طرف سے ان کی نافرمانی کی بنا پر عذاب پہنچے گا۔

---

ملے ۱۔ حضرت نوحؑ کے زمانہ تک پہنچتے پہنچتے بت پرستی کا کافی رواج ہو گیا تھا۔ ان کی قوم ایسی جاہل تھی کہ حضرت نوحؑ کی بات کان لگا کر سنتی ہی نہ تھی بلکہ ان پر اس قدر پتھر برساتی تھی کہ وہ لہولہان ہو جاتے تھے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات پتھروں میں چھپ جاتے لیکن باوجود اس ظلم و ستم سہنے کے وہ ان کو ہدایت کرتے ہی جاتے تھے وہ لوگ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو کندھوں پر بٹھا کر نوحؑ کے پاس لاتے اور ان سے کہتے اس کی بات پر عمل نہ کرنا یہ دیوانہ ہے۔

Marfat.com

۲ :- جو تھوڑے سے غریب لوگ ان پر ایمان لے آئے تھے یہ ظالم ان کو بھی
تھے اور نوح سے کہتے تھے تم نے ہماری قوم کے ان رذیلوں کو اپنی ساتھی بنالیا ہے
ہم کو ان سے سخت نفرت ہے جب تک یہ تمہارے ساتھ رہیں گے ہم تمہاری
بات کان دھر کر نہ سنیں گے، ان کو نکالو دور کرو۔

## نوح ؑ کا مذاق اڑانا

۳ :- جب نوح ؑ ان کو عذاب سے ڈراتے تو وہ ان کا مذاق اڑاتے اور کہتے
یہ سب ہم کو ڈرانے کی باتیں ہیں اگر سچے ہو تو وہ عذاب ہم پر نازل کر کے
دکھاؤ۔ نوح ؑ کہتے یہ تو خدا کے اختیار میں ہے جب چاہے نازل کرے

## کشتی تیار کرنے کا حکم

۴ :- جب نوح ؑ کو ان کی قوم نے زیادہ ستایا تو انہوں نے خدا سے فریاد کی
اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اچھا اب تم ہماری نگرانی میں ایک کشتی بناؤ۔ چنانچہ انہوں
نے بنانی شروع کی۔ روایات میں ہے کہ بارہ سو گز لمبی، آٹھ سو گز چوڑی اور اتنی
گز اونچی تھی اور اس کے تین درجے تھے۔ نیچے کے درجہ میں چوپائے تھے، بیچ
میں پرند اور اوپر آدمی۔ ضرورت کی سب چیزیں اس میں موجود تھیں۔ ان کی قوم
اتنی لمبی چوڑی کشتی دیکھ کر ان کا مذاق اڑانے لگی۔ وہ ہنس ہنس کے کہتے تھے
کہ یہ کس سمندر میں چلے گی یہاں تو کوئی دریا بھی نہیں۔
کشتی تیار ہو جانے کے بعد حضرت نوح ؑ نے تمام جانوروں کو آواز دی وہ
دوڑے چلے آتے ان میں سے ہر جانور کا ایک ایک جوڑا کشتی میں رکھ لیا اور
اسّی آدمی جو آپ پر ایمان لائے تھے ان کو بھی کشتی میں بٹھالیا۔

## کشتی کہاں بنی تھی

ے ۔ جس جگہ اب مسجد کوفہ ہے وہی یہ کشتی بنی تھی۔ یہیں ایک تنور ہے سب سے
لے پانی ابلنا شروع ہوا مسجد کوفہ میں اس کی یادگار میں ایک نشان بنایا گیا ہے
ر تو آسمان سے موسلادھار بارش ہونے لگی اور زمین کے تمام چشمے زور و شور
ے ابلنے لگے۔ سورج کو گہن لگا اور اندھیرا چھا گیا۔ زمین پر ہر طرف پانی ہی پانی
ر آتا تھا اور سوائے آسمان کے کوئی چیز دکھائی نہ دیتی تھی۔

ے ۔ علاوہ ان پر ایمان والے لوگوں کے نوح ؑ کے خاندان کے آٹھ آدمی تھے
بیٹے سام، حام، یافث تین ان کی بیبیاں اور ایک خود۔

## نوح ؑ کی کافرہ بی بی

ے ۔ نوح ؑ کی ایک کافرہ بی بی تھی جس کا نام داخلہ تھا یہ اپنی قوم سے ملی ہوئی
تی اور حضرت نوح ؑ کو دیوانہ سمجھتی تھی جب لوگ حضرت نوح ؑ پر پتھر برساتے
یہ ملعونہ از راہ طنز کہتی۔ ارے لوگو! اس بیچارے کو کیوں مارتے ہو یہ تو دیوانہ
ے جب لوگ کشتی میں بیٹھنے لگے تو یہ قوم کی طرف بھاگ گئی اور کشتی میں سوار ہونا
س نے پسند نہ کیا۔

## نوح ؑ کا بیٹے کو سمجھانا

ے ۔ حضرت نوح ؑ کا ایک بیٹا کنعان نامی تھا جو نہایت بد اعمال تھا وہ
افروں سے ملا ہوا تھا حضرت نوح ؑ جب اسے سمجھاتے تو وہ ان کی بات پر
ان نہ دھرتا۔ جب طوفان آیا تو نوح ؑ نے از راہ شفقت پدری اس کو اپنے پاس

کشتی میں بلانا چاہا مگر وہ نہ آیا اور کہنے لگا میں کسی پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا اور اس کو اپنی جائے پناہ بناؤں گا۔ مجھے تمھاری کشتی میں پناہ لینے کی ضرورت نہیں۔ نوحؑ نے بہت سمجھایا کہ کمبخت اب طوفان سے کوئی نجات دلانے والا نہیں ہو سکتا۔ سب کے سب ڈوب جائیں گے مگر وہ کیا مانتا آخر کار ایک موج بڑھی اور اسے اپنی لپیٹ میں لے کر جہنم کی گود میں ڈال دیا۔

## کنعان نوحؑ کا صلبی بیٹا تھا

لوگوں کا یہ خیال غلط ہے کہ کنعان نوحؑ کا صلبی بیٹا نہ تھا لیکن اگر صلبی ہوتا تو خدا سے فریاد کے وقت یہ نہ کہتے کہ میرا بیٹا میرے خاندان سے ہے نبی پرائے بدن کی بوٹی اپنے بدن پر نہیں لگایا کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ابن نوح ہونے کی تردید نہیں کی بلکہ یہ فرمایا کہ یہ تمھارے خاندان سے اپنی نالائقی کی وجہ سے نکل گیا اس لئے کہ بداعمال ہے۔

۹ :۔ کوہ جودی سب پہاڑوں سے چھوٹا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے یہ عزت بخشی کہ نوحؑ کی کشتی اس پر جا ٹھہری اور بڑے بڑے اونچے قد والے پہاڑوں کو یہ سعادت نصیب نہ ہوئی ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست ۔ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

۱۰ :۔ نوحؑ کا طوفان اس بلا کا تھا کہ نہ کبھی اس سے پہلے آیا اور نہ بعد میں اب تک آیا۔ روئے زمین کا کوئی حصہ غرقاب ہونے سے نہ بچا۔ اونچے اونچے پہاڑوں پر سے پانی موجیں مارتا جارہا تھا جب کشتی زمین پر اتری اور زمین کی تری خشکی سے بدلی تب دوبارہ دنیا آباد ہوئی۔

۱۱ :۔ نوحؑ کی بی بی اور بیٹے کے واقعہ نے یہ بتایا کہ نجات کے لئے کسی نبی کا بیٹا یا

ں بی ہونا کافی نہیں جب تک اعمال صالحہ کا سایہ سر پر نہ ہو۔

۱۲ :- حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے اہل بیتؑ
کی مثال کشتی نوح کی سی ہے کہ جس نے اس کو چھوڑا غرق ہوا، اور ہلاک ہوا۔ لہٰذا قوم
نوح کی طرح مخالفین اہل بیت کو اپنی نجات سے مایوس ہو جانا چاہیئے۔

۱۳ :- یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ نوحؑ نے جانداروں میں سے ہر ایک کا ایک ایک
جوڑا لیا تھا وہ تو بچ گئے باقی حیوان کس قصور میں مبتلائے عذاب ہوئے اور جن
کو کشتی میں لیا تھا وہ کس حق کی بنا پر لیا تھا؟

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب جناب نوحؑ نے حیوانات کو آواز دی
تھی تو اس کو سنتے ہی جو جانور بزبان حال لبیک لبیک کہتے سب سے پہلے آئے
تھے انہی کو حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی میں رکھ لیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

## ۵۔ قصہ نوحؑ

۱۔ الانبیاء۔ ع ۶۔ آیت ۷۷ :- نوح نے جب ہم کو آواز دی تو ہم نے اس کی
التماس سن لی۔ پھر ان کو اور ان کے ساتھیوں کو (طوفان کی) بڑی سخت مصیبت سے
نجات دی اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تھا ان کے مقابلے میں نوح
کی مدد کی۔ بیشک یہ لوگ بہت برے تھے ہم نے ان سب کو ڈبو دیا۔

## ۶۔ قصہ نوحؑ

۱۔ المومنون۔ ع ۲۔ آیت ۲۳ :- ہم نے نوح کی طرف نوح کو بھیجا۔ نوح نے
قوم سے کہا۔ اے میری قوم خدا ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود
نہیں تو کیا تم اس سے ڈرتے نہیں ٥

Marfat.com

## قوم نوحؑ کا اعراض

ان کی قوم کے سرداروں نے جو کافی تھے جواب میں کہا کہ یہ بھی تو ہمارے ہی جیسا آدمی ہے اس کی تمنا یہ ہے کہ تم پر بزرگی حاصل کرے اگر خدا پیغمبر ہی بھیجنا چاہتا تو فرشتوں کو نازل کرتا۔ ہم نے تو ایسی بات اپنے اگلے باپ داداؤں میں بھی نہیں سنی - ہو نہ ہو یہ ایک آدمی ہے جسے جنون ہو گیا ہے پس تم لوگ ایک خاص وقت تک (اس کے انجام کا) انتظار کرو۔ نوحؑ نے (یہ باتیں سن کر) دعا کی اے میرے پالنے والے میری مدد کر اس وجہ سے کہ ان لوگوں نے مجھے جھٹلایا ہم نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ تم ہمارے سامنے حکم کے مطابق کشتی بنانا شروع کرو پھر جب ہمارا عذاب آجائے اور تنور سے پانی ابلنے لگے تو تم اس میں ہر قسم کے جانوروں سے (نر و مادہ) دو دو کے جوڑے اور اپنے لڑکوں بالوں کو بٹھا لو مگر ان

## بیٹے کے حق میں سفارش کی ممانعت

میں سے جس کی نسبت (غرق ہونے کا) پہلے ہی ہمارا حکم ہو چکا ہے (انہیں چھوڑ دو) اور جن لوگوں نے ہمارے حکم سے سرکشی کی ہے ان کے بارے میں مجھ سے کچھ نہ کہنا (سننا) سنو کیونکہ یہ لوگ ڈوبنے والے ہیں ٥ غرض جب تم اپنے ہمراہیوں کے ساتھ کشتی پر درست ہو بیٹھو تو کہو " تمام حمد و ثنا کا سزاوار خدا ہی ہے جس نے ہم کو ظالم لوگوں سے نجات دی اور دعا کرو اے میرے پالنے والے تو مجھ کو برکت کی جگہ میں اتارنا اور تو سب امداد کرنے والوں سے بہتر ہے -

## ۷ قصہ نوحؑ

پ۱۹- الفرقان - آیت ۳۷ - نوحؑ کی قوم نے جب ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا

توہم نے انہیں ڈبو دیا اور ہم نے ان لوگوں کو عبرت کی نشانی بنایا اور ہم نے ظالموں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے ٥

## ۸۔ قصہ نوحؑ

پ ۱۹۔ الشعرا۔ ع ۶۔ آیت ۱۰۵۔

### قوم کو سمجھایا

نوح کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا جب ان سے ان کے بھائی نوح نے کہا تم لوگ خدا سے کیوں نہیں ڈرتے میں تو تمہارا یقینی امانت دار پیغمبر ہوں تم خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو ٥ میں تم سے اس تبلیغ کا کوئی اجر نہیں مانگتا میرا اجر تو رب العالمین پر ہے پس تم خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو ٥ وہ لوگ بولے۔ رذیل لوگوں نے لالچ کی وجہ سے تمہاری اطاعت کر لی ٥ نوح نے کہا (بھائیو) یہ لوگ جو کچھ (محنت مزدوری) کرتے تھے مجھے اس کی کیا خبر (اور اس سے کیا غرض) اور لوگوں کا حساب تو میرے پروردگار کے ذمہ ہے کاش تم اتنی سمجھ رکھتے ٥ اور میں تو ایمانداروں کو اپنے پاس سے نکالنے والا نہیں ٥ میں تو صرف عذاب خدا سے صاف صاف ڈرانے والا ہوں ٥ وہ لوگ کہنے لگے اے نوح اگر تم اپنی حرکت سے باز نہ آؤ گے تو تم ضرور سنگسار کر دیئے جاؤ گے ٥ (آخر بارگاہ باری میں) نوح نے عرض کی۔ پروردگارا میری قوم نے مجھے یقیناً جھٹلایا ٥ تو اب میرے اور ان لوگوں کے درمیان ایک قطعی فیصلہ کر دے اور مجھے اور ان مومنین کو جو میرے ساتھ ہیں نجات دے ٥ غرض ہم نے نوح اور ان کے ساتھیوں کو جو بھری ہوئی کشتی میں تھے نجات دی پھر ہم نے باقی لوگوں کو غرق کر دیا ٥ اس میں بھی یقیناً ایک بڑی عبرت ہے اور ان میں بہتیرے ایمان لانے والے ہی نہ تھے۔ بیشک تمہارا

Marfat.com

رب سب پر غالب اور مہربان ہے ۔

## ۹ - نوحؑ کا قصہ

### نوحؑ نے ۹۵۰ سال ہدایت کی

پ۲۰ ۔ العنکبوت ۔ ع ۲ ۔ آیت ۱۴ ۔ ہم نے نوح کو ان کی قوم کے پاس پیغمبر بناکر بھیجا تو وہ ان میں پچاس برس کم ہزار سال رہے (۹۵۰) اور جب لوگ نہ مانے تو آخر طوفان نے انھیں لے ڈالا اور وہ اس وقت بھی سرکش ہی تھے ۔ پھر ہم نے نوح اور کشتی میں رہنے والوں کو بچالیا اور اس واقعہ کو ساری خدائی کے واسطے داپنی قدرت کی نشانی قرار دیا ۔

## ۱۰ - نوحؑ کا قصہ

### نوحؑ پر سلام

پ ۲۳ ۔ الصفٰت ع ۳ آیت ۷۹ ۔ اور ہر طرف سے نوح پر سلام ہو ہم نیکی کرنے والوں کو یونہی جزائے خیر عطا فرماتے ہیں اس میں شک نہیں کہ نوح ہمارے خالص ایماندار بندوں میں سے تھے پھر ہم نے باقی لوگوں کو ڈبو دیا ۔

## ۱۱ - نوحؑ کا قصہ

### طوفان کی صورت

پ۲۷ ۔ القمر ۔ ع ۱ ۔ آیت ۹ ۔ نوح کی قوم نے بھی ان کو جھٹلایا تھا انہوں نے ہمارے

Marfat.com

بندے نوح کو جھٹلایا اور کہا یہ تو دیوانہ ہے اور ان کو جھڑکیاں بھی دی گئیں تب انہوں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ میں ان کے مقابلہ میں کمزور ہوں تو ہی ان سے بدلہ لے تو ہم نے موسلا دھار پانی کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے اور زمین سے چشمے جاری کر دیئے۔ تو ایک کام کے لئے جو مقید ہو چکا تھا دو نو پانی مل کر ایک ہو گئے اور ہم نے ایک کشتی پر جو تختوں اور کیلوں سے تیار کی گئی تھی ان کو سوار کیا اور ہماری نگرانی میں وہ چل رہی تھی یہ اس شخص سے بدلہ لینے کے لئے تھا جن کو لوگ نہ مانتے تھے ہم نے اس کو ایک عبرت بنا چھوڑا تو کوئی ہے جو عبرت حاصل کرے اور یہ سمجھے کہ میرا عذاب اور ان کو ڈرانا کیا تھا

---

ف ۱:۔ حضرت نوح ؑ کے واقعہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مظالم کے برداشت کرنے کی ان میں بڑی طاقت تھی۔ نو سو پچاس سال تک قوم کے مظالم کو صبر و استقلال سے جھیلتے رہنا انہی کا کام تھا اس مدت میں نہ معلوم کتنی نسلیں بنی اور بگڑی ہوں گی۔

ف ۲:۔ صبر کی بھی ایک حد ہوتی ہے آخر جب دیکھا کہ یہ بدبخت کسی طرح راہ راست پر آتے ہی نہیں تو خدا سے ان کے لئے عذاب کی خواہش کی۔

ف ۳:۔ جب خدا یہ دیکھتا ہے کہ کسی کی طاقتِ صبر جواب دینے والی ہے تو فوراً امتحان ختم کر دیتا ہے چنانچہ جیسے ہی نوح ؑ نے بددعا مانگی فوراً اس نے امتحان ختم کر کے اس قوم کو ہلاک کر دیا۔ جب ایوب ؑ نے مصائب سے گھبرا کر کہا کہ اب مجھے نقصان پہنچ گیا تو ان کا امتحان بھی ختم کر دیا۔ اس طرح اور انبیاء ؑ کے واقعات سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ تمام انبیاء ؑ میں صرف ایک نبی یعنی ہمارے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایسے ہیں جنہوں نے کسی وقت اپنی قوم کے لئے بددعا نہیں کی حالانکہ وہ ہر نبی سے زیادہ ستائے گئے تھے۔ جیسا کہ فرمایا ہے :۔

Marfat.com

مَا اُوْذِیَ نبیٌّ مِثلَ مَا اُوْذِیتُ ۔

۴ ۔ طوفانِ نوح ؑ میں جس طرح پانی کا سیلاب آیا تھا کسی زمانہ میں ایسا نہیں آیا۔ ایک طرف آسمان سے موسلادھار رو پڑتی چلی آرہی تھی دوسری طرف زمین نے اپنے چشموں کے دھانے کھول دیئے تھے۔

۵ ۔ اگر اخبارات کا یہ بیان صحیح ہے کہ کچھ کوہ پیما لوگوں نے ہمالیہ کی سب سے اونچی چوٹی پر کشتی نوح کے اکھڑے ہوئے تختے دیکھے تھے تو سمجھ لیجئے کہ اس پانی چڑھاؤ کہاں تک تھا۔

۶ ۔ طوفان کا یہ زور و شور چند دن کا نہ تھا بلکہ کئی ماہ تک مسلسل یہ سلسلہ جاری رہا۔

۷ ۔ جب نوح کی کشتی زمین پر آ گئی اور پانی خشک ہو گیا تو سطح زمین پر اس قدر ہڈیوں کے ڈھانچے پائے گئے کہ جو قدم انسان کا اٹھتا تھا وہ کسی جانور کی ہڈیوں پر ہوتا تھا۔

۸ ۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ آسمانوں کے دروازے کھل گئے تھے شاید اس زمانہ کے لامذہب سائنس دان اس بیان پر ناک بھوں چڑھائیں کہ آسمان میں دروازے کہاں سے آ گئے۔ ان کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس سے مراد ایسے دروازے نہیں جیسے ہمارے گھروں کے ہوتے ہیں۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ فضائے آسمانی کے ہر حصے سے بارش ہو رہی تھی یا یوں کہیئے کہ روئے زمین پر جہاں کہیں آسمان کا سایہ تھا وہاں موسلادھار بارش تھی اس بنا پر کوئی حصہ زمین خالی نہ رہا ہر حصہ میں بارش ہونا گویا ایک دروازہ کھلنا تھا۔

## ۱۲ ۔ قصہ نوح ؑ

۲۷ ۔ الحدید ع ۴ ۔ آیت ۲۶ ۔ بیشک ہم نے نوح اور ابراہیم کو پیغمبر بنا

بنا کر بھیجا اور انہی دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب مقرر کی تو ان میں سے بعض ہدایت یافتہ بنے اور ان میں سے بہتیرے بدکار رہے۔

---

ص۱ :۔ حضرت نوحؑ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ شریعت کا آغاز ان کے زمانہ میں ہوا یعنی احکام الٰہیہ بصورت کتاب نوح کے پاس آئے اس سے پہلے کوئی شریعت نہ تھی بلکہ لوگ اپنی اپنی عقل کے مطابق عمل کرتے تھے یعنی جو چیزیں سب کی عقل میں اچھی تھیں ان پر عمل ہونا تھا جیسے جھوٹ بُرا ہے، سچ اچھا ہے اور ان کو مستقلات کہا جاتا ہے

ص۲ :۔ دوسری خصوصیت یہ بھی کہ اولاد نوحؑ کو قدرت نے نبوت و کتاب دے کر نوازا۔

ص۳ :۔ جناب ابراہیمؑ جیسا نبی جن کو شجرہ الانبیا یعنی تمام انبیا علیہم السلام کی اصل کہا جاتا ہے وہ حضرت نوح علیہ السلام کے پیرو تھے "اِنّ من شیعتہٖ لابراہیمؑ" یعنی ملت ابراہیمی کی جڑ نوحؑ تھے۔

---

## ۱۳- نوح کا قصہ

### نوح کی بی بی

پ۲۸ تحریم ع۲- آیت ۱۰ :۔ خدا نے کافروں کی عبرت کے لئے نوح کی بی بی (واعلہ) اور لوط کی بی بی (واہلہ) کی مثل بیان کی ہے۔ یہ دونوں نالائق عورتیں ہمارے بندوں کے تصرف میں تھیں۔ دونوں نے اپنے شوہروں سے دغا کی تو ان کے شوہر (خدا کے مقابلے میں) ان کے کچھ بھی کام نہ آئے اور ان کو حکم دیا گیا کہ جہنم میں اور جانے والوں کے ساتھ تم بھی داخل ہو جاؤ۔

---

سعدی نے کیا خوب کہا ہے۔

Marfat.com

شمشیر نیک ز آہن بد چوں کند کسے ناکس بہ تربیت نشود اے حکیم کس
باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

یعنی بُرے لوہے سے اچھی تلوار کوئی کیسے بنائے۔ نالائق تربیت سے لائق نہیں بن سکتا۔ بارش کے لطیف طبعیت ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں۔ لیکن اس سے کھاری زمین میں گھاس اگتی ہے اور باغوں میں لالے کے پھول کھلتے ہیں۔

نوح ؑ اور لوط ؑ کی دونوں بیبیاں اگرچہ نبیوں کی صحبت میں رہیں مگر چونکہ نااہل اور شیطانی وسوسوں میں گرفتار تھیں لہٰذا آخر تک کافر ہی رہیں۔

آسیہ اگرچہ فرعون جیسے کافر کی بی بی تھیں اور کافر کے گھر میں رہیں مگر چونکہ ان کی سرشت میں نیکی تھی لہٰذا آخر دم تک صاحب ایمان رہیں۔

سلسلہ انبیاء میں چار پانچ بیبیاں دنیا کی تمام عورتوں پر شرف رکھتی ہیں۔ آسیہ زن فرعون، مریم بنت عمران، جناب خدیجۃ الکبریٰ، جناب فاطمہ زہرا ؑ اور ان کے روحانی مراتب کو کوئی عورت نہیں پہنچ سکی۔

بد سرشت اور ناہموار بی بیاں تو ان کی تعداد زیادہ ہے لیکن قرآن میں نوح ؑ اور لوط ؑ کی بیبیوں کا خاص طور سے ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ کسی نبی کی زوجیت نجات آخرت کی ضامن نہیں ہوتی۔ جب تک اس کے اچھے اعمال نہ ہوں اور مرتے دم تک ایسے اعمال میں نہ پھنسی ہو، جو اسے دوزخ کا ایندھن بنانے والے ہوں۔

## ۱۴۔ نوح ؑ کا قصہ

## قوم کو ڈرانا

پ ۲۹ نوح۔ آیت ۱۔ ہم نے نوح ؑ کو اس کی قوم کے پاس پیغمبر بناکر بھیجا کہ سخت

Marfat.com

عذاب آنے سے قبل وہ اس کو ڈرائیں ۝ نوح ؑ نے ان سے کہا اے میری قوم میں تمہیں صاف صاف ڈراتا (سمجھاتا) ہوں ۝ کہ تم لوگ خدا ہی کی عبادت کرو اور اسی سے ڈرو اور میری اطاعت کرو ۝ خدا تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو وقت مقررہ تک باقی رکھے گا ۝ بیشک جب خدا کا مقرر کیا ہوا وقت آجاتا ہے تو پیچھے ہٹایا نہیں جاسکتا اگر تم سمجھتے ہوتے ۝ (جب لوگوں نے نہ مانا) تو انہوں نے خدا سے عرض کی پروردگار! میں قوم کو دن رات (خدا کی طرف) بلاتا رہا ۝ لیکن وہ میرے بلانے کے باوجود اور زیادہ گریز کرتے رہے ۝ اور میں نے جب ان کو بلایا کہ (دیہ توبہ کریں اور) تو انہیں معاف

## قوم کی سرکشی

کر دے تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور (مجھ سے چھپنے کو) کپڑے اوڑھ لئے اور اپنی بات پر اڑ گئے اور بہت شدت سے اکڑ بیٹھے ۝ پھر میں نے ان کو بالاعلان بلایا پھر ان کو ظاہر بظاہر سمجھایا اور پوشیدہ بھی سمجھایا بجھایا ۝ میں نے ان سے کہا اپنے پروردگار سے مغفرت کی دعا مانگو بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے ۝ تم پر آسمان سے موسلا دھار پانی برسے گا ۝ اور مال واولاد میں ترقی دے گا اور تمہارے لئے باغ اگائے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کرے گا ۝ تمہیں کیا ہو گیا ہے تم خدا کی عظمت کا ذرا بھی لحاظ نہیں کرتے ۝ حالانکہ اس نے تم کو طرح طرح کا پیدا کیا ہے ۝ کیا تم نے غور نہیں کیا کہ خدا نے سات آسمان اوپر تلے کیونکر بنائے اور چاند کو نور بنایا اور سورج کو روشن چراغ بنا دیا ۝ اور خدا ہی نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور پھر تم کو اس میں دوبارہ لے جائے گا اور (قیامت میں اس سے) نکال کھڑا کرے گا ۝ خدا ہی نے زمین کو تمہارے لئے فرش بنایا تاکہ تم اس کے بڑے بڑے کشادہ راستوں میں چلو پھرو ۝ پھر نوح نے خدا سے عرض کی

Marfat.com

پروردگار ان لوگوں نے میری نافرمانی کی اور اس کی پیروی کی جس نے ان کے مال اور اولاد میں نقصان کے سوا فائدہ نہ پہنچایا اور انہوں نے میرے ساتھ بڑی بڑی مکاریاں کیں ٥ اور کہنے لگے کہ اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑیں گے نہ وَدّ کو اور نہ سواع کو نہ یغوث کو اور نہ یعوق و نسر کو (اس قوم کے بتوں کے نام) انہوں نے بہتیروں کو گمراہ چھوڑا اور تو ان ظالموں کی گمراہی کو اور بڑھا دے ٥ (آخرکار) وہ اپنے گناہوں کی بدولت پہلے تو ڈبوئے گئے پھر جہنم میں جھونکے گئے تو ان لوگوں نے خدا کے سوا کسی کو اپنا مددگار نہ پایا ٥ اور

## نوح کی بددعا

نوح نے کہا اے میرے پروردگار ان کافروں میں سے روئے زمین پر کسی کو بسا ہوا نہ رہنے دے ٥ کیونکہ اگر تو چھوڑ دے گا تو یہ پھر تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی اولاد بھی گنہگار اور کٹی کافر ہوگی ٥ پروردگار مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو مومن میرے گھر میں آئے اس کو اور تمام ایماندار مردوں اور مومنہ عورتوں کو بخش دے اور ان ظالموں کی تباہی کو اور زیادہ کر۔

---

ملا۔ یہ پورے کا پورا سورہ دہر حضرت نوحؑ کے قصہ میں ہے ان کے اور سوا کسی بات کا ذکر ہی نہیں۔ غور کیجئے حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کو کس کس طرح سمجھایا اور کیا کیا سمجھایا مگر اس پر بھی وہ لوگ نہ سمجھے۔ حضرت نوح کے سمجھانے کا طریقہ یہ تھا کہ لوگوں کے دروازوں پر جاکر سمجھاتے تھے۔ جب تنہائی میں کوئی ملتا تو سمجھاتے رات میں اور دن میں جہاں کہیں موقع ملتا سمجھاتے اور ان کا کہنا یہ تھا کہ لوگو لا الٰہ الا اللّٰہ کہو اور بتوں کی عبادت چھوڑو۔ لیکن عجیب نالائق قوم تھی۔ جس پر کوئی طریقہ ہدایت کا کارگر نہ ہوا۔ انتہا یہ ہے کہ جب نوح کچھ کہنا چاہتے تو وہ ظالم اپنے کانوں میں انگلیاں

Marfat.com

دے لیتے۔ جب سامنے سے نوح کو آتا دیکھتے تو کپڑوں سے اپنے چہروں کو چھپا لیتے اور یہ کہہ کر ان کے پاس سے گزر جاتے یہ تو دیوانہ ہے اس کی بات پر کون کان لگائے۔

۲:- قرآن کریم میں جن لوگوں کے نام کے سورے ہیں وہ یہ ہیں۔

آل عمران، یونس، ہود، یوسف، ابراہیم، بنی اسرائیل، مریم، طٰہٰ، لقمان، یٰسین، محمد، نوح۔

۳:- یہ انبیاء ہی کا ظرف ہے کہ باوجود طرح طرح کی رکاوٹوں اور مصیبتوں کے وہ پوری ہمت کے ساتھ اپنی ہدایت کا کام جاری رکھتے تھے نہ اکتاتے تھے نہ جھنجلاتے تھے۔ کسی حالت میں بھی وہ اپنے فرائض سے غافل ہونا جانتے ہی نہ تھے۔

۴:- حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ کے درمیان پانچ سو برس کا فاصلہ بتایا جاتا ہے کہ اس عرصہ سے بت پرستی کا اتنا زیادہ رواج ہو گیا کہ ہر گھر میں بتوں کی پوجا ہونے لگی سب سے بڑے بت یہ تھے۔ ود، یغوث، یعوق، نسر، سواع۔ ان کے مندر بنائے گئے تھے اور صبح و شام وہاں جا کر ان کو پوجا کرتے تھے۔ جب نوحؑ ادھر سے گزرتے تو وہ مشرک ان کا مذاق اڑاتے اور کہتے نوح یہاں آؤ اور ہمارے معبودوں کی پرستش کرو اپنے ان دیکھے اکیلے خدا کو چھوڑو۔ حضرت نوحؑ کہتے عنقریب تم عذاب خدا میں گرفتار ہو جاؤ گے۔

## ۲- حضرت ہود اور ان کی قوم کا قصہ

(۱)

پ الاعراف ۹-۶ آیت ۶۵: ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو (رسول بنا کر) بھیجا۔ انہوں نے لوگوں سے کہا اے میری قوم خدا کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تو کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے ○ ان کی قوم کے چند سردا

Marfat.com

جو کافر تھے کہنے لگے ہم تو تم کو بیشک حماقت میں مبتلا دیکھتے ہیں اور تم کو جھوٹا بھی سمجھتے ہیں

## ہود کا قوم کو سمجھانا

انہوں نے کہا اے میری قوم مجھ میں تو حماقت کی کوئی بات نہیں بلکہ میں تو پروردگار عالم کا رسول ہوں ۵ میں تم تک تمہارے پروردگار کے پیغامات پہنچائے دیتا ہوں اور تمہارا سچا خیر خواہ ہوں کیا تمہیں اس پر تعجب ہے کہ تمہارے پروردگار کا حکم تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک مرد کے ذریعہ سے آیا کہ تمہیں عذاب سے ڈرائے اور وہ وقت یاد کرو جب اس نے تم کو قوم نوحؑ کے بعد خلیفہ د جانشین بنایا اور تمہاری خلقت میں بھی بہت زیادتی کر دی تو خدا کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تم دلی مرادیں پاؤ ۵ وہ لوگ کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ صرف خدا کی تو عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آرہے تھے انہیں چھوڑ دیں۔ پس اگر تم سچے ہو تو جس عذاب سے تم ڈرایا کرتے ہو ہمارے پاس لاؤ اگر تم سچے ہو ہود نے جواب دیا کہ بس سمجھ لو کہ تمہارے رب کی طرف سے تم پر عذاب غضب نازل ہو چکا کیا تم مجھ سے دیوتوں کے فرضی ناموں کے بارے میں جھگڑا کرتے ہو۔ جو تم نے اور تمہارے باپ داداؤں نے خواہ مخواہ گڑھ لئے ہیں۔ حالانکہ خدا نے ان کے لئے کوئی سند نازل نہیں فرمائی۔ پس تم عذاب کا انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں ۵ آخر ہم نے ہود کو اور جو لوگ ان کے ساتھی تھے اپنی رحمت سے نجات دی اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا۔ ہم نے ان کی جڑ کاٹ دی اور وہ لوگ ایمان لانے والے تھے بھی نہیں۔

---

ما :- حضرت ہود کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت کے بعد حضرت نوحؑ سے جا ملتا ہے۔ ان کی قوم جو قوم عاد کہلاتی تھی۔ اس زمانہ کی بڑی طاقتور قوم تھی۔ ساری دنیا میں کوئی

Marfat.com

ان کی برابری نہیں کر سکتا تھا۔ بڑے بلند قامت لحیم شحیم تھے اور ان کی عمریں بھی لمبی لمبی ہوتی تھیں۔

۲۱۔ حضرت ہود نے بہت کچھ سمجھایا مگر نہ مانے جب ان کی شرارتیں اور سرکشیاں بڑھتی ہی چلی گئیں تو عذاب کا سلسلہ یوں شروع ہوا۔

(۱) پانی بند ہوا۔ تین برس تک ایک بوند پانی کی نہ برسی۔ جب اس پر بھی نہ مانے تو

(۲) ایک سیاہ بادل ان پر چھا گیا۔ یہ سمجھ کر کہ یہ ان پر پانی برسائے گا اس کے نیچے جمع ہو گئے اور بہت خوش تھے کہ اب قحط کی وبا دور ہو جائے گی: ناگاہ ایک سخت آندھی اٹھی جس میں جاں سوز آگ کی چنگاریاں بھری ہوئی تھیں۔ یہ ہوا آٹھ روز برابر چلتی رہی وہ بھی اس شدت سے کہ بوجھ سے لدے اونٹوں کو اٹھا کر اوپر لے جاتی تھی اور پھر زمین پر لے پٹکتی تھی۔ اس ہوا نے ساری قوم کو ہلاک کر ڈالا۔ حضرت ہود مع اپنے ساتھیوں کے عذاب آنے سے پہلے ہی وہاں سے چل دیتے تھے۔

## ۲- ہود کا قصہ

۱۔ ہود ع ۵۔ آیت ۵:- ہم نے قوم عاد کے پاس ان کے بھائی ہود کو بھیجا انہوں نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم خدا ہی کی پرستش کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں تم تو بڑے افترا پرداز ہو ٥ اے میری قوم اس سمجھانے پر میں تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا میرا اجر تو اس ذات پر ہے جس نے مجھے پیدا کیا تو کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے ٥ اے میری قوم اپنے پروردگار سے مغفرت کی دعا کرو۔ پھر اس کی بارگاہ میں اپنے گناہوں سے توبہ کرو وہ تم پر موسلا دھار مینہ آسمانوں سے مینہ برسائے گا اور تمہاری قوت میں اور اضافہ کرے گا تم مجرم بن کر اس سے منہ نہ موڑو ٥ انہوں نے کہا اے ہود تم ہمارے پاس کوئی دلیل لے کر تو آئے نہیں اور ہم تمہارے کہنے سے اپنے خداؤں

Marfat.com

کو تو چھوڑنے والے نہیں اور نہ ہم تم پر ایمان لانے والے ہیں ٥

## قوم کا جواب

ہم تو بس یہ کہتے ہیں کہ ہمارے خداؤں میں سے کسی نے تمہیں دیوانہ بنا دیا ہے (اس وجہ سے) تم بہکی بہکی باتیں کرتے ہو ٥ ہود نے کہا بیشک میں خدا کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ خدا کے سوا جن کو اس کا شریک بناتے ہو میں ان سے بیزار ہوں ٥ تم سب کے سب میرے ساتھ مکاری کرو اور مجھے دم مارنے کی مہلت بھی نہ دو تو مجھے پرواہ نہیں، کیونکہ میرا بھروسہ تو بس اسی خدا پر ہے جو میرا اور تمہارا رب ہے روئے زمین پر جتنے چلنے والے ہیں سب کی چوٹی اس کے ہاتھ میں ہے۔ میرا رب (انصاف کی) سیدھی راہ پر ہے ٥ اگر تم اس کے حکم سے منہ پھیرے رہو مجھے تو جو حکم دے کر تمہارے پاس بھیجا تھا تو میں اسے پہنچا چکا اور میرا پروردگار تمہاری نافرمانی پر تمہیں ہلاک کر کے تمہارے سوا دوسری قوم کو تمہاری جگہ لے آئے گا تم اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے اس میں کوئی شک نہیں کہ میرا پروردگار ہر چیز کا نگہبان ہے ٥ اور جب ہمارے عذاب کا حکم آ پہنچا تو ہم نے ہود کو اور ان کے مومن ساتھیوں کو اپنی مہربانی سے نجات دے دی اور سب کو سخت عذاب سے بچا لیا۔

(اے رسول) یہ ہیں حالات قوم عاد کے جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں سے انکار کیا تھا اور اس کے پیغمبروں کی نافرمانی کی تھی اور ہر سرکش دشمن خدا کے حکم پر چلتے رہے پس اس دنیا میں بھی لعنت ان کے پیچھے لگا دی گئی اور قیامت میں بھی۔

## ۳- ہود کا قصہ

۱۳ ابراہیم ۱۴- آیت ۹- کیا تمہارے پاس ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم

Marfat.com

پہلے تھے (جیسے) نوحؑ اور عاد و ثمود اور (دوسرے لوگ) جو ان کے بعد ہوئے (کیوں کر
خبر ہوتی) ان لوگوں کو جب خدا کے سوا کوئی ان کو جانتا ہی نہیں - ان کے پاس (ان کے
وقت کے) پیغمبر معجزے لے کر آئے اور سمجھانے لگے تو ان لوگوں نے پیغمبروں کے
ہاتھوں کو الٹا ان کے منہ پر مار دیا اور کہنے لگے جو حکم تم خدا کی طرف سے لے کر بھیجے گئے
ہو ہم اس کو نہیں مانتے جس دین کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو ہم تو اس کے متعلق بڑے شک
میں پڑے ہیں -

۴

پ ۱۹۔ الشعراء ۷، آیت ۱۲۳ ا۔ اس طرح قوم عاد نے پیغمبروں کو جھٹلایا ○ جب ان کے
بھائی ہود نے ان سے کہا تم خدا سے کیوں نہیں ڈرتے میں تو یقیناً تمہارا امانت دار پیغمبر
ہوں تو خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو میں تم سے کوئی اجر تو نہیں چاہتا۔ میرا اجر تو
رب العالمین خدا پر ہے ○ تم کیا اونچی اونچی جگہوں پر بے کار یادگاریں بنائے پھرتے

## ہود کا سمجھانا اور قوم کی سرکشی

ہو اور بڑے بڑے محل تعمیر کرتے ہو گویا تم ہمیشہ یہیں رہو گے ○ اور جب تم کسی پر
ہاتھ ڈالتے ہو تو سرکشی سے ہاتھ ڈالتے ہو ○ پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو
اور اس ذات کی اطاعت کرو جس نے تمہاری ان چیزوں سے مدد کی جس کو تم خوب جانتے ہو ○
(نہیں جانتے تو سنو) اس نے تمہارے چارپایوں اور لڑکے بالوں اور باغوں اور چشموں سے مدد
دی ○ میں تم کو ایک بہت سخت روز کے عذاب سے ڈراتا ہوں ○ وہ لوگ کہنے لگے تم
خواہ نصیحت کرو یا نہ کرو ہمارے لئے سب برابر ہیں ڈرانا تو بس اگلے لوگوں کی عادت ہے ○
حالانکہ ہم پر عذاب (وغیرہ) کچھ نہیں کیا جائے گا۔ غرض ان لوگوں نے ہود کو جھٹلایا تو ہم نے
بھی ان کو ہلاک کر ڈالا بیشک اس واقعہ میں یقیناً ایک بڑی عبرت ہے اور ان میں بہتیرے

Marfat.com

ایمان لانے والے بھی نہ تھے۔

## ۵- ہود کا قصہ

### پ۲۴ حم السجدہ ع۲-آیت ۱۵، ۱۶- عذاب کی صورت

عاد ناحق روئے زمین پر غرور کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم سے بڑھ کر قوت میں کون ہے؟ اور ان لوگوں نے اس پر غور نہ کیا کہ خدا جس نے ان کو پیدا کیا ہے وہ ان سے قوت میں کہیں بڑھ کے ہے وہ لوگ ہماری آیتوں سے انکار ہی کرتے رہے تو ہم نے بھی ان کے نحوست کے دنوں میں ان پر بڑی زور دار کی آندھی چلائی تاکہ دنیا کی زندگی میں بھی ان کو رسوائی کے عذاب کا مزہ چکھا دیں اور آخرت کا عذاب تو اور زیادہ رسوا کرنے والا ہو ہی گا۔

## ۶- ہود کا قصہ

پ۲۶ الاحقاف ع۳ آیت ۲۱-۲۵- اے رسول تم قوم عاد کے بھائی (ہود) کا ذکر کرو جب انہوں نے اپنی قوم کو (سرزمین) احقاف میں ڈرایا اور ان سے پہلے اور ان کے بعد بھی بہت سے ڈرانے والے پیغمبر گزر چکے تھے ٥ ہود نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو کیونکہ میں تمہارے بارے میں ایک سخت عذاب آنے سے ڈرتا ہوں ٥ انہوں نے کہا کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم کو ہمارے معبودوں سے پھیر دو۔ اگر تم سچے ہو تو جس عذاب کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو اسے بس لے آؤ ٥ انہوں نے کہا اس کا علم تو بس خدا کے پاس ہی ہے (کہ کب نازل کرے گا) میں تو احکام دے کر بھیجا گیا ہوں وہ تمہیں پہنچائے دیتا ہوں مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ تم جاہل لوگ ہو ٥ تو جب انہوں نے اس (عذاب) کو دیکھا کہ بادل کی طرح ان کے میدانوں میں امڈا آرہا ہے تو کہنے لگے یہ تو بادل ہے جو ہم پر برس کر رہے گا (فرمایا) بلکہ وہ عذاب ہے جس کی تم جلدی کر رہے تھے۔ وہ آندھی ہے جس میں دردناک عذاب بھرا ہے جو اپنے پروردگار کے

حکم سے ہر چیز کو تباہ وبرباد کردے گی تو وہ ایسے تباہ ہوئے کہ ان کے گھروں کے سوا کچھ نظر ہی نہ آتا تھا۔ ہم گنہگار لوگوں کو یوں ہی سزا دیا کرتے ہیں ○ اور ہم نے ان کو ایسے کاموں میں قدرت دی تھی جن میں سے تمہیں کچھ بھی قدرت نہیں دی۔ ہم نے انہیں کان آنکھ اور دل سب کچھ دیئے تھے مگر چونکہ وہ لوگ خدا کی آیتوں سے انکار کرنے لگے۔ نہ ان کے کان ہی کچھ کام آئے اور نہ ان کی آنکھیں اور نہ ان کے دل اور جس عذاب کی یہ لوگ ہنسی اڑایا کرتے تھے اس نے ان کو ہر طرف سے گھیر لیا۔

---

۱۔ احقاف کے معنی ریگستان کے ہیں جہاں حضرت ہود کی قوم عاد رہتی تھی یہ ملک یمن میں حضرموت کے قریب دریائے عمان کے کنارے تھا۔ ان کے اکثر لوگ خیموں میں رہتے تھے۔ ان پر عذاب کی صورت یہ ہوئی کہ پہلے تین یا سات برس تک پانی نہ برسا اس پر بھی جب وہ لوگ ایمان نہ لائے تو پہلے ابر کی صورت میں آندھی آئی یہ لوگ خوش ہو کر بارش کی امید میں اس کے نیچے جمع ہو گئے۔ پھر اس میں سے آگ کی چنگاریاں برسنے لگیں اور اس نے ان کو اور ان کی تمام املاک کو ہلاک کر دیا۔ سات شبانہ روز یہ آندھی چلتی رہی اور یہ سب کے سب ریت کے نیچے دب کر رہ گئے۔

۲۔ یہ بڑی عبرت خیز داستانیں ہیں۔ ہر زمانہ کے لوگوں کو خدا کے عذاب سے ڈرتے رہنا چاہیئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے اب تک آنحضرت کے رحمتہ للعالمین ہونے کی بنا پر دنیا کی قوموں پر ایسے عذاب آنے بند ہو گئے ہیں مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم عذاب سے بے خوف ہو جائیں۔ اب بھی اس کے عذاب کی مختلف صورتیں دنیا کے مختلف حصوں میں نظر آتی رہتی ہیں۔ کبھی لوگ دریاؤں کے سیلاب سے کبھی خوفناک آندھیوں سے کبھی موسلا دھار بارشوں سے۔ کبھی وبائی امراض وغیرہ سے ہلاک ہوتے رہتے ہیں مگر لوگ ہیں کہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں ایسے سخت واقعات

سے کوئی سبق نہیں لیتے اور اپنی بداعمالی سے نہیں رکتے۔ قرآن کے یہ عبرتناک واقعات صرف پڑھ لینے کے لئے نہیں بیان کئے گئے ہیں بلکہ اس لئے ہیں کہ لوگ اپنے کو سنبھالیں اور جو بُرے کام کر رہے ہیں ان کو ترک کریں۔ کہ جو یہاں کے عذاب سے بچ جائیں گے ان کے لئے آخرت کا عذاب ہے۔ بندہ خدا کی نافرمانی کر کے اس کے عذاب سے بچ نہیں سکتا۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ایمان کا امتحان مختلف صورتوں سے لیتا رہتا ہے۔ یہ درحقیقت ان کو خواب غفلت سے جھنجھوڑنے کے لئے ہوتا ہے جو ٹھوکر کھا کر سنبھل جاتے ہیں ان کے لئے اجر ہے ورنہ اس کا عذاب تو ایک آن میں پکڑ ہی لے گا۔

## ۷۔ ہود کا قصہ

پ ۲۷۔ النجم ع ۳۔ آیت ۵۰:۔ اس نے پہلے قوم عاد کو ہلاک کیا۔

---

## ۸۔ ہود کا قصہ
## عذاب کی صورت

پ ۲۷۔ القمر ع ۱۔ آیت ۱۸:۔ قوم عاد نے اپنے پیغمبر کو جھٹلایا تو ان کو میرا عذاب اور ڈرانا کیسا تھا میں نے ان پر بہت سخت منحوس دن میں بڑے زناٹے کی آندھی چلائی جو لوگوں کو اپنی جگہ سے اس طرح اکھاڑ پھینکتی تھی گویا وہ اکھڑے ہوئے کھجور کے تنے ہیں تو (دیکھو) ان پر میرا عذاب اور ڈرانا کیسا تھا۔

## ۹۔ ہود کا قصہ

پ ۲۹ الحاقہ۔ آیت ۵۔ وہی کھڑکھڑانے والی آواز جسکو عاد ثمود نے جھٹلایا تھا۔ ثمود تو چنگھاڑ سے ہلاک کر دیے گئے رہے عاد وہ شدید تیز آندھی سے ہلاک کئے گئے خدا نے سات رات اور آٹھ دن لگاتار ان پر اس آندھی کو چلایا تو لوگ اس طرح ڈھے

Marfat.com

(مرے) پڑے تھے جیسے وہ کھجور کے کھوکھلے تنے ہیں کیا ان میں سے کسی کو بچا ہوا دیکھا

# ۷۔ شدّاد کا قصّہ

پ ۳۰ الفجر آیت ۶، ۷۔ اے رسولؐ تم نے دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے عاد کے ساتھ کیا یعنی ارم والے دراز قد جن کا مثل دنیا کے شہروں میں کوئی پیدا ہی نہیں کیا گیا۔

حضرت نوحؑ کی پانچویں پشت میں ایک شخص کا نام عاد تھا جس کا سلسلہ نسب یوں ہے۔ عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوحؑ۔ عاد کے دو بیٹے تھے شداد و شدید دونوں بادشاہ تھے۔ جب شدید مر گیا تو سب ملکوں کا بادشاہ شداد ہی قرار پایا اس نے اتنی ترقی کی کہ تمام دنیا کا بادشاہ بن گیا۔ چار سو بادشاہ اس کے ماتحت و خراج گذار تھے آخر اس افراط دولت و حکومت کے جنون میں آ کر اس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔

اس وقت کے پیغمبر جب اس کی ہدایت کو آئے تو اس نے کہا ایمان لانے کا فائدہ کیا ہے پیغمبر نے کہا خدا تجھے بہشت دے گا اس نے پوچھا بہشت کیا ہے جب پیغمبر نے اس کی کیفیت بیان کی تو اس نے کہا۔ ایسا تو میں خود بنا سکتا ہوں۔ چنانچہ ایک اچھی جگہ تجویز کر کے بہشت بنوایا اور جیسا مشہور ہے اور خوب بنوایا۔ سالہا سال بنا۔ سونے چاندی کی بھرمار ہوئی جب تیار ہو گیا تو اس کو دیکھنے کے لیے چلا لیکن دروازہ پر قدم رکھا ہی تھا کہ ملک الموت نے آ پکڑا اور گلا گھونٹ کر ساری شیخی بازی کرکری کر دی۔ شاعر کہتا ہے۔

کی جو شداد نے خود آرائی | کر کے نخوت بہشت بنوائی
تھے شجر اس کے غیر طوبیٰ | اس کو اس کا غرور لے ڈوبا
پھل ملا باغ سے یہ آخر کار | پاؤں رکھتے ہی ہو گیا فی النار

Marfat.com

شداد کے بہشت کے سلسلہ میں ہمارے روایت پرست مفسرین نے عجیب و غریب افسانے تراشے ہیں۔ ہم نے انہیں اپنی کتاب " رموز القرآن " میں لایعنی روائتوں پر پوری تنقید کی ہے ناظرین کو چاہیئے کہ وہ ضرور پڑھلیں۔

# ۶۔ حضرت صالحؑ قوم ثمود (اصحاب حجر)

## اونٹنی کا برآمد ہونا

پ الاعراف آیت ۷۳ :- اور ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو اپنا رسول بنا کر بھیجا انہوں نے ان سے کہا اے میری قوم خدا ہی کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔ تمہارے پاس تو تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح و روشن دلیل آہی چکی ہے۔ یہ خدا کی بھیجی ہوئی اونٹنی تمہارے واسطے ایک معجزہ ہے تم لوگ اس کو چھوڑ دو کہ خدا کی زمین میں جہاں چاہے چرتی پھرے اور اسے کوئی تکلیف نہ پہنچانا۔ ورنہ تم دردناک عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے ٥ اور وہ وقت یاد کرو جب اس نے تم کو قوم عاد کے بعد زمین میں ان کا جانشین بنایا اور تمہیں زمین پر اس طرح بسایا کہ تم اب

## صالحؑ کا سمجھانا

نرم زمین میں بڑے بڑے محل اٹھا رہے ہو اور پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے ہو۔ تو خدا کی نعمتوں کو یاد کرو اور روئے زمین پر فساد برپا نہ کرتے پھرو ٥ تو ان کی قوم کے بڑے بڑے لوگوں نے ان بیچارے غریبوں سے جو ایمان لا چکے تھے کہا کیا صالح (حقیقتہً) اپنے پروردگار کے بھیجے رسول ہیں ٥ انہوں نے کہا جن باتوں کا وہ پیغام لائے ہیں ہمارا تو ان پر ایمان ہے ٥ تب جن لوگوں کو اپنی دولت دنیا پر گھمنڈ تھا کہنے لگے (سنو) جس پر تم

Marfat.com

ایمان لائے ہو ہم اسے نہیں مانتے ۵ غرض ان لوگوں نے اونٹنی کی کونچیں اور سر کاٹ دیئے اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرتابی کی اور کہنے لگے اے صالح اگر تم سچے رسول ہو تو جس عذاب سے ہمیں ڈراتے تھے اب لاؤ ۵ تب انہیں زلزلے نے لے ڈالا

## قوم کا طلب عذاب کرنا

اور لوگ زانو پر سر رکھے جس طرح تھے بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے ۵ اس کے بعد صالح وہاں سے ہٹ گئے اور ان سے مخاطب ہو کر کہا (یعنی مرنے ہوئے لوگوں سے خطاب کیا) اے میری قوم میں نے اپنے پروردگار کے پیغام تم تک پہنچا دیئے تھے اور تمہاری خیر خواہی کی تھی اور اونچ نیچ سب سمجھا دی تھی مگر افسوس تم اپنے خیر خواہ سمجھانے والے کو اپنا دوست نہ سمجھے۔

---

## حضرت صالحؑ کی مدت ہدایت

۱۔ حضرت صالحؑ حضرت ہودؑ کے بعد آئے تھے حضرت نوحؑ کی نویں پشت میں سے تھے آپ کی قوم، قوم ثمود کہلاتی تھی۔ ثمود نوحؑ کے پروتے تھے انہی کے نام سے ان کی قوم مشہور ہوئی۔ یہ لوگ بڑے مالدار اور متکبر تھے۔ جب صالحؑ مبعوث ہوئے تو ان کی عمر سولہ سال تھی۔ اس وقت سے ایک سو بیس برس کی عمر تک ایک قوم کو سمجھاتے رہے مگر ان لوگوں نے کبھی ان کی ہدایت پر عمل نہ کیا۔

## قوم کا طلب عذاب

۱۔ یہ لوگ پہاڑ کے ایک حصہ کی پرستش کرتے تھے اور ہر سال اس پر قربانی چڑھاتے تھے جب حضرت صالحؑ نے سختی سے روکا تو کہنے لگے اگر اس پتھر سے

Marfat.com

ایک اونٹنی مع بچہ کے نکال دو تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ آپ نے دعا کی اور تھوڑی دیر بعد ایک اونٹنی مع بچہ کے نکل آئی۔ خدا کا حکم ہوا کہ اس شہر کا کل پانی ایک روز یہ اونٹنی پیا کرے ایک روز شہر والے اپنے مصرف میں لائیں غرض یہی قاعدہ مقرر ہوا

## اُونٹنی کا ہلاک کرنا

اور جس روز وہ اونٹنی پانی پیتی تھی اتنا دودھ دیتی تھی کہ سب باشندے خوب چھک کر پی لیتے تھے اس پر بھی ان لوگوں نے بس نہ کی اور مشورہ کر کے ایک شخص کو جس کا نام قدار تھا، کچھ مال کی طمع دے کر اس کے پاؤں کٹوا دیئے اور پھر سب نے مل کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے سب نے خوش ہو کر اس کا گوشت خوب کھایا۔

## عذاب آنا

اس کا بچہ پہاڑ کی طرف بھاگا اور تین مرتبہ اپنا سر بلند کر کے خدا سے فریاد کی اور پہاڑ میں روپوش ہو گیا۔ حضرت صالحؑ نے ان سے کہا تین روز کے اندر تم سب بارگاہ الٰہی میں توبہ کرو تو تمہارا قصور معاف ہو جائے گا مگر وہ کہاں ماننے والے تھے آخر چوتھے روز رات کے وقت ایک شدید چیخ چنگھاڑ کی آواز پیدا ہوئی کہ سب کے کانوں کے پردے پھٹ گئے اور زمین میں ایسا زلزلہ آیا کہ خوف سے ان کے دل ریزہ ریزہ پاش پاش ہو گئے اور سب مر گئے اس کے بعد آسمان سے آگ نازل ہوئی اور ان سب کو جلا کر خاک کر دیا۔

نوٹ۔ آنحضرتؐ ختمی مرتبت سے پہلے جو انبیاء آئے اُن کی قوموں نے جب سرکشی پر کمر باندھی اور انبیاء نے ان کے لئے بد دعا کی تو ضرور وہ کسی نہ کسی عذاب میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوئے یہ عبرت ناک سبق بعد کے آنے والے لوگوں میں سے بہت کم نے

Marfat.com

حاصل کئے ورنہ زیادہ لوگ چکنے گھڑے ہی بنے رہے۔

۴: ۔ تاریخوں سے پتہ چلتا ہے کہ قوم ثمود کو فن سنگ تراشی میں کمال حاصل تھا۔ انہوں نے پہاڑوں کو کاٹ کر ان کے اندر بڑے خوب صورت گھر بنا رکھے تھے کیا بعید ہے کہ دکن کے پہاڑوں میں جو ایلورا اور اجنٹا کے غار پائے جاتے ہیں وہ اس زمانہ کی یادگار ہوں اور گوتم بدھ نے انہی کو اپنی عبادت گاہ قرار دیا ہو۔

## ۲۔ صالحؑ کا قصہ

پ۱۲۔ ہود۔ آیت ۶۱ تا ۶۲۔ ہم نے قوم ثمود کے پاس ان کے بھائی صالح کو پیغمبر بنا کر

## قوم کو سمجھانا

بھیجا انہوں نے کہا کہ اے قوم خدا ہی کی پرستش کرو اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس نے تم کو زمین کی مٹی سے پیدا کیا اور تم کو اس میں بسایا تم اس سے مغفرت کی دعا مانگو اس کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ بیشک میرا پروردگار ہر شخص کے قریب ہے اور دعا کو قبول کرتا ہے ۞ انہوں نے کہا اے صالح اس سے پہلے تو ہماری امیدیں تم سے وابستہ تھیں تو کیا اب تم ہمیں اس چیز کی پرستش سے روکتے ہو۔ جس کی پوجا پاٹ ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں اور جس دین کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو تو ہم اس کی نسبت شک میں پڑے ہوئے ہیں اور ہمیں تمہارے کہنے نے حیرت میں ڈال دیا ہے ۞ صالح نے جواب دیا اے میری قوم ذرا غور کرو اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنی بارگاہ سے رحمت نبوت عطا کی ہے اس پر بھی اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو خدا کے عذاب سے بچانے میں میری مدد کون کرے گا۔ پھر تم سوائے نقصان کے میرا کچھ بڑھا تو دو گے نہیں ۞ اے میری قوم یہ خدا کی بھیجی ہوئی

اونٹنی ہے جو تمہارے لئے میری نبوت کا ایک معجزہ ہے اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو
کہ خدا کی زمین میں جہاں چاہے کھائے اور اسے کوئی تکلیف نہ پہنچاؤ۔ ورنہ پھر تمہیں
خدا کا عذاب لے ڈوبے گا ۞ اس پر بھی ان لوگوں نے اس کی کونچیں کاٹ کر اسے مار ڈالا
تب صالح نے کہا تین دن تک بس اپنے اپنے گھروں میں چلو پھرو لو یہی خدا کا وعدہ ہے
جو کبھی جھوٹا نہیں ہوتا ۞ پھر جب ہمارے عذاب کا حکم آ پہنچا تو ہم نے صالح

## مومنوں کو نجات اور ظالموں پر عذاب

اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی مہربانی سے نجات دی اور اس
دن کی رسوائی سے بچا لیا اس میں شک نہیں کہ تیرا پروردگار زبردست غالب ہے ۞ اور
جن لوگوں نے ظلم کیا تھا ان کو ایک سخت چیخ نے لے ڈالا تو وہ لوگ اپنے اپنے
گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے اور ایسے مٹے گویا ان میں کبھی بسے ہی نہ تھے تو دیکھو
قوم ثمود نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی تو اس کی سزا کیسی دی گئی۔

## ۳۔ صالحؑ کا قصہ

پ۱۳ ابراہیم آیت ۹:۔ کیا تمہارے پاس ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے تھے
جیسے قوم عاد و ثمود اور جو ان کے بعد ہوئے دکیونکر خبر ہو) ان کو تو خدا کے سوا
کوئی جانتا ہی نہیں۔ ان کے پاس انہی کے وقت کے پیغمبر معجزے لے کر آئے
اور سمجھانے لگے تو ان لوگوں نے ان پیغمبروں کے ہاتھوں کو ان کے منہ پر الٹا مارا اور
کہنے لگے جو حکم لے کر خدا کی طرف سے بھیجے گئے ہو ہم تو اس کو مانتے ہی نہیں
جس دین کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو۔ ہم تو اس کے متعلق بڑے گہرے شک میں پڑے
ہوئے ہیں ۞ ان پیغمبروں نے ان سے کہا کیا تم کو اس خدا کے بارے میں

Marfat.com

یں شک ہے جو ہمارے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے وہ تم کو اپنی طرف اس لئے بلاتا ہے کہ تمہارے گناہ معاف کر دے اور ایک وقت مقررہ تک تم کو (دنیا میں) چین سے رہنے دے وہ کہنے لگے تم بھی تو ہم ہی جیسے آدمی ہو (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم یہ چاہتے ہو کہ جن معبودوں کی ہمارے باپ دادا پرستش کرتے تھے تم ہم کو ان کی پوجا پاٹ سے باز رکھو۔ اچھا اگر تم سچے ہو تو کوئی صاف صاف کھلا معجزہ

## طلب معجزہ

دکھلاؤ ٥ ان کے پیغمبروں نے کہا اس میں شک نہیں کہ ہم بھی تمہاری ہی طرح کے آدمی ہیں مگر خدا اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل و کرم کرتا ہے اور رسالت عطا فرماتا ہے اور تمہارے اختیار میں یہ بات نہیں کہ بے حکم خدا (تمہاری فرمائش کے موافق) ہم کوئی معجزہ تمہارے سامنے لاسکیں اور خدا ہی پر سب ایمانداروں کو بھروسہ رکھنا چاہئے اور کیا وجہ ہے کہ ہم خدا پر بھروسہ نہ کریں حالانکہ اس نے نجات کی راہیں ہمیں دکھائی ہیں تو جو اذیتیں تم نے ہمیں پہنچائیں ان پر ہم نے صبر کیا اور آئندہ بھی صبر کریں گے اور توکل کرنے والوں کو خدا ہی پر توکل کرنا چاہئے ٥ کافر لوگ پیغمبروں سے کہنے لگے ہم تم کو اپنی بستی سے ضرور باہر نکال کریں گے یہاں تک کہ تم ہماری طرف پلٹ آؤ۔ ان کے پروردگار نے ان کی طرف وحی بھیجی (تم گھبراؤ نہیں) ہم ان سرکشوں کو ضرور غارت کریں گے اور ان کی ہلاکت کے بعد ضرور تمہیں اس سرزمین پر بسائیں گے۔

---

ف۱۔ انبیاء کی ہدایت قبول نہ کرنے میں سب سے بڑا عذر ان کی قومیں یہ پیش کرتی تھیں کہ ہم ان بتوں کی پرستش کیسے چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا

Marfat.com

کرتے چلے آئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آباؤ اجداد کی تقلید انسان کے دل پر گہرا اثر ڈالتی ہے ان کی عقلوں کو ایسا ماؤف بنا دیتی ہے کہ ان کو سوچنے سمجھنے کی توفیق ہی نہیں ہوتی۔ بت پرستوں میں بڑے بڑے دانش ور حکما اور فلاسفہ گزرے ہیں۔ آخر کیا وجہ تھی کہ اس کی سمجھ میں یہ بات نہ آتی تھی کہ جن بتوں کو انہوں نے اپنے ہاتھ سے گڑھا ہے جن میں کوئی قوت نہیں نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ کسی کے نقصان پر قادر ہیں نہ نفع پہ آتی تو ضرور تھی مگر تقلید کی زنجیروں میں اس طرح جکڑے ہوئے تھے کہ ان کی عبادت ترک کرنے پر ان کے دل لرزتے تھے۔

۲۔ جن لوگوں پر اقوام عالم میں عذاب آتے رہے وہ ایسے ڈھکے چھپے نہ تھے کہ انبیاء کی امتوں کے کانوں میں ان کی آوازیں نہ گونجی ہوں۔ ضرور وہ سب واقعات پیش نظر تھے مگر شیطان نے ان کی عقلوں کو ایسا مار دیا تھا کہ وہ ان واقعات سے عبرت حاصل کرتے ہی نہ تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ جادوروں پر عذاب آتے ہیں وہ ان پر نہ آئیں گے کیونکہ وہ اپنے زمانہ کے نبی کو جھوٹا سمجھتے تھے۔

۳۔ مفلوج اذہان نے انبیاء کی ہدایت پر اس لیے بھی کان نہ دھرے کہ وہ ان کو اپنا ہی جیسا انسان سمجھتے تھے ان کی نظر ظاہری کے پیکر پر تھی ان کے روحانی کمالات ان کی نگاہوں سے پوشیدہ رہے وہ جب دیکھتے تھے کہ ہماری طرح چلتے پھرتے ہیں اور کھاتے پیتے ہیں تو سمجھتے تھے کہ یہ تو ہم ہی جیسے ہیں پھر کیا وجہ کہ ہم ان کو خدا کا فرستادہ سمجھ کر ان کی باتوں پر عمل کریں۔ جو معجزات ان سے ظہور میں آتے تھے ان کو جادوگری سے تعبیر کر کے ان کو ذریعہ ہدایت نہیں سمجھتے تھے اور ان سے فرمائشیں کرتے تھے کہ ایسا ایسا کر کے دکھا دیں تب جانیں کہ آپ خدا کے رسول ہیں۔ وہ جواب میں کہتے تھے کہ ہم باختیار خود کچھ نہیں دکھا سکتے۔ جب خدا کا حکم ہوتا ہے تب معجزے کا اظہار کرتے ہیں ایسے لوگ اب بھی ہیں جن کا عقیدہ ہے کہ معجزہ دکھا

انبیاء کے اختیار میں ہوتا ہے۔ خدا کے حکم کے انتظار کی ضرورت ان کو نہیں ہوتی لیکن یہ رائے غلط ہے۔ قرآن میں جابجا انبیاء کا بیان موجود ہے کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں باذن الٰہی کرتے ہیں کوئی معجزہ دکھانا ہمارے اختیار میں نہیں اگر انبیاء کے اختیار میں ہوتا تو رات دن ... لوگوں کی فرمائشوں پر بس معجزے ہی دکھاتے رہتے لوگوں کی فرمائشوں سے انہیں نجات ہی نہ ملتی۔

۱۴۔ انبیاء کی ہدایت قبول کرنے میں ایک رکاوٹ یہ بھی تھی کہ وہ امراء کی طرح تزک و احتشام سے نہیں رہتے تھے۔ وہ ضعیف الحالات اور قوی النیات ہوتے تھے۔ ٹھاٹ باٹ کا ان سے تعلق نہ تھا۔ اس لئے لوگ ان کو نظر میں نہیں لاتے تھے اور اس خیال میں گم تھے کہ اگر خدا کو رسول بھیجنا تھا تو کسی امیر کبیر کو اس کام کے لئے کیوں نہ منتخب کیا۔ ایسے لوگوں کو کیوں کیا جن کے لئے ظاہری شان و شوکت کچھ بھی نہیں فقیروں اور تہی دستوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ ایسوں کی پیروی کرنا اپنی عزت و وجاہت کو بٹہ لگانا ہے۔

## ۴۔ صالحؑ کا قصہ

پ ۱۴۔ الحجر ع ۶ آیت ۸۰۔ وقوم لوط کی طرح) حجر (بستی) کے رہنے والوں (قوم صالح) نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا باوجودیکہ ہم نے انہیں نشانیاں دے کر بھیجا تھا اس پر بھی وہ ان سے روگردانی کرتے رہے ٥ اور بڑے اطمینان سے پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے رہے آخر ان کو صبح ہوتے ہوتے بڑے زوروں کی چنگھاڑ نے لے ڈالا ٥ اور جو تدبیریں اپنی حفاظت کے لئے کیا کرتے تھے وہ کچھ بھی کام نہ آئیں۔

Marfat.com

## ۵۔ صالح کا قصہ

پ۱۵۔ بنی اسرائیل ع ۶۔ آیت ۵۹ ا۔ اور ہم نے قوم ثمود کو (معجزے سے) اونٹنی عطا کی جو ہماری قدرت کو دکھانے والی تھی تو ان لوگوں نے اس پر ظلم کیا اور بیشک ہم معجزے تو لوگوں کو ڈرانے کے لئے بھیجا کرتے ہیں۔

## ۶۔ صالح کا قصہ

پ۱۹۔ الشعراء ع ۸۔ آیت ۱۴۲ :۔ جب ان کے بھائی صالح نے ان سے (اپنی قوم سے) کہا تم خدا سے کیوں نہیں ڈرتے ٥ میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو ٥ میں تم سے اس پر (تبلیغ رسالت پر) کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو رب العالمین خدا پر ہے ٥ جو چیزیں یہاں

## نعمات الٰہی کو یاد دلانا

دنیا میں موجود ہیں۔ باغ اور چشمے اور کھیتیاں اور چھوارے جن کی کلیاں لطیف و نازک ہوتی ہیں کیا ان میں تم لوگ اطمینان سے ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیئے جاؤ گے ٥ (اور) بڑی رات دن تکلیف کے ساتھ پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر جو بناتے ہو (کیا اس میں ہمیشہ رہو گے) نہیں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور زیادتی کرنے والوں کی بات نہ مانو وہ روئے زمین پر فساد پھیلایا کرتے ہیں ٥

انہوں نے کہا اے صالح (تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے ٥ تم تو ہم ہی جیسے ایک آدمی ہو اگر سچے ہو تو ہم کو معجزہ کوئی دکھاؤ ٥ انہوں نے کہا یہی اونٹنی معجزہ ہے ایک مقرر دن تمہارے پانی پینے کا ہے اور ایک دن اس کے پانی پینے کا ہے اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچانا ورنہ ایک سخت عذاب تم پر

ائے گا (انہوں نے اس بات کو نہ مانا) اور اونٹنی کے پیر

## اونٹنی کا ہلاک کرنا

ٹ دیئے اور اسے مار ڈالا) پھر خود ہی پشیمان ہوئے پھر انہیں
ب نے لے ڈالا اور ان میں بہتیرے ایمان والے بھی ہیں ۔

## ے صالح ؑ کا قصہ

النمل ع ۳ آیت ۴۵ ۔ ہم نے قوم ثمود کے پاس ان کے بھائی صالح ؑ کو پیغمبر بنا کر
جا ہ اس لئے کہ تم ایک خدا کی عبادت کرو تو وہ صالح کے آتے ہی (مومن و کافر) دو فریق
کر آپس میں جھگڑنے لگے ہ صالح نے کہا اے میری قوم تم لوگ بھلائی سے پہلے
ئی کے واسطے کیوں جلدی کر رہے ہو تم لوگ خدا کی بارگاہ میں توبہ استغفار کیوں
یں کرتے کہ وہ تم پر رحم کرے ہ وہ بولے ہم نے تم سے اور تمہارے ساتھیوں
ے برا شگون پایا ہے ہ صالح نے کہا تمہاری بدقسمتی خدا کے پاس ہے (یہ ذہنیت
ں کچھ نہیں) بلکہ تم لوگوں کی آزمائش کی جا رہی ہے ہ اور شہر میں نو آدمی تھے جو
ملک کے بانی فساد تھے اور اصلاح کی فکر نہ کرتے تھے ہ ان لوگوں نے

## حضرت صالح پر شبخون مارنے کا قصہ

پس میں کہا کہ باہم خدا کی قسم کھاتے جاؤ کہ ہم لوگ صالح اور اس کے لڑکے بالوں پر
شبخون کریں گے اور اس کے والی وارث سے کہہ دیں کہ ہم لوگ ان کے گھر والوں کے
لاک ہوتے وقت موجود ہی نہ تھے اور ہم لوگ (اس قول میں) سچے ہیں ہ ان لوگوں
ے ایک تدبیر کی اور ہم نے بھی ایک تدبیر کی اور ان کو خبر بھی نہ ہوئی ہ (اے رسول)

Marfat.com

تم دیکھو ان کی تدبیر کا کیا برا انجام ہوا۔ ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو ہلاک کر ڈالا ۝
(دیکھو) یہ ان کے گھر ہیں جو ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے خالی پڑے ہوئے ہیں
اس واقعہ سے واقف کار لوگوں کے لئے عبرت ہے۔

---

مل۱:۔ حضرت صالح ؑ نے پہاڑ کے ایک غار میں مسجد بنائی تھی جہاں شب و روز عبادت میں مشغول رہتے تھے ان نو آدمیوں نے جو قوم کے شریر ترین افراد تھے باہم مشورہ کیا کہ اب صالح ؑ کے وعدۂ عذاب میں صرف تین دن باقی ہیں آؤ اس بلا سے پہلے ہم صالح ہی کا کام تمام کر دیں۔ یہ صلاح کر کے گھات میں جا بیٹھے۔ خدا کی شان فرشتوں نے ان سب کے سروں پر بڑے بڑے پتھر ڈال دیئے کہ سب کے سب دب کر مر گئے۔

مل۲:۔ اس زمانہ والوں کے لئے یہ بڑا عبرت انگیز واقعہ تھا۔ پوری بستی خالی پڑی تھی لوگ ادھر سے گزرتے تھے تو وہاں کے باشندوں میں سے کسی ایک کا نشان نہ پاتے تھے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ ایسے واقعات کے بعد انبیاء کی مخالفت چھوڑ دیتے مگر شیطان جو ان کے پیچھے لگا ہوا تھا وہ ایسا کیوں کرنے دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں قصے اس لئے بیان کئے ہیں کہ لوگ اس کی نافرمانی سے رک جائیں مگر ؎

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

---

## ۸۔ صالح ؑ کا قصہ

پ۲۰ عنکبوت ع۴۔ آیت ۳۸۔ (اور خدا نے) قوم عاد و ثمود کو بھی ہلاک کر ڈالا (اے اہل مکہ) تم کو تو ان کے اجڑے ہوئے گھر بھی (راہ میں آتے جاتے) معلوم ہو چکے ہیں۔ شیطان نے ان کے کاموں کو ان کی نظر میں اچھا کر دکھایا تھا (اور) سیدھی راہ پر چلنے سے روک دیا تھا حالانکہ وہ خاصے ہوشیار تھے ۝

شیطان کے فریب میں آ گئے ہیں

## ۹۔ صالحؑ کا قصہ

۔ حم السجدہ ع ۲۔ آیت ۱۳۔ (اے رسول) اگر یہ کفار اس پر منہ پھیریں تو ان
کہہ دو میں تم کو ایسی بجلی گرنے کے عذاب سے ڈراتا ہوں جیسے قوم عاد و ثمود
ان کی کڑک تھی۔

## ۱۰۔ صالحؑ کا قصہ

۲۔ حم السجدہ ع ۲۔ آیت ۱۷۔ رہے ثمود تو ہم نے ان کو سیدھا راستہ دکھایا
ان لوگوں نے ہدایت کے مقابلہ گمراہی کو پسند کیا تو ان کے کرتوتوں کی بدولت ذلت
عذاب کی بجلی نے ان کو لے ڈالا اور جو لوگ ایماندار پرہیزگار تھے ان کو ہم نے بچالیا۔

## ۱۱۔ صالحؑ کا قصہ

## عذاب کی دوسری صورت

۔ الذاریت۔ آیت ۴۳۔ اور ثمود کے حالات میں بھی قدرت کی نشانی ہے
ان سے کہا گیا کہ ایک خاص وقت تک چین کر لو تو انہوں نے پروردگار
حکم سے سرکشی کی تو انہیں ایک روز کڑک اور بجلی نے لے ڈالا اور وہ دیکھتے
رہ گئے پھر نہ اٹھنے کی طاقت رکھتے تھے اور نہ (پیغمبر سے) بدلہ ہی لے
سکتے تھے۔

۔ قوم ثمود پر دو طرح کا عذاب آیا ان میں جو شریر آدمی تھے اور حضرت صالحؑ
شبخون مارنا چاہتے تھے ان کے سروں پر تو پتھر کی چٹانیں گریں وہ سب ب

Marfat.com

کر مر گئے اور اس قوم پر ایسی بجلیاں گریں کہ جہاں بیٹھے وہیں مر سے کے مرے رہ گ

## ۱۲۔ صالحؑ کا قصّہ

پ۲۷ القمر ع ۲- آیت ۲۳، قوم ثمود نے ڈرانے والے پیغمبروں کو جھٹلایا اور کہنے
لگے بھلا ایک آدمی کی جو ہمیں میں سے ہے کیونکر پیروی کریں اگر ایسا کریں گے
تو ہم گمراہی اور دیوانگی میں پڑ جائیں گے۔ کیا ہم سب میں سے صرف اس پر وحی نازل
ہوتی ہے (نہیں) بلکہ وہ تو بڑا جھوٹا اور تعلی کرنے والا ہے ۵ ان کو عنقریب کل
ہی پتہ چل جائے گا کہ کون جھوٹا تکبر کرنے والا ہے (اے صالح، ہم ان کی آزمائش
کے لئے اونٹنی بھیجنے والے ہیں تو تم ان کو صبر کے ساتھ دیکھتے رہو اور ان کو خبر دو کہ
ان میں پانی کی باری مقرر کر دی گئی ہے ہر باری والے کو اپنی باری پر حاضر ہونا چاہئے
تو ان لوگوں نے اپنے رفیق (قدار) کو بلایا تو اس نے پکڑ کر اونٹنی کے پیر کاٹ دیئے

## اونٹنی کے قتل پر عذاب

تو دیکھو ہمارا عذاب اور ڈرانا کیسا تھا ۵ ہم نے ایک سخت چنگھاڑ کا عذاب بھیج دیا
وہ لوگ سوکھے ہوئے بھوسر کی طرح چور چور ہو کر رہ گئے۔

## ۱۳۔ صالحؑ کا قصّہ

پ۲۹ الحاقہ آیت ۵، غرض قوم ثمود چنگھاڑ سے ہلاک کر دی گئی۔

## ۱۴۔ صالحؑ کا قصّہ

پ۳۰ البروج آیت ۱۸، کیا تمہارے پاس لشکروں کی خبر پہنچی ہے (یعنی

Marfat.com

فرعون و ثمود کی (خبر) پہنچی ہے ، مگر کفار تو جھٹلانے ہی کی فکر میں ہیں اور خدا ان کو پیچھے سے گھیرے ہوئے ہے ۔

## ۱۵ - صالحؑ کا قصّہ

پ ۳۰ الشمس آیت ۱۱ ۔ ثمود نے اپنی سرکشی سے (صالح پیغمبر کو) جھٹلایا۔ جب ایک بڑا بدبخت اٹھ کھڑا ہوا تو خدا کے رسول (صالح) نے ان سے کہا۔ یہ خدا کی اونٹنی ہے اس کے پانی پینے سے تعرض نہ کرو مگر ان لوگوں نے پیغمبر کو جھٹلایا اور اس کے پیر کاٹ دیئے تو خدا نے ان کے گناہ کے سبب ان پر عذاب نازل کیا پھر انہیں ہلاک کر کے برابر کر دیا اس کو ان کے بدلے کا خوف نہیں ۔

## ۹ - حضرت ابراہیمؑ کا قصّہ

### تعمیر کعبہ کے وقت ابراہیمؑ کی دعائیں

پ ۱ - البقرہ - آیت ۱۲۷ ۔ (اے رسول وہ وقت یاد دلاؤ) جب ابراہیم و اسمٰعیل خانہ کعبہ کی بنیادیں بلند کر رہے تھے اور دعا مانگتے جاتے تھے اے ہمارے پروردگار (یہ خدمت) قبول کر بیشک تو دعاؤں کا سننے والا (نیت کا) جاننے والا ہے ٥

اے ہمارے پالنے والے تو ہمیں اپنا فرمانبردار بنائے رکھنا اور ہماری اولاد میں سے ایک گروہ پیدا کرنا جو تیرا فرمانبردار ہو اور ہم کو ہمارے حج کی جگہیں دکھا دے اور ہماری توبہ قبول کر تو بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے ٥ اے ہمارے پالنے والے اسی امت مسلمہ میں سے ایک رسول کو بھیج جو انہی میں سے ہو تاکہ ان کو تیری آیتیں

Marfat.com

پڑھ کر سنائے ان کے نفوس کو پاکیزہ کر دے بیشک تو ہی غالب اور صاحب تدبیر ہے ۵

## ابراہیمؑ کا اسلام بلا واسطہ تھا

اور کون ہے جو ابراہیمؑ کے طریقہ سے نفرت کرے مگر جو اپنے کو احمق بنائے ۵ بیشک ہم نے ان کو دنیا میں بھی منتخب کر لیا اور آخرت میں بھی اچھوں ہی میں سے ہونگے ۵ جب ان سے ان کے پروردگار نے کہا کہ اسلام کو قبول کر تو انہوں نے عرض کی میں سارے جہاں کے پالنے والے پر ایمان لے آیا ۵ اور اسی طریقہ کی ابراہیم نے بھی اپنی اولاد کو وصیت کی اور یعقوب نے بھی کہ اے فرزندو اللہ نے تمہارے لئے اس دین (اسلام) کو پسند فرمایا ہے پس تم نہ مرنا مگر مسلمان ہی ہو کر۔

---

ملا ۱۔ ان آیات میں ربنا واجعلنا مسلمین لک کا یہ ترجمہ غلط ہے کہ ہم کو مسلمان بنا لے کیونکہ وہ تو پیدائشی مسلمان تھے ان کا مسلمان بننا کیسا۔ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ ہم کو اپنا فرمانبردار بندہ بنائے رکھ یا ہمارے اسلام کو قبول کر۔

ملا ۲۔ حضرت ابراہیمؑ کا اسلام بلا واسطہ تھا خدا نے ان سے کہا اسلام لے آؤ انہوں نے کہا میں اسلام لے آیا یعنی وہ کافر سے مسلمان نہیں ہوئے بلکہ خدا ہی کے یہاں سے مسلمان بنے بنائے آئے پس جیسا اسلام ان کا تھا ایسا ہی وہ اپنی مخصوص اولاد کا چاہتے تھے یعنی مسلمان ہی پیدا ہونے والے۔ چنانچہ آل رسول میں جو ذریت ابراہیم تھے سب کے سب مسلمان ہی پیدا ہوئے ان کا اسلام وہبی تھا۔ حضرت علیؑ کا خانہ کعبہ میں پیدا ہونا اس کی دلیل ہے اگر کافر بچہ ہوتے تو خدا ان کو اپنے گھر میں کیوں پیدا ہونے دیتا اس سے یہ بھی معلوم کہ ان کے باپ حضرت ابوطالب بھی مسلمان تھے ۔ ورنہ ایک کافر یا کافرزادہ کے

پیدا ہونے کا خانہ کعبہ کے اندر امکان ہی نہ تھا۔

۱۱۔ حضرت ابراہیمؑ نے جس رسولؐ کے لئے دعا کی تھی اس کے ساتھ یہ بھی دعا تھی کہ اسی امت مسلمہ سے وہ مبعوث ہو یہ کتنا غلط ہے کہ ان کی مراد مکہ والوں میں سے مبعوث ہونے کی تھی کیونکہ آیت میں مکہ والوں کا ذکر ہی نہیں۔ ذکر ہے امت مسلمہ کا پس وابعث فیھم میں جو ضمیر ھم ہے اس کا مرجع امت مسلمہ ہی ہو سکتی ہے جو ذریت ابراہیم سے تھی۔ مقصود یہ تھا کہ اس نبوت عظمٰی کی سب سے پہلے تصدیق کرنے والا پیدائشی مسلمان ہو نہ کہ وہ جو پہلے کافر رہ چکا ہو۔ یعنی اسکے منہ سے تصدیق نبوت سب سے پہلے نہ ہو جس سے کفر کے نجس الفاظ نکل چکے ہوں۔

۱۲۔ چونکہ تعمیر کعبہ میں حضرت ابراہیم کے فرزند حضرت اسمٰعیلؑ بھی شریک تھے لہٰذا ذریت سے مراد اولاد اسمٰعیل ہی ہو سکتی ہے نہ کہ اولاد اسحاق۔ پھر اولاد اسمٰعیل میں ساری اولاد پر اس کا اطلاق نہیں ہو سکتا کیونکہ ان میں تو مومن و کافر سب تھے۔ کافروں سے یہ دعا متعلق نہیں ہو سکتی۔

۱۳۔ آیات کی تلاوت تعلیم حکمت اور تزکیہ نفس اگرچہ سب کے لئے رسولؐ کے فرائض میں داخل تھا لیکن خصوصیت سے جن کو تعلیم حکمت دی اور جن کا تزکیہ نفس اس طرح کیا کہ ان کی شان میں آیت تطہیر نازل ہوئی وہ خاص طور سے اہلبیت رسول تھے سوائے امیر المومنین علیہ السلام کسی کے لئے رسول نے یہ نہ فرمایا کہ میں دار حکمت ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں اور تعلیم بھی اس صورت سے کسی کو نہ دی کہ حضرت علیؑ نے اس کے متعلق فرمایا ہے۔ جب میں حضرت سے پوچھتا تھا تو بتاتے تھے اور جب میں چپ رہتا تو اپنی طرف سے بتانا شروع کر دیتے۔ یہ خصوصیت علیؑ کے سوا کس کو حاصل ہوئی کہ ایک ہزار باب علم کے بیک وقت اس طرح تعلیم دئیے کہ ہر باب سے ایک ہزار باب علم کا اور آپ پر کھل گیا۔

م۳ ۱ ۔ خدا نے ہر اس شخص کو جو ملت ابراہیمی سے روگردانی کرے ۔ احمق فرمایا ہے بے شک اس سے زیادہ کون احمق ہو سکتا ہے جو ایسے دین سے منہ موڑے جس میں فلاح دین و دنیا کا پورا پورا بندوبست ہو اور فطرت کے ہر موڑ پر اور انسانی زندگی کے ہر پہلو پر گہری نظر رکھ کر اسکو ہموار رکھنے کی ہدایت کی گئی ہو اور ادیان میں یہ پہنائی و گہرائی یہ ہمہ گیری کہاں ۔

## ۲ ۔ ابراہیمؑ کا قصہ

پ البقرہ ع ۲۵ ۔ آیت ۲۵۸ ۔ (اے رسول) تم نے اس شخص کے حال پر نظر نہیں کی جو صرف اس بنا پر کہ خدا نے اسے سلطنت دی تھی ۔ ابراہیم سے ان کے رب کے بارے میں الجھ پڑا کہ جب ابراہیم نے اس سے کہا کہ میرا پروردگار وہ ہے

## نمرود سے مناظرہ

جو لوگوں کو جلاتا اور مارتا ہے تو وہ بھی شیخی میں آکر کہنے لگا (یہ کیا بات ہوئی) میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں (تمہارے خدا ہی میں یہ کیا کمال ہے) تب ابراہیم نے کہا اچھا خدا تو آفتاب مشرق سے نکالتا ہے تو (اگر اپنے کو رب سمجھتا ہے) تو مغرب سے نکال دے اس پر وہ کافر ہکا بکا رہ گیا اور خدا تو ظالموں کو منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا ۔

م۱ ۱ ۔ نمرود کرد مغز تھا حضرت ابراہیمؑ کی بات کو نہ سمجھا ۔ انہوں نے تو یہ فرمایا تھا کہ میرا رب زندہ کو موت بھیجکر مارتا ہے اور بچہ کو ماں کے پیٹ میں زندگی عطا کرتا ہے وہ اس کو سمجھا ہی نہیں اس نے قید خانہ سے ایک واجب القتل کو بلایا اور ابراہیمؑ سے کہا

Marfat.com

اس کی موت میرے اختیار میں ہے لیکن میں اسے چھوڑ کر نئی زندگی بخشتا ہوں۔
مٹ ۲۔ حضرت ابراہیم نے دوسری بات ایسی کہی کہ اس ظالم کے ہوش اڑ گئے۔ فرمایا اچھا میرا خدا سورج کو روزانہ مشرق سے نکالتا ہے تو اگر خدا ہے تو کسی دن مغرب سے نکال کر دکھا دے اس دلیل کا توڑ اس کے پاس کیا تھا۔ چپ رہا اور کہنے لگا تو اب میں تمہارے خدا سے لڑوں گا۔ یہ جنگ مچھروں کی فوج سے ہوئی اور ظالم ہلاک ہو کر رہ گیا۔

## ۲۔ حضرت ابراہیم کا قصہ

پ ۳۔ البقرہ ع ۳۵۔ آیت ۲۶۰۔ (اے رسول وہ واقعہ بھی یاد کرو جب ابراہیم نے خدا سے درخواست کی کہ میرے پروردگار تو مجھے بھی دکھا دے کہ تو مردہ کو کیوں کر زندہ کرتا ہے۔ خدا نے فرمایا کیا تمہیں اس کا یقین نہیں۔ ابراہیم نے عرض کی کیوں نہیں) مگر آنکھ سے دیکھ لینا اس لیے چاہتا ہوں کہ میرے دل کو اطمینان ہو جائے

## پرندوں کا قصہ

فرمایا اچھا اگر یہ چاہتے ہو، تو چار پرند لو اور ان کو اپنے پاس منگا لو اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو پھر ہر پہاڑ پر ان کا ایک ایک ٹکڑا رکھ دو اس کے بعد ان کو بلاؤ پھر دیکھو وہ کیسے سب تمہارے پاس اڑتے ہوئے آتے ہیں اور سمجھ رکھو کہ اللہ بیشک غالب اور حکمت والا ہے۔

---

مٹ ۱۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ جب اپنی قوم سے قیامت میں لوگوں کا زندہ ہونا بیان کرتے تھے تو وہ لوگ آپ کے بیان کی تصدیق نہیں کرتے تھے کہتے تھے یہ کیسے

Marfat.com

ہو سکتا ہے کہ ایک جسم کے اجزا ہزار حصوں میں تقسیم ہونے کے بعد پھر ایک جگہ جمع ہو جائیں کیا آپ کے پاس اس کی کوئی مثال ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے بہت سے دلائل سے سمجھایا مگر وہ لوگ کہاں ماننے والے تھے ایک روز حضرت ابراہیمؑ چلے جا رہے تھے کہ ایک لاش ایسی نظر آئی جو آدھی دریا میں تھی اور اسے دریا کے جانور کھا رہے تھے اور آدھی خشکی میں تھی اسے خشکی کے جانور کھا رہے تھے اس وقت ان کے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ قیامت میں کیسے یک جا ہوں گے اس پر کوئی آنکھوں دیکھا ثبوت چاہتے تھے اللہ سے دعا کی کہ مجھے اپنی آنکھوں سے دکھا دے کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا چار پرندے لے کر ان کو ذبح کر دو اور ان کا قیمہ کر کے سب کو گڈمڈ کر دو پھر وہ تھوڑا تھوڑا پہاڑوں کے اوپر رکھ دو اور کسی جانور کی چونچ ہاتھ میں لے کر اسے پکارو جہاں جہاں اس کے اجزا ہوں گے وہ دھنکی ہوئی روئی کی طرح اڑتے ہوئے اس چونچ سے بر ترتیب ملتے رہیں گے یہاں تک کہ پورا جسم بن جائے گا اور پر اڑ اڑ کر اس کے بدن پر آ لگیں گے اور جب تم اس کی چونچ ہاتھ سے چھوڑ دو گے تو وہ پرندہ اڑا چلا جائے گا پس یہی ثبوت ہے قیامت میں مردوں کے جلانے کا۔

۲ ۱۔ انسان دو چیزوں سے بنا ہے ایک اس کے اجزائے اصلیہ ہیں دوسرے اس کے اجزائے زائدہ۔ اجزائے اصلیہ قدرت کا مخفی شاہکار ہے یہ ایسے لطیف ہیں کہ ہماری آنکھوں سے نظر نہیں آتے۔ روز الست خدا نے اپنی ربوبیت کا اقرار انہی سے لیا تھا: اصل انسان یہی ہیں۔ قدرت نے ان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا ہے سلالۃ من طین ؎ جب نطفہ انسانی مرد کے جسم سے نکل کر عورت کے رحم میں جاتا ہے تو یہ اجزائے اصلیہ اس کے اندر ہوتے ہیں۔ جوں جوں نطفہ اپنی صورت بدلتا رہتا ہے ———————— یہ شعاعوں کی طرح اس کے جسم میں پھیلتے جاتے ہیں۔ اجزائے زائدہ جو شکم مادر کی غذا سے پیدا ہوتے

Marfat.com

ہیں اجزائے اصلیہ ان سب میں دوڑے ہوئے ہوتے ہیں تا آنکہ بچہ شکم مادر سے باہر آتا ہے۔ یہاں جن غذاؤں سے اجزائے زائدہ بنتے ہیں۔ اجزائے اصلیہ ان کے رگ و ریشہ میں اس طرح دوڑے ہوئے ہوتے ہیں جیسے رگوں میں خون۔

انسان کے منہ سے بچہ" میں "کی آواز نکلتی ہے وہ انہی اجزائے اصلیہ کی آواز ہوتی ہے یہی اس کے ضامن ہوتے ہیں کہ کسی جسم کو خواہ حیوانی ہو یا نباتی جڑ سے لے کر چوٹی تک اس کی اصلی حالت پر باقی رکھیں۔ برگد، نیم جامن وغیرہ کا جو پتہ جس صورت اور رنگ کا ہوگا چوٹی تک وہی صورت باقی رہے گی اور اس کا پھل ہمیشہ ویسا ہی ہوگا جیسے پہلی بار تھا یہ سب اجزائے اصلیہ کی محافظت ہے۔ اجزائے زائدہ بدلتے رہتے ہیں آدمی کبھی فربہ ہوتا ہے کبھی لاغر لیکن اجزائے اصلیہ نہیں بدلتے۔ یہی اجزائے اصلیہ جب تک جسم میں باقی رہتے ہیں انسان زندہ رہتا ہے۔ جب جسم سے نکال لئے جاتے ہیں تو آدمی مرجاتا ہے۔ ایک گیہوں کے دانے کو لو اس میں اجزائے اصلیہ موجود ہیں جب اس کو زمین میں دبا دیا جائے گا تو وہی درخت اس سے پیدا ہوگا جو گیہوں کے دانہ سے ہوتا۔ یہ اجزائے اصلیہ ہیں جو اس کو بدلنے نہیں دیتے اور اس درخت کے آخر حصہ تک پائے جاتے ہیں اور اس قسم کے درخت کے تمام اجزائے زائدہ اس سے مل کر پھر ایک گیہوں کا پودا بنا دیتے ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ کے ہاتھ میں جو کچھ بچ تھی اس میں اجزائے اصلیہ موجود تھے اور اس کے جسم کے اجزائے زائدہ جو اپنے اجزائے اصلیہ کو پہچاننے والے تھے مختلف مقامات سے اڑ اڑ کر آئے اور ترتیب وار ملتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ پورا جسم بن گیا۔

ف: جو لوگ منکر بعث و نشر تھے انہوں نے اپنی آنکھوں سے جب یہ صورت دیکھی تو ایمان لے آئے۔

Marfat.com

۳ء ۔ حضرت ابراہیمؑ کے ایمان میں کوئی کمزوری نہ تھی ان کو اس امر کا یقین تھا کہ قیامت میں ایسا ہوگا مگر اس کی عملی صورت دیکھنی چاہیئے تھی جو خدا نے ان کو پرندوں کے ذریعہ سے دکھادی ۔

## ۲ ۔ ابراہیمؑ کا قصہ

## ابراہیمؑ سچے مسلمان تھے

پ۳ ۔ آل عمران ع ، آیت ۶۷ ۔ اور ابراہیم تو نہ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ سچے مسلمان تھے اور وہ مشرکوں میں سے بھی نہ تھے اور ابراہیمؑ سے زیادہ خصوصیت تو ان لوگوں کو تھی جو خصوصیت سے ان کی پیروی کرتے تھے ۔

۱ء ۔ جناب ابراہیمؑ کو یہودی ، نصرانی اور مجوسی سب خدا کا فرستادہ مانتے تھے لیکن عقیدہ ان کا غلط تھا ۔ یہودی کہتے تھے وہ مذہباً یہودی تھے ۔ نصاریٰ کہتے تھے وہ نصرانی تھے ۔ خدا کہتا ہے وہ سچے مسلمان تھے ۔ یہودی اور نصرانی مذہب تو بعد کی پیداوار ہیں ان مذاہب سے ان کا تعلق جو بندوں کو خدا کا بیٹا مانتے ہوں کیسے ہو سکتا ہے ۔

## ۴ ۔ ابراہیمؑ کا قصہ

## خانہ کعبہ کی عظمت

پ۴ آل عمران ع ۱۰ ۔ آیت ۹۵ ۔ کہہ دو خدا نے سچ فرمایا ہے تو اب تم ملت ابراہیم (اسلام) کی پیروی کرو وہ مشرکوں میں سے نہ تھے ٥ لوگوں کی عبادت کے واسطے جو بدلتا رہتا ہے پہلے بنایا گیا وہ یقیناً یہی کعبہ ہے جو مکہ میں ہے بڑی خیر و برکت والا کے جسم میں چھپے جہاں کے لوگوں کا رہنما ہے اس میں (خیر و برکت کی) بہت سی

واضح نشانیاں ہیں (منجملہ ان کے) مقام ابراہیمؑ ہے (جہاں آپ کے قدم کا پتھر پر نشان ہے) جو اس گھر میں داخل ہوا امن میں ہو گیا اور لوگوں پر واجب ہے کہ محض خدا کے لئے خانہ کعبہ کا حج کریں جنہیں وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہو اور جس نے حج سے انکار کیا تو (یاد رکھو) خدا سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔

---

ط ۱ :۔ دنیا میں سب سے پہلا عبادت خانہ خانہ کعبہ ہے جس کو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا۔ ابراہیمؑ معمار تھے اور اسماعیلؑ مزدور۔ پہاڑوں کے ان گھڑے پتھروں سے چند گز لمبا اور چند گز چوڑا گھر بنایا گیا۔ یہ اٹھارہ ہزار عالموں کے خالق و مالک کا گھر تھا۔ اگر چاہتا تو جواہرات اور چاندی سونے سے بنوا لیتا مگر اس نے یہ پسند نہیں کیا کیونکہ پھر تو وہ ایک عجائب خانہ ہوتا جس کی زیبائش دیکھنے کے لئے دور دور سے لوگ آتے نہ کہ خیر و برکت حاصل کرنے کے۔ ان اَن گھڑے پتھروں پر نہ الاسٹر تھا نہ پلاسٹر نہ لپائی تھی نہ پتائی نہ کوئی بڑا سا ہال تھا نہ اونچا سا محل۔ وہاں مقصود تعمیر کی خوبی دکھانی نہ تھی بلکہ یہ دکھانا تھا کہ یہ اس کے نبیوں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔ یہاں آؤ حصول برکت کے لئے ایمان تازہ کرنے کے لئے۔

ط ۲ :۔ خدا کی ذات پاک مکان و مکانیات اور زمان و زمانیت سے مبرا ہے وہ کسی جگہ میں محدود نہیں۔ اس کے رہنے کی کوئی خاص جگہ نہیں وہ ہر جگہ موجود ہے اس نے تو صرف اپنی طرف نسبت دے کر اس مقام کی عزت و جلال کا اعلان کیا ہے اس گھر کا وارث و مالک تو وہی ہوگا جس کا انداز یہاں گرا ہو، جو اس گھر میں پیدا ہوا ہو جس کی ماں کو دیوار کعبہ شق کر کے اندر بلایا گیا ہو۔

از مفتی محمد عباس صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ۔

مطلب از انشائے کعبہ بہر میلاد تو بود ٭ ورنہ شخصے لامکاں را خانہ کے باشد روا

کیا اچھا ہوتا کہ مسلمان اس عمارت کو جو ابراہیم خلیل اللہ نے بنائی تھی، محفوظ رکھتے جس کو دیکھ کر مسلمانوں کے ایمان ایک سے ہزار ہو جاتے۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ اس میں بار بار تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ اور اب تو اس کی شان ہی کچھ اور ہے۔ وہ سرزمین تو ضرور ہے جہاں حضرت ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ بنایا تھا لیکن عمارت کی شان دوسری ہے۔

۳۔ اس مقدس سرزمین پر قدرت کی بہت سی نشانیاں ہیں۔ حجر اسود ہے مقام ابراہیم ہے۔ چاہ زمزم ہے۔ صفا و مروہ ہیں۔

۴۔ مقام ابراہیم اس پتھر کو کہتے ہیں کہ جو خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت جب دیواریں بلند ہو گئی تھیں، بطور پاڑ کے استعمال کیا تھا۔ نبوت ابراہیمی کا یہ اعجاز تھا کہ اس پتھر کی چھاتی پر آپ کے قدم کا گہرا نشان اتر آیا۔ اب یہ پتھر ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں بند ہے کسی کو اس کی زیارت نصیب نہیں ہوتی۔ صرف اس کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھ لیتے ہیں۔ کاش اسے شیشوں کی چہار دیواری میں اس طرح رکھا جاتا کہ اہل ایمان کی نگاہیں اسے بوسہ دے سکتیں۔

۵۔ چاہ زمزم اب بند ہے یہ ذرا نشیب میں ہے اب وہاں نل لگا دیئے ہیں

۶۔ حج کا فریضہ بطور وجوب صرف ایک بار ہے بشرطیکہ راستے پر امن ہوں اور مکہ معظمہ تک پہنچنے کا سفر خرچ کسی کے پاس ہو اور صحت سفر کی اجازت دیتی ہو۔ اللہ تعالیٰ عمر بھر میں صرف ایک بار اپنے گھر بلاتا ہے تاکہ لوگ یہ دیکھ لیں کہ وہاں امیر و غریب، حاکم و محکوم، غلام اور آقا سب ایک ہی سے لباس ایک ہی سی شان میں ہوتے ہیں۔ تفوق اور برتری کا وہاں تصور بھی نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

## ۵- ابراہیمؑ کا قصہ

## ابراہیمؑ کا خلیل ہونا

پ ۵ ۔ النساء ع ۱۸ ۔ آیت ۱۲۵ ۔ اور اس شخص سے بہتر دین میں کون ہوگا جس نے خدا کے سامنے اپنا سر تسلیم جھکا دیا ۔ وہ نکوکار بھی ہے اور ابراہیمؑ کے طریقے پر چلنے والا بھی اور خدا نے ابراہیم کو اپنا خالص دوست بنالیا ٥

---

۱ ۔ جب نمرود نے حضرت ابراہیم کو آگ کی طرف پھینکا ۔ ابھی وہاں تک پہنچے نہ تھے کہ جبریل امین نے آ کر پوچھا اے ابراہیم تمہاری کوئی حاجت ہے ۔ فرمایا ہے مگر تم سے نہیں انہوں نے کہا پھر جس سے ہے اس سے بیان کرو فرمایا ۔ اس سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ۔ اس خلوص محبت کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا خلیل بنایا ۔

۲ ۔ اتباع ابراہیمؑ ان فرائض کو بصدق دل انجام دینا ہے جو ملت ابراہیمی میں ہر مکلف انسان کے لئے بنائے گئے ہیں جو ان کو نہیں بجالاتے وہ اپنا ہی نقصان کرتے ہیں ۔ خدا ان کی عبادت کا محتاج نہیں ۔ اس کے تمام احکام انہی کی بھلائی کے لئے ہیں ۔ اس لئے انسان کی طاقت سے زیادہ کوئی بوجھ ان پر نہیں ڈالا لہٰذا بجانہ لانے کا کوئی عذر قابل قبول نہیں ہو سکتا ۔

---

## ۶ ۔ ابراہیمؑ کا قصہ

پ ۷ الانعام ع ۹ ۔ آیت ۷۵ ۔ جب ابراہیمؑ نے اپنے دمنہ بولے باپ سے کہا تم بتوں کو خدا مانتے ہو ۔ میں تم کو اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں

دیکھتا ہوں) اور جس طرح ہم نے ابراہیمؑ کو دکھایا تھا کہ بُت قابل پرستش نہیں) اس طرح ہم ابراہیمؑ کو سارے آسمانوں اور زمین کا انتظام دکھاتے رہے تاکہ وہ ہماری وحدانیت کا یقین رکھنے والوں میں سے ہو جائیں ٥ تو جب ان پر رات کی تاریکی چھا گئی تو انہوں نے ایک ستارہ کو دیکھا وہ دفعتہً بول اٹھے (کہیں کیا) یہی میرا خدا ہے۔ پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہنے لگے میں تو غروب ہو جانے والی چیز کو خدا بنانا پسند نہیں کرتا ٥ پھر جب چاند کو جگمگاتا ہوا دیکھا تو کہنے لگے کیا یہی میرا خدا ہے۔ پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو فرمایا اگر (کہیں) میرا اصلی پروردگار میری ہدایت نہ کرتا تو میں ضرور گمراہوں میں سے ہو جاتا ٥

## ستارہ پرستی کی رد

پھر جب آفتاب دمکتا ہوا دیکھا تو کہا یہ میرا خدا ہے یہ تو سب سے بڑا بھی ہے پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہنے لگے اے میری قوم جن چیزوں کو تم خدا کا شریک بنانے والے ہو میں ان سب سے بیزار ہوں (یہ ہرگز نہیں ہو سکتے) میں نے تو باطل سے کترا کر اس کی طرف اپنا منہ کر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ اور میں مشرک نہیں ہوں ٥ ان کی قوم کے لوگ ان سے حجت کرنے لگے تو ابراہیمؑ نے کہا کیا تم مجھ سے خدا کے بارے میں حجت کرتے ہو۔ حالانکہ وہ یقیناً مجھے ہدایت کرے گا اور تم جن بتوں کو اس کا شریک مانتے ہو میں ان سے ذرا نہیں ڈرتا (وہ میرا کچھ نہیں کر سکتے) مگر ہاں میرا خدا خود کرنا چاہے (تو بلاشبہ کر سکتا ہے) میرا پروردگار تو باعتبار علم سب پر حاوی ہے تو کیا اس پر تم نصیحت نہیں مانتے ٥ اور جنہیں تم خدا کا شریک بناتے ہو میں ان سے کیا ڈروں جب تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم نے

Marfat.com

خدا کا شریک ایسی چیزوں کو بنایا ہے جن کے لئے خدا کی طرف سے کوئی سند تمہارے لئے نازل نہیں ہوئی - اگر تم جانتے ہو تو (بھلا بتلاؤ تو سہی کہ) ہم دونوں فریق میں امن قائم رکھنے کا زیادہ حقدار کون ہے - جن لوگوں نے ایمان قبول کر لیا اور ایمان کو ظلم (شرک) سے آلودہ نہیں کیا - انہی کے لئے امن و امان ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں ○ یہ ہماری سمجھائی بجھائی دلیلیں ہیں جو ہم نے ابراہیمؑ کو اپنی قوم پر (غالب آنے کے لئے) عطا کی تھیں ہم جس کے مرتبے کو چاہتے ہیں بلند کرتے ہیں بیشک تمہارا پروردگار حکمت والا باخبر ہے ○ ہم نے ابراہیمؑ کو اسحاقؑ و یعقوبؑ (سا بیٹا پوتا) عطا کیا - ہم نے سب کی ہدایت کی اور ان سے پہلے نوحؑ کی بھی ہم ہی نے ہدایت کی تھی اور ان میں (ابراہیمؑ کی اولاد میں) داؤدؑ و سلیمانؑ و ایوبؑ و یوسفؑ و موسیٰؑ و ہارونؑ ہیں (سب کی ہم نے ہدایت کی) اور نکوکاروں کو ہم ایسا ہی صلہ عطا فرماتے ہیں ○ اور زکریاؑ و یحییٰؑ اور عیسیٰؑ و الیاسؑ سب کی ہدایت کی اور یہ سب خدا کے نیک بندوں میں سے ہیں ○ اور اسمٰعیلؑ و یسعؑ و یونسؑ و لوطؑ (کی بھی ہدایت کی) اور سب کو سارے جہان پر فضیلت دی -

---

۱: - جناب ابراہیمؑ شہر بابل میں پیدا ہوئے تھے - اس وقت ہر چہار طرف گمراہی پھیلی ہوئی تھی - کچھ لوگ بت پرست تھے جو پتھروں کی مورتیوں کو پوجتے تھے کچھ ستارہ پرست تھے جو سیاروں کی خدائی کے قائل تھے - کچھ شخصیت پرست تھے جو نمرود کو خدا مانتے تھے - حضرت ابراہیمؑ کو ان تینوں محاذوں پر مناظرہ کرنا تھا -

۲: - سب سے پہلے بت پرستوں سے مناظرہ ہوا جن کا ذکر اپنے مقام پر

Marfat.com

پر آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کا تمام نظام ان کو دکھا کر ایسا کامل الایمان بنا دیا تھا کہ وہ خدا کے سوا کسی کو خدا مان ہی نہ سکتے تھے۔

۳ ۔ جو مناظرہ ستارہ پرستوں سے ہوا اس کا تفصیلی ذکر ان آیات میں ہے۔ یہاں بحث حدوث و قدم کی تھی۔ ثابت کرنا یہ مقصود تھا کہ جن چیزوں میں حدوث پایا جاتا ہے ان کو قادرِ مطلق خدا کسی دلیل سے نہیں مانا جا سکتا۔ جناب ابراہیمؑ نے ستاروں کے حدوث میں جو دلائل پیش کئے جس طرح وہ اس وقت ناقابل تردید تھے اس طرح آج بھی ہیں یہ دلائل ان کو خدا نے تعلیم کئے تھے۔

۴ ۔ جو لوگ عصمتِ انبیاء کو مجروح کرنا دین کی بہت بڑی خدمت سمجھتے ہیں وہ کہتے ہیں ابراہیمؑ نے تین جھوٹ بولے ان میں سے ایک یہ ہے کہ ستاروں کو اپنا رب تسلیم کیا اور کہا ھذا ربی (یہ میرا رب ہے) جو سراسر غلط بیانی تھی یہ جاہل وہ جانیں ان کا ایمان جانے۔ عقل سلیم بتاتی ہے کہ یہ ستاروں کی ربوبیت کا اقرار نہ تھا بلکہ ھذا ربی؟ کہنا بطور استفہام انکاری تھا جس کے معنی یہ ہیں کہ کیا یہ میرا رب ہے یعنی میرا رب نہیں ہے ان لوگوں کی سمجھ میں اتنی بات نہیں آتی کہ جو ان کی ربوبیت کا انکار کر رہا ہے اور ان کے عقیدہ کے باطل ہونے پر قوی دلیل پیش کر رہا ہے تو کیسے کہہ سکتا تھا کہ وہ خدا مان کر کہے کہ یہ میرا رب ہے۔

۵ ۔ مناظرہ کی صورت یہ ہے :۔

رات کو ستارہ کو چمکتے دیکھا تو فرمایا کیا یہ میرا رب ہے؟ جب وہ غروب ہو گیا تو فرمایا میں غروب ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا اس کو کیسے خدا مان سکتا ہوں جب کہ اس میں شان حدوث پائی جاتی ہے اور دلیل حدوث (یعنی مخلوق ہونا) اس کا تغیر ہے یعنی پہلے وہ طلوع ہوا پھر چلتے چلتے اس جگہ پہنچا جہاں وہ نظروں سے غائب ہو گیا۔ جس سے نتیجہ یہ نکلا کہ اپنے پر قابو ایک

Marfat.com

ٹھہرنے پر نہیں رکھتا بلکہ کوئی زبردست ہاتھ اس پر اپنا تصرف دکھا رہا ہے اور اس کو حرکت کرنے پر مجبور کر رہا ہے اور جو مجبور ہے وہ خدا نہیں ہو سکتا۔

یہی دلیل چاند اور سورج کے مقابلہ میں بھی پیش کی گئی۔ غور طلب بات یہ ہے کہ کتنے مختصر لفظوں میں ستاروں کی ربوبیت کا انکار کر دیا۔ ہزار منطقی دلائل اور فلاسفہ کی طولانی استدلالات اس پر قربان۔

ے۱۔ جب ان کی قوم نے کچھ بحثی شروع کی اور ان کو عذاب سے ڈرایا تو فرمایا کس قدر عجیب بات ہے کہ تم مجھے ایسی چیزوں سے ڈراتے ہو جن میں کوئی قوت ہی نہیں۔ میں تو اس خدا سے ڈرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے نہ کہ اس کی مخلوق سے ان ستاروں نے نہ آسمان پیدا کئے ہیں نہ زمین۔ اگر یہ ان کے خالق اور رب ہوتے تو خود سمتوں میں کھچے کھچے کیوں پھرتے۔ کیا تمہارے پاس کوئی سند ایسی ہے جس سے ان کا قادر مطلق ہونا ثابت ہو۔

ے۱۔ جس خدا کو تم نہیں مانتے اگر وہ ہوا تو پھر تمہاری کیا بنے گی اور اس کے عذاب سے کیسے بچو گے اور اگر نہیں ہے تو ہم تم برابر ہوں گے۔ اب بتاؤ امن و امان کس کے لئے ہے۔ یہی دلیل امام جعفر صادق؏ نے ایک زندیق کے سامنے پیش کی تھی۔

ے۱۔ حضرت ابراہیم؏ کے زمانہ میں نمرود بادشاہ تھا۔ اس کو نجومیوں نے بتایا تھا کہ شہر بابل میں اس سال ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو تیری سلطنت کو تباہ و برباد کر دے گا ابھی تک اس کا حمل نہیں قرار پایا ہے۔ یہ سن کر نمرود نے حکم دیا کہ عورتیں مردوں سے جدا کر دی جائیں اور دس دس عورتوں پر ایک مرد نگرانی کے لئے مقرر ہوا اور یہ بھی حکم ہوا کہ جو لڑکا پیدا ہو اسے فوراً مار ڈالا جائے۔ خدا کی شان اسی اثنا میں حضرت ابراہیم؏ کا حمل قرار پایا اور آثار حمل نمودار نہ ہوئے

Marfat.com

جب ولادت کا وقت قریب آیا تو آپ کی والدہ نمرود کے خوف سے ایک غار میں چلی گئیں اور وہیں حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے انہوں نے ایک کپڑے میں لپیٹ کر وہیں رکھ دیا اور غار کے دروازے کو ایک پتھر سے بند کر کے گھر چلی آئیں۔ دوسرے روز جا کر دیکھا کہ آپ اپنی انگلیاں چوس رہے ہیں اور ایک سے دودھ اور دوسری سے شہد نکل رہا ہے۔ قدرت خدا سے آپ ایک مہینہ میں اتنا بڑھتے تھے جتنا اور لوگ ایک سال میں بڑھتے ہیں۔ کچھ دن بعد جب نمرود کا خوف جاتا رہا تو آپ غار سے نکالے گئے۔ اپنی والدہ سے یہ سن چکے تھے کہ یہ قوم ستارہ پرست ہے لہٰذا رات کو جب اپنی والدہ کے ساتھ گھر جا رہے تھے تو ایک ستارہ نظر آیا اور آپ نے اسے دیکھ کر وہ کہا جس کا ذکر پہلے ہو چکا۔ جب ذرا سیانے ہوئے تو کچھ لوگ آپ کو پکڑ کر نمرود کے پاس لے گئے۔ کہ اس کی خدائی کا اقرار کریں جب ان کے پاس پہنچے تو دیکھا ایک نہایت بدصورت کالا بھجنگا آدمی تخت پر بیٹھا ہے اور خوب صورت غلام اور کنیزیں اس کے آس پاس کھڑی ہیں پوچھا یہ کون ہے لوگوں نے کہا یہی تو ہمارا خدا ہے اور یہ سب اس کی مخلوق ہیں۔ فرمایا بھلا یہ کیسے خدا ہو سکتا جو اپنے کو اپنی مخلوق سے بہتر نہ بنا سکا۔

ف:۔ حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام تارخ تھا جو آپ کی ولادت سے قبل انتقال فرما گئے تھے۔ آپ نے اپنے چچا آذر بت تراش کے گھر میں پرورش پائی۔ چونکہ عام رسم کے مطابق چچا کو باپ کہا جاتا ہے اس لئے وہ منہ بولا باپ کہنے لگے اسی رسم کے مطابق قرآن میں حضرت ابراہیمؑ کا قول یا ابتِ (اے میرے باپ) وارد ہوا ہے۔

حضرات انبیاء کی نسل کفر و شرک سے پاک ہوتی ہے پھر کیسے ممکن ہے کہ ابراہیمؑ جیسا نبی ایک مشرک کے نطفہ سے پیدا ہو۔

Marfat.com

## ۷۔ ابراہیمؑ کا قصہ

## ابراہیمؑ کا وعدہ استغفار

پ۱۱۔ توبہ ۱۴ ۔آیت ۱۱۴۔ ابراہیم کا اپنے باپ کے لیے مغفرت کی دعا مانگنا
صرف اس وعدہ کی وجہ سے تھا جو انہوں نے اپنے (منہ بولے) باپ سے کر لیا تھا
○ جب ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ یقینی خدا کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گئے۔
بیشک ابراہیم بڑے درد مند و بردبار تھے۔

---

جب حضرت ابراہیم نے آزر کو عذاب آخرت سے ڈرایا، دھمکایا اور بت پرستی کی ابطال میں دلائل پیش کیے تو اس نے یہ وعدہ کیا میں ایمان لے آؤں گا اس بنا پر آپ نے اس کے پچھلے گناہوں کے معاف ہونے کے لئے استغفار کیا لیکن جب پتہ چل گیا کہ وہ مردود ایمان لانے والا نہیں تو اس سے سخت بیزار ہوئے اور اس کے ساتھ رہنا سہنا قطعاً چھوڑ دیا۔

---

## ۸۔ ابراہیمؑ کا قصہ

## فرزند کی خوشخبری

پ۱۲ ہود ۷ ۔آیت ۶۹ ۔ جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیم کے پاس ولادت فرزند کی خوش خبری لے کر آئے اور انہوں نے ابراہیم کو سلام کہا (ابراہیم نے) سلام کا جواب دیا پھر بلا توقف ایک بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت لے آئے (اور ساتھ کھانے بیٹھے) مگر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس

طرف نہیں بڑھتے تو ان کی طرف سے بدگمان ہوئے اور جی ہی جی میں ان سے ڈر گئے اس کو وہ فرشتے سمجھ گئے۔ کہنے لگے آپ ڈریئے نہیں ہم تو قوم لوط کی طرف (ان کی سزا کے لیے) بھیجے گئے ہیں اور ابراہیمؑ کی بی بی (سارہ) کھڑی ہوئی سن رہی تھیں یہ سن کر ہنس پڑیں تو ہم نے انہیں (فرشتوں کے ذریعہ سے) اسحاقؑ کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی اور اسحاقؑ کے بعد یعقوبؑ کے ہونے کی۔ وہ کہنے لگیں ہے ہے کیا میں اب بچہ جننے بیٹھوں گی۔ میں تو بڑھیا ہوں اور میرے میاں بھی بوڑھے ہیں۔ یہ تو ایک بڑی تعجب خیز بات ہے وہ فرشتے بولے (کہ ہائیں) تم خدا کی قدرت سے تعجب کرتی ہو۔ اے اہلبیت (نبوت) تم پر خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں (نازل ہوئی ہیں) اس میں شک نہیں کہ وہ قابل حمد و ثنا بزرگ ذات ہے۔

---

ا ۔ چونکہ یہ فرشتے نوجوان حسین لڑکوں کی صورت میں آئے تھے اور آتے ہی ابراہیمؑ سے کہا کیا تم مہمان نہیں چاہتے۔ یہ سنتے ہی آپ نے ان کو مہمان خانہ میں جگہ دی۔ خود گھر میں کھانا لینے آئے مگر سخی کے گھر میں کھانا کہاں۔ آپ نے فرمایا۔ اے سارہ، ایسے حسین و نیک اور خوش خلق مہمان آئے ہیں کہ میں نے تمام عمر ایسے آدمی نہیں دیکھے۔ ان کے لیے جلدی کھانا تیار کرو۔ سارہ نے کہا اور کوئی سامان تو موجود نہیں ہے مگر میں نے ایک بچھڑا پالا ہے جو مجھے بہت عزیز ہے اسے ذبح کرا کے گوشت بھونے دیتی ہوں۔ غرض گوشت تیار ہوا اور آپ اسے لے کر مہمانوں کے پاس آئے مگر جب دیکھا کہ یہ لوگ نہیں کھاتے تو ڈرے کیونکہ اس زمانہ میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی کسی کے دشمنی کے ارادے سے آتا اور نہ کھاتا تو یہ میزبان کی ذلت اور نحوست کا باعث ہوتا تھا۔

Marfat.com

۲: - جب ابراہیمؑ کو ولادت اسحاق کی بشارت دی گئی - اس وقت ان کا سن ۱۲۰ برس کا تھا اور سارہ نوّے برس کی تھیں لیکن عالم امر جا سے پیدا ہونے والوں کے لئے عالم خلق کی سی باتیں نہیں ہوتیں۔

۳: - اس مقام پر یہ شبہ نہ ہو کہ ابراہیمؑ کی بی بی کو خدا نے اہل بیت میں داخل کیا ہے کیونکہ اس آیت سے پہلے کی آیت میں جتنا خطاب حضرت سارہ سے ہے واحد مؤنث حاضر کے صیغے ہیں اور اس آیت میں ضمیر کم مذکر حاضر کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مخاطب کچھ اور لوگ ہیں اور یہ آیت یہاں خواہ مخواہ داخل کر دی گئی ہے یا یہ کہ مخاطب افراد خاندان نبوت ہیں۔

۴: - فرشتے اگر انسانی پیکر میں آتے ہیں تو وہ بشری صورت میں ہوتے ہیں مگر ان کے نورانی اور روحانی کمالات انسانی خصوصیات سے الگ ہوتے ہیں بس ان کو جامۂ بشری میں دیکھ کر یہ نہ کہنا چاہیئے کہ یہ ہم ہی جیسے انسان ہیں اسی طرح انبیاء علیہم السلام یہ ہیئت ظاہری اور پیکر مادی ضرور ہم ہی جیسے ہوتے تھے مگر ان کے نورانی و روحانی کمالات ہم سے بالکل الگ تھے۔

## ۹ - ابراہیمؑ کا قصّہ

## حضرت ابراہیمؑ کی دعائیں

پ ۱۳ - ابراہیم ۱۴ - آیت ۳۵ - (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیم نے خدا سے عرض کی کہ پروردگارا اس شہر (مکہ) کو امن و امان کی جگہ بنا دے اور مجھے اور میری اولاد کو اس بات سے بچائے رکھنا کہ بتوں کی پرستش کرنے لگیں اے میرے پالنے والے اس میں شک نہیں کہ ان بتوں نے بہتیرے

Marfat.com

لوگوں کو گمراہ بنا چھوڑا ہے پس جو شخص میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے ٥

اے ہمارے پالنے والے میں نے تیرے معزز گھر کے پاس ایک ویران بے کھیتی باڑی والے بیابان میں اپنی کچھ اولاد کو لاکر بسایا ہے تاکہ اے ہمارے پالنے والے یہ لوگ برابر نماز پڑھا کریں اور کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر تاکہ وہ یہاں آکر آباد ہوں اور انہیں طرح طرح کے پھلوں کی روزی عطا کر تاکہ یہ لوگ تیرا شکریہ ادا کریں ٥ اے ہمارے پالنے والے جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں اور جو کچھ ہم چھپاتے ہیں تو سب سے باخبر ہے ٥ اور خدا سے تو کوئی چھپی ہوئی چیز نہیں نہ زمین کی نہ آسمان کی۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے بڑھاپے میں اسمٰعیلؑ و اسحاقؑ جیسے بیٹے عطا کئے میرا پروردگار بڑا سننے والا ہے

اے میرے رب مجھے اور میری اولاد کو بھی نماز کا پابند بنا دے اور اے میرے پروردگار میری دعا قبول فرما ٥ اے ہمارے پروردگار جس دن اعمال کا حساب ہونے لگے۔ مجھ کو اور میرے ماں باپ اور سارے ایمان داروں کو بخش دینا۔

---

۱ :۔ کعبہ جائے امن وامان ہے اگر کوئی کسی کو قتل کرکے بیت اللہ کے اندر آ جائے تو جب تک وہ خود نہ نکلے کوئی زبردستی اس کو نہیں نکال سکتا یہ تو رہی ظاہری امان کی صورت اب رہی باطنی حالت تو طواف کعبہ بجالانے، حج وعمرہ کرنے، صفا ومروہ کا طواف کرنے والے کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ بشرطیکہ ایمان والا ہو اور خلوص سے مناسک بجالایا ہو، ورنہ کعبہ کی زیارت یا اس کا طواف باعث نجات ہو گا۔

Marfat.com

۲۱ ۔ اپنی اولاد کو بت پرستی سے بچانے کی دعا تمام اولاد سے متعلق نہیں ہو سکتی کیونکہ آپ کی اولاد میں مومن و کافر دونوں طرح کے لوگ تھے بلکہ کافر زیادہ تھے پس معلوم ہوا کچھ مخصوص اولاد کے لئے دعا تھی ۔ یہ اہل بیت رسولؐ ہیں ۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہے میں نے طرفتہ العین کے لئے شرک باللہ نہیں کیا یہ اثر ہے دعائے ابراہیمؑ کا ۔

۲۲ ۔ حضرت ابراہیمؑ کی دو بیبیاں تھیں ۔ ایک جناب سارہ جو خاندان نبوت سے تھیں اور آپ کی خالہ زاد بہن تھیں ۔ دوسرے جناب حاجرہ تھیں جو بادشاہ زادی تھیں اور بادشاہ نے بطور تحفہ حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں پیش کیا تھا ۔ حضرت ابراہیمؑ کی سکونت ملک شام میں تھی ۔ جیسا کہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ سوتنوں میں سوتیا ڈاہ ضرور ہوتی ہے ۔ خواہ کم یا زیادہ ۔ حضرت ابراہیمؑ کا گھر اس سے کیسے محفوظ رہ سکتا تھا ۔ حضرت سارہ باوجودیکہ خاندان نبوت سے تھیں ۔ حضرت حاجرہ سے جلتی تھیں ۔ یہ جلن اس وقت اور بڑھ گئی ۔ جب اللہ تعالیٰ نے جناب حاجرہ کو اسمٰعیلؑ جیسا لڑکا عطا فرمایا ۔ سارہ اب تک بے اولاد تھیں ۔ وہ جناب حاجرہ کی صورت دیکھنے کی روادار نہ تھیں ۔ حضرت ابراہیمؑ یہ سب کچھ دیکھتے تھے مگر اس خیال سے چپ رہتے تھے کہ اول تو سارہ قریبی رشتہ دار تھیں پھر خاندان نبوت سے تھیں ۔ بار بار سمجھاتے رہتے تھے لیکن سارہ کے دل کو ان کی بات ہی نہ لگتی تھی ۔ آخر ایک روز حضرت ابراہیمؑ سے یہ ہٹ ماری کہ اپنی اس بی بی کو کہیں اور لے جا کر رکھو میں ان کے ساتھ نہیں رہ سکتی ۔ حضرت ابراہیم سخت متردد تھے ۔ وحی ہوئی اے ابراہیمؑ عورت کی مثال ٹیڑھی پسلی کی ہے اگر زیادہ دباؤ گے تو ٹوٹ جائے گی چھوڑے رہو گے تو کلیجہ میں گھسی رہے گی ۔

Marfat.com

الغرض وحی الٰہی کے مطابق جناب ابراہیمؑ حاجرہ کو وہاں سے منتقل کرنے پر تیار ہوئے۔ سارہ کی سخت دلی دیکھو کہ حضرت سے کہا کہ اونٹ پر سے اتر نامت کسی ایسی جگہ اس کو بٹھا کر چلے آنا۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ ارض حجاز پر آئے اور جہاں خانہ کعبہ ہے اس کے قریب ایک سنسان جگہ میں حضرت حاجرہ کو بٹھا کر واپس گئے۔ خدا کو چونکہ اپنی قدرت کا کرشمہ دکھانا تھا لہٰذا ابراہیمؑ کو ٹوکا نہیں بلکہ حضرت ابراہیمؑ نے جو کچھ کیا، حکم خدا سے کیا۔

۱۴۱۔ حضرت ابراہیمؑ کے جانے کے بعد جناب حاجرہ نے دو درختوں کے درمیان ایک چادر تانی اور اس کے سایہ میں اپنے بچہ کو لے کر ہو بیٹھیں۔ کہاں ہیں دنیا میں حاجرہ جیسی بی بیاں کیا ممکن کہ شوہر کی شکایت میں ایک حرف تو زبان پر آجاتا جو حکم خدا کا تھا اس پر راضی تھیں۔ کچھ تو سفر کی صعوبت، کچھ حجاز کی سخت گرمی سے سخت پریشان تھیں وہاں نہ آدم نہ آدم زاد کس سے معلوم کریں کہ یہاں پانی کہاں ہے۔ حضرت اسمٰعیلؑ تڑپ رہے تھے۔ گھبرا کر کوہ صفا پر آئیں کہ اگر پرندوں کو اڑتا دیکھیں تو یہ پتہ چلے کہ یہاں پانی کا کوئی چشمہ ہے جب کچھ نظر نہ آیا تو وہاں سے مروہ پہاڑ پر چڑھیں۔ وہاں بھی کوئی نشان نہ پایا۔ اس طرح سات مرتبہ کوہ صفا و مروہ پر چڑھیں مگر مقصد حاصل نہ ہوا۔ ان کے اسی عمل کی تاسی میں کوہ صفا سے مروہ تک ایام حج میں سات بار طواف کیا جاتا ہے۔ بہر حال مایوس ہو کر لوٹیں تو دیکھا بچہ کی ایڑیوں کے نیچے پانی زن زن کرتا ہوا ابل رہا ہے۔ خدا کا شکر بجا لائیں۔ یہی چشمہ تھا جو آگے چل کر ایک کنواں بنا اور چاہ زمزم کہلایا قبیلہ جرہم کا ادھر سے گزر ہوا تو پرندوں کو اڑتا دیکھا سمجھ گئے یہاں کوئی پانی کا چشمہ ہے۔ الغرض یہ قبیلہ وہاں آکر بس گیا اور جناب حاجرہ کی تنہائی دور ہوئی جوان ہونے پر اسی قبیلہ میں حضرت اسمٰعیلؑ کی شادی ہوئی۔ رفتہ رفتہ آبادی بڑھتی

Marfat.com

گئی تو مکہؔ جیسا شہر بس گیا۔ ابراہیمؑ کی دعا میں اسی کی طرف اشارہ تھا کہ میں نے غیر آباد مقام پر اپنی اہل وعیال کو بسایا ہے۔

۵:۔ حضرت ابراہیمؑ تھوڑے وقفہ کے بعد جناب ہاجرہ کی خیر خبر کو آتے رہتے تھے۔ جناب سارہ کے انتقال کے بعد مستقل سکونت یہیں اختیار کر لی۔ حضرت اسحاقؑ اور ان کی اولاد وہیں مستقلاً شام میں رہی۔

۶:۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی مخصوص اولاد کے لیے جو دعائیں مانگی تھیں وہ قرآن میں مختلف مقامات پر مذکور ہیں۔ وہ یہ تھیں۔

ا :۔ ہماری اولاد کو ہم ہی جیسا فرمانبردار بندہ بنائے رکھنا۔

ب :۔ اس امّت مسلمہ میں سے ایک پیغمبر کو جو انہی میں سے ہو، مبعوث کرنا۔

ج :۔ ان کو پھلوں یعنی اولاد کا رزق دینا۔

د :۔ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کرنا (کہ ان سے ہدایت حاصل کریں)

ہ :۔ ان کو بت پرستی سے بچائے رکھنا۔

و :۔ آخر میں ایک سچی زبان والا پیدا کرنا۔

خدا نے ان کی سب دعائیں قبول اور جس زمانہ والوں کے لیے یہ دعائیں کی تھیں جب وہ آیا تو اپنے رسولؐ کے پاس ان کے جواب بھیج دیے جو قرآن میں مذکور ہیں

## ۱۰۔ ابراہیمؑ کا قصّہ

## فرزند پیدا ہونے کی خوشخبری

پ ۱۴۔ الحجر ع ۴۔ آیت ۵۱ ذ اے رسولؐ! ان کو ابراہیم کے مہمانوں کا حال سنا دو ٥ جب وہ ابراہیم کے پاس آتے تو انہوں نے سلام کیا ابراہیم نے جواب سلام دے کر کہا ہم کو تو تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے

Marfat.com

انہوں نے کہا آپ مطلق خوف نہ کیجیئے ہم تو آپ کو ایک دانا (بیٹا) فرزند کی پیدائش کی خوش خبری دینے آتے ہیں ○ انہوں نے کہا (بیٹے ہونے کی) کیا مجھے خوشخبری دیتے ہو جب کہ مجھ پر بڑھاپا چھا گیا ہے پھر کا ہے کی خوشخبری دیتے ہو ○ فرشتوں نے کہا ہم نے آپ کو بالکل ٹھیک خوشخبری دی ہے (درگاہ خداوندی سے) آپ نا امید نہ ہوں ○ ابراہیم نے کہا گمراہوں کے سوا وہ کون ہے جو بارگاہ ایزدی سے نا امید ہو ○

---

۱۷:۔ حضرت ابراہیم بڑے مہمان نواز تھے جب تک کوئی مہمان ساتھ کھانے کے لئے نہ آجاتا وہ کھانا ہی نہ کھاتے تھے۔ ایک روز ایسا ہوا کہ دو روز کوئی مہمان نہ آیا اور آپ فاقہ سے رہے تیسرے روز سر راہ جا کر کھڑے ہوئے ایک شخص کو ادھر سے گزرتے دیکھا آپ نے اس سے کہا اے بھائی آج کی رات میرے مہمان بن کر کھانا کھالو وہ راضی ہو گیا۔ جب دسترخوان بچھا اور کھانے لگے تو اس نے بسم اللہ کہہ کر کھانا شروع نہ کیا۔ حضرت نے کہا کیوں بھائی یہ لازم نہیں کہ جس خدا کا دیا ہوا کھانا کھائیں اس کا نام لے کر شروع کریں۔ اس نے کہا میرے مذہب میں ایسا کہنا ضروری نہیں۔ فرمایا تیرا کیا مذہب ہے اس نے کہا۔ میں آتش پرست ہوں۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم کو غصہ آگیا اور اسے گھر سے نکال دیا۔ وحی ہوئی۔ اے ابراہیم۔ تو نے یہ کیا کیا۔ اگرچہ وہ کافر تھا مگر اس کا رزق تو ہمارے اوپر ہے۔ تمہارے دسترخوان پر وہ جو کچھ کھاتا۔ ہمارا دیا ہوا رزق کھاتا۔ مہمان بلا کر تم نے اس کی توہین کی۔ ابھی جاؤ اور اس کو منا کر لاؤ۔ چنانچہ حضرت گئے اور اس سے معافی مانگی اور اپنے ساتھ لا کر کھانا کھلایا۔ حدیث ہے اکرموا الضیف ولو کان کافراً (اپنے مہمان

Marfat.com

کی عزت کرو چاہے وہ کافر ہی ہو)

۱۰۔ جس فرزند کی ولادت کی خوشخبری فرشتوں نے دی تھی اس کی صفت علیم بیان کی۔ یعنی بڑا جاننے والا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام بطن مادر سے علم لے کر آتے ہیں۔ دنیا کے کسی مدرسہ میں پڑھتے نہیں ورنہ وہ عام لوگوں میں سے ہو جائیں۔

## ۱۱۔ ابراہیمؑ کا قصہ

## آزر کو سمجھایا

پ ۱۶۔ مریم۔ ۴۔ ۳۔ آیت ۴۱، ۴۸۔ (اے رسول) قرآن میں ابراہیم کا بھی تذکرہ کرو۔ وہ بیشک بڑے سچے نبی تھے ۵ جب انہوں نے اپنے منہ بولے باپ سے کہا کہ باباجی آپ کیوں ایسی چیز (بُت) کی پرستش کرتے ہیں جو نہ سن سکتا ہے نہ دیکھ سکتا ہے اور نہ کچھ آپ ہی کے کام ہی آسکتا ہے ۵ باباجی یقیناً میرے پاس وہ علم آچکا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا لہٰذا آپ میری پیروی کیجیے میں آپ کو دین کی، سیدھی راہ دکھادوں گا ۵ باباجی شیطان کی عبادت نہ کرو کیونکہ شیطان تو خدا کا نافرمان بندہ ہے ۵ باباجی مجھے یہ ڈر ہے کہ مبادا خدا کی طرف سے آپ پر کوئی عذاب نازل ہو اور آپ شیطان کے ساتھی بن جائیں ۵ آذر نے کہا اے ابراہیم کیا تو میرے معبودوں کو نہیں مانتا ہے اگر تو باز نہ آئے گا تو میں تجھے سنگسار کردوں گا اور تو ہمیشہ کے لئے میرے پاس سے دور ہو جا ۵ ابراہیمؑ نے کہا۔ اچھا تو میرا سلام لیجیے۔ میں اپنے پروردگار سے آپ کی بخشش کی دعا کروں گا بیشک

Marfat.com

وہ مجھ پر بڑا مہربان ہے اور میں آپ کو بھی اور ان بتوں کو بھی جنہیں آپ لوگ خدا کو چھوڑ کر پوجا کرتے ہیں سب کو چھوڑ کر اپنے پروردگار ہی کی عبادت کروں گا۔ امید ہے کہ میں اپنے پروردگار کی عبادت سے محروم نہ رہونگا ٥ غرض جب ابراہیم نے ان لوگوں کو اور خدا کے سوا جن کی عبادت کرتے تھے ان کو چھوڑا تو ہم نے اسحاق و یعقوب (جیسی) اولاد عطا فرمائی اور سب ایک کو نبی بنایا اور ان سب کو اپنی رحمت سے کچھ عنایت فرمایا اور ہم نے ان کے لئے اعلیٰ درجہ کا ذکر خیر دنیا میں قرار دیا۔

---

ملے ۱۔ جن تین مختلف العقائد مشرکوں سے حضرت ابراہیمؑ نے مناظرہ کیا ان میں سے ایک بُت پرستوں کا گروہ تھا جن کا سردار آزر بت تراش حضرت ابراہیمؑ کا چچا تھا۔ بُت پرستی کے ابطال میں آپ نے جو کچھ فرمایا وہ یہ ہے بُت نہ تو کسی کی فریاد سن سکتے ہیں نہ کسی کا حالِ زار دیکھ سکتے ہیں۔ نہ کسی کا بگڑا کام بنا سکتے ہیں۔ پھر ان کو خدا ماننے سے فائدہ کیا۔ ان سے نہ فائدہ کی امید ہے نہ نقصان کا خوف۔ یہ تو کسی خطرہ کو خود اپنی ذات سے نہیں ہٹا سکتے۔ دوسروں کی کیا مدد کریں گے۔ ان کی پوجا پاٹ کرنا شیطان کی سرپرستی کو قبول کر لینا ہے۔

ملے ۲۔ جو الزام حضرت ابراہیمؑ نے بتوں پر لگایا ہے کوئی بُت پرست اس کو ہٹا نہیں سکتا۔ باوجود بتوں کی اس کمزوری کے ان کو معبود قرار دینا انسانی عقل کی انتہائی کمزوری اور تقلید پرستی کی نہایت بھونڈی اور مضحکہ خیز کی بدترین مثال ہے۔

## ۱۱۔ حضرت ابراہیمؑ کا قصہ

پ۱۷۔ الانبیاء ع ۵ آیت ۵۱:۔ ہم نے ابراہیمؑ کو پہلے ہی سے (بچپن ہی میں) عقل سلیم عطا کر دی تھی اور ہم ان کی حالت سے خوب واقف تھے ۝ جب انہوں نے اپنے منہ بولے باپ اور اس کی قوم سے کہا یہ مورتیاں جن کی تم مجاوری کرتے ہو آخر ہیں کیا بلا ۝ کہنے لگے ہم اور تو کچھ نہیں جانتے۔ ہم نے اپنے بڑے بوڑھوں کو انہی کی پرستش کرتے دیکھا ہے۔ فرمایا تم بھی اور تمہارے باپ دادا بھی کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے ۝ وہ کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس حق بات لے کر آئے ہو یا تم ہم سے یونہی دل لگی کرتے ہو۔ فرمایا مذاق کیسا میں ٹھیک کہتا ہوں کہ تمہارے معبود یہ بت نہیں بلکہ تمہارا پروردگار زمین و آسمان کا مالک ہے جس نے ان کو

## حضرت ابراہیمؑ کی بت شکنی

پیدا کیا ہے میں اس بات کا تمہارے سامنے گواہ ہوں ۝

خدا کی قسم تمہارے پیٹھ پھیرنے کے بعد میں تمہارے بتوں کے ساتھ ایک چال چلوں گا ۝ چنانچہ (ان کے چلے جانے کے بعد) حضرت ابراہیمؑ نے ان بتوں کو توڑ کر چکنا چور کر ڈالا مگر بڑے بت کو رہنے دیا تا کہ یہ لوگ عید گاہ سے پلٹ کر اس کی طرف رجوع کریں ۝ جب کفار کو معلوم ہوا تو کہنے لگے جس نے ہمارے معبودوں سے یہ گستاخی کی ہے اس نے یقیناً بڑا ظلم کیا ہے ۝ (کچھ لوگ) کہنے لگے ہم نے ایک نوجوان کو جسے لوگ ابراہیم کہتے ہیں۔ ان بتوں کا ذکر بُری طرح کرتے سنا تھا (ہو نہ ہو وہی

یہ کام کرنے والا ہے) لوگوں نے کہا تو اس کو سب لوگوں کے سامنے گرفتار کرکے لے آؤ تاکہ وہ پوچھ گچھ کے لوگ اس کے گواہ رہیں ٥ (جب ابراہیم آئے) تو اُن لوگوں نے ان سے پوچھا کیوں جی کیا تم نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ گستاخی کی ہے حضرت ابراہیم نے کہا بلکہ یہ حرکت ان بتوں (خداؤں) کے بڑے (خدا) نے کی ہے تو اگر یہ بت بول سکتے ہیں تو ان سے پوچھو ٥ ان لوگوں نے اپنے جی میں سوچا تو (ایک دوسرے سے) کہنے لگے بیشک تم ہی لوگ برسر ناحق ہو ٥ پھر ان لوگوں کے سر (اس گمراہی میں) جھکا دیئے گئے (تو) کچھ تو نہ بن پڑا بولے تم کو تو

## بُت پرستی کی مذمّت اور قوم کو سمجھایا

اچھی طرح معلوم ہے کہ بُت بولا نہیں کرتے ٥ فرمایا پھر تم خدا کو چھوڑ کر ایسی ہی چیزوں کی پرستش ہی کیوں کرتے ہو۔ جو نہ تمہیں کچھ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ تمہارا کچھ نقصان ہی کر سکتے ہیں ٥ تف ہے تم پر اور اس پر جسے تم خدا کے سوا پوجتے ہو تو کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے ٥ وہ لوگ باہم کہنے لگے اگر تم اپنے معبودوں کا انتقام لینے میں کچھ کر سکتے ہو تو یہ کرو کہ ابراہیم کو آگ میں جلا دو ٥ غرض لوگوں نے حضرت ابراہیم کو پکڑ کر آگ میں ڈال دیا) تب ہم نے فرمایا اے آگ تو ابراہیم کے لئے بالکل ٹھنڈی اور سلامتی کا باعث ہو جا (کہ ان کو کوئی تکلیف پہنچے) ٥ انھوں نے ابراہیم کے ساتھ چالبازی کرنی چاہی تو ہم نے ان سب کو ناکام بنا دیا ٥ اور ہم نے ابراہیم و لوط کو (سرکشوں سے بچا کر) صحیح و سالم

## آگ میں پھینکا جانا

سرزمین (شام۔ بیت المقدس) میں جا پہنچایا ٥ اور انعام میں اسحاق و یعقوب

Marfat.com

جیسے پہلے تو نے عطا کیے اور سب کو نیک بخت بنایا اور ان سب کو لوگوں کا پیشوا بنایا کہ ہمارے حکم سے ان کو ہدایت کرتے تھے اور ہم نے ان کے پاس وحی بھیجی۔ اچھے کام کرنے، نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کے لیے اور یہ سب ہمارے عبادت گزار بندے تھے۔

---

:۔ عید کا دن تھا جب قوم ابراہیم عید گاہ چلی گئی تو آپ نے ایک کلہاڑا لیا مندر میں جا کر بڑی طاقت کے ساتھ بتوں پر بول دیا۔ سوائے بڑے بت کے سب کے ہاتھ پیر توڑ دیئے اور وہ کلہاڑا اس بڑے بت کی گردن میں ڈال نکل آئے۔

:۔ عصمت انبیاء پر کاری ضربیں لگانے والے مسلمان کہتے ہیں حضرت ابراہیم نے یہ دوسرا جھوٹ بولا۔ خود تو بتوں کو توڑا پھوڑا اور کہہ دیا یہ ان بڑے بت نے کیا ہے یہ ناسمجھی کی بات ہے اور مضمون آیت پر غور نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ جب انہوں نے کہا تھا کہ اے ابراہیم کیا تم نے حرکت کی ہے تو آپ نے جواب میں یہ نہیں کہا کہ میں نے ایسا نہیں کیا بلکہ نے اپنے فعل کی نسبت حقیقی خدا کی طرف دی۔ یعنی یہ کام ان خداؤں کے بڑے کیا ہے اور اس میں کچھ جھوٹ نہیں کیونکہ انبیاء کے ایسے کام گویا خدا ہی کے تے ہیں اس وجہ سے خدا نے ہجرت کے واقعہ میں رسول کے خاک پھینکنے کی طرف نسبت دی ہے اور فرمایا ہے وما رمیت اذ رمیت ولکن رمی ہے۔ حضرت ابراہیم نے اگر اپنے فعل کو خدا کی طرف نسبت دی ہرگز جھوٹ نہ تھا۔

:۔ جو آگ حضرت ابراہیم کو جلانے کے لیے مہیا کی گئی تھی اس

کے شعلوں کا یہ حال تھا کہ میلوں تک اس کی لپیٹ سے پرندے بھن بھن کر گر جاتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کو اس آگ میں پھینکنے کے لئے ایک مشین بنائی گئی تھی جس کا نام منجنیق تھا اس میں بٹھا کر ان کو پھینکا گیا تھا۔ جب وہ منجنیق سے جدا ہوئے اور آگ کی طرف بڑھے تو جبریل امین نازل ہوئے اور کہنے لگے کہ اے ابراہیمؑ کیا تمہاری کوئی حاجت ہے۔ فرمایا ہے تو مگر تم سے نہیں انہوں نے کہا تو جس سے ہے اس سے بیان کرو۔ فرمایا اس سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں یہ ہیں انبیاء کے حوصلے ان کا ایمان اور خدا سے سچی محبت۔ انبیاء کے سوا کسی کا یہ حوصلہ نہیں ہو سکتا کہ ایسے سخت امتحانات میں ثابت قدم رہے ہیں ان کے منجانب اللہ نبی ہونے کا کھلا ثبوت ہے۔

۴ :۔ ایسی بت شکنی دو بار ہوئی اول حضرت ابراہیمؑ نے کی اور دوسری بار حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ بعد فتح مکہ خانہ کعبہ میں کی یہ ایسی بت شکنی تھی کہ اس کے بعد پھر خانہ کعبہ میں کوئی بت آج تک رکھا ہی نہیں گیا۔

## ۱۳ ۔ قصہ ابراہیمؑ

## حج کے لئے اعلان

پ ۱۷ الحج ع ۴ ۔ آیت ۲۶، ۲۷۔ اے رسول وہ وقت یاد کرو جب ہم نے دایر کے ذریعہ سے ابراہیم پر وہ جگہ ظاہر کر دی (خانہ کعبہ کی جگہ) اور ان سے کہا کہ میرا کسی چیز کو شریک نہ بنانا اور میرے گھر کو طواف و قیام و رکوع و سجود کرنے والوں کے واسطے صاف ستھرا رکھنا ○ اور لوگوں کو حج کی خبر کر دو کہ لوگ تمہارے پاس دوڑتے چلے

Marfat.com

زیادہ اور ہر طرح کی دُبلی پتلی) سواریوں پر جو دور دراز راستے طے کر کے آتی ہوں گی دچڑھ چڑھ کے آپہنچیں گے تاکہ اپنے دنیا و آخرت کے فائدے حاصل کریں۔

---

نمبر ۱۔ خانہ کعبہ کو بیت عتیق بھی کہتے ہیں یعنی سب سے پرانا خدا کا گھر حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں یہ جنت سے بنا بنایا آیا تھا۔ طوفان نوح میں اس کو اٹھا لیا گیا تھا اور پھر وہ مقام نامعلوم ہو کر رہ گیا۔ حضرت ابراہیم کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے جب اس کی تعمیر کا حکم دیا تو اس کی نشاندہی یوں کی گئی کہ بعض روایات کے مطابق ایک ابر کا ٹکڑا نمودار ہوا۔ دوسری روایت میں ہے کہ جبریل امین نے اس حصہ زمین پر خط کشی کی۔

نمبر ۲۔ جب حضرت ابراہیم خانہ کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو حکم دیا گیا کہ اب لوگوں کو حج کے لئے بلاؤ۔ انہوں نے کہا یہاں ہے کون جسے بلاؤں۔ یہ تو وادی غیر ذی زرع ہے۔ دور دور تک آبادی کا نشان نہیں فرمایا۔ اچھا تم بلاؤ تو اس حکم کے مطابق حضرت ابراہیم نے یہ آواز بلند کی تھی۔ یہ پہلی اذان تھی جو خانہ کعبہ میں آپ نے دی۔ آپ نے کہا۔ ایھا الناس ھلموا الی الحج (لوگو حج کے لئے آؤ)

## آوازِ ابراہیم کا ہر جگہ پہنچنا

یہ نبی کی آواز تھی کہ ہوا کی موجوں پر لہراتی ہوئی تمام روئے زمین پر پھیل گئی اور جہاں جہاں لوگوں کی آبادی تھی ان کے کانوں تک پہنچ گئی نہ صرف انہی تک بلکہ جو بچے ماؤں کے پیٹ میں تھے انہوں نے بھی سن لی اور جو نطفے باپوں کی پشتوں میں پنہاں تھے انہوں نے بھی سن لی پس جس نے اس آواز پر لبیک کہا،

Marfat.com

ان کو حج ضرور نصیب ہوگا۔

۱۳۔ سب سے پہلا فریضہ جو انسان پر عمر بھر میں کم سے کم ایک بار بجالانا فرض ہو وہ حج ہے جب شرائط پورے ہو جائیں تو خانہ کعبہ میں جا کر اس عبادت کو بجالانا واجب ہے یہ صرف اس لئے رکھا گیا ہے تاکہ انسان کو اپنی عبدیت کی کھلی صورت نظر آجائے اور یہ سمجھ لے کہ تفوق و برتری کی جو صورتیں اس نے اپنی طرف گڑھ لی ہیں۔ خدا کے نزدیک ان کی کوئی وقعت نہیں۔ اس کی بارگاہ میں اس مخصوص لباس کے ساتھ آئیں جو سب کے لئے یکساں ہو جس کو احرام کہتے ہیں۔ یہ سوتی کپڑے کے دو پارچے ہوتے ہیں۔ ایک بطور لنگ استعمال ہوتا ہے دوسرا کندھے پر ڈالا جاتا ہے۔ بادشاہ ہو یا رعایا۔ آقا ہو یا غلام۔ امیر ہو یا غریب۔ سب کا یہی لباس ہوتا ہے۔ سب سر و پا برہنہ طواف کرتے ہیں۔ کوئی امتیازی شان کسی کے لئے نہیں رکھی گئی۔ یہاں آکر غرور و تکبر کی ناک رگڑی جاتی ہے اور تفوق و برتری کے سارے بند ٹوٹ کر رہ جاتے۔ جس طرح وہ سب کو ایک صورت سے بطن مادر سے باہر لاتا ہے۔ جس طرح سب کو ایک ہی صورت سے مارتا ہے اور آخری لباس بصورت کفن ایک ہی طرح کا ہوتا ہے اس طرح اس کے دربار عظمت و جلال میں آنے کا ایک ہی لباس ہے جس میں کوئی امتیازی شان کس طرح کی بھی رکھے جانے کی اجازت نہیں۔

## ۱۴۔ قصہ ابراہیمؑ
## بُت پرستوں کو سمجھایا

پ ۱۹۔ الشعراء ۵ آیت ۶۹۔ اور لوگوں کے سامنے ابراہیمؑ کا قصہ بیان کرو ۰ جب انہوں نے اپنے منہ بولے باپ اور اس کی قوم سے کہا کہ تم کس

Marfat.com

کی عبادت کرتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور انہی کے مجاور بن جاتے ہیں۔ ابراہیم نے کہا بھلا جب تم لوگ انہیں پکارتے ہو تو یہ سنتے ہیں یا یہ تمہیں کچھ فائدہ یا نقصان پہنچا سکتے ہیں ؀ انہوں نے کہا نہیں بات یہ ہے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے ؀ ابراہیم نے کہا تم نے غور بھی کیا کہ جن چیزوں کی تم اور تمہارے باپ دادا پرستش کرتے تھے (ان میں کیا قوت و قدرت ہے) ؀ یہ سب میرے یقینی دشمن ہیں مگر سارے جہاں کا پالنے والا (میرا دوست ہے) وہ وہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا اور مجھے سیدھا راستہ دکھایا۔ وہ وہ ہے جو مجھے کھانا کھلاتا ہے اور پانی پلاتا ہے اور جب بیمار ہو جاؤں تو مجھے شفا دیتا ہے ؀ اور وہ وہ ہے جو مجھے مار ڈالے گا اور اس کے بعد پھر مجھے زندہ کرے گا اور وہ وہ ہے جس سے میں یہ امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میری خطاؤں کو معاف کر دے گا ؀ اے میرے پالنے والے مجھے علم و فہم عطا کر اور نیکوں کے گروہ میں شامل کر اور آخر زمانہ میں میرا ذکر خیر قائم رکھ ؀ اور نعمتوں والے باغ (جنت) کے وارثوں میں سے مجھے بنا اور میرے منہ بولے باپ کو بخش دے کیونکہ وہ گمراہوں میں سے ہے اور جس دن لوگ قبروں میں سے اٹھائے جائیں گے مجھے رسوا نہ کرنا۔

---

جب حضرت ابراہیم ؑ نے بت پرستوں سے کہا یہ تو بتاؤ جن کو تم اپنا معبود مانتے ہو ان میں کیا قدرت و قوت ہے جس کے پیش نظر تم نے ان کو اپنا معبود مان لیا ہے اس کا جواب تو ان سے کیا بن پڑتا۔ کہنے لگے بات یہ ہے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو یونہی ان کی پوجا پاٹ کرتے دیکھا ہے لہٰذا ان کی دیکھا دیکھی ہم بھی کر رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ماحول کا اثر ان کی

Marfat.com

عقل فطری پر غالب آگیا تھا۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ اگر ان پر اپنے عقیدہ کی غلطی ثابت بھی ہو جائے تو وہ اس خوف سے اس کو ترک نہیں کرتے کہ ان کو اپنے ماحولی حلقہ سے باہر آنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اپنے سب کنبہ سے جدا ہو جائیں گے اور یوسف بے کارواں بن کر مصیبت کی زندگی بسر کریں گے لہٰذا جیسے زندگی گزر رہی ہے گزرنے دو جو سب کا حال وہ اپنا حال۔

مٓ ۱۔ جناب ابراہیمؑ نے اپنے رب کی جو صفات بیان کی ہیں ان کا حقیقی تعلق سوائے خدا کے اور کسی سے ہو ہی نہیں سکتا۔ مثلاً روزی دینا، پانی دینا مرض سے شفا دینا اور مار کر پھر زندہ کرنا۔ اگرچہ مجازی طور پر یہ ضرورتیں بندوں سے بھی پوری ہو جاتی ہیں لیکن خصوصاً ان کا تعلق خدا ہی سے ہے اگر قدرتِ خدا زمین سے غلہ نہ اگائے اور آسمان سے مینہ نہ برسائے اور دواؤں میں اثر نہ بخشے تو کس کی طاقت ہے کہ روزی دے سکے اور پانی پلا سکے اور مریضوں کو شفا دے سکے۔

مٓ ۱۔ آخری دعا حضرت ابراہیمؑ کی یہ تھی۔ واجعل لی لسان صدق فی الاخرین ۵ یعنی میرے لئے آخر زمانہ میں ایک سچی زبان قرار دینا یعنی میری اولاد میں ایک سچی زبان والا بھی پیدا کرنا۔ ابن مردویہ نے لکھا ہے کہ اس آیت میں لسان صدق سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیمؑ پر آنحضرتؐ کی رسالت اور علیؑ کی ولایت پیش کی گئی تو حضرت ابراہیمؑ نے یہ دعا کی کہ اللھم اجعلہ فی ذریتی (خداوندا اس شخص کو میری اولاد میں سے قرار دے) خدا نے ان کی یہ دعا قبول فرمائی اور آخر زمانہ میں جو نبوت کا آخری دور تھا۔ رسولؐ کے مصدقِ اوّل کو یعنی علی علیہ السّلام کو لسان صدق قرار دیا اور امت محمدی کو یہ حکم دیا کونوا مع الصادقین (تم سچوں کے ساتھ ہو جاؤ)۔ یہاں لسان صدق سے

Marfat.com

ایک ایسی ذات ہو جس میں صدقِ کلّی پایا جائے۔ یعنی اوّل عمر سے آخر عمر تک اس نے کبھی جھوٹ بولا ہی نہ ہو۔ حضرت ابراہیمؑ کا منشا یہ تھا کہ جب حضور نبی اکرمؐ مبعوث برسالت ہوں تو ان کی سب سے پہلے تصدیق کرنے والا صادقین میں سے ہو، وہ نہ ہو جو بحالت کفر رہ چکا ہو۔ یہ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتہائی اعزاز ہے جو آپ کے سوا کسی اور نبی کو حاصل نہ ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس نبی کی امت مسلمہ میں سے مبعوث ہونے کی دعا حضرت ابراہیمؑ نے کی تھی اس سے مراد ان کی ذرّیت میں سے وہ شخص تھا جو پیدا ہی مسلمان ہوا تھا اور کفر کا کوئی کلمہ اس کی زبان پر کبھی بھولے سے بھی نہ آیا تھا۔

## ۱۵۔ حضرت ابراہیم کا قصہ

## حضرت ابراہیمؑ کی نصیحت

پ۲۰ عنکبوت ع۲۔ آیت ۱۶۔ اور ابراہیم کو یاد کرو جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا۔ خدا کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اگر تم سمجھتے بوجھتے ہو تو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ تم خدا کو چھوڑ کر دل سے گھڑے ہوئے معبودوں سے تمنا رکھتے پھر ساری خلائق کے پالنے والے خدا کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے ۝

پھر ایک عید میں ان لوگوں نے حضرت ابراہیمؑ سے چلنے کے لئے کہا ۝ تو حضرت ابراہیم نے ستاروں کی طرف ایک نظر دیکھا اور کہا میں عنقریب بیمار پڑنے والا ہوں (یہ سن کر) وہ لوگ ابراہیمؑ کی طرف سے پیٹھ پھیر کر ہٹ گئے (اور چلے گئے) وہ ان کے جاتے ہی (چپکے سے مندر میں گئے) اور ان کے بتوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے (تمہارے سامنے اتنے چڑھاوے رکھے ہیں) آخر تم کھاتے کیوں

Marfat.com

نہیں اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم بولتے تک نہیں ٥ پھر اپنے ہاتھ سے مارتے ہوئے ان پر پل پڑے (اور انہیں توڑ پھوڑ کر ایک بڑے بت کی گردن میں اپنی کلہاڑی ڈال دی۔ جب انہیں خبر ہوئی تو ابراہیم کے پاس دوڑتے ہوئے گئے تھے) ابراہیم نے کہا کیسے افسوس کی بات ہے کہ جن کو تم خود تراش کر بناتے ہو انہی کی پرستش کرتے ہو (تمہارے عقلوں پر کیا پتھر پڑ گئے) حالانکہ خدا نے تم کو بھی پیدا کیا ہے اور جن کو تم لوگ (بتوں کی صورت میں) بناتے ہو ان سب کو بھی ٥

## آگ کا سرد ہونا

یہ سن کر انہوں نے کہا اس کے لئے بھٹی کی شکل کی ایک عمارت بناؤ اور (اس میں آگ سلگا کر) اس دہکتی ہوئی آگ میں اسے ڈال دو ٥ پھر ان لوگوں نے ابراہیم کے ساتھ مکاری کرنی چاہی تو ہم نے (اس آگ کو سرد کر کے) انہیں نیچا دکھا دیا ٥ جب آزر نے ابراہیمؑ کو اپنے گھر سے نکال دیا تو وہ کہنے لگے لو میں اپنے پروردگار کی طرف جاتا ہوں وہ عنقریب مجھے روبراہ کر دے گا۔ پھر بارگاہ

## بشارت فرزند

باری میں عرض کی کہ پروردگارا مجھے ایک نکوکار فرزند عطا فرما ٥ تو ہم نے ان کو ایک نرم دل لڑکے کے پیدا ہونے کی بشارت دی۔

## خواب ابراہیمؑ

جب اسمٰعیل اپنے باپ کے ساتھ دوڑ دھوپ کرنے لگا تو ایک روز ابراہیم نے ان سے کہا بیٹا میں نے خواب میں (وحی کے ذریعہ سے کیا) دیکھتا ہوں

کہ میں خواب میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں تو تم غور کر کے بتاؤ کہ اس میں تمہاری کیا رائے ہے
اسمٰعیل نے کہا ابا جان جو آپ کو حکم دیا گیا ہے اسے بے تامل پورا کیجیے اگر
خدا نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے ۵ جب دونوں نے
یہ ٹھان لی اور باپ نے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے ماتھے کے بل لٹا دیا
تو ہم نے (آمادۂ ذبح دیکھ کر) آواز دی - اے ابراہیم تم نے خواب کو خوب سچ کر
کے دکھایا (اب ہم تم دونوں کو بڑے مرتبے دیں گے) ہم نیکی کرنے والوں کو یوں ہی
جزائے خیر دیتے ہیں اس میں شک نہیں یہ یقیناً بڑا سخت اور صریح) امتحان تھا
ہم نے اسمٰعیل کا فدیہ ایک بڑے ذبیح (بڑی قربانی) کو قرار دیا اور ان کا اچھا چرچا
آنے والوں میں باقی رکھا کہ (ہماری خدائی میں) ابراہیم پر سلام ہی سلام ہے - ہم یوں
نیکی والوں کو جزائے خیر دیتے ہیں - بیشک ابراہیم ہمارے خاص ایماندار
بندوں میں سے تھے -

---

۱۱ - عصمت انبیاء کے لٹیرے کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کے تین جھوٹوں میں سے
ایک جھوٹ یہ ہے کہ بیمار نہ تھے اور کہہ دیا میں بیمار ہوں - حقیقت یہ ہے کہ
اس زمانہ میں آپ کو باری کا بخار آتا تھا - آپ کا فرمانا یہ تھا کہ میں بیمار پڑنے
والا ہوں یعنی میرے بخار کی باری ہے اور سب سے اچھی توضیح یہ ہے کہ
بیماری دو قسم کی ہے جسمانی اور روحانی کسی قوم کی گمراہی سے بڑھ کر انبیاء
کے لئے اور کیا روحانی بیماری ہو سکتی ہے - مطلب یہ تھا تمہاری اس گمراہی سے
میں بیمار پڑنے والا ہوں -

۱۲ - بڑے بت کی گردن میں کلہاڑا ڈال کر بت شکنی کا الزام اس پر کیوں لگایا
اس کی توضیح پہلے ہو چکی -

Marfat.com

۳:- اس سلسلے میں سب سے اہم واقعہ حضرت اسمٰعیل ؑ کے ذبح کا ہے۔

پہلے اس پر غور کرنا چاہیے کہ خدا نے حضرت ابراہیم ؑ کا ایسا سخت امتحان کیوں لیا جو فطرت انسانی پر ناقابل برداشت چوٹ تھی اسلام تو فطری دین ہے پھر یہ خلاف فطرت کیسی آزمائش تھی۔ باپ کے ہاتھ سے بیٹے کو ذبح کرانا باپ کی فطرت کو کھٹلی چھری سے ذبح کرنا تھا پھر یہ بھی سوچیئے کہ جب ذبح کا حکم دیا گیا تھا تو پھر ذبح سے کیوں روک دیا گیا اس میں خدا کے کسی حکم کو صحیح مانا جائے۔ پھر ابراہیم ؑ اس امتحان میں پورے کیسے اتر گئے جب کہ ذبح فرزند کی منزل آئی ہی نہیں۔

پھر اس قربانی کو ذبح عظیم سے کیوں بدلا گیا۔

پھر ذبح عظیم کیا ہے اور اس کا وقوع کب ہوا۔

پھر ذبح عظیم سے بدلنے میں کیا مصلحت تھی۔

پھر اس قربانی کو جو بجائے نبی کے ایک دنبہ کی تھی اتنی اہمیت کیوں حاصل ہوئی کہ ہر سال جا بجا قربانی کرنا واجب قرار دیا گیا اور یہ کہ اس قربانی کے بدلہ میں کوئی اور چیز نہیں دی جا سکتی یعنی ذبح کرنا لازم ہوا۔

عید الاضحیٰ کے دن کم سے کم ان تمام سوالات کا جواب ہر ذی عقل تلاش کرتا ہے مفسرین نے جو جوابات دیئے ہیں ان سے تسلی نہیں ہوتی۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ راز سربستہ ایک بڑی تہ کے اندر بند ہے جب تک اس زمانہ کے واقعات سامنے نہ لائے جائیں یہ عقدہ حل نہیں ہوتا۔

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ قوم ابراہیم ؑ میں تین عقیدوں والے لوگ تھے بت پرست ستارہ پرست اور شخصیت پرست۔ ستارہ پرستوں کا عقیدہ یہ تھا کہ ستارے رب النوع ہیں زمین کی تمام مخلوقات کی زندگی کا انحصار ان کی

شعاعوں کے اثرات اور ان کی چمک پر منحصر ہے اگر یہ نہ ہوں تو تمام کارخانۂ عالم درہم برہم ہو جائے انسانی زندگی پر ان کے مختلف اثرات ہوتے ہیں جب کسی سے یہ خوش ہوتے ہیں اس کو معاملات زندگی میں پوری پوری کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

اس عقیدے کے تحت انہوں نے ساتوں سیاروں کے نام سے سات مندر جن کو ہیاکل کہا جاتا ہے، بنا کھڑے کئے تھے اور اپنے خیال کے مطابق ہر ستارہ کی ایک فرضی مورتی بنا کر اس کے مندر میں رکھ دی تھی۔ سب سے بڑا مندر زحل ستارہ کا تھا اس کو قربان گاہ بھی کہتے تھے۔ جن لوگوں کو ستارہ زحل کی بارگاہ میں تقرب حاصل کرنے کی دھن ہوتی تھی وہ حمل کی حالت میں یہ نذر کرتے تھے کہ اگر یہ لڑکا ہوگا تو ہم زحل کی مورتی کے سامنے اس کو ذبح کریں گے۔ چنانچہ جب ایسا بچہ ہوتا تو بارہ برس کی عمر کے بعد وہ اس کی قربانی کی تیاریاں کرتے خوب جشن مناتے پھر اسے بنا سجا کر ہیکل زحل میں لے جاتے۔ ہیکل زحل کی مورتی کی گردن میں ایک خنجر لٹکا ہوتا تھا۔ جب یہ بدنصیب لڑکا وہاں جاتا تو وہاں کا پجاری سنگِ مرمر کی ایک سل پر اسے لٹاتا اور اس متبرک خنجر سے اس بے گناہ کا گلا کاٹ دیتا جو خون نکلتا وہ نہایت متبرک سمجھا جاتا تھا۔ جیسے ہندو تلک لگاتے ہیں وہ خون لوگ انگلی میں لے کر اپنے ماتھے پر لگاتے۔ یہی اس زمانہ کی رسم بد جس پر بے شمار لڑکوں کی جانیں بھینٹ چڑھ گئیں۔

حضرت ابراہیمؑ جب دین اسلام کی تبلیغ کرتے تو وہ لوگ یہ کہہ کر ہر بات ردّ کر دیتے کہ ہم اس دین کو کسی طرح سچا دین نہیں مان سکتے جس میں انسانی قربانی روا نہیں۔ حضرت ابراہیمؑ سخت پریشان تھے کہ ان گمراہوں کو کیوں کر راہ راست پر لائیں۔

جب اسی غور و فکر میں ایک رات سوئے تو خواب میں نظر آیا کہ بیٹے کو ذبح کر

کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس کے لئے تیار ہو کر جب منیٰ کو جانے لگے اور قوم کو یہ خبر لگی کہ ابراہیمؑ نے ہمارا عقیدہ تسلیم کر لیا ہے تو اس قربانی کا تماشہ دیکھنے کے لئے منیٰ میں پہنچ گئے ان کے سامنے حضرت اسمٰعیلؑ کو لٹایا گیا۔ چھری گردن پر رکھ دی گئی لیکن جب چلی تو ایک سینڈ ھے کی گردن پر اور اسمٰعیلؑ صحیح و سالم ان کے پہلو میں کھڑے تھے

یہ دیکھ کر قوم حیرت میں آگئی اب موقع تھا ہدایت کرنے کا۔ فرمایا اے قوم غور کرو اور سمجھو اگر خدا کو انسانی قربانی پسند ہوتی تو میرے لڑکے کی قربانی سے بہتر اور کیا قربانی ہو سکتی تھی۔ اس کا بچا لینا اس کی دلیل ہے کہ خدا انسان کی قربانی کو پسند نہیں کرتا چونکہ قوم کے سربرآوردہ لوگوں نے یہ سارا واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا لہٰذا اپنے عقیدے کو باطل سمجھ کر آئندہ سے اس رسم کے خلاف ہو گئے اس کے بعد اس قوم میں کوئی بچہ قربانی کے لئے ہیکل زحل میں نہ لایا گیا چونکہ اس رسم بد کے انسداد سے ہزارہا بے گناہوں کی جانیں بچ گئیں لہٰذا قدرت کو یہ منظور ہوا کہ اس واقعہ کی یادگار قیامت تک کے لئے قائم کر دی جائے پس یہ قربانیاں جو ہوتی ہیں درحقیقت اس ذبیحہ کی یادگار نہیں ہوتیں بلکہ اس رسم کے انسداد کی یادگاریں ہیں جو نوع انسان پر سب سے بڑا ظلم تھا۔

خدا نے فرمایا ہے کہ اس وقت کی قربانی کو ایک ذبح عظیم سے بدل دیا یعنی اس وقت رسم بد کے انسداد کے لئے اس کی ضرورت تھی کہ نہ تیغ گلے کو نکال لیا جائے اس وقت اگر قربانی ہو جاتی تو اس رسم بد کو اور قوت دلا بنا دیتی اور پھر دھڑا دھڑ لڑکوں کے گلے کٹنے لگتے لیکن نبوت کے آخری دور میں جب کہ انہی اسمٰعیلؑ کی اولاد میں نبی آخر الزمان کی امت میں ایک دو نہیں ہزارہا رسوم بد کالی گھٹاؤں کی طرح خلق خدا پر چھا گئے اور ان کے انسداد کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی روز بروز بدعتیں بڑھتی چلی جا رہی تھیں اور بدعت کی قسم بان کا نہیں احکام

Marfat.com

الہیہ کو بُری طرح ذبح کیا جا رہا تھا لہٰذا ضرورت تھی کہ اس وقت ذبح سے بچانے کی بجائے کچھ خاصانِ خدا کو ذبح کرا دیا جائے۔ وہاں بچانے میں مصلحت تھی، یہاں قتل کرا دیتے ہیں اس وقت ایک دو قربانی سے کام نہیں چل سکتا تھا کیونکہ ملوکیت اپنا سطوت و جلالت کے دبیز پردوں میں اسے چھپا دیتی۔ لہٰذا اتنی زبردست قربانی ہو کہ اس کے نتائج دنیا کی کسی طاقت کے دبانے سے نہ دبیں اور ہر شخص اس پر غور کرنے کے لئے بیٹھے کہ یہ ایک ہی دن میں بہتّر خدا کے مقرب بندوں نے خوشی خوشی اپنی جانیں کیوں قربان کر دیں۔ چنانچہ واقعہ کربلا کے بعد آنکھوں پر سے غفلت کے پردے ہٹ گئے اور لوگوں کو پتہ چل گیا کو جو بدعاتِ یزیدی حکومت میں رائج ہیں ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ بہت جلد یزیدیت کے گرویدہ اپنے عقیدے سے تائب ہو کر حسینیت کے حلقے میں آ گئے اور بنی امیہ کے دور کا زنگ خوردہ اسلام پھر اپنے اصلی روپ میں لوگوں کے سامنے آ گیا۔ یہ تھا وہ ذبح عظیم جس کی یادگار قیامت تک منائی جائے گی۔ ذبح اسمٰعیلؑ کی یادگار صرف ایک دن منائی جاتی ہے۔ برخلاف اس کے ذبح عظیم کی یادگار سال بھر عموماً اور یکم محرم سے ۸ ربیع الاول تک خصوصاً پوری عقیدت و احترام کے ساتھ منائی جاتی ہے اور وہ دسویں ذوالحجہ کو ہوتی ہے اور یہ دسویں محرم کو۔ اس کا نتیجہ خوشی تھا اور اس کا نتیجہ غم و رنج۔

۲۔ قرآن کہتا ہے کہ اے ابراہیمؑ تم نے خواب کو سچا کر دکھلایا لیکن سوال یہ ہے کہ جب ذبح واقع نہ ہوا تو خواب کی تصدیق کیسے ہو گئی۔ جواب یہ ہے کہ مقدماتِ عمل بجائے خود اس عمل کی ایک صورت بن جاتے ہیں۔ مثلاً آپ اپنے غلام سے کہیں کہ فلاں مقام پر جا کر ہمارے دشمن سے لڑو اور اگر جان بچنے کی کوئی صورت نظر نہ آئے تو ہماری محبت میں جان دے دینا وہ غلام وفادار ہے ضرور ایسا ہی ہو گا

Marfat.com

اس کے بعد وہ وہاں جانے کی تیاری کرنے لگے اپنا لباس بدلے، ہتھیار بدن پر سجے۔ آقا سے رخصت ہونے گئے آقا یہ دیکھ کر کہ یہ مرنے پر بالکل تیار ہو گیا ہے اس سے کہے بس یہ تمہاری وفاداری کا امتحان لینے کے لئے میں نے ایسا کیا تھا تاکہ دوسرے غلام بھی سمجھیں کہ غلام کو آقا کے حکم کی تعمیل کس طرح کرنی چاہیئے ابراہیمؑ نے خواب کے حکم کو پورا کرنے کا پورا پورا تہیہ کر لیا تھا جو کچھ ایک ذبح کے لئے تیاری ہونی چاہیئے وہ سب کر لی تھی بس گویا خواب کو سچ کر دکھایا۔ یہاں تک کہ چھری تک چلا دی تھی آگے جو ہوا۔ وہ خدا کی مصلحت تھی۔

مث ۵:۔ اس سلسلے میں ایک اہم سوال یہ ہے کہ جب ملت ابراہیمی میں انسانی قربانی جائز نہ تھی تو پھر جناب عبدالمطلب نے یہ نذر کیوں کی تھی کہ اگر میری اولاد کی تعداد دس ہو جائے گی تو میں اپنے ایک بیٹے کو قربان کردوں گا۔ چنانچہ جب تعداد پوری ہوگی اور قرعہ ڈالا گیا تو وہ حضرت عبداللہ کے نام پر نکلا۔ کئی بار قرعہ اندازی ہوئی۔ آخری بار بجائے حضرت عبداللہ کے سو اونٹوں پر آیا اور حضرت عبداللہ قربانی سے بچ گئے اسی لئے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے انا ابن الذبیحین (میں راہ خدا میں دو ذبح ہونے والوں کا فرزند ہوں۔ قدرت نے دونوں موقعوں پر قربانی سے بچا لیا۔ سوال یہ ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے یہ نیت کی ہی کیوں تھی۔ جواب یہ ہے زمانہ جاہلیت میں پھر مشرکین میں قربانی فرزند کی رسم رواج پا گئی تھی اور لات وہبل پر بچے قربان کئے جا رہے تھے اس کو وہ سب سے بڑی دین پرستی سمجھتے تھے۔ جناب عبدالمطلب نے جو اس وقت قوم کے سردار تھے اس رسم میں شرکت چاہتے تھے چونکہ ایک سردار قوم کے لئے قوم کی تالیف قلب ضروری ہوتی ہے لہٰذا آپ نے نذر مان لی تھی یہ سمجھتے ہوئے کہ جس طرح قدرت نے پسر ابراہیمؑ کی قربانی منظور نہ کی تھی نہ میرے بیٹے

Marfat.com

کی قربانی کیوں منظور کرے گا۔ محض قوم کی زبان بندی کے لئے قرعہ ڈالتے رہے آخر جب قرعہ اونٹوں پر آیا تو یہ کہنے کا موقع ملا کہ اگر وہ انسانی قربانی چاہتا ہوتا تو یہ قرعہ آخر میں اونٹوں پر نہ آتا۔ پہلے کیوں نہ آیا تھا اس لئے کہ اونٹوں کی تعداد کم بھی یہ حضرت عبداللہ کے لئے باعث توہین ہوتا۔

## ۱۷۔ حضرت ابراہیمؑ کا قصہ

پ۲۵ ۔ الزخرف ۴۳ ۔ آیت ۲۶-۲۸ ۔ جب ابراہیم نے اپنے منہ بولے باپ (آزر) اور اپنی قوم سے کہا جن چیزوں کو تم لوگ پوجتے ہو میں یقیناً ان سے بیزار ہوں (میں اس کی عبادت کرتا ہوں جس نے مجھے پیدا کیا وہی بہت جلد میری ہدایت کرے گا (یعنی جہاں وہ چاہے گا مجھے پہنچا دے گا) اور اس ایمان کو ابراہیم اپنی اولاد میں ہمیشہ باقی رہنے والی بات چھوڑ گئے تاکہ وہ خدا کی طرف رجوع کریں۔

## ضیف ابراہیمؑ

پ۲۶ ۔ الذاریات ۵۱ آیت ۲۴-۳۰ ۔ کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر پہنچی ہے جب وہ ان کے پاس آئے تو کہنے لگے سلام علیکم (وعلیکم السلام) کہا (اور دیکھا تو) وہ ایسے لوگ تھے جن سے جان پہچان نہ تھی آپ گھر جا کر جلدی سے (بھنا ہوا) ایک موٹا تازہ بچھڑا لے آئے اور اسے ان کے آگے رکھ دیا اور ان سے کہا آپ لوگ کھاتے کیوں نہیں (اس پر بھی نہ کھایا) تو ابراہیم جی ہی جی میں ڈر سے انہوں نے کہا آپ ڈریں نہیں اور ان کو ایک دانشمند لڑکے کی بشارت دی (یہ سنتے ہی) ابراہیم کی بی بی (سارہ) چلاتی ہوئی ان کے سامنے آئیں اور اپنا منہ پیٹ لیا اور کہنے لگیں اول تو بڑھیا پھر بانجھ (میرے لڑکا کیونکر

Marfat.com

ہوگا) فرشتے بولے تمہارے پروردگار نے یونہی فرمایا ہے وہ بیشک حکمت والا واقف کار ہے ۔ (یہ قصہ پہلے گزر چکا ہے)

## ۱۸- ابراہیمؑ کا قصہ

پ ۲۷۔ الحدید ع ۴ - آیت ۲۵ ا ۔ ہم نے نوحؑ اور ابراہیم کو رسول بنا کر بھیجا اور ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب مقرر کی تو ان میں سے بعض ہدایت یافتہ ہیں اور اکثر بدکار ہیں

## ۱۹- ابراہیمؑ کا قصہ

پ ۲۸۔ الممتحنہ آیت ۴ ا ۔ تمہارے واسطے تو ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کے قول و فعل کا اچھا نمونہ موجود ہے کہ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا ہم تم سے اور ان بتوں سے جن کو خدا کے سوا پوجتے ہو۔ بیزار ہیں ہم تو تمہارے دین کے منکر ہیں اور جب تک تم خدائے واحد پر ایمان نہ لاؤ گے ہمارے تمہارے درمیان کھلم کھلا عداوت اور دشمنی قائم رہیگی مگر ابراہیم نے اپنے منہ بولے باپ سے کہا تھا کہ میں تمہارے لئے مغفرت کی دعا ضرور کروں گا اور خدا کے سامنے تو میں تمہارے واسطے کچھ اختیار نہیں رکھتا ٥ اے ہمارے پالنے والے ہم نے تجھی پر بھروسہ کر لیا ہے اور تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے اے ہمارے پالنے والے ہم کو کافروں کی آزمائش کا ذریعہ قرار نہ دے اے پروردگار تو ہمیں بخش دے بے شک تو غالب اور حکمت والا ہے ۔

## ۲۰

پ ۳۰ - الاعلیٰ - آیت ۱۷ ۔ بے شک یہی بات اگلے صحیفوں ابراہیم و موسےٰ کے صحیفوں میں بھی ہے ۔

Marfat.com

# ۱۰۔ حضرت لوطؑ کا قصہ

پ الاعراف ع ۱۰ آیت ۸۰ :۔ لوط نے اپنی قوم سے کہا افسوس ہے کہ تم ایسی بدکاری
کرتے ہو (اغلام) کہ تم سے پہلے ساری خدائی میں کسی نے ایسی بدکاری نہیں کی دکیا غضب
کی بات ہے) تم عورتوں کو چھوڑ کر شہوت پرستی کے لئے مردوں کی طرف مائل ہوتے ہو
تم لوگ کچھ ہو ہی بیہودہ صرف کرنے والے دکہ نطفہ کو ضائع کرتے ہو) اس کا قوم کے
پاس کوئی جواب نہ تھا وہ آپس میں کہنے لگے کہ ان لوگوں کو اپنی بستی سے نکال باہر کرو۔
کیونکہ یہ تو وہ لوگ ہیں جو پاک صاف بننا چاہتے ہیں ٥ تب ہم نے ان کو اور ان کے
گھر والوں کو تو نجات دی مگر ان کی بی بی کو نہیں) کیونکہ وہ اپنی بداعمالی سے پیچھے
رہ جانے والی تھی ٥ اور ہم نے ان پر پتھروں کا مینہ برسایا۔ پس غور کرو ان گنہگاروں
کا انجام آخر کیا ہوا۔

---

۱۔ حضرت لوطؑ حضرت ابراہیمؑ کے خالہ زاد بھائی تھے اور ان کی ہی حقیقی بہن
جناب سارہ حضرت ابراہیمؑ کی پہلی بیوی تھیں۔
۲۔ حضرت لوطؑ اہل موتفکات کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے تھے اور ان کے
پانچ شہر آباد تھے جن میں سب سے بڑا شہر سدوم تھا یہ لوگ مصر و شام کے درمیان ایک
شاہراہ پر آباد تھے۔
۳۔ یہ لوگ حد درجہ بخیل تھے اور مسافروں کی آمد و رفت سے بہت گھبراتے
تھے۔ شیطان نے ان کے کان میں پھونکا کہ جو مسافر تمہارے پاس آئے اس سے
اغلام کرو تو ان کی آمد و رفت بند ہو جائے گی۔ غرض یہ لوگ اس فعل بد کے ایسے
عادی سے مرتکب ہوئے کہ اپنی عورتوں کو بھی چھوڑ بیٹھے۔ بہت کم ان کے پاس

Marfat.com

جاتے تھے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ شیطان نے انہیں یہ پٹی پڑھائی کہ عورتوں سے مقاربت صحت کے لئے نقصان رساں ہے کیونکہ ہر ماہ جوان کو حیض آتا ہے وہ اتنا گرم اور زہریلا خون ہوتا ہے کہ اگر انسان ان سے مقاربت کرے۔ سوزاک اور آتشک جیسے امراض کا شکار ہو جاتا ہے۔ نیز یہ کہ وہ بہت گھناؤنی چیز ہے وہ احمق اس کے کہنے میں آگئے اور بجائے عورتوں کے مردوں کی طرف مائل ہو گئے تھے۔ حضرت لوطؑ نے پورے تیس سال تک انہیں ہدایت کی۔ سمجھایا بجھایا کہ اپنی اس قوت کو کیوں ضائع کرتے ہو۔

زمیں شور سنبل بر نیارد — درو تخم عمل ضائع مگردان

مگر وہ نہ مانے آخر عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے۔ حضرت جبرئیلؑ ان کے شہروں کو اپنے پروں پر اٹھا کر آسمان تک لے گئے اور نیچے پٹک دیا جو لوگ شہر سے باہر ہو گئے تھے ان پر پتھر کا مینہ برسا وہ یوں جہنم رسید ہوئے۔

## ۲۔ حضرت لوطؑ کا قصہ

# لوطؑ کے پاس فرشتوں کا آنا

پ ۱۲ - ہود ع ۷ آیت ۷۷ ؛ - اور جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے (لڑکوں کی صورت میں) لوط کے پاس آئے تو ان کے خیال سے رنجیدہ ہوئے اور ان کے آنے سے تنگدل ہو گئے اور کہنے لگے، کہ آج کا دن سخت مصیبت کا دن ہے (یہ بدکار لوگ دوڑ پڑیں گے اور ان لڑکوں کو پکڑ لیں گے) آخر وہ لوگ خبر پاتے ہی دوڑ پڑے اور حضرت لوط کے پاس آئے یہ لوگ اس سے پہلے بھی بڑے بڑے کام

Marfat.com

کیا کرتے تھے ٥ لوط نے ان سے کہا اے میری قوم یہ میری قوم کی بیٹیاں موجود ہیں ان سے نکاح کرلو یہ تمہارے واسطے جائز اور زیادہ صاف ستھری ہیں۔ خدا سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں رسوا نہ کرو کیا تم میں کوئی سمجھدار آدمی نہیں ٥ انہوں نے کہا تم کو خوب معلوم ہے کہ تمہاری قوم کی لڑکیوں کی ہمیں کچھ حاجت نہیں ہے اور جو بات ہم چاہتے ہیں وہ تم خوب جانتے ہو ٥ لوط نے کہا کاش مجھ میں تم سے مقابلے کی قوت ہوتی یا میں کسی مضبوط قلعہ میں پناہ لے سکتا ٥ اس بیکسی و مایوسی کو دیکھ کر) فرشتے ان سے کہنے لگے اے لوط ہم تمہارے پروردگار کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں (تم گھبراؤ نہیں) یہ لوگ تم پر ہرگز غلبہ حاصل نہیں کر سکتے (اب تم یہ کرو) کچھ رات رہے اپنے لڑکے بالوں سمیت اس بستی سے نکل بھاگو اور تم میں کوئی ادھر مڑ کر بھی نہ دیکھے مگر تمہاری بی بی (تمہارے ساتھ نہ ہو) اس پر

## قوم لوطؑ پر عذاب

بھی یقیناً وہی عذاب نازل ہونے والا ہے اور جو ان پر نازل ہوگا اور ان (کے عذاب کا) وعدہ بس صبح ہے کیا صبح قریب نہیں ہے ٥ پس جب ہمارے عذاب کا حکم آپہنچا تو ہم نے (اس بستی کے زمین کے طبقے) الٹ کر اس کے اوپر کے حصے کو نیچے کا بنادیا اور اس پر ایسے کھرنجے دار پتھر تابڑ توڑ برسائے جن پر تمہارے پروردگار کی طرف سے نشان بنے تھے اور وہ بستی ان ظالموں (کفار مکہ) سے کچھ دور نہیں۔

---

ط ا۔ انبیاء کی امتوں پر جو عذاب آتے رہے وہ دوسری قوموں کے لئے باعث عبرت تھے۔ ایسے واقعات پڑھ کر لوگوں کو خدا کی نافرمانی سے بچنا چاہیئے مگر ہائے انسان کی عقل پر ایسے پتھر پڑے ہیں کہ ان واقعات کو پڑھ کر بھی

Marfat.com

اس کے کان پر جوں نہیں رینگتی اور معمولی قصے سمجھ کر دہی کے چلا جاتا ہے جو انہیں نہ کرنا چاہیئے۔

۲ ؎۔ حضرت لوطؑ کی بی بی کافرہ تھی وہ قوم کی اس بدکاری پر بجائے اظہار ناراضی خوش ہوتی تھی۔ کہتی تھی کہ اس رسم بد کے رائج ہونے سے عورتوں کی جان مردوں کی آئے دن کی خواہش سے بچی۔ جب فرشتے حضرت لوطؑ کے پاس آئے تو اسی کم بخت نے ان بدکاروں کے پاس آکر اطلاع دی۔ جب ان کو آتے دیکھا تو لوطؑ نے دروازہ بند کر لیا اور گھر کے پچھواڑے سے ان نابکاروں سے بات چیت کی

۳ ؎۔ انبیاء میں دو نبی ایسے تھے کہ ان کی بیبیاں کافرہ تھیں ایک نوحؑ دوسرے لوطؑ ۔ دونوں عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئیں۔ نبی کی زوجہ ہونا ان کے لئے نجات کا باعث نہ ہوا۔

۴ ؎۔ توریت میں حضرت لوطؑ کے متعلق بہت سے لغو قصے محرفین توریت نے لکھ مارے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لوطؑ کی لڑکیوں نے ایک رات ان کو شراب پلا کر برہنہ کر دیا اور ان سے بدکاری چاہی (معاذاللہ معاذاللہ خدا کی لعنت ہو ایسے شرمناک واقعات لکھنے والوں پر)

## ۳۔ حضرت لوطؑ کا قصہ

## فرشتوں کا لوطؑ کو ھدایت کرنا

پ۱۴۔ الحجر۔ ع ۵ آیت ۹۲؎۔ جب خدا کے بھیجے ہوئے فرشتے لوط کے بال بچوں کے پاس آئے ٥ تو لوط نے ان سے کہا تم تو کچھ اجنبی معلوم ہوتے ہو ٥ انہوں نے کہا ہم آپ کے پاس وہ عذاب لے کر آئے ہیں۔ جس کے بارے میں

آپ کی قوم کے لوگ شک رکھتے تھے (کہ آئے یا نہ آئے) اور ہم آپ کے پاس (وہ) خدا کا قطعی حکم لے کر آتے ہیں اور ہم بالکل سچ کہتے ہیں ○ پس آپ کچھ رات رہے اپنے لڑکے بالوں کو لے کر یہاں سے نکل جایئے اور آپ سب سے پیچھے رہیے گا اور ان لوگوں میں سے کوئی مڑ کر پیچھے نہ دیکھے اور جدھر جانے کا حکم دیا گیا ہے (شام) ادھر کو سیدھے چلے جائیں ○ ہم نے لوط کے پاس اس امر کا قطعی فیصلہ کہلا بھیجا کہ بس صبح ہوتے ہوتے ان لوگوں کی جڑ کاٹ ڈالی جائے گی ○ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ شہر کے لوگ (مہمانوں کی خبر سن کر بری نیت سے) خوشیاں مناتے آ پہنچے ○ لوط نے ان سے کہا کہ یہ لوگ میرے مہمان ہیں تم انہیں ستا کر مجھے بدنام نہ کرو (رسوا نہ کرو) خدا سے ڈرو مجھے ذلیل نہ کرو ○ انہوں نے کہا (دیکھو جی) ہم نے تم کو سارے جہان کے لوگوں (کے آنے) کی مناہی نہیں کر دی تھی (یعنی کسی کو یہاں مت بلاؤ) لوط نے کہا اگر تم کو ایسا ہی کرنا ہے تو یہ میری قوم کی بیٹیاں موجود ہیں ان سے نکاح کر لو (اے رسول) تمہاری جان کی قسم یہ لوگ (قوم لوط) اپنی مستی میں مدہوش ہو رہے تھے (لوط کی بات کیوں سنتے) ○ غرض سورج نکلتے نکلتے (بڑے زور کی) چنگھاڑ نے لے ڈالا ○ پس ہم نے اس بستی کو الٹ کر اوپر کے طبقے کو نیچے کا طبقہ بنا دیا اور اس کے بعد ان پر کھرنجے کے پتھر برسا دیئے۔ اس میں شک نہیں کہ اس میں تاڑ جانے والوں کے لئے (قدرت کی) بہت نشانیاں ہیں ○ اور وہ الٹی ہوئی بستی ہمیشہ (کی آمد و رفت) کے راستہ پر ہے اور اس میں شک نہیں کہ اس میں ایمانداروں کے لئے قدرت کی بڑی نشانی ہے۔

## ۴۔ قصہ لوطؑ

پ ۱۷۔ الانبیاء ع ۵ آیت ۷۴ :۔ اور لوط کو بھی ہم ہی نے فہم سلیم اور نبوت عطا کی اور ہم نے

اس کو اس بستی سے جہاں کے لوگ بدکاریاں کرتے تھے۔ نجات دی انا میں شک نہیں کہ وہ نکوکار بندوں میں سے تھے۔

## ۵۔ قصّہ لوطؑ

پ ۱۹۔ الشعراء ع ۲۔ آیت ۱۶۱:۔ جب ان کے بھائی لوطؑ نے کہا تم خدا سے کیوں نہیں ڈرتے میں تو یقیناً تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں تو خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو ۵ میں تم سے (تبلیغ رسالت کی) کوئی مزدوری بھی نہیں مانگتا میرا اجر رب العالمین خدا پر ہے ۵ کیا تم لوگ (شہوت پرستی کے لیے) سارے جہاں کے لوگوں میں مردوں ہی کے پاس جاتے ہو اور تمہارے لیے جو بیبیاں اللہ نے پیدا کی ہیں انہیں چھوڑے رہتے ہو ۵ تم حد سے گزر جانے والے لوگ ہو ۵ انہوں نے کہا اے لوط اگر تم باز نہ آؤ گے تو تم ضرور نکال باہر کر دیئے جاؤ گے ۵ لوط نے کہا میں تمہاری ناشائستہ حرکت سے بیزار ہوں ۵ ہم نے ان کے سب لڑکے بالوں کو بچا لیا مگر لوط کی بڑھی عورت کہ وہ پیچھے رہ گئی اور ہلاک ہوئی پھر ہم نے ان لوگوں کو ہلاک کر ڈالا اور ان پر ہم نے پتھروں کا مینہ برسایا تو جن لوگوں کو عذاب خدا سے ڈرایا گیا تھا ان پر کیسی بری بارش ہوئی ۵ بیشک اس واقعہ میں بھی ایک بڑی عبرت ہے اور ان لوگوں میں بہتیرے ایمان والے بھی نہ تھے۔

## ۶۔ قصّہ لوطؑ

پ ۱۹۔ النمل ع ۴ آیت ۵۴:۔ جب لوط نے اپنی قوم سے کہا کیا تم سمجھ بوجھ کر ایسی بے حیائی کرتے ہو ۵ کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر شہوت سے مردوں کے پاس آتے ہو (یہ تم اچھا نہیں کرتے) بلکہ تم لوگ بڑی جاہل قوم ہو ۵ تو قوم کے پاس ان کے

Marfat.com

سوا جواب نہ تھا کہ وہ لوگ بول اٹھے کہ لوط کے خاندان کو اپنی بستی (سدوم) سے نکال باہر کر دیہ لوگ بڑے پاک صاف بننا چاہتے ہیں ○ غرض ہم نے لوط اور ان کے خاندان کو بچالیا مگر ان کی بی بی کہ ہم نے اس کی تقدیر میں پیچھے رہ جانے والوں میں سے لکھ دیا تھا (بچ نہ سکی) ہم نے ان لوگوں پر (پتھر کا) مینہ برسایا تو جو لوگ ڈرائے جا چکے تھے ان پر کیا بُرا مینہ برسایا۔

## ۷۔ لوطؑ کا قصہ

پ۲۰ عنکبوت ع ۳۔ آیت ۱۲۵۔ تب صرف لوط ابراہیم پر ایمان لائے۔

آیت ۱۲۸۔ لوط نے جب اپنی قوم سے کہا تم لوگ عجب بے حیائی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے ساری خدائی میں کسی نے نہیں کیا (تم عورتوں کو چھوڑ کر رفع شہوت کے لئے مردوں کی طرف گرتے ہو اور مسافروں کو لوٹتے ہو اور تم اپنی محفلوں میں بُری حرکتیں کرتے ہو ○ ان کی قوم کے پاس اس کے سوا کوئی جواب نہ تھا کہ وہ کہنے لگے اگر تم سچے ہو تو ہم پر خدا کا عذاب لے آؤ ○ لوط نے دعا کی پروردگار ان مفسد لوگوں کے مقابلے میں میری مدد کر (اس وقت عذاب کی تیاری ہوئی)

## ۸۔ لوطؑ کا قصہ

# فرشتوں کا لوط کو خبرِ عذاب دینا

پ۲۰ عنکبوت ع ۴ آیت ۱۲۱۔ جب ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس (بڑھاپے میں بیٹے کی) خوش خبری لے کر آئے تو ابراہیم سے کہا ہم عنقریب اس گاؤں کے رہنے والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں اس بستی کے رہنے والے یقیناً بڑے

سرکش ہیں ہ یہ سن کر ابراہیم نے کہا کہ اس بستی میں تو لوط بھی ہیں انہوں نے کہا جو لوگ اس بستی میں ہیں ہم ان سے خوب واقف ہیں ہم ان (لوط) کو اور ان کے لڑکے بالوں کو یقیناً بچا لیں گے البتہ ان کی بی بی پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے ہ جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے تو ان کے آنے سے غمگین ہوئے اور ان کی (مہمانی سے) دل تنگ بھی ہوئے۔ فرشتوں نے کہا آپ خوف نہ کریں اور نہ رنجیدہ ہوں ہم آپ کو اور آپ کے لڑکے بالوں کو بچالیں گے مگر آپ کی بی بی وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی۔ ہم یقیناً اس بستی کے رہنے والوں پر چونکہ یہ بدکاریاں کرتے رہتے ہیں آسمانی عذاب نازل کرنے والے ہیں۔

## ۹ - قصہ لوطؑ

پ۲۳ ۔ الصفت ع۴ آیت ۱۳۳۔ ۱۔ بیشک لوط پیغمبروں میں سے ہیں جب ہم نے ان کو اور ان کے لڑکے بالوں سب کو نجات دی سوائے ان کی بی بی کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی ہ ہم نے باقی لوگوں کو تباہ و برباد کر دیا۔

## ۱۰ - قصہ لوطؑ

پ۲۷ ۔ الذاریات ع۲ ۔ آیت ۴ ۔ ۱ ۔ ابراہیم نے ہمارے بھیجے ہوئے فرشتوں سے پوچھا کہ تمہیں کیا مہم درپیش ہے تو انہوں نے کہا گنہگاروں (قوم لوط) کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ ان پر مٹی سے بنے پتھر یلے کھرنجے برسائیں جن پر حد سے بڑھ جانے والوں کے لئے تمہارے پروردگار کی طرف سے نشان لگانے گئے ہیں۔ غرض وہاں جتنے لوگ مومنین سے تھے ان کو ہم نے بچالیا اور وہاں ہم نے ایک کے سوا مسلمانوں کا کوئی گھر پایا ہی نہیں۔

Marfat.com

## ۱۱۔ لوطؑ کا قصہ

پ ۲۷۔ النجم ع ۳۔ آیت ۵۳، ۵۴۔ اس نے (قوم لوط) کی الٹی ہوئی بستیوں کو دے پٹکا پھر ان پر چھایا سو چھایا۔

## ۱۲۔ قصہ لوطؑ

پ ۲۷ القمر ع ۲۔ آیت ۳۳، ۳۴۔ لوط کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہم نے ان پر کنکر بھری ہوا چلائی مگر لوط کے گھر کے بال بچے جن کو ہم نے اپنے فضل و کرم سے پہلے ہی کو بچا لیا اور ہم تو شکر کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔

## ۱۳۔ قصہ لوطؑ

## نوحؑ و لوطؑ کی بیبیوں کا ذکر

پ ۲۸۔ التحریم آیت ۱۰۔ خدا نے کافروں کے واسطے نوحؑ کی بی بی (واعلہ) اور لوط کی بی بی (واہلہ) کی مثل بیان کی ہے کہ یہ دونوں ہمارے نیک بندوں کے تصرف میں تھیں تو دونوں نے اپنے شوہروں سے بے وفائی کی تو ان کے شوہر خدا کے مقابلے میں ان کے کچھ بھی کام نہ آئے اور حکم دیا گیا کہ جہنم میں جانے والوں کے ساتھ تم بھی داخل ہو جاؤ۔

---

ف ۱۔ اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کی بدکاری اور ان کی بی بی کی ناہنجاری کو بار بار بیان فرمایا ہے تاکہ لوگ ان واقعات سے سبق لیں۔ قوم لوط ہی دنیا میں سب سے پہلی وہ قوم تھی جس نے عورتوں کو معطل بنا کر نوجوان لڑکوں کو ان کا قائم مقام بنایا اور غیر فطری طریقہ کو رواج دیا جو آج تک دنیا میں تھوڑا بہت پایا جاتا ہے۔

Marfat.com

ﷺ :- لوطؑ کی بی بی کا ذکر بھی بار بار کیا گیا ہے تاکہ مسلمان عورتیں اس سے سبق حاصل کریں اور شوہروں کی نافرمانی سے بچیں اور یہ یاد رکھیں کہ کسی نیک سے نیک انسان کی صحبت ہمنشینی اور زوجیت نجات کے لئے مفید نہیں ہو سکتی جب تک اعمال صالحہ نہ ہوں

# ١١۔ حضرت اسمٰعیلؑ کا قصہ

پ۱۔ البقرہ ۔ آیت ۱۲۶ :۔ حضرت ابراہیمؑ کے واقعہ کو پڑھیئے ۔

۲

پ۷ الانعام ع ۱۰ ۔ آیت ۸۷ :۔ اور اسمٰعیلؑ و الیسع اور یونس و لوط کی بھی ہم نے ہدایت کی اور سب کو سارے جہاں پر فضیلت دی ۔

۳

## حضرت اسمٰعیلؑ کو نماز و زکوٰۃ کا حکم

پ۱۶ مریم ع۴ ۔ آیت ۵۵ :۔ اور (اے رسول) قرآن میں اسمٰعیل کا بھی تذکرہ کرو ۔ بیشک وہ وعدے کے سچے تھے اور بھیجے ہوئے پیغمبر تھے ۔ اپنے گھر کے لوگوں کو نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کی تاکید کیا کرتے تھے اور پروردگار کی بارگاہ میں پسندیدہ تھے ۔

ﷺ :- حضرت اسمٰعیلؑ اپنے وعدہ کے ایسے پکے تھے کہ ایک شخص سے وعدہ کیا جب تک تو نہ آئے گا میں یہیں کھڑا رہوں گا وہ نہ آیا مگر آپ ایک سال تک وہیں کھڑے رہے اس مدت میں آپ کو سخت تکلیف ہوئی آپ کو درختوں کی

چھال تک کھانی پڑی - ایک روایت ہے کہ ایک دن اور ایک رات ٹھہرے رہے

۳ ۱- حضرت اسمٰعیلؑ کی پہلی بیوی کے متعلق تاریخوں میں ہے کہ ایک بار جناب ابراہیمؑ شام سے اونٹ پر سوار ہو کر آئے اور اسمٰعیلؑ کے دروازے پر دستک دی۔ ان کی بی بی نے پوچھا کس سے ملنا ہے فرمایا اسمٰعیلؑ سے۔ اس نے کہا وہ تو شکار کو گئے ہیں یہ کہہ کر دروازہ بند کر لیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا جب وہ آئیں تو کہنا ایک پیرمرد شام سے آیا تھا وہ کہہ گیا ہے کہ اپنی دہلیز بدل ڈالو۔ اس کے بعد آپ واپس چلے گئے۔ جب حضرت اسمٰعیلؑ آئے تو بی بی نے یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ اس پر بہت غصہ ہوئے اور کہا کم بخت وہ میرے باپ تھے تو نے ان سے اونٹ سے اترنے اور گھر میں بٹھانے کے لئے بھی نہ کہا اس نے کہا مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ آپ کے باپ ہیں، فرمایا اگر معلوم نہ بھی تھا تو کیا اپنے گھر پر آئے ہوئے کے ساتھ ایسی بدخلقی کا برتاؤ کیا جاتا ہے وہ کہہ گئے ہیں کہ اپنی بی بی بدلو لہٰذا میں نے تجھے طلاق دی اس کے بعد دوسری شادی قبیلہ جرہم میں کی۔

۴

پ۱۷ الانبیاء آیت ۸۵ - اور اسمٰعیل و ادریس و ذاالکفل یہ سب صابر بندے تھے

۵

پ۲۳۔ والصّٰفّٰت ع ۳ آیت ۱۰۱۔ حضرت ابراہیمؑ کے قصہ میں دیکھو۔

۶

پ۲۳ ص ع ۴ آیت ۴۸ - اور ذکر کرو اسمٰعیل و الیسع اور ذاالکفل کا یہ سب نیک بندوں میں سے ہیں۔

# حضرت اسحاقؑ کا قصہ

## سب نبیوں کی پیروی کا حکم

پ البقرہ ع ۱۶۔ آیت ۱۳۵۔ (اے مسلمانو تم یہ کہو) کہ ہم تو خدا پر ایمان لائے ہیں اور اس پر جو ہمارے لئے نازل کیا گیا ہے اور اس پر جو نازل کیا گیا تھا۔ ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب اور اولادِ یعقوب پر اور جو کتاب دی گئی تھی موسیٰ و عیسیٰ کو اور جو اور پیغمبروں پر خدا کی طرف سے نازل ہوا اور ہم تو ان میں سے کسی ایک پر بھی تفریق نہیں کرتے اور ہم تو ان کے فرمانبردار ہیں۔

---

م ۱۔ حضرت ابراہیمؑ کے دو فرزند تھے بڑے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ تھے جو بطن جناب حاجرہؓ سے تھے اور چھوٹے حضرت اسحاقؑ تھے جو بطن جناب سارہؓ سے تھے

م ۲۔ دونوں بیٹوں کی اولاد میں نبوت چلی۔ حضرت اسمٰعیلؑ کی نسل میں حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ قیامت تک کے لئے ہادی بنا کر بھیجے گئے اور اولادِ اسحاقؑ میں بکثرت انبیاء ہوئے مگر ان سب کی نبوتیں ختم ہو گئیں اور جو شریعتیں ان کے زمانوں میں تھیں وہ منسوخ ہو گئیں اور جو شریعت محمد مصطفےٰؐ ہے وہ قیامت تک باقی رہے گی۔ توریت و انجیل کے احکام بھی منسوخ ہو گئے۔ لیکن قرآن کے احکام قیامت تک چلیں گے کوئی ان میں تغیر و تبدل نہیں کر سکتا۔

— ۲ —

پ الانعام ع ۱۰ آیت ۸۵۔ ہم نے اس (ابراہیم) کو اسحاق سا بیٹا اور عطا کیا اور سب کی ہدایت کی۔

Marfat.com

## ۳- اسحاقؑ کا قصہ

پ۱۲- یوسف ۱۲- آیت ۶- ایسا ہی ہوگا کہ تمہارا پروردگار تم کو برگزیدہ کرے گا اور تمہیں خوابوں کی تعبیر سکھائے گا اور جس طرح اس سے پہلے تمہارے دادا پردادا ابراہیمؑ و اسحاقؑ پر اپنی نعمتیں پوری کر چکا ہے اسی طرح تم پر پوری کرے گا۔ بے شک تمہارا رب بڑا واقف کار حکیم ہے۔

## ۴- اسحاقؑ کا قصہ

## بشارتِ اسحاق

پ۱۴- الحجر ۴- آیت ۵۲- جب فرشتے ابراہیمؑ کے پاس آئے تو انہوں نے سلام کیا۔ ابراہیمؑ نے سلام کا جواب دے کر کہا ہم کو تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے ۵ انہوں نے کہا ڈرئیے نہیں ہم تو آپ کو ایک دانشمند لڑکے (اسحاق) کی بشارت دینے آئے ہیں

م۱- غلام علیم کے معنی ہیں بہت زیادہ صاحب علم لڑکا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء بطنِ مادر سے صاحب علم بن کر آتے ہیں وہ یہاں کسی سے نہیں پڑھتے۔ ایسے علم کو علم وہبی کہتے ہیں اور جو یہاں آکر حاصل کیا جاسکتا وہ اکتسابی کہلاتا ہے۔

م۲- کوئی نبی جاہل پیدا نہیں ہوتا۔ ہمارے رسولِ خدا پر امت کی یہ تہمت ہے کہ وہ امی یا جاہل تھے پوری بحث آنحضرتؐ کے حالات میں آئے گی۔

## ۵- اسحاقؑ کا قصہ

پ۱۷- الانبیاء آیت ۷۲- ہم نے ابراہیم کو انعام میں اسحاق جیسا بیٹا اور یعقوب جیسا پوتا دیا۔

Marfat.com

## ۶- اسحاقؑ کا قصہ

پ ۲۳ - والصفت آیت ۱۰۳: - ہم نے اپنی برکت ابراہیم اور اسحاق پر نازل کی -

## ۷- اسحاقؑ کا قصہ

پ ۲۳ ص ع ۴ آیت ۴۵: - (اے رسول) ذکر کرو ہمارے بندوں میں ابراہیم و اسحاق و یعقوب کا جو قوت اور بصیرت والے تھے ہم نے ان کو ایک خاص صفت آخرت کی یاد سے ممتاز کیا تھا اور وہ ہمارے نزدیک برگزیدہ اور نیک لوگوں میں سے ہیں -

## ۸- اسحاقؑ کا قصہ

پ ۲۹ الذاریات - فرشتوں نے ابراہیم سے کہا ڈرو نہیں اور ان کو ایک صاحب علم لڑکے کی بشارت دی -

# ۱۳- حضرت یعقوبؑ کا قصہ

(۱)

پ البقرہ ع ۱۶ - آیت ۱۳۳: - جب یعقوب کی موت آ کھڑی ہوئی تو انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میرے بعد کس کی عبادت کرو گے انہوں نے کہا ہم آپ کی اور آپ کے باپ دادا حضرت ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق کے معبود یکتا کی عبادت کریں گے اور ہم اس کے فرمانبردار ہیں -

آیت ۱۳۶ - اے مسلمانو تم کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر جو ہم پر

Marfat.com

کیا گیا (قرآن) اور جو صحیفے ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب اور اولادِ یعقوب پر نازل ہوئے ان سب پر جو موسیٰ و عیسیٰ اور دوسرے پیغمبروں پر نازل ہوئے ہیں ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے اور ہم تو خدا ہی کے فرمانبردار ہیں۔

## چچا پر باپ کا اطلاق

۱۔ اس آیت میں حضرت اسمٰعیلؑ کو اولادِ یعقوبؑ کے باپ داداؤں میں شامل کیا حالانکہ حضرت اسمٰعیل یعقوبؑ کے چچا تھے اس سے معلوم ہوا کہ محاورہ میں چچا کو بھی باپ کہتے ہیں۔ اسی بنا پر حضرت ابراہیمؑ آذر کو جو چچا تھا باپ کہا کرتے تھے۔

## ۲۔ قصۂ یعقوبؑ

پ آل عمران ع ۱۰۔ آیت ۹۳۔ توریت نازل ہونے کے قبل یعقوبؑ نے جو چیزیں اپنے اوپر حرام کر لی تھیں ان کے سوا بنی اسرائیل کے لئے سب کھانے حلال تھے۔ (اے رسول) ان یہودیوں سے کہو کہ اگر اپنے دعوے میں سچے ہو تو توریت کو لے آؤ اور اس کو ہمارے سامنے پڑھو اور اس کے بعد بھی جو کوئی خدا پر جھوٹ کا طوفان اٹھا کھڑا کرے تو سمجھو وہی لوگ ہٹ دھرم ہیں۔

۱۔ جناب یعقوبؑ کا نام اسرائیل تھا جس کے معنی ہیں بندۂ خدا ان کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی جن کو یہودی بھی کہتے ہیں۔

۱۔ جناب اسحاقؑ کے دو بیٹے تھے ایک کا نام عیص تھا دوسرے کا یعقوب حضرت اسحاقؑ نے مرتے وقت اپنا جانشین یعقوب کو بنانا چاہا تھا مگر عیص چونکہ جگرگردے والے تھے انہوں نے زبردستی اس عہدہ جلیلہ کو اپنے لئے مخصوص کیا اور جناب

Marfat.com

ابراہیمؑ و اسحاقؑ کے جو تبرکات یعقوبؑ کے پاس تھے وہ ان سے طلب کئے۔ حضرت یعقوبؑ نے دینے سے انکار کیا تو عیص ان کے جانی دشمن بن گئے۔ یعقوبؑ اس خوف سے کہ قتل نہ کر دیئے جائیں وہاں سے شام کی طرف چلے گئے۔ وہیں شادی کرلی مدتوں بعد جب وطن کی یاد نے ستایا تو مع اپنے اہل و عیال اور ساز و سامان ڈھور ڈنگر لے کر وطن کی طرف روانہ ہوئے جب وہاں پہنچے اور عیص کو خبر ہوئی تو وہ شفقت سے ملے اور شہر میں لے آئے۔ عیص نے اگرچہ نبوت کو اپنے لئے مخصوص کیا تھا مگر چونکہ وہ منصوص من اللہ نہ تھے اس لئے کام چلا نہیں قوم ان سے بددل ہو گئی۔ جب یعقوب وہاں پہنچے تو انہوں نے یہ ذمہ داری ان کی سپرد کر دی۔

۳۔ حضرت یعقوبؑ کے مختلف بیبیوں سے بارہ بیٹے ہوئے جن کی اولاد بنی اسرائیل کہلاتی ہے۔ یہ قوم ہمیشہ سے مسلمانوں کی دشمن چلی آرہی ہے آنحضرتؐ کے زمانہ میں یہ طرح طرح سے مسلمانوں کو ستاتے تھے، لڑتے بھی تھے اور ان کے مذہب پر اعتراض بھی کرتے تھے ان کا دعویٰ تھا کہ دین ابراہیمی پر ہمارے سوا اور کوئی نہیں۔

۴۔ یہودی اونٹ کا گوشت نہیں کھاتے تھے وہ کہتے تھے دین ابراہیمی میں یہ گوشت حرام قرار دیا گیا ہے۔ تم مسلمانوں نے خواہ مخواہ اس کو اپنے اوپر حلال کر لیا ہے۔ دوسرا اعتراض یہ تھا کہ سارے انبیاء بیت المقدس کی طرف سجدہ کرتے آئے۔ تم نے کعبہ کو قبلہ بنایا لہٰذا معلوم ہوا کہ تمہارا دین دین ابراہیمی کے خلاف ہے۔ پہلے اعتراض کا جواب قرآن میں آیہ مذکورہ میں یوں دیا گیا ہے کہ اونٹ کا گوشت ملت ابراہیمی میں کبھی حرام نہیں تھا بلکہ حضرت ابراہیمؑ کے سالہا سال بعد یعقوبؑ نے ایک بیماری کی وجہ سے خود ترک کر دیا تھا ان کی دیکھا دیکھی ان کی اولاد نے بھی چھوڑ دیا۔ توریت میں یہی ہے اگر نہیں مانتے تو اس کو ہمارے سامنے لا کر پڑھو۔

Marfat.com

دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ جب کعبہ ہی سب سے پہلا خدا کا گھر ہے جسے ابراہیمؑ نے اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا وہاں ابھی تک "مقام ابراہیم" ان کی نشانی موجود ہے پس تم کو مسلمانوں کی تقلید کرنی چاہیئے نہ کہ مسلمانوں کو تمہاری

## ۳۔ یعقوبؑ کا قصّہ

پ۷ الانعام ع۱۰۔ آیت ۸۵۔ ہم نے ابراہیم کو اسحاقؑ جیسا بیٹا اور یعقوب جیسا پوتا دیا اور سب کی ہدایت کی

## ۴۔ یعقوبؑ کا قصّہ

پ۱۲۔ یوسف۔ پورا واقعہ حالات حضرت یوسفؑ میں پڑھیئے۔

## ۵۔ یعقوب کا قصّہ

پ۱۷ الانبیاء ع۵ آیت ۷۲۔ اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق (جیسا بیٹا) اور یعقوب (جیسا پوتا) انعام میں عطا فرمایا اور سب کو نیک بخت بنایا۔

## ۶۔ یعقوب کا قصّہ

پ۲۳۔ ص ع۱۴۔ آیت ۴۵۔ (اے رسول قرآن میں) ابراہیم و اسحاق و یعقوب کا بھی ذکر کرو۔ جو قوت اور بصیرت والے تھے۔

# ۱۴۔ حضرت یوسفؑ اور ان کے بھائیوں کا قصّہ

پ۱۲۔ یوسف ع۱۔ آیت ۱۔ اے رسول ہم نے تم پر یہ قرآن نازل کرکے تم سے

Marfat.com

ایک عمدہ قصہ بیان کرتے ہیں اگرچہ تم اس سے پہلے اس واقعہ سے بالکل بےخبر تھے

م ۱۔ اللہ تعالیٰ نے جس قصہ کو احسن القصص (سب سے عمدہ قصہ) فرمایا ہے سمجھ لینا چاہیئے کہ اس میں ہدایت خلق کا کتنا بڑا ذخیرہ ہے اس کو معمولی قصہ سمجھ کر نہ پڑھنا چاہیئے بلکہ اس کے واقعات کو پوری توجہ سے پڑھنا چاہیئے اس سے انسانی اخلاق پر بڑی روشنی پڑتی ہے۔

م ۲۔ یہ قصہ حضرت رسولؐ خدا کی نبوت کی تصدیق کے لئے کافی ہے اگرچہ آنحضرتؐ اس وقت موجود نہ تھے مگر بعلم نبوت سارا قصہ پوری تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے جس کی طرف خدا نے توجہ دلائی ہے۔

## ۲۔ یوسفؑ کا قصہ

## یوسفؑ کا خواب

پ ۱۲۔ یوسف ۱۲۔ آیت ۴۔ جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا۔ ابا جان میں نے خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند سب مجھے سجدہ کر رہے ہیں

م ۱۔ حضرت یوسفؑ نے خواب میں دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور ایک عظیم نور جلوہ گر ہے جس سے سارا جہان روشن ہو گیا دریا موجیں مار رہا ہے جس میں مچھلیاں طرح طرح کی زبان میں تسبیح کر رہی ہیں۔ میں ایک اونچے پہاڑ پر کھڑا ہوں میرے گرد ہرے ہرے درخت ہیں۔ نہریں جاری ہیں اور مجھے ایک نورانی پوشاک پہنائی گئی ہے جس سے سب چیزیں روشن ہو گئیں۔ زمین کے خزانوں کی کنجیاں

Marfat.com

میرے سامنے رکھی ہیں اور سورج چاند اور گیارہ ستاروں نے اتر کر میرے سامنے سجدہ کیا۔

ؔ۱ ۱۔ نور عظیم کی تعبیر سلطنت ہے نورانی پوشاک سے مراد نبوت ہے۔ سورج سے حضرت یعقوبؑ اور چاند سے مراد حضرت یوسفؑ کی خالہ ہیں جنہوں نے ان کی ماں کے مرنے کے بعد پالا تھا تو ان ہی کو ماں سمجھتے تھے اور گیارہ ستاروں سے مراد گیارہ بھائی ہیں جن میں ایک سگا بھائی تھا اور دس سوتیلے۔

ؔ۳ ۱۔ یہ خواب حضرت یوسفؑ نے بارہ برس کے سن میں دیکھا تھا۔

ؔ۴ ۱۔ یہ خواب صبح کو صرف حضرت یعقوبؑ سے بیان کیا تھا مگر اس وقت ان کے کسی بھائی کی بی بی جاگتی تھی اس نے سن لیا اور اپنے شوہر سے بیان کیا اس نے اور سب بھائیوں کو جا بتایا۔

## ۳۔ یوسفؑ کا قصہ

پ۱۲۔ یوسف ع ۱۔ آیت ۵۔ یعقوبؑ نے کہا بیٹا دیکھو خبردار اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہہ بیٹھنا ورنہ وہ لوگ تمہارے لئے مکاری کی تدبیر کرنے لگیں گے اور جانتے ہی ہو کہ شیطان تو آدمی کا کھلا ہوا دشمن ہے۔

ؔ۱ ۱۔ حیاتِ انسانی کی منزلوں میں ایک موڑ یہ بھی ہے کہ سوتیلے بھائی سچی محبت سے خالی ہوتے ہیں ان کی فطرت میں حسد بھرا ہوا ہوتا ہے اور نقصان پہنچانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔

ؔ۲ ۱۔ اولادِ یعقوبؑ میں اوّل تو حضرت یوسفؑ بہت زیادہ خوبصورت تھے دوسرے ان کی ماں (راحیل) کا انتقال ہو چکا تھا۔ تیسرے ان کے چہرہ سے

آثار نبوت نمایاں تھے ان سب باتوں کے پیش نظر وہ ساری اولاد میں یوسف کو زیادہ عزیز رکھتے تھے یہ بات سوتیلے بھائیوں کو سخت ناگوار تھی وہ چاہتے تھے کہ کسی طرح یوسفؑ کا قصہ ختم کر کے باپ کی ساری محبت کا رخ اپنی طرف موڑ لیں۔ اتفاقاً یہ خواب ان کے لئے بہانہ بن گیا۔

## ۱۴۔ یوسفؑ کا قصہ

پ ۱۲ یوسف ع ۱۔ آیت ۶۔ ۱۔ یعقوب نے کہا کہ جو تم نے دیکھا ہے ایسا ہی ہوگا تمہارا پروردگار تم کو برگزیدہ کرے گا اور تمہیں خوابوں کی تعبیر سکھائے گا اور جس طرح اس سے پہلے تمہارے دادا پردادا (ابراہیمؑ) پر اپنی نعمتیں نازل کی تھیں تم پر بھی کرے گا۔ بیشک تمہارا رب بڑا واقف کار حکیم ہے ٥

م ۱۔ خواب کی مذکورہ بالا تعبیر جو یعقوبؑ نے بیان کی یہ ان کی اولاد کے لئے اور کانٹا بن گئی۔ یہ نہ سنتے تو شاید وہ خاموش بھی رہتے اور خواب کی تعبیر سوچتے رہتے۔ لیکن اب تو معاملہ صاف ہو گیا جس نے حسد کی آگ کو تیز سے تیز تر کر دیا اور سب کو یہ فکر ہوئی کہ جلد از جلد یوسفؑ کا قصہ ختم کر دینا چاہیئے۔

## ۱۵۔ یوسفؑ کا قصہ

پ ۱۲۔ یوسف۔ آیت ۷۔ یوسف اور ان کے بھائیوں کے قصہ میں پوچھنے والوں (یہود) کے لئے تمہاری نبوت کی) یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں۔

م ۱۔ ایک دلیل تو یہ ہے کہ حضرت یوسفؑ کا واقعہ آنحضرتؐ کی پیدائش سے ہزارہا سال قبل کا تھا آپ بظاہر نہ پڑھتے تھے نہ لکھتے تھے جو پرانی کتابوں کو

Marfat.com

پڑھ کر معلوم کر لیتے۔ اس حالت میں پوری تفصیل سے یہ قصہ بیان کرنا اس کی دلیل ہے کہ اس کا علم خدا کی طرف سے ان کو دیا گیا تھا۔

ﻣ۱۰۔ اس قصہ سے آنحضرتؐ کو تسکین دینا بھی منظور تھا یعنی جس طرح حضرت یوسفؑ کو بیشمار مصائب کا سامنا کرنا پڑا اور انہوں نے صبر و ضبط سے کام لیا ان سخت مرحلوں کو جھیلا تو پھر خدا نے ان کو مصر کی بادشاہت عطا فرمائی اسی طرح اے رسولؐ تم بھی ان ایذاؤں پر صبر کرو جو تمہاری امت کی طرف سے تم کو پہنچ رہی ہیں ایک دن آئے گا کہ تمام عرب پر تمہاری حکومت ہوگی۔

# ۶۔ یوسفؑ کا قصہ

## یوسفؑ کے بھائیوں کا حسد

پ۱۲۔ یوسف آیت ۸، ۔ آپس میں یوسف کے بھائیوں نے کہا باوجودیکہ ہماری بڑی جماعت ہے یعنی تعداد میں دس ہیں مگر اس کے باوجود یوسف اور اس کا بھائی (ابن یامین) ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں ۝ اس میں شک نہیں کہ ہمارے باپ (اس معاملہ میں) کھلی ہوئی غلطی میں ہیں (خیر تو اب مناسب یہ ہے کہ یا تو) یوسف کو مار ڈالو یا کم از کم کسی جگہ چل کر اس کو پھینک آؤ تو البتہ تمہارے باپ کی توجہ صرف تمہاری طرف ہو جائے گی۔ اس کے بعد تم سب کے سب (باپ کی توجہ سے) بھلے آدمی ہو جاؤ گے ۝ ان میں سے ایک نے کہا کہ یوسفؑ کو جان سے تو نہ مارو ہاں اگر تمہیں ایسا ہی کرنا ہے تو کسی اندھے کنوئیں میں لے جا کر ڈال دو کوئی راہگیر اس کو نکال کر لے جائے گا۔

ﻣ۱۔ حضرت یعقوبؑ کی پہلی بی بی لیا بنت لیان سے چھ لڑکے پیدا ہوئے۔

Marfat.com

یہودا۔ روبیل، شمعون، لاوی، زبارلون اور یشجر۔

پھر آپ نے راحیل سے شادی کی ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام دینا تھا اور دو بیٹے ہوئے۔ ابن یامین اور یوسف، راحیل بچوں کی کمسنی ہی میں مر گئی تھیں اس وجہ سے ان کی خالہ راحیل نے ان کو پالا تھا اور ان ہی کو ماں کہتے تھے۔

لیا کی ایک کنیز زلفا تھی اس کے دو بیٹے تھے۔ جاد اور عشر

راحیل کی بھی ایک کنیز تھی اس سے دو بیٹے تھے۔ دان اور نفتالی

ت ۱۔ اگرچہ ماں کی محبت فطری ہوتی ہے لیکن محبت کا دھارا ہر طرف یکساں زور کے ساتھ نہیں بہتا بلکہ اولاد کی خصوصیات کے لحاظ سے ہوتا ہے اور یہ انسان کا ایک فطری جذبہ ہے جس میں اتار چڑھاؤ پایا جاتا ہے۔ حضرت یوسف ؑ کی طرف زیادہ توجہ نہ صرف اس وجہ سے تھی کہ وہ خوب صورت تھے بلکہ اس لئے تھی کہ وہ سب سے زیادہ باپ کے فرمانبردار تھے۔ اور بلحاظ عادات و فضائل سب سے بہتر تھے۔

ت ۱۔ حضرت یوسف ؑ کے بھائی چونکہ جذبہ محبت سے ناواقف تھے اس لئے انہوں نے باپ کی توجہ کا رخ اپنی طرف موڑنے کے لئے جو نتیجہ نکالا وہ غلط تھا یوسف ؑ کو ہلاک کر دینے یا کنوئیں میں ڈال دینے سے باپ کی محبت کا وہ رخ ان کی طرف نہیں مڑ سکتا جو یوسف ؑ کی طرف تھا بلکہ ان کے اس ظالمانہ عمل سے باپ کی محبت کے سررشتے جو ان سے تھے اور زیادہ کمزور پڑنے کا سبب بن سکتے تھے۔ جاہل انسان مقدمات کو ترتیب دے کر بعض اوقات ایسے غلط نتائج اخذ کرتا ہے جو اس کو درجہ انسانیت سے گرا دیتے ہیں ایسے نتائج نکالنے سے ہی تو انسان فطری عقل کی کمزوری کا پتہ چلتا ہے

Marfat.com

## ۷ - یوسفؑ کا قصہ

## یوسفؑ کا بھائیوں کے ساتھ جانا

پ ۱۲ - یوسف آیت ۱۱ ؎ - (سب بھائی مل کر حضرت یعقوبؑ کے پاس آئے اور کہنے لگے ) بابا جان اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ یوسف کے بارے میں ہم پر اعتماد نہیں کرتے (کبھی ہمارے ساتھ اسے نہیں بھیجتے ) حالانکہ ہم لوگ تو اس کے خیر خواہ ہیں ٥ کل کو اسے ہمارے ساتھ بھیج دیجئے کہ ذرا جنگل کی پھل پھلاری کھائے اور ہمارے ساتھ کھیلے کودے ہم اس کے ہر طرح نگہبان رہیں گے ٥

---

؎ ۱ - دھوکہ دینا کسی کو بھی جائز نہیں خاص کر اپنے ماں باپ کو - دھوکہ کھل جانے پر آدمی ذلیل ہو جاتا ہے اور لوگوں کی نظروں میں اس کا اعتبار گر جاتا ہے اور باپ کو دھوکہ دینے والا لعنت خدا اور ملائکہ کا مستحق ہوتا ہے -

---

## ۸ - یوسفؑ کا قصہ

پ ۱۲ - یوسف آیت ۱۴ ؎ - حضرت یعقوب نے کہا اس کو لے جانا مجھے سخت صدمہ پہنچائے گا - مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر تم سب کے سب (کھیل کود میں پڑ کر ) اس سے غافل ہو جاؤ گے اور بھیڑیا اسے پھاڑ کھائے گا - انہوں نے کہا جب ہماری بڑی جماعت ہے تو اس کو بھیڑیا کھا کیسے جائے گا اگر ایسا ہو تو ہم لوگ یقیناً بڑا گھاٹا اٹھانے والے (نکمے ) قرار پائیں گے ٥

Marfat.com

ھ ۱:- جھوٹ بولنا کسی کے لئے روا نہیں اور برادرانِ یوسفؑ تو ایک رسول کی اولاد تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی شے کی محبت انسان کو اندھا بہرا بنا دیتی تھی جو مقصد ان کے پیشِ نظر تھا اس میں کامیابی کے لئے وہ اپنے منہ سے ایسے الفاظ نکال رہے تھے جو ان کے دل کی آواز کے خلاف تھے ایک ایماندار آدمی ایسا بودا کردار کبھی پسند نہیں کرتا۔

ھ ۲:- چکنی چپڑی باتیں کرنا مکاروں کا کام ہے اولادِ انبیاء کا ان سے تعلق نہیں ہوتا۔ چاہیئے تھا مگر حسد نے ہر چیز کو ان کے لئے جائز بنا دیا تھا۔

## ۹- یوسفؑ کا قصّہ

## یوسفؑ کے متعلق بھائیوں کا مشورہ

پ۱۲- یوسف آیت ۱۵:- غرض یوسف کو جب یہ لوگ لے گئے اور اس پر اتفاق رائے ہو گیا کہ اس کو ایک اندھے کنوئیں (جس میں پانی نہ ہو، زیادہ گہرا ہو) ڈال دیں تو یوسف کو پکڑ کر اور ان کی قمیص اتار کر (اپنی انتہائی سنگدلی کا مظاہرہ کیا) ان کو اس کنوئیں میں ڈال ہی دیا ۰ ہم نے یوسف کے پاس وحی بھیجی کہ تم گھبراؤ نہیں ہم عنقریب تمہیں ایک بڑے مرتبے پر پہنچائیں گے تب تم اس فعل بد سے ان کو آگاہ کرو گے اور جب انہیں کچھ دھیان بھی نہ ہو گا۔

ھ ۱:- کسی پر ظلم کرنا گناہ ہے خاص کر ایسا ظلم جو جان لیوا ہو اور پھر اپنے بھائی پر۔

ھ ۲:- خدا نے یوسفؑ کے پاس وحی بھیجی اس سے معلوم ہوا کہ وہ بچپن میں

Marfat.com

ہی نبوت پا چکے تھے۔ گو اس کا اظہار نہیں کیا جا رہا تھا ورنہ غیر نبی کا وحی سے کیا تعلق۔ حدیث ہے۔ النبی نبیٌ ولو کان صبیاً (نبی نبی ہے چاہے بچہ ہی کیوں نہ ہو۔)

یہ ۱۔ خدا نے جو وحی کے ذریعہ سے بتایا وہ یہ تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ تم مصر کے بادشاہ بن گے اور تم اپنے بھائیوں کی بدسلوکی ان پر ظاہر کرو گے یہ ۱۔ شکستہ دل یوسفؑ کی تسلی کا یہ بندوبست قدرت کی طرف سے ہوا۔

یہ ۱۔ یہ کنواں ایک منزل کے قریب تھا۔ قافلے جب یہاں اترتے تھے تو اس سے پانی لیتے تھے۔

# ۱۰۔ یوسفؑ کا قصہ

## یوسفؑ کے متعلق بھائیوں کی غلط بیانی

پ۱۲۔ یوسف۔ آیت ۱۷۔ یوسف کے بھائی رات کو اپنے باپ کے پاس روتے پیٹتے (مگرمچھ کے سے آنسو بہاتے آئے کہنے لگے۔ بابا جان ہم تو (جنگل میں جا کر) دوڑ لگانے لگے اور بھیڑیے نے انہیں پھاڑ کھایا اگرچہ ہم سچے ہیں لیکن آپ کو ہماری بات کا یقین کیوں آنے لگا ○ اور یہ لوگ یوسف کے کرتے پر جھوٹ موٹ (بھیڑیا) کا خون بھی لگا لائے ○ حضرت یعقوبؑ نے کہا (بھیڑیے نے نہیں کھایا بلکہ تمہارے دل نے تمہارے بچاؤ کے لئے ایک بات گھڑی ہے اب صبر و شکر ہی ہے اور جو کچھ تم بیان کرتے ہو اس پر خدا ہی سے مدد مانگی جاتی ہے۔

یہ ۱۔ کسی نے کہا ہے:۔ ع

بنتی نہیں ہے بات بنائی ہوئی کبھی
آخر کو ہو کے رہتی ہے اصلیت آشکارا

حضرت یوسفؑ کو کنوئیں میں ڈالتے وقت ان کی قمیص اتار لی تھی ایک بھیڑ ذبح کر کے اس کا خون ان کے کرتے پر چھڑک دیا اور سمجھے کہ ہم اپنے اس شیطانی عمل سے اپنے باپ کو دھوکہ دیں گے مگر فریب کے ہیر پھیر وہ تو کھل کر ہی رہتا ہے۔ حضرت یعقوبؑ نے کہا بھلا میں کیسے مان لوں کہ یوسف کو بھیڑیے نے کھایا ہے اگر ایسا ہوتا تو یہ قمیص صحیح و سالم کیسے رہ سکتی تھی اس کے ناخن ضرور اسے پھاڑ دیتے اول تو حضرت یعقوبؑ نبی تھے بعلم نبوت حقیقت امر سے واقف ہو گئے۔ پھر ایک کھلا ہوا عقلی ثبوت بھی تھا اس کے خلاف کوئی بات کیسے مانی جا سکتی تھی۔

۲ ؎ ۔ حضرت یعقوبؑ نے اس بھیڑیے کو پکارا جو اس جنگل میں رہتا تھا اور جس نے کئی بچے چیر پھاڑ ڈالے تھے۔ نبی کا حکم تھا کیسے نہ مانتا فوراً حاضر ہو گیا۔ آپ نے پوچھا کیا میرے یوسف کو تو نے کھایا ہے اس نے کہا یا نبی اللہ اولاد انبیاء کا گوشت پوست ہم پر حرام ہے میں کیسے کھا سکتا تھا۔

۳ ؎ ۔ کہتے ہیں چند جانور روز قیامت جنت کے کسی حصہ میں رکھے جائیں گے کنعان کا بھیڑیا، اصحاب کہف کا کتا۔ یونسؑ کو نگلنے والی مچھلی، بلعم باعور کا گدھا۔ ہدہد سلیمان۔

## ۱۱۔ یوسفؑ کا قصہ

پ ۱۲ ۔ یوسف ۔ آیت ۱۸ :۔ ایک قافلہ وہاں آکر اترا تو ان لوگوں نے اپنے

Marfat.com

سقے کو پانی بھرنے بھیجا اس نے اپنا ڈول ڈالا ہی تھا کہ یوسف اس میں ہو بیٹھے اس نے کھینچا تو نکل آئے وہ پکار کر کہنے لگے (ہائیں) یہ تو لڑکا ہے قافلہ

## یوسف کا کنوئیں سے نکالا جانا

والوں نے یوسف کو قیمتی سرمایہ سمجھ کر چھپا رکھا حالانکہ جو کچھ یہ لوگ کرتے تھے خدا اس سے خوب واقف تھا۔ جب یوسف کے بھائیوں کو خبر لگی تو آ پہنچے اور ان کو اپنا غلام بنایا اور انہوں نے یوسف کو گنتی کے چند کھوٹے سکے درہم بہت تھوڑے دام پر بیچ ڈالا کیونکہ وہ لوگ تو یوسف سے بیزار ہو ہی رہے تھے

---

۱۔ یوسف کے بھائیوں کو یقین تھا کہ یوسف کنوئیں میں مر گئے ہوں گے لیکن جب یہ پتہ چلا کہ ان کو قافلہ والوں نے کنوئیں سے نکال لیا ہے تو دوڑے ہوئے آئے اور کہنے لگے اسے کہاں لئے جاتے ہو یہ ہمارا غلام ہے اور ان سے فروخت کا معاملہ چکانے لگے وہ چاہتے تھے کہ یوسف کسی طرح یہاں سے چلے جائیں اور باپ پر ہمارا فریب نہ کھلے گھبرائے ہوئے تو تھے جلدی سے چند کھوٹے درہموں میں فروخت کر دیا۔

۲۔ انسان اپنی ایک غلطی کو چھپانے کے لئے دوسری غلطی اور کر گزرتا ہے یہی گناہ کیا کم تھا کہ اپنے بھائی پر یہ ظلم روا رکھا تھا کہ اسے کنوئیں میں گرا دیا تھا اس پر طرّہ یہ کہ نبی زادہ کو غلام بنوا دیا۔ جب انسان کی عقل ماری جاتی ہے اور اس کے دل و دماغ پر شیطان کا تسلط ہو جاتا ہے تو پھر وہ ایسے ہی بعید از عقل کام کرنے لگتا ہے۔

Marfat.com

# ۱۲- یوسفؑ کا قصہ

## یوسفؑ کو عزیز مصر کا خریدنا

پ۱۲ یوسف آیت ۲۱ - (مصر میں جا کر قافلہ والوں نے بڑے نفع سے یوسفؑ کو بیچ ڈالا) اور مصر کے لوگوں میں سے (عزیز مصر) جس نے خریدا تھا وہ یوسف کو اپنے گھر لے گیا اور اپنی بی بی سے کہنے لگا اس کو عزت وآبرو سے رکھو، عجب نہیں یہ ہمیں کچھ نفع پہنچائے یا شاید ہم اس کو اپنا بیٹا بنالیں۔ یوں ہم نے ملک مصر میں یوسف کو (جگہ دے کر قابض) بنایا غرض یہ تھی کہ ہم اسے خواب کی باتوں کی تعبیر سکھائیں اور خدا تو اپنے کام پر ہر طرح غالب و قادر ہے لیکن بہتیرے لوگ اس کو نہیں جانتے ہ جب یوسف اپنی جوانی کو پہنچے تو ہم نے ان کو نبوت اور علم عطا کیا اور ہم احسان کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں ہ اور جس عورت کے گھر یوسف رہتے تھے (زلیخا وہ

## زلیخا کا عشق اور بدکرداری

ان پر عاشق ہوگئی) اس نے اپنا ناجائز مطلب حاصل کرنے کے لئے خود ان سے اپنی آرزو ظاہر کی اور دروازے بند کردیئے اور کہنے لگی یوسف لو آؤ انہوں نے کہا معاذاللہ (میں یہ کام کیسے کرسکتا ہوں) تمہارے میاں میرے مالک ہیں انہوں نے مجھے اچھی طرح رکھا ہے (میں ان پر ایسا ظلم کیسے کر سکتا ہوں) بیشک ایسا ظلم کرنے والے نفع نہیں پاتے (چونکہ) زلیخا نے ان کے ساتھ (برا ارادہ) کر ہی لیا تھا تو یہ بھی اگر اپنے پروردگار کی دلیل نہ دیکھ چکے ہوتے تو قصد کر بیٹھتے ہم نے اس کو یوں بچایا تاکہ ہم اس

Marfat.com

بدکاری اور برائی کو دور رکھیں بیشک وہ ہمارے خالص بندوں میں سے تھا ہ

۱ ا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کو وہ بے پناہ حسن دیا تھا جو کسی کو نہ ملا تھا زلیخا ان کو دیکھتے ہی عاشق ہو گئی تھی اور رات دن ان کی خاطر مدارات میں لگی رہتی تھی مگر چونکہ حد بلوغ کو نہ پہنچے تھے اس لیے کھلم کھلا اظہار مطلب نہ کرتی تھی ۔

۲ ا۔ زلیخا کا شوہر بادشاہ مصر کا خواجہ سرا تھا جو نامرد تھا۔ زلیخا مصر کی حسین ترین عورتوں میں سے تھی اور جوانی میں مست شوہر اس کی جنسی خواہش کو دبانے کے قابل نہ تھا لہٰذا اس کی نگاہیں یوسفؑ پر جمی ہوئی تھیں کہ جوان ہوتے ہی وہ اپنی خواہش پوری کر لے گی ۔

جب دو تین سال بعد حضرت یوسفؑ سن بلوغ کو پہنچے اس نے ڈورے ڈالنے شروع کیے۔ اشاروں میں بات چیت میں ان کو اپنی طرف رغبت دلانی چاہتی تھی مگر یوسفؑ تو یوسفؑ تھے ، اپنے اوپر اللہ کی رحمت و برکت کو دیکھے ہوئے تھے جب کسی طرح قابو میں نہ آئے تو اس نے ایک چال چلی ۔

۳ اس کے گھر میں آگے پیچھے سات کوٹھڑیاں تھیں اس نے آخری کوٹھڑی میں اپنا جڑاؤ گلوبند جا رکھا اور حضرت یوسفؑ سے کہا تم جاکر اسے اٹھا لاؤ وہ بے کھٹکے چلے گئے۔ پیچھے سے یہ بھی چلی اور ہر دروازہ میں تالا ڈالتی گئی جب آخری کوٹھڑی بند کر لی تو برہنہ ہو گئی اور حضرت یوسفؑ کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔ جب انہوں نے انکار کیا تو وہ جھنجلا گئی اور کہنے لگی اب تم میرا مقصد پورا کیے بغیر یہاں سے نکل سکتے تم اس وقت سات تالوں

Marfat.com

کے اندر ہو۔ انہوں نے فرمایا میرا رب تیرے یہ سب قفل کھول دے گا۔ اس کے بعد حضرت یوسفؑ جس دروازہ کے پاس پہنچے وہ ٹوٹ کر زمین پر گر پڑا اور یہ نکلے چلے گئے زلیخا ان کے پیچھے لگی رہی اور خوشامد کرتی رہی۔ جب صحن میں پہنچے تو اس نے ان کا دامن پکڑ لیا۔ حضرت یوسفؑ نے زور مارا تو قمیص کا دامن پھٹ کر اس کے ہاتھ میں رہ گیا۔

---

ف۱ :- غور کیجئے حضرت یوسفؑ کے لئے کیسا سخت مرحلہ تھا۔ بڑے بڑے پارسا بھی ایسے موقعوں پر صبر و ضبط کی باگ ہاتھ سے چھوڑ دیتے ہیں۔ خیال تو کیجئے۔ یوسفؑ پر شباب چھایا ہوا ہے۔ زلیخا کا حسن عریاں جذبات کو کچلنے والا نظر کے سامنے ہے پھر بھی کیا ممکن کہ عصمت کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے سچ یہ ہے کہ انبیاء کا صبر و ضبط انہی کے ساتھ ہے۔

ف۲ :- همت به وهمّ بها کا یہ ترجمہ سراسر گمراہی ہے کہ زلیخا نے یوسف کا قصد کیا اور یوسفؑ نے زلیخا کا مگر پھر برہان رب دیکھتے ہی رک گئے۔ معاذ اللہ یہ ایک معصوم نبی کی ذات پر ظالمانہ حملہ ہے بلکہ اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ یوسفؑ بھی تقاضائے بشریت قصد کر بیٹھتے اگر وہ پہلے سے برہان رب کو نہ دیکھ چکے ہوتے۔ کنوئیں میں گرتے ہی نزول وحی نے ان پر یہ راز آشکارا کر دیا تھا کہ وہ خدا کے برگزیدہ بندوں میں سے ہیں۔

ف۳ :- دروازوں کے تالے ٹوٹ ٹوٹ کر گرنا یہ بتاتا ہے کہ معصوم کے ارادہ کو کوئی شئے نہیں روک سکتی۔ ایسا ہی واقعہ حضرت مریمؑ کو بھی پیش آیا۔ بند کمرہ میں جب درد زہ ان کو عارض ہوا اور انہوں نے باہر جانا چاہا تو دروازہ میں جو قفل لگا کر حضرت زکریا گئے تھے وہ ٹوٹ کر گر پڑا اور حضرت علیؑ کی ولادت کے وقت

Marfat.com

توکعبہ کی دیوار شق ہوئی اور اس میں ایک دروازہ داخلہ کے لیئے بن گیا۔ سبحان ما اعظم شانہٗ ہے : ۔ اس واقعہ نے سب سے بڑا سبق انسان کو یہ سکھایا ہے کہ شہوانی جذبات سے مغلوب ہو کر امر حرام کی طرف رغبت نہ کرے ایسا کرنے والا دنیا داروں کی نظر میں بھی ذلیل ہوتا ہے اور پیش خدا بھی مستوجب عقوبت قرار پاتا ہے۔ انبیاء کے کردار سے ہم کو یہ سبق حاصل کرنے ہیں ۔

## ۱۳ - یوسف ؑ کا قصہ

## یوسف ؑ کی بے گناہی کی گواہی

پ ۱۲ یوسف آیت ۲۵ - حضرت یوسف گھر سے باہر جانے کے لیئے دروازہ کی طرف دوڑے۔ زلیخا پیچھے لپکی جب دروازے کے قریب دونوں پہنچے تو زلیخا نے ان کا کرتا پیچھے سے پکڑ کر کھینچا اور پھاڑ ڈالا دونوں نے زلیخا کے خاوند کو دروازے کے پاس کھڑا پایا۔ زلیخا جھٹ اپنے شوہر سے کہنے لگی جو تمہاری بی بی کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کرے اس کی سزا اس کے سوا کچھ نہیں کہ یا تو اسے قید کر دیا جائے یا دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے یوسف نے کہا اس نے خود مجھ سے بدی کی خواہش کی تھی ۵ زلیخا ہی کے کنبہ والوں میں ایک گواہی دینے والے دودھ پیتے بچہ نے گواہی دی اگر ان کا کرتا آگے سے پھٹا ہوا ہے تو یہ سچی ہے یوسف جھوٹے ہیں اگر پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو زلیخا جھوٹی ہے یوسف سچے ہیں ۵ جب دیکھا کہ ان کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے تو زلیخا کا شوہر زلیخا سے کہنے لگا کہ یہ تم ہی لوگوں ... کے چلتر ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ تم عورتوں کے چلتر بڑے غضب کے ہوتے ہیں ۵ یوسف اس کو جانے دو اور زلیخا سے کہا تو اپنے گناہ

Marfat.com

کی معافی مانگ ۔ بیشک تو ہی سرتا پا خطادار ہے ۔

---

۱۔ جب یوسف ؑ کوٹھڑیوں سے نکل کر صحن میں آئے اور دروازہ کی طرف دوڑے کہ گھر سے باہر نکل جائیں تو زلیخا نے پیچھے سے ان کا دامن پکڑ لیا انہوں نے زور مارا تو دامن پھٹ گیا ۔

۲۔ زلیخا نے اپنے کو الزام سے بچانے کے لئے اپنا کردار یوسف کے سر تھ... جب اس کے شوہر نے ان سے پوچھا تو سارا کچھ کیا آپ نے ۔ انہوں نے صاف صاف بتا دیا کہ یہ سب کرتوت تمہاری بی بی کے ہیں یہ مجھے زنا کاری پر مجبور کر رہی تھی ۔ زلیخا کے گھر میں ایک بچہ گہوارہ میں پڑا تھا ۔ حضرت نے کہا میری پاک دا... کے متعلق اس سے پوچھو اس نے تعجب سے کہا کیا باتیں کر رہے ہو یہ بچہ جو بو... نہیں جانتا ۔ صاحب عقل و فہم بھی نہیں اس معاملہ میں کیا گواہی دے گا فرمایا ضرور د... تم اس سے پوچھو تو ۔

۳۔ حضرت یوسف ؑ کو خدائی مدد پر کتنا بھروسہ تھا اور ذات باری پر کیسا یق... رکھتے تھے کہ بے دھڑک بول اٹھے کہ اس سے پوچھ لو ۔ انہیں یقین تھا کہ... میری عصمت کی ضرور گواہی دے گا ۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا چاہیئے کہ جو لو... اپنے نفس کو حرام کاری سے بچاتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرتا ہے او... ضرور کرتا ہے ۔

۴۔ لڑکے نے جو فیصلہ کیا قاضیوں کے ہزار فیصلے اس پر قربان ۔ چونکہ اس... موقع پر کوئی عینی گواہ نہ تھا للہذا حضرت یوسف ؑ جھوٹے قرار دیئے جاتے چا... وہ کیسے ہی لفظوں میں اپنی بے گناہی ثابت کرتے لیکن لڑکے کا فیصلہ ایسا تھا ک... کی تردید میں کچھ کہا ہی نہ جا سکتا تھا ۔ فیصلہ یہ تھا کہ قمیص کو دیکھو اگر آگے ...

Marfat.com

ہے تو ضرور یوسفؑ نے ہاتھا پائی کی ہوگی۔ زلیخا نے دفیعہ کیا ہوگا کہ اس کشمکش میں
ن کی قمیص آگے سے پھٹ گئی ہوگی لہٰذا ایسا ہے تو یوسفؑ جھوٹے ہیں اور زلیخا
چی ہے اگر قمیص پیچھے سے پھٹی ہے تو ضرور زلیخا نے ان کو پکڑ کر اپنا مطلب نکالنا چاہا
وگا اور یوسفؑ دامن چھڑا کر بھاگنا چاہتے ہوں گے لہٰذا دامن پیچھے سے پھٹ
گیا اس صورت میں زلیخا جھوٹی ہے یوسفؑ سچے۔ چونکہ دامن پیچھے سے پھٹا تھا
لہٰذا یوسفؑ کی پاک دامنی ثابت ہوگی۔ سبحان اللہ کیا بے نظیر فیصلہ ہے چونکہ بچہ
نے بالہام ربانی یہ فیصلہ کیا تھا لہٰذا اس میں چون وچرا کون کر سکتا تھا۔

ہ ۴ ۱۔ اس بچہ کے علاوہ کچھ اور بھی بچے ہیں جنہوں نے معصوموں کی عصمت کی گواہی دی ہے
ن میں ایک حضرت عیسیٰؑ ہیں۔ جنہوں نے اپنی ماں جناب مریمؑ کی عصمت کی گواہی پیدا
ہوتے ہی دی۔ دوسرے وہ بچہ ہے جس نے ماں کی گود میں اپنے نبی کی صداقت کی
اہی دی۔ قصہ اصحاب اخدود میں اس کا ذکر آئے گا۔ تیسرے حضرت امام حسینؑ ہیں
آغوشِ رسولؐ میں روز مباہلہ رسولؐ کی رسالت کی گواہی دینے کے لئے نکلے تھے
ل کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے سب سے پہلے رسولؐ کی رسالت کی گواہی ضرور دی
ی مگر کمسنی کی وجہ سے معتبر نہیں ہو سکتی۔ معتبر بوڑھے ابوبکر کی گواہی تھی۔ لیکن
ا کیجئے خدا جب معصوم کی عصمت کی گواہی دلواتا ہے بچوں ہی سے دلواتا ہے۔ مریمؑ
عصمت کی گواہی حضرت زکریا نبی بھی دے سکتے تھے مگر اس نے ایسے بچہ ہی
سے دلوائی جس کی زبان تک ابھی نہ کھلی تھی۔

ہ ۵ ۱۔ اس واقعہ سے یہ بھی پتہ چلا کہ عورتیں فطرتاً چلتر کا پیکر ہوتی ہیں۔ کم و بیش
خصوصیت سب میں ہوتی ہے سوائے معصوم عورتوں کے۔

ہ ۱۔ لوگ کہتے ہیں آیت تطہیر اگر ازواج کی شان میں نہ مانی جائے تو فصل اجنبی
قبیح ہوتا ہے کیونکہ اول و آخر دونوں جگہ ازواج نبی کا ذکر ہے تو لامحالہ آیت تطہیر

Marfat.com

انہی کی شان میں ہے یہاں آیہ انہٗ مِن کَیدِکُنَّ اِنَّ کَیدَکُنَّ عظیم زلیخا کے متعلق ہے یوسف اَعرِض عَن ھٰذا ۔ یوسف کے متعلق ہے وَاستَغفِری لِذَنبِکِ زلیخا کے متعلق ہے۔

اس آیت میں بھی اول و آخر عورت کا ذکر ہے اور بیچ میں ایک معصوم کا بھی یہی صورت آیت تطہیر میں ہے۔

ٹ :۔ جب حضرت یوسفؑ بادشاہ ہوئے تو تفسیر کبیر امام رازی میں ہے کہ وحی ہوئی یوسفؑ تم نے اپنا وزیر کس کو بنایا۔ عرض کی جس کے لئے تیرا حکم ہو۔ خدا نے فرمایا۔ فلاں مقام پر جاؤ وہاں درخت کے نیچے ایک نوجوان تم کو ملے گا وہی تمہارا وزیر ہوگا۔ چنانچہ وہ گئے ایک جوان کو جو اجنبی تھا کھڑا پایا۔ بارگاہ باری میں عرض کی خداوندا اس میں کیا خصوصیت ہے کہ تو نے میری وزارت کے لئے اسے منتخب کیا ہے فرمایا تم نے اسے پہچانا نہیں۔ یہ وہی بچہ ہے جس نے خانہ زلیخا میں تمہاری عصمت کی گواہی سب سے پہلے دی تھی پس معلوم ہوا رسالت کا مصدقِ اول مستحق وزارت ہوتا ہے اسی لئے حضرت علیؑ کو اللہ تعالیٰ نے وزیر خاتم الانبیاء بنایا۔

---

## ۱۴ - قصہ یوسفؑ

پ۱۲ ۔ یوسف ع ۱۴ ۔ آیت ۳۰ ۔ مثل مشہور ہے مشک کی خوشبو چھپ سکتی ہے مگر عشق کی بو نہیں چھپتی ۔ عاشق اپنے عشق کو لاکھ چھپائے مگر وہ ظاہر ہو کر رہتا ہے

## زنانِ مصر کا اپنے ہاتھ کاٹنا

(زلیخا کے عشق کا چرچا جب مصر میں گھر گھر ہونے لگا) شہر کی عورتوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ عزیز مصر کی بی بی اپنے غلام سے ناجائز مطلب حاصل کرنے

کی آرزو مند ہے غلام نے اسے اپنی الفت میں لبھا لیا ہے ہم لوگ تو اسے صریح طور پر غلطی میں مبتلا دیکھتے ہیں ○ جب زلیخا نے ان کے طعنے سنے تو ان عورتوں کو بلا بھیجا اور ان کے لئے ایک مجلس آراستہ کی اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک چھری اور ایک ایک ترنج دی اور کہا جب یوسف تمہارے سامنے آئے تو کاٹ کر ایک قاش اس کو دیدینا) پھر یوسف سے کہا اب تم ان کے سامنے سے نکل جاؤ جب ان عورتوں نے انہیں دیکھا تو بہت بڑا حسین پایا اور سب کا سب نے دبے خودی میں) اپنے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور کہنے لگیں ماشاءاللہ یہ آدمی نہیں ہے یہ تو ہو نہ ہو ایک معزز فرشتہ ہے۔ تب زلیخا نے ان عورتوں سے کہا کہ دیکھو یہ تو وہی ہے جس کی بدولت تم سب مجھے ملامت کرتی تھیں بیشک میں نے اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے خود اس سے خواہش کی تھی مگر یہ بچا رہا اور جس کام کا میں حکم دیتی ہوں اگر یہ نہ کرے گا تو ضرور قید بھی کیا جائے گا اور ذلیل بھی ہوگا یہ باتیں سن کر یوسف نے خدا کی بارگاہ میں عرض کی اے میرے پالنے والے جس چیز کی یہ عورتیں مجھ سے خواہش رکھتی ہیں میں اس کی نسبت قید خانہ زیادہ پسند کرتا ہوں اگر تو ان عورتوں کے فریب کو مجھ سے دفع نہ کرے گا تو (مبادا) میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں اور جاہلوں میں شمار کیا جاؤں۔ ان کے پروردگار نے ان کی سن لی اور ان سے ان عورتوں کے مکر کو دفع کر دیا۔ بے شک وہ بڑا سننے والا اور واقف کار ہے۔

---

ف:۔ اس واقعہ سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے یوسفؑ کو بے پناہ حسن دیا تھا اور ہر حسن سے زیادہ ان میں کشش رکھی تھی کہ ایک نظر دیکھتے ہی زنانِ مصر کا دل قابو میں نہ رہا۔ پھر یہ بھی دیکھئے کہ عشق میں کیا زور ہے اور عقل پر کس

طرح پردہ ڈالتا ہے کہ ان عورتوں نے بجائے لیمو کاٹنے کے اپنے ہاتھ کاٹ لیے اور خبر نہ ہوئی۔

۲:- عشق حقیقی اور عشق مجازی میں بہت فرق ہے عشق مجازی کا دوسرا نام خلل دماغ ہے اور عشق حقیقی نفس انسانی کے لیے بہترین فضیلت ہے عشق حقیقی میں جو بندہ کو خدا سے ہوتا ہے عقل انسانی پر پردہ نہیں پڑتا بلکہ اس کے اور جلال ایزدی کے درمیان جو پردے پڑے ہوتے ہیں وہ اٹھ جاتے ہیں اور وہ فنافی اللہ کے مرتبہ میں آجاتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جب نماز میں بحالت سجدہ جناب امیرؑ کے پیر سے تیر نکالا گیا تو آپ کو خبر نہ ہوئی یا امام حسینؑ کے حلق پر خنجر چلتا رہا مگر زبان یاد الٰہی سے نہ رکی۔

۳:- اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان کا دل ایک کام کرنے کو نہیں چاہتا کیونکہ وہ اس کام کو برا سمجھتا ہے لیکن کسی مصیبت کے خوف سے یا جان جانے کے خطرہ میں مجبوری اسے منظور کر لیتا ہے اور مرتکب امر نامشروع ہو جاتا ہے مگر دیکھو حضرت یوسفؑ کو اپنے نفس پر کتنا قابو تھا کہ وہ یہ سمجھتے ہوئے کہ قید میں ڈال دیئے جائیں گے اور ہزار ذلت و رسوائی کا سامنا ہوگا۔ قطعاً اپنے ارادہ سے باز نہ آئے۔ خدا کے مخلص بندے خلاف حکم خدا بال برابر اپنی جگہ سے نہیں ہٹتے چاہے جان جانے کو تیار ہے۔ دیکھو امام حسینؑ پر باوجودیکہ مصائب و آلام کا ہجوم تھا۔ جان بچنے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی مگر جادۂ حق سے ان کے قدم نہ ہٹتے تھے نہ ہٹے۔ سر کٹوا دیا مگر بیعت یزید نہ کی۔ خدا کے برگزیدہ بندوں کی یہی خصوصیات ہیں اور انہی کی پیروی کرنے کی ہدایت کی گئی ہے اور ان کے قصص کی طرف لوگوں کو متوجہ کر کے حق پرستی کا سبق دیا گیا ہے۔

## ۱۵۔ قصہ یوسفؑ

پ ۱۲۔ یوسف ع ۲۔ آیت ۳۵۔ اس کے بعد بھی کہ لوگوں

حضرت یوسفؑ کی پاک دامنی کی نشانیاں دیکھ لی تھیں۔ عزیز مصر اور ان کے

## یوسفؑ کا قید ہونا

متعلقین کو یہی مناسب معلوم ہوا کہ ایک مدت کے لئے انہیں قید کر دیں ٥ جس روز وہ قیدخانہ میں داخل کئے گئے ان کے ساتھ دو اور جوان بھی (جن کو بادشاہ کی طرف سے سزا دی گئی تھی) قیدخانہ میں داخل ہوئے (جب ان کو پتہ چلا کہ یوسف کو خوابوں کی تعبیر بیان کرتے ہیں بڑا ملکہ ہے) تو ایک دن ان میں سے ایک کہنے لگا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں شراب بنانے کے لئے انگور نچوڑ رہا ہوں۔ دوسرے نے کہا میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں اور چڑیاں اس میں سے کھا رہی ہیں یوسف ہم کو اس کی تعبیر بتاؤ ہم تم کو یقیناً نکوکاروں میں سے سمجھتے ہیں ٥ یوسف نے کہا جو کھانا تم کو (قیدخانہ سے) دیا جاتا ہے وہ آنے ہی نہ پائے گا کہ میں اس کے آنے سے پہلے تمہیں تعبیر بتا دوں گا۔ یہ تعبیر خواب میں منجملہ ان باتوں کے ہے جو میرے پروردگار نے مجھے تعلیم فرمائی ہیں میں ان لوگوں کا مذہب چھوڑے بیٹھا ہوں جو خدا پر ایمان نہیں لائے اور آخرت کے بھی منکر ہیں۔ میں تو اپنے باپ دادا ابراہیم و اسحاق و یعقوب کے مذہب کا پیرو ہوں۔ ہمیں مناسب نہیں کہ ہم خدا کے ساتھ کسی چیز کو اس کا شریک بنائیں لیکن بہت سے لوگ ہیں کہ اس کا شکر یہ بھی ادا نہیں کرتے ٥ اے میرے قیدخانہ کے ساتھیو (ذرا غور تو کرو) بھلا جدا جدا معبود اچھے یا ایک زبردست خدا ٥ تم لوگ تو خدا کو چھوڑ کر بس ان چند ناموں ہی کی پرستش کرتے ہو جن کے نام تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے خود گھڑ لئے ہیں۔ خدا نے ان کے لئے (صاحب قوت ہونے کی) کوئی دلیل نہیں نازل کی۔ حکومت تو بس خدا ہی کے لئے خاص ہے اس نے حکم دیا ہے کہ اس

Marfat.com

کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ یہی سیدھا دین ہے لیکن بہتیرے لوگ نہیں جانتے۔

ف ۱۔ جو دو قیدی حضرت یوسف کے ساتھ قید خانہ میں تھے وہ بت پرست تھے اللہ نے ان کے لئے صاحب کا لفظ (صحبت میں رہنے والے) استعمال کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ صرف کسی کی صحبت میں رہنا باعث نجات نہیں ہوا کرتا تاوقتیکہ وہ صاحب ایمان و عمل صالح نہ ہو۔

ف ۲۔ تعبیر بتانے میں تاخیر اس لئے کی کہ پہلے ان کو دین حق کی تعلیم دینا مقصود تھی چنانچہ حضرت یوسفؑ کی ہدایت کا ان دونوں پر اثر ہوا اور وہ خدائے برحق کی خدائی کے قائل ہو گئے۔ (توبہ یا اسلام کر دی)۔

ف ۳۔ خاصانِ خدا چاہے کسی حالت میں ہوں وہ امر حق کی تعلیم سے رکتے نہیں ہمارے آئمہ میں امام موسیٰ کاظمؑ پندرہ سال مختلف زندان بانوں کی حراست میں رہے لیکن اس طویل مدت میں بھی وہ برابر اپنے قول و فعل سے لوگوں کو ہدایت کرتے رہے چنانچہ اس کا اثر یہ ہوا کہ ان کے نگران ان کی امامت و صداقت کے معترف ہو گئے اور بادشاہ وقت کو ظالم سمجھنے لگے۔

---

## ۱۶۔ قصہ یوسفؑ

# قیدیوں سے یوسفؑ کا تعبیر خواب بیان کرنا

پ ۱۲۔ یوسف ع ۵۔ آیت ۴۱:۔ حضرت یوسف نے فرمایا اے میرے قید خانہ کے دونوں رفیقو! (اصحاب) اپنے اپنے خواب کی تعبیر سنو! تم میں سے ایک جس نے انگور نچوڑتے دیکھا ہے اپنے مالک کو شراب پلانے کا کام کرے گا اور دوسرا

Marfat.com

(جس نے روٹیاں سر پر دیکھی ہیں) اس کو سُولی دی جائے اور چڑیاں اس کے سر کو نوچ نوچ کر کھائیں گی جس امر کو تم دریافت کرتے تھے وہ یہ ہے اور یہ امر تفصیل ہو چکا (اس میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی)

---

ملے ۱۔ حضرت یوسفؑ دنیا میں سب سے پہلے وہ شخص ہیں جن کو خدا کی طرف سے علم تعبیر خواب دیا گیا۔ یہی سچا علم تھا اس کے بعد جو لوگوں نے تعبیر نامے لکھے۔ وہ قیاسات پر مبنی ہیں جو کبھی سچ ثابت ہوتے ہیں کبھی نہیں۔ مختلف انبیاء کرام کو اللہ کی طرف سے مختلف علوم کی تعلیم دی گئی ہے جیسے یوسفؑ کو تعبیر خواب کا علم دیا گیا سلیمانؑ کو منطق الطیر کا، خضرؑ کو علم باطن کا۔ لیکن صفوف انبیاء میں صرف ایک نبی ایسے نظر آتے ہیں جن کو ہر چیز کا علم دیا گیا تھا اور وہ سرور کائنات سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (اے رسول تمہیں ان سب باتوں کا علم دیا گیا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔

---

## ۱۷۔ قصہ یوسفؑ

ملا۔ یوسف ع ۵۔ آیت ۴۲۔ اور ان دونوں قیدیوں میں سے جس کی نسبت یوسف نے سمجھا تھا کہ وہ رہا ہو جائے گا اس سے کہا کہ جب اپنے مالک (بادشاہ) کے سامنے جانا تو میرا بھی تذکرہ کر دینا (میں بے جرم و قصور قید ہوں) شیطان نے اسے اپنے آقا سے تذکرہ کرنا بھلا دیا جس کی وجہ سے یوسف قید خانہ میں کئی برس یعنی سات سال رہے۔

## بادشاہ مصر کا خواب

اسی اثنا میں بادشاہ نے بھی ایک خواب دیکھا (اپنے ارکان سلطنت سے) کہا

Marfat.com

میں نے دیکھا ہے کہ سات موٹی تازہ گائیں ہیں ان کو سات دبلی پتلی گائیں کھائے جاتی ہیں اور سات تازہ سبز بالیاں دیکھیں اور پھر سات سوکھی بالیاں۔ اے میرے دربار کے سردارو اگر تم لوگوں کو خواب کی تعبیر دینا آتی ہے تو میرے اس خواب کے بارے میں حکم لگاؤ۔ ان لوگوں نے کہا یہ تو سب خواب ہائے پریشان ہیں اور ہم لوگ ایسے پریشان خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے ٥ جن دو قیدیوں میں سے ایک نے (بادشاہ کا ساقی) رہائی پائی تھی اس کو ایک زمانہ کے بعد یوسف ؑ کا کہنا یاد آیا کہنے لگا مجھے قید خانہ تک جانے دیجئے میں اس کی تعبیر بتا دوں گا (چنانچہ وہ قید خانہ میں آیا) حضرت یوسف سے کہنے لگا۔ اے یوسف اے میرے سچے دوست ذرا ہمیں اس خواب کی تعبیر تو بتایئے۔ سات موٹی تازی گایوں کو سات دبلی پتلی گائیں کھائے جاتی ہیں اور سات ہری بالیاں ہیں اور سات سوکھی مرجھائی ہوئی تاکہ میں لوگوں کے پاس پلٹ کر جاؤں اور انہیں بتاؤں کہ ان کو تمہاری قدر معلوم ہو ٥

## یوسف ؑ کا تعبیر خواب بتانا

یوسف نے کہا اس کی تعبیر یہ ہے کہ تم لوگ سات برس کھیتی باڑی کرتے رہو گے تو جو فصل کاٹو اس کے دانہ کو بالیوں ہی میں رہنے دینا (جھڑانا نہیں) مگر تھوڑا سا جو تم کھاؤ اس کے بعد بڑے سخت (خشک سالی قحط کے) سات سال آئیں گے جو کچھ تم نے سات سالوں کے لئے پہلے سے جمع کر رکھا ہوگا سب کھا جاؤ گے مگر قدر قلیل جو تم بیج کے واسطے بچا رکھو گے (باقی رہ جائے گا) اور بس پھر اس کے بعد ایک سال آئے گا جس میں لوگوں کے لئے خوب مینہ برسے گا اور انگور خوب پھلے گا اور لوگ اس سال شراب کے لئے نچوڑیں گے۔

ا:۔ حضرت یوسف ؑ نے بالیوں سے دانوں کو جدا نہ کرنے کے لئے اس لئے کہا

کہ اگر دانے نکال لئے جائیں گے تو جب قحط کے سات سال آئیں گے تو لوگ اس سارے غلہ کو کھا جائیں گے اور اگر دانوں کو بالیوں میں رکھا جائے گا تو کھانے میں احتیاط سے کام لیا جائے گا تھوڑا تھوڑا کھا کر یہ سختی کے دن گزار دیں گے۔

## ۱۸۔ قصہ یوسفؑ

پ۱۲ یوسف ع ۷ آیت ۵۰۔ (جب یہ تعبیر بادشاہ کے ساقی نے بادشاہ سے جا کر بیان کی تو اس نے حکم دیا کہ یوسف کو میرے حضور میں لے آؤ۔ جب بادشاہ کا چوب دار یہ حکم لے کر یوسف کے پاس آیا (اور چلنے کو کہا) تو یوسف نے کہا کہ تم اپنے آقا کی طرف پلٹ کر جاؤ اور اس سے پوچھو۔ آپ کو ان عورتوں کا حال بھی کچھ معلوم ہے جنہوں نے مجھے دیکھ کر اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے تاکہ یہ پتہ چل جائے کہ میں ان کا طالب تھا یا وہ میری طالب تھیں اس میں شک نہیں کہ میرا پروردگار ان کے مکروں سے خوب واقف ہے ○

ل ۱۔ حضرت یوسفؑ چوب دار کے ساتھ اس لئے فوراً نہیں گئے کہ زلیخا کے عشق کا چرچا مصر میں عام ہو چکا تھا۔ اس سلسلے میں بعض لوگوں کو حضرت یوسف کی طرف سے بھی کچھ بدگمانی ہو گئی تھی لہٰذا چاہتے تھے کہ پہلے میری پوزیشن صاف ہو جائے تب عزت و وقار کے ساتھ بادشاہ کے سامنے جاؤں۔

ل ۲۔ اس بادشاہ کا نام ریان تھا جو فرعون کہلاتا تھا۔ مصر کے ہر بادشاہ کو فرعون کہتے تھے یہ وہ فرعون نہ تھا جو موسیٰؑ کے زمانہ میں تھا۔

## ۱۹۔ یوسفؑ کا قصہ

پ۱۲ یوسف آیت ۵۱۔ (چنانچہ بادشاہ نے ان عورتوں کو بلایا اور پوچھا

Marfat.com

وقت تم لوگوں نے یوسف سے اپنا مطلب حاصل کرنے کی خود تمنا کی تھی اس وقت کیا معاملہ پیش آیا تھا وہ سب کی سب عرض کرنے لگیں۔ ماشاءاللہ ہم نے تو یوسف میں کسی طرح کی برائی نہیں دیکھی ہ تب زلیخا بول اٹھی اب تو ٹھیک ٹھاک حال سب

## یوسفؑ کی بے گناہی کا اقرار

پر ظاہر ہو ہی گیا (اصل بات یہ ہے) میں نے خود اس سے اپنا مطلب حاصل کرنے کی تمنا کی تھی اور یقیناً وہ سچا ہے۔

یہ واقعہ جب چوب دار نے واپس آکر یوسف سے بیان کیا تو) انہوں نے کہا یہ قصہ میں نے اس لئے چھیڑا تاکہ تمہارے بادشاہ کو معلوم ہو جائے کہ میں نے عزیز کی غیبت میں اس کی امانت میں خیانت نہیں کی۔ خدا خیانت کرنے والوں کی مکاری کو ہرگز نہیں چلنے دیتا۔

(پ۱۳) اور میں تو میں بھی اپنے نفس کو (گناہ سے) بے لوث نہیں سمجھتا (کیونکہ میں بھی بشر ہوں) بیشک نفس برابر برائی کی طرف ابھارتا ہی رہتا ہے مگر جس پر میرا پروردگار رحم فرمائے (اور گناہ سے بچالے بے شک میرا پروردگار بڑا بخشنے والا مہربان ہے)

---

ما ۱- حضرت یوسفؑ کے اس بیان سے پتہ چلا کہ انبیاء سے باعتبار بشریت گناہ کرنے کی طاقت سلب نہیں کرلی جاتی وہ اگر چاہیں تو گناہ کر سکتے ہیں لیکن نہیں کرتے نہیں کیونکہ وہ اپنی قوت شہوی اور غضبی پر پورا پورا کنٹرول رکھتے ہیں در خدا سے ڈرتے ہیں۔ انبیاء سے ترکِ اولیٰ کا صدور اس کا ثبوت ہے کہ جادہ عتدال سے ہٹ جانے کا جذبہ ان کے اندر ہے مگر چونکہ وہ بال برابر رہتا

Marfat.com

ہے اس لئے خدا بخش دیتا ہے اور ان کی عصمت پر حرف نہیں آتا۔

۱۔ ہر انسان کے اندر تین نفس پائے جاتے ہیں۔ ایک نفس امارہ جو اس کو اچھائی اور برائی دونوں چیزوں کا حکم دیتا رہتا ہے اگر یہ نہ ہو تو پھر انسان کسی چیز کی خواہش ہی نہ کرے اور نظام عام معطل ہو کر رہ جائے۔ خواہشوں کے بر لانے کا نام ہی تو زندگی ہے اگر قلب انسانی سے یہ کانٹے نکال لئے جائیں تو پھر اس کو دنیا کی کسی چیز کی طرف رغبت ہی نہ رہے۔ دوسرا نفس لوامہ ہے جو ہر گناہ کرنے پر اسے ٹوکتا ہے اور آئندہ کرنے سے روکتا ہے اگر یہ نہ ہوتا تو انسان برائی کر کے شرماتا ہی نہیں۔ تیسرا نفس مطمئنہ ہے جب انسان کا نفس وساوس شیطانی سے پاک صاف ہو جاتا ہے پھر اس کے دل کا اضطراب مٹ جاتا ہے اور اس کی زندگی کا مقصد صرف یہ ہو جاتا ہے۔ رضاً بقضائہٖ وتسلیماً لامرہٖ۔ یعنی خدا کے ہر حکم کو بخوشی خاطر منظور کر لینا اور اس کے خلاف کرنے کا ہلکا سا وسوسہ بھی دل میں پیدا نہ ہوتا۔

## ۲۰۔ قصہ یوسفؑ

پ۱۳ یوسف ع۷ آیت ۵۴:۔ بادشاہ نے کہا کہ یوسف کو میرے پاس لے آؤ میں ان کو اپنے ذاتی کام کے لئے مخصوص کروں گا ○ جب یوسف آئے اور ان سے باتیں کیں اور ان کی اعلیٰ قابلیت ثابت ہوئی تو اس نے کہا تم آج سے ہماری سرکار میں یقیناً باوقار اور معتبر ہو ○

## یوسفؑ کا بادشاہ مصر ہونا

یوسفؑ نے کہا (جب آپ نے میری قدر دانی کی ہے تو) مجھے ملکی خزانوں پر

Marfat.com

مقرر کیجئے میں ملکی خزانوں کا امانت دار (خزانچی) ہوں گا میں حساب کتاب سے بھی واقف ہوں ٥ (غرض یوسف شاہی خزانوں کے افسر مقرر ہوئے) اور ہم نے ملک مصر پر یوں یوسف کو قابض کیا کہ اس میں جہاں چاہیں رہیں ٥ ہم جس پر چاہتے ہیں اپنا فضل کرتے ہیں اور ہم نکو کار کے اجر کو اکارت نہیں کرتے ٥ اور جو لوگ ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے رہے ان کے لئے آخرت کا اجر اس سے بہتر ہے

---

ما ۱۔ جب حضرت یوسفؑ کو یہ افسری ملی تھی اس وقت ان کا سن ۳۰ سال کا تھا جب آپ چالیس سال کے ہوئے اور بادشاہ کو آپ کی حسن تدبیر اور انتظامی قابلیت پر پورا اطمینان ہو گیا تو اس نے کہا اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ چاہتا ہوں کہ تم کو اپنا جانشین بنا دوں۔ چنانچہ اس نے اپنا جڑاؤ تاج آپ کے سر پر رکھ دیا اور خود شاہی خلعت پہنایا۔ اپنی خاص تلوار حمائل کی اور اپنے تخت پر بٹھایا اور تمام ارکان سلطنت کو آپ کی سپرد کر کے خود دستبردار ہو گیا۔ آپ اسی زمانہ میں ظاہر بظاہر نبی ہوئے اور ایک سو بیس برس کے سن میں انتقال فرمایا۔

مٓ ۲۔ انبیاء میں سب سے پہلے بادشاہ حضرت یوسف ہوئے آپ نے اپنی سیدھی سادی زندگی سے دنیا والوں کو یہ سبق دیا کہ بادشاہت عیش پرستی، ہوس رانی اور رعایا پر ظلم پسندی کا نام نہیں بلکہ حقوق الناس کی حفاظت کا نام ہے۔ چنانچہ ہر کہ و مہ سے بے تکلف ملتے اور ان کی شکایات سنتے تھے۔

مٓ ۳۔ جب حضرت یوسفؑ کی تعبیر خواب کے مطابق ارزانی کے سات سال گزر گئے اور گرانی شروع ہوئی تو حضرت یوسفؑ نے سات سال کا جمع کردہ غلہ فروخت کرنا شروع کیا تو پہلے سال روپیہ کے عوض دیا۔ دوسرے سال زیورات اور جواہرات کے بدلے تیسرے سال چوپاؤں جانوروں کے بدلے ، پانچویں سال گھروں

Marfat.com

درختوں اور اثاث البیت کے بدلے۔ چھٹے سال کھیتوں اور نہروں کے عوض غلہ دیا۔ جب لوگوں کی ملکیت میں کوئی چیز باقی نہ رہی تو ساتویں سال لوگوں کی جانوں کا مول کر کے غلہ دیا۔ غرض اس ملک میں کوئی شخص ایسا نہ رہا جو حضرت کا غلام یا لونڈی نہ بنا ہو۔ اس طرح خدا نے حضرت یوسف کی غلامی کا دھبہ مٹایا اور تمام ملک کو ان کا غلام بنا دیا۔ ایک وجہ یہ بھی تھی کہ قحط کے سات سال کسی طرح گزارنے تھے اگر یہ تمام صورتیں اختیار نہ کی جاتیں تو لوگ قحط کا احساس نہ کرتے دوسرے لوگ جمع کرنے یا تجارت کرنے کی فکر میں پڑ جاتے۔ حضرت یوسفؑ کا حکم تھا کہ کسی کو اس کی ضرورت سے زیادہ نہ دیا جائے۔

ایک غرض یہ بھی تھی جو لوگ بہت غریب تھے اور غلہ خریدنے کے لئے ان کے پاس کچھ نہ تھا اس سرمایہ سے جو غلہ کی قیمت میں آتا رہتا تھا ان غریبوں کی مدد کی جائے۔

ایک وجہ یہ بھی تھی کہ لوگ قحط کی مصیبت کا احساس کریں اور سرمایہ کے روز بروز کم ہوتے جانے سے خدا کی طرف رجوع کریں اور قحط سالی دور ہونے کے لئے خدا سے دعا کریں۔

---

## ۲۱۔ قصہ یوسفؑ

## یوسفؑ کے بھائیوں کا غلہ لینے مصر آنا

پ ۱۳۔ یوسف ع ۸ آیت ۵۸۔ یوسف کے سوتیلے بھائی غلہ خریدنے کے لئے کنعان سے آئے چونکہ ملک بھر میں قحط تھا لہٰذا اہل کنعان اس سے کیسے بچ سکتے تھے۔ جب یہ مصر میں پہنچے تو یوسف کے پاس آئے انہوں نے ان کو فوراً پہچان لیا مگر وہ لوگ نہ پہچان سکے۔

Marfat.com

ملہ ۱۔ خصائص انبیاء میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب تک وہ خود اپنے کو پہچانا نہ چاہیں کوئی ان کو پہچان نہیں سکتا۔ باوجودیکہ حضرت یوسفؑ کے بھائی ان کے ساتھ بارہ سال تک رہے تھے لیکن چونکہ یوسفؑ اس وقت اپنا پہچانا خلاف مصلحت سمجھتے تھے لہٰذا وہ ان کو شناخت نہ کر سکے۔ یہی صورت ہمارے امام زمانؑ کی ہے چونکہ وہ بحالتِ غیبت اپنے کو پہچانا نہیں چاہتے لہٰذا کوئی ان کو پہچان نہیں سکتا

## ۲۲۔ قصۂ یوسفؑ

پ۱۳ یوسف ع۸ آیت ۵۸، ۶۰۔ جب حضرت یوسف نے ان کو غلہ دے دیا اور انہوں نے کنعان پہنچانے کے لئے بورے غلہ کے اپنے اونٹوں پر بار کر لئے اور چلنے کا وقت آیا تو حضرت یوسف نے کہا اب جو آنا تو اپنے سوتیلے بھائی کو جسے گھر چھوڑ

## ابن یامین کو بلانے کی خواہش

آئے ہو ضرور میرے پاس لانا کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں ناپ بھی پوری دے رہا ہوں اور پھر ایک اچھا مہمان نواز بھی ہوں اگر تم اس کو میرے پاس نہ لاؤ گے تو تمہارے لئے میرے پاس نہ تو غلہ ہی ہوگا نہ تم میرے پاس آسکو گے وہ کہنے لگے ہم اس کے والد سے اس امر کے متعلق جاتے ہی درخواست کریں گے اور ہم ضرور یہ کام کریں گے۔

ملہ ۱۔ جب یہ لوگ غلہ لینے کے لئے مصر کو روانہ ہو رہے تھے تو انہوں نے حضرت یوسفؑ کے سگے بھائی ابن یامین کو بھی ساتھ لے جانا چاہا تھا مگر حضرت یعقوبؑ اس کے بھیجنے پر راضی نہ ہوئے اور فرمایا ایک بار تم مجھے یوسفؑ کے

Marfat.com

کے بارے میں صدمہ پہنچا چکے ہو۔ اب میں اس کے بھائی کو تمہارے ساتھ نہیں بھیج سکتا الغرض وہ ابن یامین کو وہیں چھوڑ کر چل دیئے تھے۔

حضرت یوسف ؑ لوگوں کو جو غلہ دیتے تھے وہ افرادِ خانہ کے لحاظ سے دیتے تھے۔ یعنی جتنے آدمی ہوتے تھے اتنا ہی دیتے تھے۔ یوسف ؑ کے بھائیوں نے جو تعداد اپنے گھر والوں کی بتائی تھی اس میں گیارہ بھائی ظاہر کئے تھے بظاہر ابن یامین کو ساتھ لے کر آنے کی غرض یہ تھی کہ ان کی صداقت معلوم ہو جائے لیکن بباطن وہ اپنے بھائی سے ملنا چاہتے تھے۔ اس نے بتاکید کہا اگر نہ لاؤ گے تو نہ غلہ ملے گا اور نہ میں تم سے ملاقات کروں گا۔

## ۲۳۔ قصہ یوسف ؑ

پ ۱۳۔ یوسف آیت ۶۲۔ اور یوسف نے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ ان کی جمع پونجی ان کے بوروں میں چپکے سے رکھ دو تاکہ جب یہ لوگ اپنے اہل و عیال کے پاس لوٹ کر جائیں تو اپنی پونجی کو پہچان لیں اور اس طرح میں پھر لوٹ کر آئیں

ع ۱۔ غلہ کی یہ قیمت اس وجہ سے چپ چپاتے لوٹائی گئی کہ حضرت یوسف جانتے تھے کہ میرے باپ غریب آدمی ہیں۔ شاید اس غلہ کے ختم ہونے کے بعد ان کے پاس اتنا پیسہ نہ رہے کہ دوبارہ اپنی اولاد کو غلہ خریدنے بھیجیں۔

ع ۲۔ اس موقع پر یہ اعتراض غلط ہے کہ یہ تو کھلی ہوئی کنبہ پروری تھی اور عدل کے خلاف اگر آپ ان کے ساتھ کیا تھا تو اوروں کے ساتھ بھی کرتے۔ عدل کی میزان میں اپنے اور غیر سب یکساں ہونے چاہئیں۔

جواب یہ ہے کہ حضرت یوسف ؑ بقیمت غلہ انہی لوگوں کے ہاتھ فروخت کرتے

تھے جو صاحب امانت ہوتے تھے۔ ناداروں اور محتاجوں کو مفت دیتے تھے وہ
جانتے تھے کہ ان کے باپ نبی ہیں اور نبی کے گھر میں زر و مال کہاں پھر ایک
طولانی قحط میں جو کچھ ہوگا وہ فروخت کر کے کھا گئے ہوں گے ان کے بھائی جو
قیمت لائے تھے وہ نہ معلوم کس طرح فراہم کی گئی ہوگی لہٰذا اگر یہ واپس نہ کی جا
تو وہ آئندہ غلہ لینے کے لئے آئیں گے ہی نہیں اور اس طرح ان کا کنبہ فاقہ کش
کی تکلیف میں رہے گا۔ بہر حال یہ رقم جو واپس کی گئی بطور امدادی رقم کے تھی
۔ ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب امداد ہی کرنا تھی تو بصورت قیمت لی
ان سے لی ہی کیوں گئی تھی۔ جواب یہ ہے کہ اگر ناداروں اور محتاجوں کی مد میں انہیں شمار
کر کے مفت غلہ دیتے تو ان کے لئے باعث ننگ و عار ہوتا کیونکہ ایک نبی کی
اولاد تھے ان سے اپنے باپ کی تنگ دستی پر پردہ ڈالنے کے لئے بظاہر وہ رقم
لی مگر اس کا مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر واپس کرنا ضروری ہو گیا۔

## ۲۴۔ قصہ یوسفؑ

### باپ سے ابن یامین کو ساتھ لے جانے کی خواہش

پ ۱۳ یوسف ع ۸ آیت ۶۳۔ جب یہ لوگ اپنے باپ کے پاس پلٹ کر آئے
تو سب نے مل کر کہا بابا جان آئندہ غلہ ملنے کی ممانعت کر دی گئی ہے دا...
بھائی کو ساتھ لانے کے لئے کہا گیا ہے۔ لہٰذا آپ ہمارے ساتھ ہمارے
بھائی (بن یامین) کو بھی بھیجیں تاکہ ہم اپنا پورا غلہ لائیں اور ہم اس کی پوری حفاظت
کریں گے ○ فرمایا میں اس کے بارے میں تمہارا اعتبار نہیں کرتا مگر اسی
جیسا اس سے پہلے اس کے ماں جائے بھائی (یوسف) کے بارے میں کیا
خدا اس کا سب سے بہتر حفاظت کرنے والا ہے اور وہ سب سے زیادہ رحم کرنے

ما ا۔ حضرت یعقوبؑ نے بیٹوں سے پوچھا کہ بادشاہ کو کیسے پتہ چل گیا کہ تم گیارہ بھائی ہو۔ تم دس آئے ہو گیارھویں کو چھوڑ آئے ہو۔ وہ کہنے لگے جب ہم وہاں پہنچے تو بادشاہ کو ہم پر جاسوسی کا شبہ ہوا۔ جب ہم نے اپنا پورا حال بیان کیا تو بادشاہ نے کہا اپنی صداقت ثابت کرنے کے لئے اپنے گیارھویں بھائی کو ساتھ لیتے آنا ورنہ تم کو غلہ نہ ملے گا۔

## ۲۵۔ قصہ یوسفؑ

پ۱۳ یوسف ۷ ۸ آیت ۶۵۔ جب لوگوں نے اپنے اپنے اسباب کھولے تو اپنی اپنی پونجی کو دیکھا کہ بدستور واپس کر دی گئی ہے ٥ کہنے لگے دیکھئے باباجان یہ ہماری جمع پونجی بھی ہمیں واپس دے دی گئی ہے (اس صورت غلہ ہمیں مفت ہی ملا پس ابن یامین کو ہمارے ساتھ جانے دیجئے تاکہ) ہم اپنے اہل و عیال کے لئے غلہ لادلائیں اور ہم اپنے بھائی کی پوری حفاظت کریں (ابن یامین کے حصہ کا) ایک بار شتر غلہ اور بڑھوالائیں گے یہ (جو غلہ اب کی دفعہ لائے ہیں) تھوڑا سا غلہ ہے

ما ا۔ حضرت یعقوبؑ کو رقم برآمد ہونے پر یہ شبہ پیدا ہوا کہ یہ واپس نہیں ہوئی بلکہ ان کی اولاد فریب دے کر اسے واپس لائی ہے اور میرے سامنے اپنے کرتوت کو چھپا رہے ہیں لہٰذا ان سے کہا کہ اب کی بار جو جانا تو یہ رقم ساتھ لے جانا اور بادشاہ کو دے کر کہنا ہم بے قصور ہیں خدا جانے یہ رقم ہمارے سامان میں کیسے رکھ دی گئی تھی۔

م۲ ا۔ دوسرا شبہ یہ تھا کہ بادشاہ کو یہ کد کیوں ہوئی کہ ابن یامین کو اپنے ساتھ لے کر آئیں ضرور اس میں کوئی راز ہے۔ کہیں یوسفؑ کی طرح ابن یامین

Marfat.com

کو بھی تلف کرنا چاہتے ہیں۔ بہر حال یہ معاملہ حضرت یعقوبؑ کے لئے بہت کچھ غور و فکر کا مسئلہ بن گیا لیکن بغیر ابن یامین کو بھیجے چارہ کار نہ دیکھ کر ان کے ساتھ لے جانے پر راضی ہو گئے۔

## ۲۶۔ قصۂ یوسفؑ

پ ۱۳ یوسف آیت ۶۶-۶۷۔ یعقوب نے کہا جب تک میرے سامنے خدا سے یہ عہد نہ کرو گے کہ تم ضرور مجھ تک صحیح و سالم لے آؤ گے میں ابن یامین کو نہ بھیجوں گا ہاں یہ دوسری بات ہے کہ تم خود گھر جاؤ ۵ پس جب ان لوگوں نے ان کے سامنے عہد کر لیا تو یعقوبؑ نے کہا کہ تم لوگ جو کچھ کر رہے ہو خدا اس کا ضامن اور یعقوبؑ نے نصیحتاً چلتے وقت بیٹوں سے یہ بھی کہا اے فرزندو دیکھو خبردار سب کے سب ایک ہی دروازہ سے داخل ہونا دکہ کہیں نظر نہ لگ جائے

## یعقوبؑ کی نصیحت

اور متفرق دروازوں سے داخل ہونا اور میں تم سے اس بلا کو جو خدا کی طرف سے آئے کچھ بھی ٹال نہیں سکتا۔ حکم تو صرف خدا ہی کے واسطے ہے میں نے تو اس پر بھروسہ کیا ہے اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ رکھنا چاہیے

حضرت یعقوبؑ کا یہ فرمانا کہ تم سب ایک ہی دروازہ سے داخل نہ اس بنا پر تھا کہ وہ اپنی اولاد کو نظر بد سے محفوظ رکھنا چاہتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ نظر بد کا اثر خوفناک ہے۔ بچوں ہی سے مخصوص نہیں بلکہ جوانوں اور بوڑھوں پر بھی ہوتا ہے ایک حدیث میں ہے کہ اگر قبروں کو کھولا جا

Marfat.com

تو ان میں زیادہ لوگ ایسے ملیں گے جو نظر بد کے اثر سے مرے ہوں گے۔

## ۲۷۔ قصۂ یوسف ؑ

پ ۱۳۔ یوسف ع ۸ آیت ۱۶۸۔ جب یہ بھائی جس طرح ان کے والد نے حکم دیا تھا مصر میں داخل ہوئے تو جو حکم خدا کی طرف سے آنے کو تھا اُسے یعقوب ٹال نہیں سکتے تھے مگر (ہاں) یعقوب کے دل میں ایک تمنا تھی جسے انہوں نے یوں پورا کر لیا کیونکہ اس میں تو شک نہیں کہ اسے چونکہ ہم نے تعلیم دی تھی وہ صاحب علم ضرور تھا مگر بہت سے لوگ اس سے واقف نہیں)

حضرت یعقوبؑ کو بعلم نبوت معلوم ہو گیا تھا کہ ان کے بیٹے ایک مصیبت کا شکار ہوں گے اس لئے حفاظت ابن یامین کے سلسلے میں جہاں تاکید کی تھی یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اگر کہیں گھر جاؤ تو مجبوری ہے کیونکہ علم الہٰی میں جو مصیبت تمہارے لئے مقدر ہو چکی ہے اسے کون ٹال سکتا ہے عام لوگ اس بات کو کیا سمجھیں کہ انبیاء کو خدا کی طرف سے کس کس چیز کا علم دیا جاتا ہے۔

## ۲۸۔ قصۂ یوسفؑ

پ ۱۳ یوسف ع ۹۔ آیت ۱۶۹۔ جب یہ لوگ یوسف کے پاس پہنچے تو یوسف نے اپنے حقیقی بھائی (ابن یامین) کو اپنے پاس (پہلو میں) جگہ دی اور چپکے سے ان سے کہہ دیا کہ میں تمہارا بھائی یوسف ہوں تو جو کچھ (بدسلوکیاں) یہ لوگ تمہارے

### برادرانِ یوسفؑ پر سرقہ کا الزام

ساتھ کرتے رہے ہیں ان کا رنج نہ کرو ۔ پھر ذغلہ دے کر یوسف نے

Marfat.com

ان کا سامان تو درست کرادیا اور اپنے بھائی کے اسباب میں پانی پینے کا کٹورا (لوگوں کو اشارہ کر کے) رکھوا دیا جب چلنے لگے) تو ایک منادی (للکار کے) بولا اے قافلہ والو! یقیناً تم لوگ ضرور چور ہو ٥ (یہ سنکر) یہ لوگ پکارنے والوں کی طرف پھر بڑھے اور کہنے لگے تمہاری کیا چیز گم ہوگئی ہے (جس کے ہم چور بنائے گئے ہیں) انہوں نے کہا ہمیں بادشاہ کا پیالہ نہیں ملتا ہے اور میں اس کا ضامن ہوں کہ جو کوئی اسے لاکر حاضر کردے گا اس کو ایک بار شتر غلہ انعام میں ملے گا ٥ انہوں نے کہا خدا کی قسم تم جانتے ہو کہ تمہارے ملک میں ہم فساد کرنے کی غرض سے نہیں آئے تھے اور ہم لوگ کچھ چور تو ہیں نہیں ٥ تب ملازمین شاہی کہنے لگے کہ اگر تم جھوٹے ثابت ہوئے تو پھر چوری کی کیا سزا ہوگی ٥ انہوں نے کہا اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے بورے میں سے وہ پیالہ نکلے تو وہی خود اس کا بدلہ ہے (اس وقت کا قانون یہ تھا کہ مال والا چور کو ایک سال تک اپنی خدمت میں رکھتا تھا یعنی مال کے بدلہ میں غلام بنالیا جاتا تھا) ہم لوگ تو اپنے یہاں ظالموں (چوروں) کو اس طرح سزا دیا کرتے ہیں ٥ غرض یوسف نے اپنے بھائی کے سامان میں تلاشی سے قبل دوسرے بھائیوں کے بوروں میں تلاش شروع کی اس کے بعد (آخر میں) اس پیالہ کو یوسف نے اپنے بھائی کے بورے میں سے برآمد کرلیا - یوسف کو بھائی کے روکنے کی ہم نے یہ تدبیر بتائی تھی ورنہ بادشاہ مصر کے قانون کے مطابق وہ اپنے بھائی کو روک نہیں سکتے تھے مگر ہاں جب خدا چاہے ہم جسے چاہتے ہیں اس کے درجے بلند کر دیتے ہیں اور دنیا میں ہر صاحب علم سے بڑھ کر ایک اور عالم ہے ٥ غرض ابن یامین روک لیئے گئے تو یہ لوگ کہنے لگے اگر اس نے چوری کی ہے تو کوئی تعجب نہیں اس سے پہلے اس کا بھائی (یوسف) چوری کر چکا ہے (یوسف نے اس بات کا کوئی جواب نہ دیا)

Marfat.com

اس کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور ان پر ظاہر نہ ہونے دیا مگر اتنا کہہ دیا کہ تم لوگ بڑے آدمی ہو اور جو اس کے بھائی کی چوری کا حال کہتے ہو اللہ اس سے خوب واقف ہے) ۝ انہوں نے کہا اے عزیز اس کے (ابن یامین کے) والد بہت بوڑھے ہیں (اور اس کو بہت چاہتے ہیں) لہٰذا آپ اس کے بدلے ہم میں سے کسی کو لے لیجئے (اس کو چھوڑ دیجئے) کیونکہ ہم آپ کو نکوکاروں میں سے سمجھتے ہیں ۝ یوسف نے کہا معاذ اللہ (یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ) ہم نے جس کے پاس اپنی چیز پائی ہے اسے چھوڑ کر دوسرے کو پکڑ لیں اگر ہم ایسا کریں تو ضرور ظالم (بے انصاف) قرار پائیں گے ۝ الغرض جب یوسف کی طرف سے مایوس ہوئے تو باہم مشورہ کرنے کے لئے الگ جا کھڑے ہوئے ان میں جو شخص سب سے بڑا تھا (یہودا) کہنے لگا (بھائیو) کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ تمہارے باپ نے تم سے خدا کا عہد کرالیا تھا اور اس سے پہلے تم یوسف کے بارے میں کیا کچھ تقصیر کر چکے ہو تو (بھائی) میں تو جب تک میرے والد مجھے اجازت نہ دیں یا خود خدا کوئی حکم نہ دے اس سرزمین سے ہرگز نہ ہٹوں گا اور خدا سب حکم دینے والوں سے بہتر حکم دینے والا ہے ۝ تم لوگ اپنے والد کے پاس پلٹ کر جاؤ اور ان سے کہو باباجان آپ کے صاحبزادہ نے چوری کی اور ہم لوگوں نے تو اپنی دانست کے مطابق اس کے لے آنے کا عہد کیا تھا اور ہم اس غیبی آفت کے نگہبان تو تھے نہیں ۝ آپ اس بستی (مصر) کے لوگوں سے جن میں ہم لوگ تھے دریافت کرلیں اور اس قافلہ سے بھی جس میں ہم آئے ہیں پوچھ لیں یقیناً ہم بالکل سچے ہیں ۝

---

مل ۱- یہاں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ حضرت یوسف ؑ باوجودیکہ نبی تھے ایک جھوٹا الزام پیالہ کی چوری کا لگاتے پر کیسے راضی ہوئے۔ جواب یہ ہے کہ خدا

Marfat.com

کرنے والے نے یہ نہیں کہا تھا کہ تم پیالہ کے چور ہو بلکہ یہ کہا تھا کہ تم چور ہو۔ چونکہ پہلے وہ یوسفؑ کو چرا چکے تھے لہٰذا چور ہونا ان کا ثابت ہو گیا۔

ٹ ۱۔ مصر کا ملکی قانون یہ تھا کہ جب چور پکڑا جاتا تھا۔ تو اس کی سزا یہ تھی کہ ایک سال تک وہ صاحب مال کا غلام بن جاتا تھا اور اس کی خدمت بجا لاتا تھا۔

ٹ ۳ ۱۔ حضرت یوسفؑ کو ابن یامین کے روکنے کی جو تدبیر خدا نے بنائی تھی وہ کسی طرح مکر و فریب کی تعریف میں نہیں آتی۔ کیونکہ اس میں بد نیتی کو دخل نہ تھا بلکہ ایک بہت بڑی مصلحت پر مبنی تھی یعنی آل یعقوبؑ کی فلاح و بہبود اور یعقوبؑ و یوسفؑ کی ملاقات پر اگر اس سلسلے میں ایک مصنوعی الزام سے کام لیا گیا تو اس پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔

ٹ ۴ ۱۔ حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے جو چوری کا الزام ان پر عائد کیا تھا اس کا قصہ یہ ہے حضرت یوسفؑ کو ان کی پھوپھی نے بے اولاد ہونے کی وجہ سے پالا تھا حضرت یعقوبؑ جب یوسفؑ کی جدائی گوارا نہ کر کے تو ان کی پھوپھی کے گھر ان کو لینے گئے وہ یوسفؑ کو جدا کرنا نہیں چاہتی تھیں۔ انہوں نے روکنے کے لئے یہ حیلہ کیا کہ وہ کمر بند جو حضرت اسحاقؑ کے ترکہ میں ان کو ملا تھا یوسفؑ کی کمر میں باندھ دیا گویا ان کو چور بنایا اور چور کو اس زمانہ میں مال کے عوض لے لیا جاتا تھا اس حیلہ کی بنا پر حضرت یوسفؑ کو اپنی پھوپھی کے پاس رہنا پڑا۔ اسی کی طرف بھائیوں کا اشارہ تھا۔

ٹ ۵ ۱۔ حضرت یوسفؑ نے قبل از وقت اپنے بھائیوں پر اپنے کو ظاہر کرنا اس لئے مناسب نہ سمجھا کہ جو بد سلوکیاں انہوں نے ان کے اور ان کے بھائی کے ساتھ کی تھیں اس کے بدلہ میں کچھ پریشانیوں کا ان کو سامنا ہو۔

## ۲۹۔ قصہ یوسفؑ

پ ۱۳ یوسف ع ۱۰ آیت ۱۰۴ ۱۔ جب یوسف کے بھائیوں نے کنعان جا کر

واقعہ حضرت یعقوب سے بیان کیا تو انہوں نے کہا (اس نے چوری نہیں کی بلکہ) یہ بات تم نے اپنے دل سے گڑھ لی ہے تو خیر سوائے صبر کے اب اور کیا ہو۔ مجھے خدا سے امید ہے کہ میرے سب لڑکوں کو میرے پاس پہنچا دے گا بیشک وہ بڑا واقف کار حکیم ہے ۵ یعقوب نے ان لوگوں کی طرف سے منہ پھیر لیا اور (رو رو کر) کہا ہائے افسوس یوسف پر اور اس قدر روئے کہ ان کی آنکھیں صدمہ سے سفید ہو گئیں (حالانکہ) وہ تو بڑے صبر و ضبط کے آدمی تھے (یہ دیکھ کر ان کے بیٹے) کہنے لگے آپ تو ہمیشہ یوسف کو یاد ہی کرتے رہئے گا یہاں تک کہ بیمار ہو جائے گا یا جان دے دیجئے گا ۵ انہوں نے کہا (میں تم سے تو کچھ نہیں کہتا) میں تو اپنے رنج کی شکایت خدا ہی سے کرتا ہوں اور خدا کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

## ۳۰۔ قصہ یوسف ؑ

پ۱۳ یوسف ۱۲۔ آیت ۸۷۔ یعقوب نے کہا اے میرے فرزندو پھر مصر جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کو (جس طرح بنے) ڈھونڈھ کر لاؤ اور خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو ۵ سوائے کافروں کے اللہ کی رحمت سے کوئی مایوس نہیں ہوتا۔

---

ف۱۔ اب کی مرتبہ حضرت یعقوبؑ نے عزیز مصر کے نام خط بھی لکھا جس کا مضمون یہ تھا اے عزیز! ہم اہل بیت نبوت ہمیشہ بلا میں گرفتار رہتے ہیں کیونکہ رنج و خوشی میں خدا ہمارا امتحان کرتا ہے ادھر بیس برس سے اور زیادہ مصیبت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اصل مصیبت یہ بھی کہ میرے سرور دل فرزند یوسفؑ کو اس کے بھائی سیر و تماشے کی غرض سے لے گئے اور شام کو روتے پیٹتے اس کا خون آلودہ کرتا لے کر آئے اور مجھ سے بیان کیا کہ اسے بھیڑیے نے پھاڑ کھایا۔ یہ سن کر دنیا میری نظروں میں سیاہ ہو گئی

Marfat.com

اور اس کے فراق میں اتنا رویا کہ بینائی جاتی رہی اس کے بعد اس کے بھائی ابن یامین سے میرا دل کچھ بہلتا تھا کہ پہلی دفعہ مصر سے واپس آ کر میرے لڑکوں نے بیان کیا کہ عزیز مصر نے اسے بلایا ہے اور بغیر اس کے لے گئے غلہ نہ ملے گا تب میں نے مجبوراً اسے تمہارے پاس جانے دیا۔ اب کی بار جو یہ لوگ واپس آئے تو کہنے لگے اس نے چوری کی اور بادشاہ نے اسے گرفتار کر لیا حالانکہ ہم اہل بیت نبوت چوری نہیں کرتے۔ غرض اس کے قید ہو جانے سے میری مصیبت اور زیادہ ہو گئی۔ اب ہم پر رحم کرو اور احسان کر کے اس کو رہائی دو اور غلہ بھی پورا دو۔ فقط راقم یعقوبؑ ابن اسحاقؑ بن ابراہیمؑ۔

یہ خط دیکھتے ہی حضرت یوسفؑ کو تاب ضبط نہ رہی۔ تنہائی میں جا کر خوب روئے پھر منہ دھو کر باہر آئے اور بھائیوں سے باتیں کرنے لگے۔

ف ۲:۔ حضرت یعقوبؑ کا بیٹوں سے یہ کہنا کہ یوسفؑ اور اس کے بھائی کو مصر میں جا کر تلاش کرو یہ بتاتا ہے کہ حضرت یوسفؑ کی موت کا ان کو یقین نہ تھا یہ سمجھتے تھے کہ ان کی اولاد نے فریب سے کام لیا ہے اور ان کو غلام بنا کر بیچ ڈالا ہے۔

ف ۳:۔ قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب کو اس کا یقین تھا کہ یوسف مل جائیں گے تاہم فراق کی کڑی مصیبت ان سے جھیلی نہ گئی اور اتنا صدمہ ہوا کہ روتے روتے اندھے ہو گئے۔

ف ۴:۔ سفید آنکھ چونکہ بے نور ہوتی ہے اس لئے اس کو اندھے پن سے تعبیر کیا گیا ہے۔

ف ۵:۔ فراق یوسفؑ میں رونے پر جب ان کے بیٹے طنز آمیز باتیں کرتے تھے تو حضرت یعقوبؑ کو اور زیادہ اذیت ہوتی تھی۔

## ۱۳۱۔ قصہ یوسفؑ

پ ۱۳۔ یوسف ع ۱۰۔ آیتے ۸۸، ۱۰۔ جب یہ سب لوگ تیسری بار حضرت یوسفؑ

Marfat.com

کے پاس گئے تو عرض کی اے عزیز (بادشاہ مصر کا لقب) ہمارے سارے کنبہ کو قحط کا کی وجہ سے بڑی تکلیف ہو رہی ہے ہم تھوڑی سی پونجی لے کر آئے ہیں ہم کو اس کے عوض غلہ دلوا دیجئے اور قیمت پر ہی نہیں بلکہ ہم کو اپنا صدقہ خیرات دیجئے بیشک اللہ صدقہ دینے والوں کو جزا ئے خیر دیتا ہے۔

## بھائیوں کا یوسفؑ کو پہچاننا

یہ حال سن کر اب یوسفؑ سے نہ رہا گیا کہا تمہیں کیا کچھ یاد ہے کہ جب تم جاہل ہو رہے تھے تو تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا وہ یہ سن کر گھبرا گئے (کہنے لگے (ہائیں) کیا تم ہی یوسف ہو ○ فرمایا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے مجھ پر خدا نے اپنا فضل و کرم کیا اس میں شک نہیں جو شخص اس سے ڈرتا ہے اور مصیبت میں صبر کرتا ہے تو خدا ہرگز اپنے نکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا ○ وہ کہنے لگے خدا کی قسم تمہیں یقیناً خدا نے ہم پر فضیلت دی ہے اور بیشک ہم سراپا خطاوار تھے ○ یوسف نے کہا بس آج سے تم پر کوئی الزام نہیں۔ خدا تمہارے گناہ معاف فرمائے وہ سب سے زیادہ رحیم ہے۔

---

ف ۱:- حضرت یوسفؑ اگر پہلے ہی اپنے کو ظاہر کر دیتے تو ان کے نفس کا کمال ظاہر نہ ہوتا۔ انہوں نے احسان پر احسان کرنے کے بعد جب اپنے بھائیوں کی گردنیں جھکا دیں تب اپنے آپ کو ظاہر کیا۔

ف ۲:- یہ انبیاء کے خصائص میں سے ہے کہ وہ اپنے ظالموں سے بدلہ نہیں لیتے۔ اگر دوسرا ہوتا تو ان ظالم بھائیوں کو جو چاہتا سزا دیتا اور ان کے وحشت ناک مظالم کا جیسا کہ چاہتے انتقام لیتا مگر ان کے نفس انہی کے ساتھ تھے۔ ایسا ہی رحم و کرم کا

مظاہرہ ہمارے رسول ؐ نے بھی کیا تھا۔ اہل مکہ نے جو مظالم ان پر کیے تھے ان کا ہر ایک ظلم ان کے خون کی قیمت تھا لیکن حضور ؐ نے فتح مکہ کے بعد کوئی بدلہ ان سے نہ لیا اور حضرت یوسف ؑ کی طرح وہی فرمایا کہ اب تم پر کوئی الزام نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔ امت کو انتقام کے سلسلے میں یہ سبق لینا چاہیے۔

۳ :- دشمن کے ساتھ اگر احسان کیا جاتا ہے تو اس کا نتیجہ انتقام سے کہیں زیادہ بہتر ہوتا ہے انتقام سے عداوت اور زیادہ بڑھتی ہے اور احسان کرنے سے ہمیشہ کے لیے اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے بلکہ دشمنی محبت سے بدلی جاتی ہے۔ یہی سبق یہاں سکھایا گیا ہے۔

## ۲۲۔ قصہ یوسف ؑ

پ ۱۳ یوسف ع ۱۰- آیت ۹۳ :- دیکھو بھائیوں سے کہا اچھا میرا یہ کرتا لے جاؤ اور اسے ابا جان کے چہرے پر ڈال دینا تاکہ وہ پھر بینا ہو جائیں اور سب لڑکے بالوں کو لے کر میرے پاس چلے آؤ ۵ جونہی یہ قافلہ مصر سے چلا تھا تو اس وقت حضرت

## یعقوب ؑ کا یوسف ؑ کی بو سونگھنا

یعقوب نے یہ کہنا شروع کیا اگر تم مجھے سٹھیا ہوا نہ کہو تو میں یہ بات کہوں کہ مجھے یوسف کی بو معلوم ہو رہی ہے ۵ دیکھنے والے ان سے کہنے لگے خدا کی قسم آپ تو وہی اپنے پرانے محبت والے خیال میں پڑے ہیں ۵ جب یوسف کی خوشخبری دینے والا آیا اور ان کے کرتے کو یعقوب کے چہرہ پر ڈال دیا تو حضرت یعقوب اسی وقت سیانکھے ہو گئے اور بیٹوں سے فرمانے لگے کیوں کیا میں تم سے نہیں کہتا تھا کہ جو باتیں میں خدا کی طرف سے جانتا ہوں تم نہیں جانتے ۵ تب انہوں نے کہا ابا جان

Marfat.com

ہماری مغفرت کے لئے خدا سے دعا مانگئے ۔ بیشک ہم دسر تا پا گنہگار ہیں ۵
فرمایا میں اپنے پروردگار سے جلد مغفرت کی دعا مانگوں گا بیشک وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے ۔

---

ملا :- حضرت یوسف ؑ کا کرتا بھی بڑا کراماتی کرتا تھا جس سے تین باتیں عجیب و غریب ظاہر ہوئیں ۔

الف :- حضرت یعقوب ؑ نے اس کرتے ہی سے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ یوسف ؑ کو بھیڑیے نے نہیں کھایا کیونکہ اس پر بھیڑیے کے پنجوں کی خراش تک نہ تھی ۔

ب :- یہی کرتا تھا جس سے حضرت یوسف ؑ کی عصمت پر آیا ہوا الزام مٹا ۔

ج :- اسی کرتے نے حضرت یعقوب ؑ کی گئی ہوئی بینائی لوٹائی ۔

مفسرین نے لکھا ہے یہ وہی کرتا تھا جو آگ میں ڈالے جانے کے وقت حضرت ابراہیم ؑ پہنے ہوئے تھے ۔ جبریل نے بہشت سے لاکر ان کو پہنایا تھا اور حضرت یعقوب ؑ نے حضرت یوسف ؑ کو رخصت کرتے وقت ان کے بازو پر باندھ دیا تھا اور جب کنوئیں میں گرے تو حضرت جبریل نے اسے کھول کر پہنا دیا تھا اسی کرتے کی خاصیت یہ تھی کہ جب کسی بیمار کے بدن پر ڈالا گیا تو وہ فوراً تندرست ہو گیا اسی وجہ سے حضرت یعقوب ؑ فوراً بینا ہو گئے ۔ غرض فرزندان یعقوب ؑ اسے لے کر مصر سے باہر نکلے اور صحرا میں پہنچے تو بحکم خدا باد صبا نے اس کی خوشبو دس منزل سے حضرت یعقوب ؑ کے دماغ تک پہنچائی جب ہی سے بشارت کو باد صبا کی طرف منسوب کرتے ہیں

واللہ اعلم بالصواب

حضرت یوسف ؑ کی قمیص کے متعلق یہ فرض کر لینا کہ یہ وہی قمیص تھی جو بھائیوں کے ساتھ جانے کے لئے آپ نے پہن رکھی تھی تو یہ امر قابل قبول نہیں کیونکہ ان کے بھائیوں نے یہ قمیص تو ان کے بدن سے کنوئیں میں ڈالتے وقت اتار لی تھی اور اسی پر بھیڑ کا

Marfat.com

کا خون لگا کر حضرت یعقوبؑ کے پاس لائے تھے اس کے بعد حضرت یعقوبؑ کو کہاں یہ موقع ملا کہ اسے لپیٹ کر حضرت یوسفؑ کے بازو پر باندھ دیتے اور کنوئیں میں جانے کے بعد جبریلؑ آ کر اسے کھولتے اور پہنا دیتے۔ پھر یہ کچھ کم عجیب بات نہیں کہ اس کرتے کا تعلق حضرت ابراہیمؑ سے بھی پیدا کر دیا۔ ہمارے مفسرین بیچارے روایت کے مقابل درایت سے تو کام لینا جانتے ہی نہیں۔ توریت کی روایتوں پر ان کو زیادہ اعتماد ہے۔

ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ یہ تمام واقعات ایک مخصوص کرتے سے متعلق کیوں کئے جائیں کہ ہر موقع پر یوسفؑ اس کرتے کو پہنے ہوئے نظر آئیں۔ میں تو یہ سمجھا ہوں کہ انبیاء کے اجسام کی خصوصیات عام اجسام سے جدا ہیں۔ حضرت یوسفؑ کوئی کرتا بھی پہن لیتے ان کے جسم مبارک سے متصل ہونے کے بعد اس میں کرامت کا پیدا ہو جانا یقینی تھا۔

۲۔ انبیاء کے حواس بھی عام حواس سے جدا ہوتے ہیں۔ جناب ابراہیمؑ حج کے لئے بلاتے ہیں تو ان کی آواز سطح ارض پر پہنچ جاتی ہے۔ سلیمانؑ چیونٹی جیسی مخلوق کی آواز کو کھلے میدان میں سن لیتے ہیں۔ حضرت یعقوبؑ کی قوت شامہ تیس میل دور سے یوسفؑ کے کرتے کی بو سونگھ لیتی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ زمین پر کھڑے ہو کر ملکوت سموات و ارض کا معائنہ کر لیتے ہیں۔ عام لوگوں کے حواس خمسہ پر انبیاء کے قوائے ظاہری و باطنی کا قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

اب رہا یہ کہنا کہ کرتے کے آنکھوں پر ڈالنے سے حضرت یعقوبؑ کی بصارت کیسے لوٹ آئی تو یہ ایک معجزانہ شان تھی۔ انبیاء و ائمہ کے واقعات میں معجزات آپ کو ملیں گے۔ شمانت حلیمہ سعدیہ کو معرکہ طائف کے فتح کرنے کے بعد حضرت رسولِ خدا نے اپنی چادر کا ایک ٹکڑا بطور تبرک شما کو دیدیا تھا اس کی لڑکی عرصہ

بیمار بھی لیعنی نابینا تھی اس کو آنکھوں سے لگاتے ہی وہ بینا ہو گئی ۔ امام رضا علیہ السلام کی عبا کا ایک ٹکڑا دعبل شاعر کے پاس تھا ۔ ان کی کنیز یں سالہا سال سے اندھی تھیں اس ٹکڑے کے مس کرتے ہی اچھی ہو گئیں ۔

اگر معترض کو اس پر بھی تسکین نہیں ہوتی اور وہ معقولات کے سایہ میں اس مسئلہ کو حل کرنا چاہتا ہے تو اس کو علم النفس کی کتابیں پڑھنی چاہئیں ۔ کتاب فرام پاور ٹو پاور" کا مصنف لکھتا ہے کہ نفس انسانی مختلف حالات میں انسانی بدن پر مختلف اثرات ڈالتا ہے ایک شخص کا روپیہ بنک میں جمع ہے اسے پتہ چلتا ہے کہ بنک فیل ہو گیا یہ خبر سنتے ہی وہ اپنے حواس کھو بیٹھتا ہے اور بیمار پڑ جاتا ہے باہر سے کوئی چیز اس کے بدن میں داخل نہیں ہوتی جس نے اسے مریض بنایا بلکہ اس مصیبت کا یہ نفسیاتی اثر تھا کہ اس کے بدن کو ناکارہ بنا گیا ۔

ایک شخص کسی غم میں روتے روتے اندھا ہو گیا ہے معلوم ہوا کہ غم میں اندھا بنانے کی تاثیر ہے پس جب غم میں یہ تاثیر ہے تو خوشی میں بینائی لوٹانے کی تاثیر کیوں نہ ہوگی اس کے متعلق ہم بہت کچھ لکھ سکتے ہیں مگر یہاں اس سے زیادہ لکھنا مناسب نہیں ۔

## ۲۳ - قصہ یوسف ؑ
## حضرت یعقوب ؑ کا مصر آنا

پ ۱۳ یوسف ع ۱۱ - آیت ۱۹۹ - جب حضرت یعقوب اپنے کنبہ کو لے کر مصر کی طرف چلے تو یوسف شہر کے ناکہ پران کے استقبال کے لئے آئے اور سب کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے ۔ یوسف نے اپنے باپ اور ماں کو اپنے پاس جگہ دی اور ان سے کہا اب انشاءاللہ بڑے اطمینان سے مصر میں چلیے ۔ غرض شہر میں پہنچ کر یوسف ؑ

نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا اور سب یوسف ؑ کی تعظیم کے لئے ان کے سامنے سجدہ میں گر پڑے اس وقت یوسف نے کہا ابا جان یہ تعبیر ہے میرے اس خواب کی جو میرے پروردگار نے سچ کر دکھایا۔ بیشک اس نے میرے اوپر بڑا احسان کیا جب اس نے مجھے قید خانہ سے نکالا اور باوجودیکہ مجھ میں اور میرے بھائیوں میں شیطان نے فساد ڈال دیا تھا اس کے بعد آپ لوگوں کو گاؤں سے شہر میں لے آیا اور مجھ سے ملا دیا اے میرے پروردگار جو کچھ تو کرنا چاہتا ہے اس کی تدبیر خوب جانتا ہے۔ بیشک وہ بڑا واقف کار حکیم ہے اس کے بعد یوسف ؑ نے دعا کی پروردگارا تو نے مجھے ملک بھی عطا فرمایا اور خواب کی باتوں کی تعبیر بھی سکھائی۔ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے تو ہی میرا مالک و سرپرست ہے دنیا میں بھی آخرت میں بھی۔ مجھے دنیا سے مسلمان اٹھانا اور مجھے نیکوکاروں میں شامل رکھنا۔ (اے رسول) یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے جسے ہم تمہارے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجتے ہیں ورنہ جس وقت یوسف کے بھائی باہم اپنے کام کا مشورہ کرتے تھے تم وہاں موجود نہ تھے

# زلیخا کا حال

تاریخوں میں ہے کہ جب زلیخا کا شوہر سابق عزیز مصر مر گیا تو قحط کے زمانہ میں زلیخا بہت محتاج ہو گئی۔ یہاں تک کہ بھیک مانگنے لگی لوگوں نے اس سے کہا۔ یوسف ؑ کے پاس کیوں نہیں جاتی۔ اس نے کہا حیا مانع ہے جب لوگوں کا زیادہ اصرار ہوا تو ایک دن سر راہ آکر کھڑی ہوئی۔ جب حضرت یوسف ؑ کی سواری ادھر سے گزری تو بیساختہ اس کی زبان سے نکلا پاک ہے وہ ذات جس نے بادشاہوں کو نافرمانی کی وجہ سے غلام بنا دیا اور غلاموں کو فرمانبرداری کی وجہ سے بادشاہ جب حضرت یوسف ؑ نے یہ کلام سنا تو فرمایا کیا تو ہی زلیخا ہے وہ بولی ہاں فرمایا تیری کوئی حاجت ہے اس نے کہا

بڑھیا ہو گئی تم مجھ سے میری حاجت پوچھتے ہو۔ یہ سن کر حضرت یوسف علا اسے اپنے محل میں لے گئے اور فرمایا۔ تو نے میرے ساتھ ایسا ایسا کیا تھا اس نے کہا بجا ہے مگر اب مجھے ملامت نہ کریں۔ آپ نے فرمایا تو نے ایسا کیوں کیا تھا۔ کہا کہ ایک تو تم جیسا حسین خدا نے پیدا ہی نہیں کیا۔ دوسرے مصر میں مجھ سے زیادہ کوئی خوب صورت نہ تھا تیسرا میرا شوہر نامرد تھا۔ آپ نے پوچھا اب کیا ارادہ ہے اس نے کہا میرے لئے خدا سے دعا کرو کہ وہ مجھے پھر جوان بنا دے۔ غرض وہ پھر جوان ہوئی۔ آپ نے اس سے نکاح کیا تو وہ باکرہ تھی اس کے بطن سے تین اولادیں ہوئیں۔ ایک میشا دوسرے افرائیم جو حضرت یوشع وصی موسیٰ کے دادا تھے۔ تیسری بیٹی تھی جو حضرت ایوب علیہ السلام کی زوجہ تھیں۔

## بڑھیا کا قصہ

بعض تفسیروں میں یہ قصہ لکھا ہے کہ جب حضرت یوسف ع بادشاہ مصر ہوئے تو لوگوں نے آپ کو طرح طرح کے گرانقدر تحفے پیش کئے۔ ایک بڑھیا بھی اپنی سوت کی اٹیا لے کر آئی اور حضرت یوسف ع کے سامنے پیش کی۔ آپ نے لے کر رکھ لی

جب انعام دینے کا وقت آیا تو وحی ہوئی اے یوسف تم نے تمام امراء ورؤسا کو تو انعام دیا۔ تمہیں اس بڑھیا کا خیال نہ آیا۔ عرض کی پروردگار جو تیرا حکم ہو بجا لاؤں خدا نے فرمایا اس بڑھیا کی کل کائنات ایک سوت کی اٹیا تھی جسے بیچ کر وہ روزی حاصل کرتی۔ پس اس کا انعام یہ ہے کہ تم اپنی پوری سلطنت اس کے حوالے کر دو۔ یہ سن کر جناب یوسف ع اس بڑھیا کے پاس گئے اور فرمایا اے کنیز خدا تو نے مجھے تو سوت کی اٹیا بطور تحفہ پیش کی تھی میں اس کے انعام میں اپنی سلطنت دینے آیا ہوں وہ مسکرائی اور کہنے لگی اے یوسف ع تمہاری سلطنت تمہیں مبارک ہو۔ میری سلطنت تو یہ چرخا ہے۔ اس سے میں اپنی روزی بطریق حلال پیدا کرتی ہوں۔ مجھے اس کے سوا اور

کچھ نہیں چاہیئے۔ سبحان اللہ کیسی قانع عورت تھی۔ دنیا کے حریصوں کو اس سے سبق لینا چاہیئے۔

## ۳۲۔ قصۂ یوسفؑ

پ ۲۴۔ المومن ۴۲۔ آیت ۱۳۲۔ اور اس سے پہلے بھی یوسفؑ تمہارے پاس معجزے لے کر آئے تھے تم لوگ اس میں بھی برابر شک کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جب انہوں نے وفات پائی تو تم کہنے لگے ان کے بعد اب خدا ہرگز کوئی رسول نہ بھیجے گا جو حد سے گزر جانے والا ہے خدا اسے یوں ہی گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے۔

# ۱۵۔ حضرت ایوبؑ کا قصہ

پ۔ الانبیاء ۲۱۔ آیت ۸۳۔ ایوب (کا قصہ یاد کرو) جب انہوں نے اپنے پروردگار سے دعا کی۔ خداوندا۔ بیماری تو مجھے لگ گئی ہے اور تو سب پر رحم کرنے والوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔ مجھ پر رحم کر۔ تو ہم نے ان کی دعا قبول کر لی ہم نے جو کچھ ان کا درد اور دکھ تھا سب رفع کر دیا۔ انہیں ان کے لڑکے بالے بلکہ ان کے ساتھ اتنے ہی اور بھی محض اپنی خاص مہربانی سے اور عبادت کرنے والوں کی عبرت کے واسطے عطا کئے۔

---

ما۱۔ حضرت ایوبؑ انبیاء میں سے ہیں۔ اللہ نے دنیا کی ہر نعمت ان کو عطا کی تھی۔ بیل گھوڑے بکریاں، اونٹ خچر بکثرت ان کے پاس تھے جن کے چرواہوں کی تعداد چار سو غلام اور سائیں بھی بہت سے تھے۔ ہزاروں بیگھ زمین پر کاشت بھی ہوتی تھی۔ باغات بھی تھے ان کی بی بی یوسفؑ کی پوتی افرائیم کی بیٹی تھیں۔ ایک عرصہ تک اس طرح عیش و آرام

ہیں رہے اس پر بھی ہر وقت عبادت اور شکر گزاری میں مصروف رہتے اس کے بعد خدا کی طرف سے امتحان ہوا اور یہ سب چیزیں برباد ہو گئیں اولاد بھی مر گئیں مگر آپ ہر دم شکر کرتے رہے۔ پھر خود بیمار ہوئے مگر کوئی ایسا مرض نہ تھا کہ لوگوں کے لیے نفرت کا باعث ہو کیونکہ انبیاء کو ایسا مرض لاحق نہیں ہوا کرتا۔ اس پر بھی آپ شکر کرتے رہے۔ جب اس سخت امتحان میں ثابت قدم رہے تو ان کو شفا بھی ہو گئی اور وہ سب چیزیں بھی مل گئیں جو ان سے لے لی گئی تھیں۔

---

۱۔ خدا رحم کرے ہمارے مسلمان مفسرین پر کہ انہوں نے توریت سے لے کر بہت سے قصے انبیاء علیہم السلام کے متعلق ایسے لکھ مارے ہیں کہ کسی طرح عقل ان کو قبول نہیں کرتی اور جن کو پڑھ کر ایمان لرز جاتا ہے۔ یہ حضرات بغیر درایت سے کام لئے ہر روایت کو درج کر دینا قرآن کی تفسیر کا حق ادا کرنا سمجھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ایوبؑ کے متعلق لکھا ہے:۔

حضرت ایوبؑ کو اللہ تعالیٰ نے دنیاوی ساز و سامان بہ کثرت دے رکھا تھا اولاد بھی تھی مگر شب و روز عبادت خدا میں مشغول رہتے تھے اور بہت معمولی غذا کھاتے تھے۔ ایک روز شیطان نے بارگاہ باری میں عرض کی۔ ایوبؑ کو جو تو نے بے شمار دولت اور ساز و سامان دیا ہے اس لئے تیری عبادت میں مصروف رہتے ہیں اگر تو مجھے ان پر تسلط دیدے اور پھر تیرے ہو کر رہیں تب جانوں۔ خدا نے کہا میں نے تجھے ان کے مال و دولت اور بدن سب پر قبضہ دے دیا تو جس طرح چاہے بہکا اور ان کا نقصان کر کے دیکھ۔ وہ ہمارے مخلص بندے ہیں تیرے بہکانے میں نہ آئیں گے۔ یہ لکھتے ذرا ایمان میں تھرتھراہٹ نہ ہوئی کہ ایک نبی معصوم کو شیطان کے حوالے کر دیا تو جو چاہے کر تجھے ان کے جان و مال

Marfat.com

سب پر قابو دے دیا گویا شیطان کو مالک کل بنا دیا کہ ان کے مویشی بھی ہلاک کر
ان کی کھیتیاں اور باغات بھی برباد کر دے ان کی اولاد کو بھی ہلاک کر دے گویا شیطان
خدا کا ایسا پیارا بندہ تھا کہ اس نے جو کرنا چاہا اسے اختیار کلی دے دیا گیا
خدا کا امتحان لینا اور بات ہے اور شیطان کے ذریعہ سے امتحان لینا اور بات ہے
جب شیطان خود یہ کہہ چکا تھا کہ میں تیرے مخلص بندوں کو نہ بہکاؤں گا تو پھر حضرت
ایوبؑ مخلص بندوں سے کیوں خارج کر دیئے گئے۔

## ۲ - ایوبؑ کا قصّہ

## ایوبؑ کا امتحان

پ ۲۳ - ص ع ۴ - آیت ۴۱ - ۱ - اے رسول ہمارے خاص بندے ایوبؑ کو
کرو جب انہوں نے اپنے پروردگار سے فریاد کی کہ مجھے شیطان نے بہت اذیت
اور تکلیف پہنچا رکھی ہے تو ہم نے کہا اپنے پاؤں سے زمین کو ٹھکرا دو اور (جب چشمہ
پھوٹ نکلا) تو ہم نے کہا اے ایوب تمہارے نہانے اور پینے کے واسطے یہ
ٹھنڈا پانی حاضر ہے اور ہم نے ان کے لڑکے بالے اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور
خاص مہربانی سے عطا کئے اور اس واقعہ کو عقلمندوں کے لئے عبرت اور نصیحت قرار
دیا اور ہم نے کہا اے ایوب تم اپنے ہاتھ میں سینکوں کا مٹھا لو اور اس سے اپنی بی بی کو
مارو تاکہ تم اپنی قسم میں جھوٹے نہ ہو غرض ہم نے ایوب کو یقیناً صابر پایا وہ کیا اچھے بندے
تھے اور ہماری بارگاہ میں بڑے جھکنے والے۔

ہمارا ... اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کی بھی عجیب وغریب حالت ہے کبھی تو ان کا
اور راحت سے امتحان لیا جاتا ہے اور کبھی تکلیف و رنج سے اور اس کی لذت کو بھی

ی لوگ سمجھتے ہیں حضرت ایوب بن عیص حضرت یوسف ؑ کے داماد تھے اور آپ کی بی بی
ی کا نام رحیمہ تھا۔ زلیخا کے بطن سے تھیں۔ آپ شروع ہی سے بہت بڑے دولت مند
تھے اور خدا نے لڑکے بالے بھی کثرت سے عطا فرمائے تھے اور آپ ہمیشہ
خدا کی عبادت اور شکر گزاری میں بسر کرتے تھے۔ اسی برس تک یونہی گزری کہ دولت و
اولاد دے کر امتحان لیا گیا۔ اس کے بعد دوسری طرح امتحان شروع ہوا۔ سب اولاد مر گئی
دولت تباہ ہو گئی۔ جانور ہلاک ہو گئے۔ کھیتیاں برباد ہو گئیں۔ طرح طرح کی بیماریوں میں
مبتلا ہو گئے۔ فاقے پر فاقے کرنے لگے۔ غرض ہر طرح مجبور ہو گئے مگر صبر و شکر
کے سوا اف تک نہ کیا۔ کل کنبہ میں ایک بی بی رہ گئی تھیں وہ ہر طرح ان کی خدمت کرتی تھیں
سات برس انہی تکلیفوں میں گزرے۔

شیطان کے بہکانے سے لوگوں نے طعنے دینے شروع کر دیئے کہ آخر تم نے کونسا
گناہ کیا ہے جس کی سزا میں تم پر یہ مصیبت آئی ہے بلکہ خود شیطان نے بھی کہا کہ اے
ایوب ؑ تمہارا مرض اتنا طولانی ہو گیا اور تمہارا خدا تم پر رحم نہیں کرتا۔ اب حضرت ؑ کو
تاب ضبط نہ رہی تو خدا سے دعا کی تو ایک قدرتی نہر جاری ہو گئی۔ اس میں بحکم خدا آپ نہائے
اور پیا تو صحت کاملہ حاصل ہو گئی اور پھر خدا نے جتنی اولاد اور دولت دی تھی، اس سے
زیادہ عطا فرمادی۔

اس بیماری کے زمانے میں شیطان ایک روز ایک طبیب کی صورت میں انکی بی بی کے پاس آیا۔
اور ظاہر کیا کہ وہ بڑا حاذق طبیب ہے۔ رحیمہ خاتون جناب ایوب ؑ کی تکلیف سے
سخت پریشان تو تھی ہی اس کے جھانسے میں آ گئیں اور علاج کی خواہش کی اس نے کہا
اس شرط سے علاج کروں گا کہ وہ صحت کے بعد اتنا کہہ دیں کہ تو نے مجھے صحت دی ہے
یہ بیچاری شوہر کی بے پناہ محبت کی بنا پر اس کے فقرہ میں آ گئیں اور حضرت ایوب
سے جا کر بیان کیا انہیں یہ سن کر سخت صدمہ ہوا اور سخت غصہ آیا اور بی بی کو سخت

Marfat.com

سست کہا اور قسم کھائی کہ اگر میں اچھا ہو گیا تو تم کو سو قمچیاں ماروں گا جب صحت ہوئی تو خدا نے یہ ترکیب بتائی کہ سو سینکیں لے کر ایک مٹھا بناؤ اور وہ ایک دفعہ ہی ان پر مارو۔ چونکہ وہ بے قصور تھیں اس لئے ایوبؑ کی شرط بھی پوری ہو گئی اور ان کو ایذا بھی نہ پہنچی (منقول از حاشیہ قرآن مترجمہ مولانا فرمان علی صاحب) یہ ہے برگزیدگان خدا کی شان کہ کسی حالت میں خدا کی طرف سے اپنے رجوع کو نہیں ہٹانا چاہتے۔

نمبر۲:۔ مؤرخین عامہ نے یہ روایت بھی لکھ ماری ہے کہ جب ایوبؑ کی بیماری اس حد تک پہنچی کہ معاذ اللہ، ان کے بدن میں کیڑے پڑ گئے تو بستی والوں نے ان کو منحوس سمجھ کر بستی سے نکال باہر کیا اور ممانعت کر دی کہ کوئی ان کے پاس نہ جائے۔ غور کیجیے ایمان کتنے دور ہیں یہ لوگ جو ایک نبی کے بدن کو معمولی انسان کا بدن سمجھتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کو کبھی قابلِ نفرت بیماری ہوئی ہی نہ تھی۔ پھر جسم نجا میں کیڑے پڑ جانا تو نبوت کی انتہائی توہین ہے۔

نمبر۳:۔ حضرت ایوبؑ کے واقعے سے جو ایمانی اور اخلاقی سبق ملتا ہے وہ یہ ہے کہ کسی مصیبت میں انسان خدا کو نہ بھولے اور ہر حالت میں اسی سے لو لگائے رہے۔ امتحانات انبیاء کے مدارج و مراتب کے اضافے کے لیے ہوتے ہیں اور بندوں کو یہ دکھانے کے لیے کہ اللہ جس کو عہدۂ نبوت پر فائز کرتا ہے وہ معمولی لوگ نہیں ہوتے بلکہ ہر حالت میں مشیت ایزدی پر صابر و شاکر رہنے والے ہوتے ہیں۔ نیز یہ کہ جب خدا مصائب میں مبتلا کرتا ہے اور مصیبت زدہ صبر و شکر سے کام لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ پہلے سے زیادہ اس کی حالت کو بہتر بنا دیتا ہے۔

نمبر۴:۔ مسلمان عورتوں کو حضرت ایوبؑ کی بی بی کے واقعہ سے سبق لینا چاہئے۔ سات برس کی طولانی بیماری میں ایک دن نہ اکتائیں اور نہایت استقلال ہی سے ان کی خدمت میں لگی رہیں۔

# ۱۶۔ حضرت شعیبؑ اور ان کی قوم کا قصہ

پ الاعراف ۔ ع ۱۱ ۔ آیت ۸۵ ۔ ہم نے مدین والوں میں ان کے بھائی شعیب کو رسول بنا کر بھیجا انہوں نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک واضح اور روشن معجزہ بھی آ چکا پس ناپ تول پوری کیا کرو۔ لوگوں کو ان کی خریدی ہوئی چیزیں کم نہ دیا کرو اور زمین میں اس کی اصلاح و درستی کے بعد فساد نہ برپا کرو اگر تم مومن ہو تو تمہارے واسطے یہی بہتر ہے اور راستوں میں بیٹھ کر خدا پر ایمان لانے والوں کو ڈرایا نہ کرو۔ جو تم ڈراتے ہو اور خدا کی راہ سے روکتے ہو اور اس کی راہ میں خواہ مخواہ فساد کو ڈھونڈھ نکالتے ہو۔ اب بیٹھا

## شعیبؑ کی قوم سے گفتگو

کرو اور اس بات کو یاد کرو جب تم تعداد میں کم تھے تو خدا ہی نے تم کو بڑھایا تھا اور اس پر غور کرو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کار کیا ہوا ۔ جن باتوں کا میں پیغام لے کر آیا ہوں اگر تم میں سے ایک گروہ نے اس کو مان لیا اور ایک گروہ نے نہ مانا تو کچھ پرواہ نہیں تم صبر سے بیٹھے دیکھتے رہو یہاں تک کہ خدا خود ہمارے درمیان فیصلہ کر دے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

ان لوگوں میں جن کو اپنی حشمت دنیا پر بڑا گھمنڈ تھا کہنے لگے اے شعیب ہم تمہیں اور تمہارے اور پر ایمان لانے والوں کو اپنی بستی سے نکال باہر کریں گے۔ اگر تم بھی اس مذہب و ملت میں لوٹ کر آجاؤ تو خیر۔ شعیب نے کہا ہم کو چاہے تمہارے مذہب سے نفرت ہی کیوں نہ ہو (تب بھی لوٹ جاویں معاذ اللہ) جب تمہارے باطل دین سے خدا نے مجھے نجات دی اس کے بعد بھی اب اگر تمہارے مذہب کی طرف لوٹ جائیں

Marfat.com

تو ہم نے خدا پر بڑا جھوٹا بہتان باندھا اور ہمارے لئے تو کسی طرح جائز نہیں کہ ہم تمہارے مذہب کی طرف لوٹ جائیں مگر ہاں جب میرا پروردگار چاہے تو البتہ مضائقہ نہیں۔ ہمارا رب تو اپنے علم سے تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے ہم نے تو خدا پر بھروسہ کر لیا ہے۔ اے ہمارے رب تو ہی ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دے اور تو تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ○ ان کی قوم کے چند سردار جو کافر تھے (لوگوں سے) کہنے لگے اگر تم نے شعیب کی پیروی کی تو اس میں شک نہیں کہ تم سخت گھاٹے میں رہو گے۔ غرض ان لوگوں کو زلزلے نے لے ڈالا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے ○ جن لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا تھا وہ ایسے مٹے گویا ان بستیوں میں کبھی آباد ہوئے ہی نہ تھے جن لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا وہی گھاٹے میں رہے۔ تب شعیب ان لوگوں سے علیحدہ ہو گئے اور ان سے کہنے لگے اے میری قوم میں نے اپنے پروردگار کے پیغام تم تک پہنچا دیئے اور تمہاری خیر خواہی کی تھی پھر اب میں کافروں پر کیوں افسوس کروں۔

---

۱۔ حضرت شعیبؑ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ چوتھی پشت میں حضرت ابراہیمؑ سے جا ملتے ہیں۔ مدین ان کے پردادا کا نام تھا۔ انہی کے نام سے مدین بستی آباد ہوئی اس بستی میں کل چالیس گھر تھے اور ایک بستی کے لوگوں کی ہدایت بھی آپ ہی سے متعلق تھی مدین والوں میں منجملہ اور برائیوں کے دو باتیں بہت زیادہ تھیں جن میں تقریباً ہر شخص مبتلا تھا۔ ایک ڈکیتی دوسرے ناپ تول میں زیادہ لینا اور کم دینا۔ حضرت شعیبؑ نے ہر چند سمجھایا۔ جب وہ نہ مانے تو خدا نے پہلے ہوا میں ایسی سخت گرمی پیدا کی کہ وہ لوگ سردیوں میں بھی چلن سے نہ رہ سکتے تھے پھر ایک خشک اور سرد ابر آیا جس کے نیچے وہ سب کے سب جمع ہو گئے اور اس نے سارے شہر کو گھیر لیا پھر ایک چیخ کی آواز

آئی۔ زمین کو زلزلہ ہوا۔ آگ برسنے لگی جس سے سب ہلاک ہو گئے۔

۲۱۔ حضرت شعیبؑ کے معجزات میں سے ایک معجزہ یہ تھا کہ جب آپ پہاڑ پر چڑھنا چاہتے تھے تو پہاڑ کی چوٹی زمین سے آلگتی تھی اور آپ چڑھ جاتے تھے۔

۳۱۔ حضرت موسےٰؑ کا عصا آپ ہی کا عطیہ تھا۔ حضرت موسےٰؑ کو دینے سے پہلے آپ سے بھی اس عصا کے ذریعے معجزات ظاہر ہوئے۔ روایات مختلف ہیں کوئی کہتا ہے زیتون کا تھا کوئی کہتا ہے انجیر کا تھا۔ ایک روایت ہے کہ جس درخت کے نیچے پہاڑ پر آپ عبادت کیا کرتے تھے۔ بحکم خدا اس کا عصا بنایا تھا جب آپ بکریاں چرانے جاتے تو اس کو ساتھ لے جاتے اسی کی وجہ سے کبھی کسی درندے نے آپ کی کسی بکری پر حملہ نہ کیا۔

۴۱۔ جن نافرمان قوموں پر اللہ کا عذاب آیا وہ ایک بار ہی نہیں آیا بلکہ انبیاء کے ذریعے سے پہلے ان کو متنبہ کیا جاتا تھا کہ اللہ پر ایمان لائیں اور افعال بد کو ترک کریں جب کسی طرح وہ قوم نہ مانتی تھی تب عذاب نازل ہوتا تھا۔ پہلے ہلکی صورت میں تاکہ خوف زدہ ہو کر خدا پرستی اختیار کریں لیکن جب شیطان کا بھوت کسی طرح ان کے سر سے اُترتا ہی نہ تھا تو پھر ان کو ہلاک کرتے ہی بنتی تھی۔

## ۲۔ شعیبؑ کا قصہ

پ۱۲ ہود۔ ع ۷۔ آیت ۸۴ تا ۔۔ اور ہم نے مدین والوں کے پاس ان کے بھائی شعیب کو بھیجا انہوں نے اپنی قوم سے کہا۔ اے میری قوم خدا کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ناپ تول میں کوئی کمی نہ کیا کرو میں تم کو آسودہ حالت میں دیکھ رہا ہوں پھر گھٹانے کی کیا ضرورت ہے اور میں تم پر اس دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں جو سب کو گھیر لے گا اور اے قوم پیمانہ اور ترازو انصاف کے ساتھ پورے

پورے رکھا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور روئے زمین پر فساد نہ پھیلاتے
پھرو اور خدا کا بقیہ تمہارے واسطے کہیں اچھا ہے بشرطیکہ تم مومن ہو اور میں تو
تمہارا کچھ نگہبان نہیں ٥ وہ لوگ کہنے لگے اے شعیب کیا تمہاری نماز یہ سکھاتی
ہے کہ جن بتوں کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں ہم انہیں چھوڑ بیٹھیں
ہم اپنے مالوں میں جو کچھ چاہیں کریں۔ تم ہی تو بس ایک بردبار اور سمجھدار رہ گئے ہو ٥
انہوں نے کہا اے میری قوم اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں
اور اس نے مجھے اچھی اچھی حلال روزی دی ہے تو کیا میں بھی تمہاری طرح حرام کھانے
لگوں) اور میں تو یہ نہیں چاہتا کہ جس کام سے تم کو روکوں اس کے برخلاف خود اس
کو کرنے لگوں۔ میں تو جہاں تک مجھ سے بن پڑے گا اصلاح کے سوا اور کچھ چاہتا
ہی نہیں اور میری تائید خدا کے سوا اور کسی سے ہو ہی نہیں سکتی۔ اسی پر میں نے
بھروسہ کر لیا ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں ٥ اے میری قوم میرا خدا کہیں تم
سے ایسا کام نہ کرا دے کہ اس کی وجہ سے کوئی ایسی مصیبت تم پر نازل ہو جائے
جیسی قوم نوحؑ، قوم ہودؑ اور قوم صالحؑ پر نازل ہوئی تھی اور لوطؑ کی قوم کا زمانہ
بھی تم سے کچھ ایسا زیادہ دور نہیں ان سے عبرت حاصل کرو) اور اپنے پروردگار
سے اپنی مغفرت کی دعا مانگو پھر اس کی بارگاہ میں توبہ کرو میرا رب بڑا مہربان اور محبت
والا ہے ٥ انہوں نے کہا اے شعیب جو باتیں تم کرتے ہو ان میں اکثر تو ہماری سمجھ
میں ہی نہیں آتیں اور ہم تم کو اپنے لوگوں میں بہت کمزور سمجھتے ہیں اگر تمہارا قبیلہ نہ ہوتا
تو ہم تم کو کب کا سنگسار کر چکے ہوتے۔ اور تم ہم پر کسی طرح غالب نہیں آ سکتے ٥
انہوں نے کہا اے میری قوم کیا بڑے قبیلے کا دباؤ تم پر خدا سے بڑھ کر ہے
اور تم لوگوں نے خدا کو اپنے پس پشت ڈال دیا ہے بیشک میرا رب تمہارے
سب اعمال پر احاطہ کئے ہوئے ہے ٥ اے قوم اپنی جگہ جو چاہو کرو میں بھی

Marfat.com

دیکھا ئے خود) کچھ کرتا ہوں عنقریب ہی تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس پر عذاب نازل ہوتا ہے جو اس کو لوگوں کی نظر میں رسوا کر دے گا اور یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ کون جھوٹا ہے تم بھی منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں ٥ جب ہمارے عذاب کا حکم آ پہنچا تو ہم نے شعیب کو اور جو ایمان لانے والے ان کے ساتھ تھے اپنی رحمت سے بچالیا اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا ان کو ایک چیخ نے لے ڈالا وہ سب کے سب اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے اور ایسے مٹے گویا ان بستیوں میں وہ کبھی بسے ہی نہ تھے ٥ جس طرح ثمود خدا کی بارگاہ سے دھتکارے گئے تھے اسی طرح یہ مدین والے بھی دھتکارے گئے۔

---

ان آیات کے درمیان بقیۃ اللہ خیر لکم کی جو آیت لائی گئی ہے وہ بے تعلق سی معلوم ہوتی ہے۔ غالباً جامع قرآن نے اس کو اپنی جگہ سے ہٹا کر یہاں کسی مصلحت کے تحت رکھ دیا ہے۔ یہ آیت بارھویں امام علیہ السلام کی شان میں ہے وہ بقیۃ اللہ ہیں جب انشاءاللہ ظہور فرمائیں گے تو لوگ ہر طرف سے بقیۃ اللہ کہہ کر آپ کو یاد فرمائیں گے اگر اس آیت کا اول و آخر آیات سے تعلق ہی پیدا کرنا ہے تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ قوم شعیب کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ حضرت بقیۃ اللہ کے زمانے میں جس طرح عدل و انصاف ہوگا اور کسی پر ذرا برابر ظلم نہ کیا جائے گا اس طرح تم بھی انصاف کو پیش نظر رکھو اور ناپ تول میں کمی نہ کرو۔ اہلسنت کے بہت بڑے عالم امام صباغ مالکی نے فصول المہمہ میں اس کا اعتراف کیا ہے کہ بقیۃ اللہ سے مراد حضرت صاحب العصر والزمان ہیں۔

۲: ۔ حضرت شعیبؑ نے اپنی نصیحتوں کے سلسلے میں ایک نصیحت یہ بھی کی ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی قوم یا قبیلے کی دشمنی انسان کو ظلم کرنے پر آمادہ کر دیتی ہے

Marfat.com

تو یہ نوعِ انسان کی بہت بڑی کمزوری ہے ۔ عداوت کا تقاضا ترکِ تعلق تو ہو سکتا ہے ۔ یہ نہیں کہ گناہوں میں مبتلا ہو کر لوگ خود اپنا ستیاناس کریں ۔

## ۳۔ شعیبؑ کا قصّہ

پ ۱۴ ۔ الحجر ع ۵ ۔ آیت ۷۸ : ۔ اور ایکہ والے (قوم شعیب) قوم نوحؑ کی طرح بڑی سرکش تھے تو ان سے بھی ہم نے نافرمانی کا بدلہ لے لیا (یہ دو بستیاں قوم لوط و شعیب کی ایک کھلی ہوئی شاہ پر (ابھی تک موجود ہیں)

## ۴۔ شعیبؑ کا قصّہ

پ ۱۹ الشعراء ع ۱۰ ۔ آیت ۱۷۶ ۔ اسی طرح ایک (جنگل کے رہنے) والوں نے میرے پیغمبروں کو جھٹلایا ۔ شعیب نے ان سے کہا کہ تم خدا سے کیوں نہیں ڈرتے ۝ میں تو بلاشبہ تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں ۝ پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تو (اس تبلیغ رسالت پر) تم سے کوئی مزدوری بھی نہیں مانگتا میرا اجر تو رب العالمین خدا پر ہے ۝ ٹھیک ترازو سے تولو اور جب کوئی چیز ناپ کر دو پورا پیمانہ دیا کرو اور نقصان دینے والے نہ ہو اور تم (جب تولو تو) ٹھیک ترازو سے (ڈنڈی سیدھی رکھ کر) تولو اور لوگوں کو ان کی چیزیں (جو خریدیں) کم نہ دیا کرو اور روئے زمین پر فساد نہ پھیلاتے پھرو اور اس سے ڈرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا ۝ انہوں نے کہا تم پر تو کسی جادو کر دیا گیا ہے (کہ ایسی باتیں کرتے ہو) تم تو ہم ہی جیسے آدمی ہو اور ہم لوگ تو تم کو جھوٹا ہی کہتے ہیں ۝ (اگر تم سچے ہو) تو آسمان کا ایک ٹکڑا ہم پر گرا دو ۔ شعیب نے کہا جو تم کرتے ہو میرا پروردگار اسے خوب جانتا ہے ۝ انہوں نے شعیب کو جھٹلایا تو انہیں ابر نے جو سائبان

Marfat.com

سائبان کی طرح ان کے سروں پر چھایا ہوا تھا انہیں لے ڈالا۔ بے شک یہ ایک بڑے سخت دن کا عذاب تھا ۵ بے شک اس میں سمجھ والے لوگوں کے لئے بڑی عبرت ہے

---

بہ ا :۔ قوم شعیب بڑی بے ایمان قوم تھی۔ جب دوسرے لوگوں سے کوئی سودا خریدتے تھے تو ناپ تول میں کوئی ایسا طریقہ استعمال کرتے کہ ان کی طرف زیادہ آتا اور جب دوسروں کو کوئی سودا دیتے تو ان کو کم ملتا۔ اس پر لوگ جھگڑا کرتے اور خون خرابے کی نوبت آجاتی۔ سب سے پہلے جس قوم نے ڈنڈی مارنے کا طریقہ نکالا وہ قوم شعیب تھی۔

بہ ۲ :۔ عذاب کی صورت یہ ہوئی کہ پہلے ان کے سروں پر ایک بادل سایہ فگن ہوا وہ سمجھے مینہ برسے گا شعیبؑ نے کہا دیکھو اب بھی اپنے افعال ناشائستہ سے باز آجاؤ یہ تم پر عذاب نازل کرنے آیا ہے انہوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا۔ پھر زور سے بجلی چمکی اور رعد کی ایسی کڑک دار آواز آئی کہ وہ لوگ گھبرا گئے شعیبؑ نے پھر سمجھایا مگر وہ کیا مانتے آخر کار جب کسی طرح نہ مانے تو عذاب آیا اور ان کا کام تمام کر دیا۔

---

## ۵۔ شعیبؑ کا قصہ

پ ۲۰ ، عنکبوت ع ۴ آیت ۳۶ :۔ اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا انہوں نے کہا اے قوم اللہ کی عبادت کرو اور آخرت (میں اجر کی) امید رکھو اور روئے زمین پر فساد نہ پھیلاتے پھرو ۵ انہوں نے شعیب کو جھٹلایا بالآخر زلزلہ نے ان کو لے ڈالا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ پڑے رہ گئے۔

---

اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ کے ایک ہی واقعہ کو مختلف سورتوں میں ایک ہی طریقہ سے بار بار بیان کیا ہے جس سے غرض یہ ہے کہ غافلوں اور سرکشوں کو بار بار جھنجھوڑا

Marfat.com

جائے تاکہ وہ عبرت حاصل کریں اور غفلت کی گہری نیند سے چونکیں۔ اللہ کی نافرمانی ترک کریں جس خدا نے پہلی قوموں پر عذاب نازل کیا تھا وہ اب بھی نازل کر سکتا ہے لہٰذا پہلے واقعات سے عبرت حاصل کی جائے مگر وا ری دنیا تیرے متوالے ایسے اہم واقعات کی طرف کہاں توجہ کرنے والے ہیں۔

اب تو آرام سے گزرتی ہے ، عاقبت کی خبر خدا جانے

# ۱۷۔ حضرت موسیٰؑ و فرعون اور بنی اسرائیل کا قصہ

پ۱۔ البقرہ ع۵ آیت ۴۷:۔ اے بنی اسرائیل ان نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے پہلے دی تھیں اور میں نے تم کو سارے جہان کے لوگوں سے بڑھا دیا تھا ○ اور اس دن سے ڈرو جس میں کسی کی طرف سے نہ فدیہ ہو سکے گا اور نہ کسی کی طرف سے کوئی سفارش مانی جائے گی اور نہ اس کا کوئی معاوضہ لیا جائے گا اور نہ وہ مدد پہنچائیں گے

اسرائیل حضرت یعقوبؑ کا نام ہے۔ سریانی زبان میں اسرا کے معنی بندے کے ہیں اور ایل کے معنی اللہ۔ ترجمہ ہوا اللہ کا بندہ۔ بنی اسرائیل یعنی اولاد یعقوبؑ۔

## ۲۔ موسیٰؑ کا قصہ

## موسیٰ پر احسانات کا ذکر

(۱)

پ۱ البقرہ آیت ۴۹:۔ وہ وقت یاد کرو جب ہم نے تمہیں (تمہارے بزرگوں کو) قوم فرعون کے پنجے سے چھڑایا تھا جو تمہیں بڑے بڑے دکھ دے دے کے ستاتے تھے تمہارے لڑکوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو اپنی خدمت کے لئے زندہ رہنے دیتے

Marfat.com

تھے اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے (تمہارے صبر کی) سخت آزمائش تھی ٥

(۲)

اور وہ وقت بھی یاد کرو جب ہم نے تمہارے لئے دریا کو شگافتہ کیا تھا اور تم کو بچا لیا تھا اور فرعون کے آدمیوں کو تمہارے دیکھتے ڈبو دیا تھا ٥ اور وہ وقت بھی

(۳)

یاد کرو جب ہم نے موسیٰ سے چالیس دن کا وعدہ لیا تھا اور تم نے ان کے جانے کے بعد ایک بچھڑے کو پرستش کے لئے خدا بنا لیا حالانکہ اس سے تم اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے۔

(۴)

ہم نے اس پر تم سے درگزر کی تاکہ تم شکرگزار بنو ٥ اور وہ وقت بھی یاد کرو جب موسیٰ کو کتاب توریت عطا کی جو حق و باطل میں فرق کرنے والا قانون تھا تاکہ تم ہدایت پاؤ ٥

(۵)

اور وہ وقت بھی یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم تم نے بچھڑے کو خدا بنا کے اپنے اوپر سخت ظلم کیا۔ اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ تم اپنے خالق کی بارگاہ میں توبہ کرو اور وہ یہ ہے کہ اپنے کو قتل کر ڈالو۔ تمہارے پروردگار کے نزدیک تمہارے حق میں یہی بہتر ہے پھر جب تم نے ایسا کیا تو خدا نے تمہاری توبہ قبول کر لی

(۶)

وہ وقت بھی یاد کرو کہ جب تم نے موسیٰ سے کہا تھا کہ ہم تم پر اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہم خدا کو ظاہر بظاہر نہ دیکھ لیں اس پر تمہیں تجلی نے لے ڈالا اور تم تکتے ہی رہ گئے ٥

(۷)

پھر تمہارے مرنے کے بعد ہم نے تمہیں زندہ کر دیا تاکہ تم شکر ادا کرو۔

وہ وقت بھی یاد کرو جب ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا اور تم پر من وسلویٰ اتارا اور یہ بھی کہہ دیا تھا جو نفیس اور ستھری روزیاں ہم نے دی ہیں انہیں شوق سے کھاؤ اور ان لوگوں نے ہمارا تو کچھ بگاڑا انہیں بلکہ اپنی ہی جانوں پر ستم کرتے رہے۔

(۸)

اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے تم سے کہا تھا کہ اس گاؤں داریحا میں جاؤ اور اس میں جہاں جاؤ فراغت سے کھاؤ پیئو اور دروازہ پر سجدہ کرتے ہوئے اور زبان سے حطہ کہتے ہوئے یعنی طلب بخشش کرتے آؤ تو ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور ہم نیکی کرنے والوں کی نیکی بڑھا دیں گے تو جو بات ان سے کہی گئی تھی اسے شریروں نے بدل کر دوسری بات کہنی شروع کر دی تب ہم نے ان لوگوں پر جنہوں نے شرارت کی تھی ان کی بدکاری کی وجہ سے آسمانی بلا نازل کی۔

(۹)

اور وہ وقت یاد کرو جب موسیٰ نے قوم کے لئے پانی مانگا تو ہم نے کہا اے موسیٰ اپنی لاٹھی پتھر پر مارو لاٹھی مارتے ہی اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور سب لوگوں نے اپنا اپنا گھاٹ بخوبی جان لیا اور ہم نے عام اجازت دے دی خدا کی دی ہوئی روزی کھاؤ پیئو اور ملک میں فساد نہ کرتے پھرو۔

(۱۰)

وہ وقت بھی یاد کرو جب تم نے موسیٰ سے کہا ہم سے ایک ہی کھانے پر رہا نہ جائے گا۔ آپ اللہ سے دعا کیجیئے کہ جو چیزیں زمین سے اگتی ہیں جیسے ساگ پات ترکاری ککڑی لہسن، مسور اور پیاز (من وسلویٰ کی جگہ) پیدا کرے موسیٰؑ نے کہا کیا ایسی چیز کو جو ہر طرح سے بہتر ہے ادنیٰ چیز سے بدلنا چاہتے ہو تو کسی شہر میں اترو پھر تمہارے لیے جو تم نے مانگا ہے سب موجود ہے اس سے ان پر رسوائی اور

جی کی مار پڑی اور ان لوگوں نے قہر خدا کی طرف پلٹا کھایا۔ یہ سب اس سبب سے ہوا کہ وہ لوگ خدا کی نشانیوں سے انکار کرتے تھے اور انبیاء کو ناحق شہید کرتے تھے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ نافرمانی اور سرکشی کیا کرتے تھے۔

بیشک مسلمانوں اور یہودیوں اور نصرانیوں اور لامذہبوں میں سے جو کوئی خدا اور روز آخرت پر ایمان لائے گا اور اچھے اچھے کام کرتا رہے گا تو ان کے لئے خدا کے پاس اجر و ثواب ہے اور نہ قیامت میں ان پر کسی قسم کا خوف ہو گا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔

(۱۱)

اور وہ وقت بھی یاد کرو جب ہم نے تم سے تعمیل توریت کا اقرار کیا اور ہم نے تمہارے سروں پر طور سے پہاڑ کو لاکر لگایا اور کہہ دیا کہ توریت جو ہم نے تم کو دی ہے اسے مضبوط پکڑے رہو اور جو کچھ اس میں ہے اسے یاد رکھو تاکہ تم پرہیزگار ہو پھر اس کے بعد تم اپنے عہد و پیمان سے پھر گئے پس اگر تم پر خدا کا فضل اور مہربانی نہ ہوتی تو تم نے سخت گھاٹا اٹھایا ہوتا۔

(۱۲)

اور اپنے بنی کے ان لوگوں کی حالت تم بخوبی جانتے ہو جو شنبہ کے دن اپنی حد سے گزر گئے تو ہم نے ان سے کہا کہ تم راندے ہوئے بندر بن جاؤ پس ہم نے اس واقعہ کو ان لوگوں کے واسطے جن کے سامنے ہوا تھا اور ان لوگوں کے لئے جو ان کے بعد آنے والے تھے عذاب قرار دیا اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے۔

---

بنی اسرائیل بھی دنیا کی ایک عجیب قوم تھی ان میں سب سے زیادہ نیک لوگ بھی بکثرت ہوئے۔ چنانچہ انبیاء کی تعداد سب سے زیادہ انہی میں تھی اور بدکردار اور سرکش بھی سب سے زیادہ انہی میں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار ان پر احسان کیا مگر ان پر کوئی

Marfat.com

اثر نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیات میں مختصراً جن احسانات کا ذکر کیا ہے ہم ان کو ذرا تفصیل سے بیان کیے دیتے ہیں۔

بنا۔ فرعون مصر کا بادشاہ تھا مگر خفیف العقل اتنا تھا کہ اپنے کو رب الاعلےٰ یعنی خدا کہلواتا تھا اس کی قوم قبطی کہلاتی تھی۔ یہ شاہی گروہ تھا۔ دوسری قوم بنی اسرائیل تھی۔ جس کی تعداد بھی ہزاروں تھی۔ موسیٰ اس قوم سے تھے موسیٰ کی پیدائش سے قبل نجومیوں نے پیش گوئی کی کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا بچہ ہونے والا ہے جو تیری خدائی کا بھانڈا پھوڑ دے گا اور تیری ہلاکت کا باعث ہوگا۔ یہ سن کر اس نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں جس عورت کے متعلق یہ پتہ چلے کہ وہ حاملہ ہے۔ ایک قبطی عورت اس کی نگرانی پر مقرر کی جائے تاکہ وہ روزانہ اس کے حالات معلوم کرتی رہے۔ جب بچہ پیدا ہو۔ فوراً تھانہ میں اطلاع دے وہاں سے لوگ آئیں اور بچہ کو اگر مرد ہو تو فوراً ماں کے سامنے ہی ذبح کر دیں اور لڑکی ہو تو چھوڑ دیں۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ فرعون نے خواب میں دیکھا کہ بیت المقدس کی طرف سے ایک شعلہ بھڑکا اور اس نے مصر کے تمام گھر جلا کر خاک کر دیئے مگر بنی اسرائیل کو کچھ ضرر نہ پہنچا جب نجومیوں سے اس کی تعبیر پہنچی تو انہوں نے وہی تعبیر بتائی جس کا ذکر اوپر ہے۔

الغرض بنی اسرائیل کے بچے سالہا سال ذبح ہوتے رہے اور ان کی عورتیں قبطیوں کی خدمت گار بنتی رہیں۔ اسی شورش کے زمانہ میں موسیٰ پیدا ہوئے خدا کی شان کہ فرعون ہی کے گھر میں پرورش پائی۔ وہیں پل کر بڑے ہوئے۔ جب فرعون کے مظالم کا سلسلہ کسی طرح کم نہ ہوا تو موسیٰ رات کے وقت اپنی قوم کو لے کر مصر سے نکلے فرعون نے ان کا پیچھا کیا۔ بنی اسرائیل کے آگے دریا تھا اور پیچھے فرعون کی مسلح فوج تھی ایسے نازک وقت میں خدا نے مدد کی۔ حضرت موسیٰ نے اپنا عصا پانی پر مارا تو دریا میں ایک راستہ بن گیا جس میں سے ہو کر موسیٰ مع اپنی قوم کے دریا پار کر گئے۔ فرعون نے سمجھا میں بھی یوں ہی پار ہو جاؤں گا لیکن جب وہ اپنی فوج کے ہمراہ دریا کے بیچوں بیچ پہنچا تو پانی ادھر کا ادھر اور ادھر

ادھر ہو گیا۔ وہ سب ڈوب کر ہلاک ہو گئے۔ فرعون نے موسیٰؑ کے شبہ میں بنی اسرائیل کے
ں ہزار بچے قتل کئے تھے۔

۱: بنی اسرائیل کے دریا سے چھٹکارا پانے کے بعد خدا نے حضرت موسےٰؑ
ے وعدہ کیا تھا کہ تم ایک مہینہ طور پر آ کر رہو تو تمہیں توریت عطا ہوگی۔ حضرت موسےٰؑ
نے بھائی ہارونؑ کو اپنا نائب بنا کر طور پر گئے وہاں خدا کی مرضی ایک ماہ کے بعد چالیس
ن کی ہوئی۔ اِدھر سامری کے بہکانے سے بنی اسرائیل نے بچھڑے کی پوجا شروع کر
ا۔ ہر چند ہارونؑ نے سمجھایا مگر انہوں نے ایک نہ سنی۔ جب حضرت موسےٰؑ پلٹ
ے تو اپنی قوم کی حالت دیکھ کر بہت ناراض ہوئے۔

۱: جب موسیٰؑ توریت لے کر آئے تو قوم نے اس پر عمل کرنے سے انکار کر دیا اور بدستور
مری کا بچھڑا پوجتے رہے۔

: جب بنی اسرائیل بچھڑے کی پوجا کرنے پر نادم ہوئے تو موسیٰؑ نے کہا خدا سے
ہ کرو۔ حکم خدا ہوا کہ ان کی توبہ جب قبول ہوگی کہ ایک دوسرے کو قتل کریں یعنی مومن
رکوں کو چاہے وہ رشتہ دار ہی ہوں، رات کے اندھیرے میں قتل کریں۔

۱۔ جب بنی اسرائیل کے ستر منتخب آدمی حضرت موسیٰؑ کے ساتھ طور پر گئے تو وہاں
رت موسےٰؑ سے کہنے لگے ہمیں اپنے خدا کو کھلم کھلا دکھایئے ورنہ ہم آپ کو قتل کر
گے۔ حضرت موسیٰؑ نے بہتیرا سمجھایا کہ خدا قابل رویت نہیں مگر وہ نہ مانے آخر موسیٰؑ
رخواست کی۔ رب ارنی (خدا تو مجھے دکھا دے) جواب ملا۔ لن ترانی (تم ہرگز
نہ دیکھو گے نہ دنیا میں نہ آخرت میں) آخر ایک تجلی چمکی جس سے طور جل گیا۔ قوم مر گئی
موسیٰؑ غش کھا گئے اس کے بعد موسیٰؑ کی درخواست پر پھر ان کو زندہ کیا گیا۔

: وادی تیہ میں جب بنی اسرائیل پر کڑی دھوپ پڑی تو بلبلا گئے خدا نے ان پر رحم
کر ایک ابر کا ٹکڑا بھیجا جو ان کے سروں پر سایہ فگن تھا مگر ان میں شکر کرنے کی.

Marfat.com

عادت ہی نہ تھی آخر یہ نعمت بھی ان سے سلب کرلی گئی ۔

۸:۔ جب موسےؑ دریا کو پار کر گئے تو خدا نے ان سے وعدہ کیا کہ اگر قوم عمالقہ سے لڑو گے تو تمہیں سلطنت مل جائے گی ۔ حضرت موسےؑ نے بہت کچھ ابھارا مگر ان کو مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی آخر اس کی سزا میں چالیس برس وادی تیہ میں سرگردان پھرے ۔

۹:۔ بنی اسرائیل کی خواہش پر اللہ تعالیٰ نے ان پر من وسلویٰ نازل کیا اس کی صورت یہ تھی کہ صبح کو درختوں کی جھاڑیوں پر ایک روٹی اور اس پر بھنی ہوئی بٹیر رکھی ہوئی ملتی تھی کچھ دن بعد اس کو کھاتے کھاتے اکتا گئے آخر یہ نعمت بھی بند ہوئی ۔

۱۰:۔ خدا کا حکم ہوا کہ اریحا نامی گاؤں میں جاؤ وہاں تمہیں ہر قسم کی ترکاریاں وغیرہ کھانے کو ملیں گی مگر شرط یہ ہے کہ جب داخل ہو تو سجدہ کرتے ہوئے اور حطۃ حطۃ کہتے ہوئے داخل ہونا جس کا مطلب یہ تھا کہ یا اللہ ہمارے گناہ معاف کردے مگر وہاں تو شرارت گھٹی میں پڑی ہوئی تھی ۔ بجائے حطۃ کے حنطہ حنطہ (گیہوں گیہوں) کہتے داخل ہوئے نتیجہ یہ ہوا کہ عذاب الٰہی میں آ گئے ۔

۱۱:۔ جب بنی اسرائیل نے جنگل میں من وسلویٰ کھایا اور ان کو پیاس لگی تو پانی کے طالب ہوئے بحکم خدا حضرت موسیٰؑ نے ایک چٹان پر عصا مارا جس سے پانی کا چشمہ پھوٹ نکلا۔ سرکشی تو ان کی گھٹی میں پڑی تھی کہنے لگے ہم بارہ گروہ ہیں ۔ ایک گھاٹ سے سب نہیں پی سکتے ۔ چنانچہ خدا نے ان کی خواہش کو بھی پورا کیا اور ایک کی بجائے بارہ دھاریں اس سے پھوٹ نکلیں اور ہر ایک گروہ کا گھاٹ جدا جدا ہو گیا ۔

۱۲:۔ جب من وسلویٰ کھاتے کھاتے اکتا گئے تو حضرت موسیٰؑ سے کہا ہم ایک کھانے پر اب صبر نہیں کر سکتے خدا سے کہئے وہ ہمیں ترکاریاں اور غلہ دے حکم ہوا کہ یہاں سے نکل کر کسی شہر میں جاؤ ۔ وہاں یہ سب چیزیں مل جائیں گی ۔ چلے گئے لیکن وہاں پہنچ کر جب سب چیزیں مل گئیں تو آپس میں لڑنے جھگڑنے لگے ۔ آخر غضب خدا کے

Marfat.com

شکار ہوئے ۔

۱۳۔ جب بنی اسرائیل کو جو یہودی کہلاتے تھے یعنی یہودا ابن یعقوب کی اولاد تھے۔ توریت عطا ہوئی تو اس کی ضخامت دیکھ کر گھبرا گئے اور کہنے لگے ہم تو اس کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے اتنے احکام کی تعمیل کیوں کر ہو سکے گی خدا نے تنبیہ کے لئے کوہ طور کو ان کے سروں پر لا رکھا یعنی وہ اس کے نیچے تھے اگر گر پڑتا تو سب ہلاک ہو جاتے۔ جب انہوں نے توریت پر عمل کرنے کو تسلیم کیا تب وہاں سے نجات پائی ۔

۱۴۔ جس طرح مسلمانوں کے لئے جمعہ اور عیسائیوں کے لئے اتوار ہے اسی طرح یہودیوں کے لئے شنبہ کا دن متبرک ہے یعنی عبادت کے لئے مخصوص ہے۔ بنی اسرائیل دریا کے کنارے شہر ایلہ میں رہتے تھے اور ان کو شنبہ کے دن شکار کھیلنے کی ممانعت تھی مگر وہ کہاں ماننے والے تھے۔ انہوں نے یہ شرارت کی کہ دریا کے کنارے بڑے بڑے گڑھے کھودے اور دریا اور گڑھوں کے درمیان نالیاں کھودیں جمعہ کے دن جا کر نالیاں کھول آتے۔ پانی کے ساتھ وہاں مچھلیاں بھی آ جاتیں بھر جاتے گڑھے۔ کے منہ کو بند کر دیتے اور اتوار کو جا کر علی الصبح ان کو نکال لاتے۔ آخر عذاب الٰہی نازل ہوا اور وہ سب بندر بنا دیئے گئے ۔

ان سب باتوں کا تفصیلی ذکر قرآن میں آگے آئے گا۔

## ۲ موسیٰؑ کا قصہ

پ ۱۔ البقرۃ ۸۔ آیت ۶۷۔ وہ وقت یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو وہ کہنے لگے کیا تم ہم سے مذاق کرتے ہو۔ فرمایا میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہل بنوں ٥ تب وہ کہنے لگے اچھا تم اپنے خدا سے دعا کرو کہ وہ ہمیں بتلائے کہ وہ گائے کیسی ہو۔ موسیٰ نے کہا خدا فرماتا ہے

کہ وہ گائے نہ تو بہت بوڑھی ہو اور نہ بچھیا ہو بلکہ اوسط درجہ کی ہو۔ غرض جو تمہیں حکم دیا گیا ہے اسے بجا لاؤ ○ انہوں نے کہا خدا سے یہ تو معلوم کر دو اس کا رنگ کیا ہوگا موسیٰ نے فرمایا۔ خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے خوب گہرے زرد رنگ کی ہو۔ دیکھنے والے اسے دیکھ کر خوش ہو جائیں ○ وہ کہنے لگے تم خدا سے دعا کرو کہ وہ ہمیں یہ بتا دے کہ وہ

## گائے کا قصہ

گائے کیسی ہو۔ وہ گائے تو اور گایوں میں مل گئی خدا نے چاہا تو اس کے بعد ہم اس کا پتہ لگائیں گے ○ موسےؑ نے کہا خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ تو اتنی سدھائی ہوئی ہو کہ زمین جوتے نہ کھیتی سینچے بھلی چنگی ایک رنگ کی کوئی دھبہ نشان نہ ہو وہ بولے بس اب ٹھیک ٹھیک بیان کیا گیا۔ غرضیکہ ان لوگوں نے ذبح کیا حالانکہ ان سے امید نہ تھی کہ وہ ایسا کریں گے اور جب تم نے ایک شخص کو مار ڈالا اور تم میں سے اس کی بابت جھوٹ بولے کہ ایک دوسرے کو قاتل بنانے لگے اور جو تم چھپاتے تھے اللہ کو اس کا ظاہر کرنا منظور تھا۔

پھر تم سے کہا گیا کہ اس گائے کا کوئی ٹکڑا لے کر مقتول کی لاش پر مارو۔ خدا یوں مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تم کو قدرت کی نشانیاں دکھا دیتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

---

ملا ۱۔ گائے کا قصہ:- حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں ایک عورت بہت حسین اور جمیل تھی اس کے لئے ایک شخص نے جس کا نام عامیل تھا اور بہت نیک اور مالدار آدمی تھا شادی کا پیغام دیا اور اس کے چچازاد بھائی نے بھی نے عامیل کے پیغام کو منظور کر لیا اور شادی ہو گئی۔ اس کے چچازاد بھائی نے رشک و حسد میں ایک رات عامیل کو قتل کر ڈالا اور اس کی لاش محلہ کی مسجد کے دروازے پر رکھ آیا۔ پھر صبح کو مقتول

قصاص کا خود ہی دعویدار بن بیٹھا۔ بنی اسرائیل میں اس قضیہ پر سخت ہنگامہ ہوا۔ ہر قبیلہ دوسرے قبیلے کو اس کے قتل کا مجرم بتاتا تھا۔ خدا کا حکم ہوا تم ایک گائے کو ذبح کر کے اس کا ایک ٹکڑا مقتول کی لاش پر مارو۔ وہ زندہ ہو کر اپنے قاتل کا پتہ بتا دے گا پہلے تو بنی اسرائیل نے گائے کے بارے میں کج بحثیاں شروع کیں اگر حکم کے ساتھ ہی کوئی گائے ذبح کر دیتے تو اتنے جھگڑے میں نہ پڑتے۔ پھر اس کے بعد گائے کی خریداری میں بڑی بڑی شرارتیں کیں۔ قدرت نے جو صفات گائے کی بیان کی تھیں اس کی تلاش میں مارے مارے پھرے آخر ایک شخص کے پاس پتہ چلا جو محمد و آل محمد پر درود بھیجا کرتا تھا اور بڑا متقی و پرہیزگار تھا۔ خدا نے ان دونوں باتوں کے صلہ میں ان احمقوں سے گائے کی اتنی قیمت دلوائی کہ اس شہر کے سب بنی اسرائیل مفلس بن گئے کیونکہ انہیں گائے کی یہ قیمت دینی پڑی کہ اس کی کھال میں جتنا سونا آ سکے" غرض بعد خرابی بسیار ان لوگوں نے گائے ذبح کی اور اس کا ایک ٹکڑا مارا میت اٹھ بیٹھی اور اس نے اپنے چچا زاد بھائی کو اپنا قاتل بتایا پھر اس کو دوبارہ عمر بھی عطا ہوئی۔

(منقول از حاشیہ قرآن مترجمہ مولانا فرمان علی صاحب مرحوم)

نمبر ۱۔ اس واقعہ میں چند باتیں قابل غور ہیں۔

نمبر ۱:۔ یہ حضرت موسیٰ کا معجزہ نہ تھا کیونکہ اول سے آخر تک تمام کارروائی بنی اسرائیل کے ہاتھوں ہوئی۔ انہوں نے ہی خریدا اور ذبح بھی انہوں نے ہی کیا اور ٹکڑا میت کے بدن پر مارا بھی انہوں نے تھا۔ اعتراض ہوتا ہے کہ جب یہ عمل سب کا سب غیر معصوم لوگوں کے ہاتھوں ہوا تو پھر مردہ زندہ کیوں ہوا۔ جواب یہ ہے کہ اگرچہ ایسا تو تھا لیکن حکم تو خدا کا تھا وہ قادر مطلق ہے جس کے ہاتھوں سے جو چاہے کرائے۔

نمبر ۲:۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ گائے کے پارچہ میں ایسی کیا خصوصیت تھی کہ اس کا پارچہ مارتے ہی مردہ زندہ ہو گیا۔ یہ واقعہ اپنے مقام پر بالکل صحیح ہے

Marfat.com

کیونکہ قرآن میں مذکور ہے لیکن اب ایسا کیوں نہیں ہوتا۔ علاوہ بریں اب تک بیشمار حکما فلاسفر اور اطبا مسلمانوں میں گزر چکے لیکن انہوں نے اس طرف کوئی توجہ نہیں کی اور مسلمان بادشاہوں نے بھی اس میں ریسرچ کرانے کے لئے کوئی جماعت از اہلِ علم کی متعین نہیں کی موجودہ زمانہ میں جب کہ مکھی، چیونٹی اور مچھر تک سائنس دانوں کی تحقیقات کا مرکز بنے ہوئے ہیں اس طرف سے بالکل بے توجہ ہیں۔ کوئی مسلمان بادشاہ ان کو اس طرف توجہ نہیں دلاتا۔ اگر یہ قصہ کوئی اور بیان کرتا تو یہ کہا جاسکتا تھا کہ غلط ہے ایسا ہو ہی نہیں سکتا لیکن یہ تو خلاقِ عالم کا بیان کیا ہوا ہے اس میں غلط بیانی کو دخل ہی نہیں۔ ضرور ایسا ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر ہر گائے میں یہ تاثیر ہو تو پھر موت کا نسخہ ہر شخص کے ہاتھ میں آجائے اور عدم جانے والے سارے قافلے اپنا اپنا بندھا ہوا بستر کھول ڈالیں۔

میرا عقیدہ یہ ہے کہ اس قصہ میں گائے کی جو صفات بیان کی گئی ہیں اگر ایسی گائے مل جائے تو اس کے گوشت سے پھر وہی تاثیر ظاہر ہو سکتی ہے مگر ایسی گائے ملتی ہی نہیں۔ یہ قدرت کا ایک راز تھا۔ ایک کرشمہ تھا۔ جو ایک بار ظاہر ہو کر رہ گیا اگر میرے اس بیان پر یقین نہ ہو تو کارخانہ عالم میں ایسی گائے تلاش کی جائے۔ انشاءاللہ ملے ہی گی نہیں۔ جس خدا نے یہ حکم دیا تھا اس نے ایسی گائے بھی اپنی قدرت سے فراہم کر دی تھی لوگ سرسری نظر سے ایسے قصے پڑھتے چلے جاتے ہیں لیکن اس پر غور نہیں کرتے کہ قدرت نے کسی غرض سے یہ بیان کئے ہیں۔

## ۳۔ موسیٰؑ کا قصہ

پ۱۔ البقرع ۱۱۔ آیت ۹۲ :۔ موسیٰ تمہارے پاس واضح اور روشن معجزے لے کر آئے پھر بھی تم نے ان کے بعد بچھڑے کو خدا بنا ہی لیا اور اس سے تم اپنے

Marfat.com

ہی اوپر ظلم کرنے والے تھے ٥ (اور وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم (بنی اسرائیل) سے عہد لیا تھا اور کوہ طور کو ہم نے تمہارے سروں پر لٹکا دیا تھا۔ ہم نے کہا تھا کہ یہ کتاب جو ہم نے تم کو دی ہے مضبوطی سے لئے رہو اور جو کچھ اس میں ہے اسے سنو تو تم کہنے لگے سنا تو سہی لیکن ہم تو اس کو مانتے نہیں (اور ان کی بے ایمانی کی وجہ سے) بچھڑے کی محبت گویا گھول کر ان کے دلوں میں پلا دی گئی تھی (اے رسول ان سے) کہہ دو کہ اگر تم ایماندار تھے تو تم کو تمہارا ایمان کیا ہی برا حکم کیا کرتا تھا اور ان سے کہو کہ اگر خدا کے نزدیک آخرت کا گھر (بہشت) خاص تمہارے ہی لئے ہے) اور لوگوں کے واسطے نہیں تو اگر سچے ہو تو ذرا موت کی آرزو تو کرو لیکن وہ ان اعمال بد کی وجہ سے جنہیں انہوں نے اپنے ہاتھوں پہلے سے بھیجا ہے ہرگز موت کی آرزو کریں ہی گے نہیں اور خدا ظالموں کو اچھی طرح جاننے والا ہے ٥ اے رسول تم ان کو زندگی کا سب سے زیادہ حریص پاؤ گے۔

ان آیات میں چند باتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۱:- بنی اسرائیل سے یہ عہد لیا گیا تھا کہ وہ خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کریں مگر ان احمقوں نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی اور ایسی کہ اس کی محبت ان کے رگ و ریشہ میں خون کی طرح دوڑ گئی۔

۲:- توریت ان کی ہدایت کے لئے نازل کی گئی تھی اس کے متعلق یہ کہا گیا تھا کہ اسے مضبوطی سے پکڑو یعنی سختی کے ساتھ اس پر عمل کرو مگر انہوں نے کتاب خدا کو ایک کھیل بنا دیا اس کے احکام سنتے تھے مگر عمل نہیں کرتے تھے

۳:- کرتے کراتے کچھ نہیں تھے مگر ڈینگیں مارتے تھے کہ بہشت تو ہے ہی خاص ہمارے لئے۔ دوسرا ہمارے سوا جا ہی نہیں سکتا۔ خدا نے اس دعوے کی تردید میں فرمایا۔ موت کی آرزو تو کرو یعنی اگر بہشت میں جانے

Marfat.com

پر تمہیں یقین ہے تو پھر موت سے ڈرتے کیوں ہو۔ بہشت میں جلدی پہنچنے کے لئے موت کی تمنا کرو۔ مگر تم کرو گے کیسے جو اعمال بیان کر چکے ہو۔ قیامت میں ان کی سزا کا خوف تمہارے دل میں بیٹھا ہوا ہے۔ تم تو زندگی کے سب سے زیادہ حریص ہو ایمان تو تم سے چھو بھی نہیں گیا۔

۱۷۱۔ ان آیات سے پہلے بھی اور ان آیات میں بھی خدا نے خاص طور سے اپنے اس احسان کو جو کوہ طور کو ان کے سروں سے ہٹا کر کیا تھا۔ ظاہر فرماتا ہے اس کی توضیح ضروری ہے ہم اپنی کتاب رموز القرآن میں اس پر کافی روشنی ڈال چکے ہیں۔ یہاں بھی مختصر سا ذکر اس کے متعلق کرتے ہیں۔

سرسید احمد خاں صاحب نے اپنی تفسیر انوار القرآن میں لکھا ہے کہ اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ جڑ سے اکھڑ کر بنی اسرائیل کے سروں پر آ گیا تھا۔ بلکہ وادی میں وہ اس کے نیچے کھڑے تھے چونکہ وہ آتش فشاں تھا اس لئے اس میں زلزلہ آ رہا تھا۔ اگر خدا نہ بچاتا اور وہ ان پر پھٹ پڑتا۔ سب مر جاتے۔ اسی احسان کو خدا نے ظاہر کیا ہے۔

سرسید مرحوم نہ تو معجزات انبیاء کے قائل تھے نہ کسی حاذق عادات امر کے۔ وہ کہتے تھے قانون قدرت جو کچھ ہے اس کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ پہاڑ کا جگہ سے ہٹ کر بنی اسرائیل کے سروں پر آ جانا خلاف عقل ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اوّل تو کوہ طور کو کسی نے کوہ آتش فشاں نہیں لکھا اور اگر بالفرض وہ اس وقت آتش زنی کر رہا ہو اور زلزلہ آ رہا ہو تو بنی اسرائیل کو وہاں سے بھاگ جانا چاہئے تھا جس خدا نے پہاڑوں کو اتنا بلند کیا ہے اس کی قدرت کے لئے کیا مشکل تھا کہ وہ طور کو اتنا جھکا دیتا کہ وہ بنی اسرائیل پر چھتری کی طرح سایہ فگن ہو جاتا۔ یہ تو کسی نے نہیں کہا کہ طور اپنی جگہ سے اکھڑ کر بنی اسرائیل کے سروں پر آ گیا تھا بلکہ قرآن سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ سایہ اس کا بنی اسرائیل پر پڑ گیا تھا۔ اور انہیں یہ خوف پیدا ہو گیا تھا

Marfat.com

کہ اگر یہ ہم پر گر پڑا تو ہم سب دب کر مر جائیں گے۔ لیکن خدا نے ان کو بچا لیا۔ کوہ طور کا جھکنا اور پھر سیدھا ہو جانا قدرت کے نزدیک کون سی بڑی بات تھی۔

## ۴۔ موسیٰؑ کا قصہ

پ النساء ع ۲۲۔ آیت ۱۶۱:۱۔ اے رسول اہل کتاب (یہود) تم سے درخواست کرتے ہیں کہ تم ان پر آسمان سے کتاب اتراؤ (تو تم اس کا خیال نہ کرو) یہ لوگ موسےٰؑ سے تو اس سے کہیں بڑھ چڑھ کے درخواست کر چکے ہیں انہوں نے کہا تھا کہ ہمیں خدا کو کھلم کھلا دکھا دو تو ان کی شرارت کی وجہ سے تجلّی نے ان کو لے ڈالا پھر باوجودیکہ ان لوگوں کے پاس نہایت روشن دلیلیں آ چکی تھیں اس کے بعد بھی ان لوگوں نے بچھڑے کو خدا بنا لیا پھر ہم نے اس سے بھی طرح دی اور موسیٰ کو ہم نے صریحی غلبہ عطا کیا اور ہم نے ان کے خلاف میثاق کرنے پر ان کے سر پر طور کو بلند کر دیا اور ہم نے ان سے کہا شہر کے دروازے پر سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور ہم نے یہ بھی کہا کہ تم شنبہ کے دن ہمارے حکم سے تجاوز نہ کرنا اور ہم نے ان سے بہت مضبوط عہد لے لیا۔ پھر ان کے اپنے عہد توڑنے اور احکام خدا سے انکار کرنے اور ناحق انبیا کے قتل کرنے اور اس کے کہنے پر کہ ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں۔ خدا نے ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر کر دی ہے پس چند آدمیوں کے سوا یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

اور ان کے کافر ہونے اور مریمؑ پر بہت بڑا بہتان باندھنے اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مریمؑ کے بیٹے عیسےٰؑ کو قتل کر ڈالا حالانکہ نہ تو ان لوگوں نے قتل ہی کیا اور نہ سولی ہی دی بلکہ ان کے لئے ایک دوسرا عیسےٰ کے مشابہ کر دیا گیا تھا اور جو لوگ اس بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ ان حالات کی طرف سے دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں ان کو اس واقعہ کی خبر ہی نہیں مگر صرف اٹکل پچو باتیں کرتے ہیں

Marfat.com

انہوں نے بالیقین عیسٰی کو قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا اور خدا تو بڑا زبردست تدبیر والا ہے ٥ اور جب حضرت عیسٰے ۱ (امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے وقت اتریں گے) تو اہل کتاب میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہ ہوگا جو ان کے مرنے سے پہلے ایمان نہ لاچکا ہو۔ اور روز قیامت وہ ان پر گواہ ہوں گے اور یہودیوں کے گناہ کی وجہ سے ہم نے ان پر وہ صاف ستھری چیزیں جو حلال تھیں حرام کر دیں اور ان کے خدا کی راہ سے لوگوں کو روکنے اور باوجود ممانعت سود کھاتے اور زبردستی لوگوں کا مال لوٹ مار کر کھانے کی وجہ سے جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

## ۵۔ موسیٰؑ کا قصہ

پ۔ المائدہ ع ۴۔ آیت ۱۲۰۔ جب موسٰے نے اپنی قوم سے کہا تھا ان نعمتوں کو یاد کرو جو اللہ نے تم کو دی ہیں اس لئے کہ اس نے تم میں بہتیرے پیغمبر بنائے اور تم ہی لوگوں کو بادشاہ بھی بنایا اور وہ نعمتیں دیں جو ساری خدائی میں کسی کو بھی نہ دیں ٥ اے قوم مقدس

## لشکر موسیٰؑ کی نافرمانی

زمین میں جاؤ جہاں خدا نے تمہاری تقدیر (حکومت) لکھ دی ہے۔ دشمن کے مقابلے میں پیٹھ نہ پھیرو کیونکہ اس میں تم خود ہی گھاٹا اٹھاؤ گے ٥ وہ کہنے لگے اے موسٰے اس ملک میں تو بڑے زبردست اور قوی الجثہ لوگ رہتے ہیں۔ جب تک لوگ اس میں سے نکل نہ جائیں گے ہم داخل نہ ہوں گے ہاں اگر یہ نکل جائیں گے تو ہم بیشک داخل ہو جائیں گے ٥ مگر ان میں سے دو آدمی (یوشع و کالب) جو خدا کا خوف رکھتے تھے اور جن پر خدا نے اپنا خاص فضل و کرم کیا تھا کہنے لگے ان پر حملہ کر کے بیت المقدس

کے پھاٹک میں گھس پڑو بس ادھر تم پھاٹک میں گھسے اور تمہاری جیت ہوئی اگر تم ایماندار ہو تو خدا ہی پر بھروسہ کرو ٥

وہ سب کہنے لگے اے موسیٰ ہم تو ہرگز اس میں داخل نہ ہوں گے جب تک وہ لوگ اس میں موجود ہیں پس تم جاؤ اور تمہارا رب جائے اور ان سے جا کر لڑے ہم تو یہیں بیٹھے ہیں ٥ (ان کی یہ بزدلی دیکھ کر موسیٰ نے خدا سے دعا کی) پالنے والے تو خوب واقف ہے کہ مجھے سوائے اپنی ذات اور اپنے بھائی کے اور کسی پر قابو نہیں۔ بس ہمارے اور ان نافرمان لوگوں کے درمیان جدائی ڈال دے ٥ (کیونکہ ہمارا اور ان کا ساتھ نہیں ہو سکتا) خدا نے فرمایا (اچھا تو ان کی سزا یہ ہے کہ چالیس برس تک ان کو وہاں کی حکومت نصیب نہ ہوگی اور (اس مدت دراز تک) یہ لوگ مصر کے جنگل میں سرگرداں رہیں گے پھر تم ان بدکار بندوں پر افسوس نہ کرنا ٥

---

۱۔ حضرت موسیٰؑ نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی۔ جوانی کے بعد سے اپنی قوم کو ہدایت کرتے رہے مگر بنی اسرائیل ایک ایسی ہٹی، ضدی اور نافرمان قوم تھی کہ جو بات حضرت موسیٰؑ کہتے وہ اس کے خلاف کرنے پر آمادہ ہوتی اس نافرمانی کی بدولت کیا کیا مصیبتیں ان پر نازل نہ ہوئیں مگر ان چکنے گھڑوں پر کوئی اثر نہ ہوا۔

حضرت موسیٰؑ نے مظالم فرعون سے چھٹکارا پانے کے بعد اپنی قوم سے کہا کہ ارض مقدس میں جاؤ اور وہاں کے لوگوں سے لڑو اللہ تعالیٰ وہاں کی حکومت تم کو عطا کرے گا۔ باوجودیکہ وہ تعداد میں ستر ہزار تھے مگر بزدلی ان پر غالب آگئی۔ کہنے لگے موسیٰؑ آپ کن لوگوں سے ہمیں لڑوا رہے ہیں یہ بڑے سرکش اور قوی الجثہ لوگ ہیں ہم ان پر کیسے غالب آ سکتے ہیں ان میں دو شخص یوشع و کالب

جو مومن تھے کہنے لگے گھبراتے کیوں ہو اللہ پر بھروسہ کرو اور داخل ہو جاؤ اللہ کے فضل سے تھوڑے سے بہت سوں پر غالب آجائیں گے۔ جب ہم داخل ہوں گے تو وہ خود نکل بھاگیں گے۔ وہ موسیٰ ؑ سے کہنے لگے۔ بس جی ہم تو یہیں بیٹھے ہیں آپ جائیں اور آپ کا خدا۔ اور ان سے جا کر لڑیں۔ موسیٰ ؑ نے خدا کی بارگاہ میں عرض کی پروردگار! میں اپنے نفس پر قابو رکھتا ہوں اور اپنے بھائی پر سچ ہے جگر جگر ہے دگر دگر۔ یہی چیز تھی کہ حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیشہ اپنے بھائی پر اعتماد کیا۔ جب عمرو بن عبدود کے مقابلے کو کوئی نہ نکلا تو جناب علی علیہ السلام ہی کو بھیجا تھا۔

ط ۱۔ اس نافرمانی کی سزا میں بنی اسرائیل ایک جنگل میں محصور کر دیئے گئے یہ صرف پندرہ کوس لمبا چوڑا تھا مگر چالیس سال تک وہ اس سے باہر نہ نکل سکے۔ دن بھر چلتے مگر رات کو جہاں سے چلتے تھے اپنے کو وہیں پاتے۔ حضرت موسےٰ ؑ کا انتقال اسی وادی میں ہوا۔

---

## ۶۔ موسیٰ ؑ کا قصہ

## یہودیوں کو نافرمانی کی سزا

پ الانعام آیت ۱۴۷۔ اور ہم نے یہودیوں پر تمام ناخن دار جانور حرام کر دیئے تھے اور گائے اور بکری دونوں کی چربیاں بھی ان پر حرام کر دی تھیں۔ سوائے اس چربی کے جو دونوں کی پیٹھ یا آنتوں پر لگی ہو یا ہڈی سے چپکی ہو یہ ہم نے ان کی سرکشی کی سزا دی تھی اور ہم اس بارے میں ضرور سچے ہیں۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

# ۷ - موسیٰؑ کا قصہ

پ ۹ الاعراف ع ۱۳ - آیت ۱۰۳ :- پھر ہم نے موسیٰؑ کو فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس رسول بنا کر بھیجا تو ان لوگوں نے معجزات کے ساتھ بڑی بڑی شرارتیں کیں۔ ذرا غور تو کرو ان فسادیوں کا انجام کیا ہوا ○ موسیٰ نے فرعون سے کہا کہ اے فرعون میں یقیناً پروردگار کا رسول ہوں مجھ پر واجب ہے کہ خدا کے متعلق سچ کے سوا ایک لفظ بھی جھوٹ نہ کہوں ○ میں یقیناً تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح اور روشن معجزے لے کر آیا ہوں پس تو اسرائیل کو میرے ہمراہ کر دے ○ فرعون نے کہا اگر تم سچے ہو اور واقعی کوئی معجزہ لے کر آئے ہو تو اسے دکھاؤ ○ موسیٰ نے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا ایک دم وہ اچھا خاصا (جیتا جاگتا) اژدھا بن گیا اور پھر اپنا ہاتھ باہر نکالا تو وہ لوگ کیا دیکھتے ہیں کہ ہر شخص کی نظر میں وہ جگمگا رہا ہے ○ فرعون نے اپنے سرداروں سے کہا۔

## موسیٰؑ کا ساحران کو شکست دینا

یہ بڑا ماہر جادوگر ہے چاہتا ہے کہ تمہیں اپنے ملک سے باہر نکال دے بتاؤ تم لوگوں کی اس معاملہ میں کیا صلاح ہے ○ انہوں نے کہا کہ موسیٰ اور ان کے بھائی کو چند روز حراست میں رکھیئے اور اطراف کے شہروں میں ہرکارے بھیجئے کہ تمام بڑے بڑے جادوگروں کو جمع کر کے آپ کے دربار میں حاضر کریں ○ جادوگر آ گئے اور فرعون کے سامنے ہو کر کہنے لگے اگر ہم موسیٰ پر غالب آ جائیں تو بڑا انعام ملنا چاہیئے ○ فرعون نے کہا (ہاں انعام ہی نہیں، پھر تو تم ہمارے دربار کے مقربین میں سے ہو گے ○

جادوگروں نے کہا اے موسیٰ یا تو تم ہی اپنے منتر پھینکو یا پھر ہم اپنے اپنے منتر پھینکیں ○ موسیٰ نے کہا تم ہی پھینکو (دیکھیں کیا کرتے ہو) جونہی انہوں نے (اپنی رسیوں

کے ٹکڑے اوپر کو پھینکے) لوگوں کی نظر بندی کردی اور وہ سب سانپ معلوم ہونے لگے، لوگوں کو ڈرا دیا (اور شک نہیں) انہوں نے بڑا بھاری جادو دکھایا ہم نے موسیٰ کے پاس وحی بھیجی (کہ اب کیا سوچتے ہو، تم بھی اپنے عصا کو چھوڑ دو لوگوں نے دیکھا کہ عصا ان کے بنائے ہوئے جھوٹے سانپوں کو ایک ایک کر کے نگل رہا ہے) الغرض جو حق بات تھی وہ تو واقع ہو کر رہی اور ان کی ساری کارستانی ملیا میٹ ہو گئی اور فرعون اور اس کے سارے طرفدار گھاٹے میں رہ گئے۔ ہارے بھی اور ذلیل و رسوا ہو کر پلٹے بھی وہ سب جادوگر (موسیٰ کے سامنے) سجدے میں گر پڑے دعا جزی سے) بولے ہم سارے جہاں کے پروردگار پر ایمان لے آئے جو موسیٰ و ہارون کا پروردگار ہے

## ساحروں کا ایمان لانا اور فرعون کا دھمکانا

(یہ دیکھ کر) فرعون نے ان جادوگروں سے کہا تم میری اجازت کے بغیر اس پر ایمان لے آئے بیشک یہ تم لوگوں کی مکاری ہے جو تم لوگوں نے اس شہر میں پھیلا رکھی ہے تاکہ اس کے باشندوں کو یہاں سے نکال باہر کرو اچھا تمہیں عنقریب اس شرارت کا نتیجہ معلوم ہو جائے گا میں یقیناً ایک طرف سے تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے تمہارے پاؤں کٹوا ڈالوں گا پھر تم سب کو سولی دیدوں گا جادوگر کہنے لگے ہم کو تو آخر ایک روز اپنے رب کی طرف لوٹ جانا ہی ہے یعنی مرنا ہی ہے (تیرے ہی ہاتھ سے سہی) تو اس کے سوا ہم سے کا ہے کی عداوت رکھتا ہے کہ جب ہمارے پاک خدا کی نشانیاں آئیں تو ہم ان پر ایمان لے آئے۔

اور خدایا تو ہماری یہ دعا ہے) اے پروردگار ہم پر صبر کا مینہ برسا اور ہمیں اپنی فرمانبرداری کی حالت میں دنیا سے اٹھا لے فرعون کے سرداروں نے

Marfat.com

کہا کیا آپ موسیٰ اور اس کی قوم کو ان کی حالت پر چھوڑ دیں گے کہ ملک میں فساد کرتے پھریں
اور آپ کے خداؤں کی پرستش کو چھوڑ بیٹھیں۔ اس نے کہا (گھبراؤ نہیں) ہم عنقریب
ہی ان کے بیٹوں کو قتل کرنے اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھ کر لونڈیاں بنانے کا حکم دیتا ہوں
اور ہم ان پر ہر طرح قدرت رکھتے ہیں۔ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا (بھائیو) خدا سے پناہ
مانگو اور صبر سے کام لو۔ ساری زمین تو خدا ہی کی ہے۔ بندوں میں سے جس کو چاہے اس
کا مالک و وارث بنا دے اور خاتمہ بالخیر تو پرہیزگاروں ہی کا ہے ٥ وہ لوگ
کہنے لگے اے موسیٰ تمہارے آنے سے پہلے بھی اور تمہارے آنے کے بعد بھی ہم
کو تو برابر تکلیف ہی پہنچ رہی ہے (آخر کہاں تک صبر کریں) ٥ موسیٰ نے کہا (گھبراؤ
نہیں) عنقریب ہی خدا تمہارے دشمن کو ہلاک کرے گا اور تمہیں ان کا جانشین بنائے
گا اور دیکھے گا تم کیا کرتے ہو ٥ اور بیشک ہم نے فرعون کے لوگوں کو برسوں کے قحط اور
پھلوں کی کمی کے عذاب میں گرفتار کیا تاکہ وہ لوگ عبرت حاصل کریں ٥ تو جب انہیں کوئی
راحت ملتی تو کہنے لگے کہ یہ تو ہمارے لیے سزاوار ہی ہے اور جب کوئی مصیبت
آجاتی تو موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی بدشگونی سمجھتے۔ دیکھو ان کی بدشگونی تو خدا کے یہاں
بھی جا چکی تھی مگر بہتیرے لوگ نہیں جانتے ٥ فرعون کے لوگ موسیٰ سے ایک بار کہنے
لگے کہ تم ہم پر جادو کرنے کے لیے چاہے کتنی ہی نشانیاں لاؤ ہم تو تم پر کسی طرح
ایمان نہیں لائیں گے ٥ جب سرکشی اس حد تک بڑھی) تو ہم نے ان پر پانی کے طوفان
ٹڈیوں، جوؤں، مینڈکوں اور خون کے عذاب بھیجے یہ سب جدا جدا ہماری قدرت
کی نشانیاں تھیں اس پر بھی وہ لوگ تکبر ہی کرتے رہے اور وہ تو گنہگار لوگ تھے ہی ٥
جب ان پر عذاب آ پڑتا تو کہتے اے موسیٰ تم سے جو خدا نے قبولِ دعا کا عہد کیا ہے
اسی کی امید پر اپنے خدا سے دعا مانگو اگر تم نے ہم سے عذاب کو ٹال دیا تو ہم ضرور تم پر ایمان
لے آئیں گے اور تمہارے ساتھ بنی اسرائیل کو ضرور بھیج دیں گے۔ پھر جب ہم

ان سے اس وقت کے لئے عذاب کو ہٹا لیتے تو پھر فوراً بد عہدی کرنے لگتے ○ تب ہم نے آخر ان سے (ان کی شرارتوں کا) بھرپور بدلہ لے ہی لیا۔ چونکہ وہ لوگ ہماری آیات کو جھٹلاتے تھے اور ان سے غافل رہتے تھے ہم نے انہیں دریا میں ڈبو دیا ○ اور جن لوگوں کو یہ کمزور سمجھتے تھے انہیں کو (ملک شام کی) سرزمین کا جسے ہم نے زرخیز ہونے کی برکت دی تھی اس کے پورب پچھم کا مالک بنا دیا۔ چونکہ بنی اسرائیل نے (فرعون کے ظلموں پر) صبر کیا تھا تو تمہارے پروردگار نے جو نیک وعدہ ان سے کیا تھا پورا ہو گیا اور جو کچھ فرعون اور اس کے لوگ کرتے تھے اور اونچی اونچی عمارتیں بناتے تھے سب ہم نے برباد کر دیں ○

---

ف ۱:۔ فرعون کا نام ولید بن مصعب بن ریان تھا۔ ریان حضرت یوسف ؑ کے زمانے میں بادشاہ مصر تھا اور چونکہ حضرت یوسف ؑ خرید سے گئے تھے اس لئے یہ فرعون بنی اسرائیل کو اپنا غلام سمجھتا تھا اور اس کے پنجہ سے چھڑانے کے لئے حضرت موسےٰ ؑ مصر بھیجے گئے تھے۔ فرعون چار سو برس زندہ رہا اور خدا کی شان کبھی اس کو کوئی بیماری نہ ہوئی۔ اس کی خوراک اکثر منقیٰ تھی اس نے سات شہر بنائے تھے۔ سب کے گرد بانسوں کا جنگل تھا اور ان میں شیر چھوڑ دیئے تھے تاکہ حضرت موسیٰ ؑ سے محفوظ رہے لیکن جب موسیٰ ؑ اونی ٹوپی پہنے اور بالوں کی ایک رسی کمر میں باندھے مصر میں آئے تو شیر خود دوڑ کر بھاگ گئے اور جب شہر میں پہنچے تو ہر دروازہ خود بخود کھل گیا۔

جب فرعون کے دروازے پر پہنچے تو دربانوں نے جانے سے روکا اور کہا کیا خدا کو کوئی اور آدمی نہیں ملتا تھا کہ تم کو اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا۔ یہ سن کر آپ کو غصہ آ گیا۔ دروازہ پر عصا مارا تو وہ خود بخود کھل گیا اور آپ اندر چلے جس دروازے پر پہنچ کر عصا مارتے وہ خود بخود کھل جاتا یہاں تک کہ فرعون کے پاس پہنچے اس نے لوگوں کے

Marfat.com

رد کئے پر بضد رہے تو سمجھ لیا کہ یہ کوئی غیر معمولی شخصیت کا مالک ہے موسیٰؑ نے اس کے سامنے جا کر کہا میں خدا کا رسول ہوں۔ تیری ہدایت کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ اس نے کہا۔ کیا ثبوت ہے اس کا کہ تم خدا کے فرستادہ ہو۔ آپ نے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا وہ ایک خوفناک عظیم الجثہ اژدھا بن کر منہ کھولے فرعون کی طرف بڑھا۔ فرعون نے دیکھا کہ اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ وہ اور اس کے ساتھی خوف سے بھاگے اور فرعون تو ڈر کے مارے ہگ بھرا اور اس بھگدڑ میں بہت سے لوگ کچل کر مر گئے فرعون نے گڑگڑا کر کہا موسیٰ خدا کے واسطے اسے پکڑ لو۔ جب آپ نے پکڑا تو وہ پھر ویسے کا ویسا ہی تھا۔

۲۱:۔ بارہ ہزار جادوگر جمع ہوئے تھے ان سب کے استاد چار شخص تھے ان جادوگروں کا بھی ایک استاد تھا جس کا نام شمعون تھا مگر جب ان لوگوں نے مصر میں آتے ہی یہ سن لیا کہ حضرت موسیٰؑ کے سوتے وقت بھی عصا اژدھا بن کر ان کی حفاظت کرتا ہے تو اس وقت ان کی ہمت پست ہو گئی کیونکہ جادوگر کے سونے کے بعد جادو کا اثر نہیں رہتا۔ یہ مقابلہ سکندریہ کی زمین پر ہوا تھا اور وہاں کی تمام خلقت اور فرعون کا لشکر تماشہ دیکھنے جمع ہوا تھا۔ فرعون ایک تخت پر بیٹھا جادوگروں کے غلبہ کا انتظار کرنے لگا۔

۲۲:۔ صبح کو کچھ دن چڑھے جادوگروں نے اپنا جادو دکھانا شروع کیا تھا اس وقت وہ کافر تھے اللہ کی شان دیکھو کہ ظہر کے وقت وہ ایمان لے آئے اور نماز عصر کے وقت ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور مغرب کے وقت سولی دی گئی۔ اللہ اللہ اس دنیا میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں "صبح دوزخ میں ہوئی جنت الفردوس میں شام" ایسے ہی لوگوں کے لیے ہے۔

۲۳:۔ جادوگروں کے ایمان لانے کے بعد مصر کے بہت سے لوگ ایمان لے آئے اور سب کو فرعون نے اپنے وزیر ہامان کے ورغلانے سے قید کر دیا اور جب

Marfat.com

جب حضرت موسیٰؑ کی سفارش پر بھی نہ چھوڑا تو حضرت موسیٰؑ لوگوں کے ساتھ جنگل میں جا رہے۔ خدا نے فرعونیوں پر ایسا طوفان بھیجا کہ سارے مکانات منہدم ہو گئے اور شہر چھوڑ جنگل میں جانے پر مجبور ہوئے۔ اس وقت فرعون نے موسیٰؑ سے کہا کہ تم دعا کرو کہ اگر یہ عذاب ہٹ جائے گا تو ہم قیدیوں کو چھوڑ دیں گے۔ جب طوفان ہٹ گیا تو فرعون نے جو وعدہ کیا تھا اسے وفا نہ کیا۔ اس کے بعد ٹڈیوں کا عذاب آیا اور ان کی تمام کھیتیاں اور باغ برباد ہو گئے اس کے بعد چچڑیاں آئیں جو ان کے بدن اور کپڑوں میں پیوست ہو گئیں جس نے انہیں گھسٹو کھایا۔ اس کے بعد مینڈکوں کا عذاب آیا کہ ان کے ناک اور کان سے نکلنے لگے کھانوں میں آگرے۔ پھر دریائے نیل کو خدا نے خون بنا دیا۔ پس وہی پانی مجبوراً پیتے تھے یہاں تک کہ قبطی بنی اسرائیل سے کہتے تھے کہ تم اپنے منہ میں پانی لے کر ہمارے منہ میں کلی کر دو مگر اس پر بھی جب ان کے منہ میں آتا تھا تو خون ہو جاتا تھا اس کے بعد پھر ان پر برف کا عذاب آیا جس سے بہت سے لوگ دب کر مر گئے۔ غرض جب عذاب آتا تو فرعون موسیٰؑ کی خوشامد کرتا کہ اب کی بار آپ کی دعا سے اگر نجات مل گئی تو ضرور قیدیوں کو چھوڑ دوں گا اور ایمان بھی لے آؤں گا مگر جب بلا سے نجات ملتی تو پھر ویسے کا ویسا بن جاتا۔ یونہی چالیس برس گزر گئے آخر خدا نے وبا بھیجی جس سے نصف شب کو ہر شخص کا بڑا بیٹا مر گیا۔ قبطی سخت پریشان تھے ہر ایک کے گھر ماتم برپا تھا موسیٰؑ کو موقع ملا تو اپنی قوم کے قیدیوں کو چھڑا کر چلتے ہوئے جب فرعون کو خبر لگی تو ان کا پیچھا کیا

؎ :۔ فرعون اپنے کو رب اعلیٰ لوگوں سے کہلاتا تھا یعنی سب سے بڑا پرورش کرنے والا۔ وہ خود بت پرست تھا اور ایک بت کی عبادت کرتا تھا۔

؎۵ :۔ جادو اور معجزے میں یہ فرق ہے کہ جادو پر معجزہ غالب آ سکتا ہے۔ معجزہ پر جادو غالب نہیں آ سکتا بلکہ جادو پر جادو بھی غالب آ جاتا ہے۔ دوسرے جادو جگانے کے لیے جادوگر کو کچھ عمل کرنا ہوتا ہے۔ صاحب معجزہ کو اس کی ضرورت نہیں ہوتی

Marfat.com

# ۸۔ موسیٰؑ کا قصہ

## اصحاب موسیٰؑ کا بُت پرستی کی خواہش کرنا

پ ۹ الاعراف ع ۱۶۔ آیت ۱۳۸۔ ہم نے بنی اسرائیل کو دریا کے اس پار اتار دیا تو کچھ ایسے لوگوں کی طرف سے گزرے جو اپنے بُتوں کی پرستش کر رہے تھے ان کو دیکھ کر بنی اسرائیل موسیٰؑ سے کہنے لگے اے موسیٰ جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں ویسے ہی ہمارے لئے بھی معبود بنا دیجئے موسیٰؑ نے (غصہ ہوکر) جواب دیا تم بڑے جاہل لوگ ہو۔ (ارے کم بختو) یہ لوگ جس مذہب پر ہیں وہ یقینی برباد ہو کر رہے گا اور جو لوگ یہ عمل کر رہے ہیں سب ملیامیٹ ہو کر رہ جائے گا (کم بختو) کیا تمہارا مطلب یہ ہے کہ میں خدا کو چھوڑ کر دوسرے کو تمہارا معبود بنانے کے لئے تلاش کروں حالانکہ اس نے تم کو ساری خلق پر فضیلت دی ہے ۝

(اے بنی اسرائیل وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں سے نجات دی جب کہ وہ لوگ تمہیں بڑی بڑی تکلیفیں پہنچا رہے تھے تمہارے بیٹوں کو تو قتل کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو لونڈیاں بنانے کے لئے زندہ رکھتے تھے اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے (تمہارے صبر کی) سخت آزمائش تھی ۝

ہم نے موسیٰ سے (توریت دینے کے لئے) تیس راتوں کا وعدہ کیا پھر ہم نے اس میں دس اور بڑھا کر پوری چالیس رات کر دیں)

چلتے وقت موسیٰؑ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا تم میری قوم میں میرے جانشین بن کر رہو اور ان کی اصلاح کرنا اور فساد کرنے والوں کے طریقے پر نہ چلنا ۝ اور جب موسیٰؑ ہمارا وعدہ پورا کرنے کے لئے طور پر آئے اور ان کا پروردگار ان سے ہمکلام ہوا تو موسیٰؑ نے عرض کی۔ اے میرے رب تو مجھے اپنی ایک جھلک دکھا دے

Marfat.com

# رویت باری تعالیٰ کی درخواست

کر میں تجھے دیکھ لوں۔ خدا نے کہا تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھو ہم اس پر اپنی تجلّی ڈالتے ہیں پس اگر پہاڑ اپنی جگہ پر قائم رہے تو سمجھ لینا عنقریب تم بھی مجھے دیکھ لو گے پس جب خدا نے پہاڑ پر تجلی ڈالی تو اس کو چکنا چور کر دیا اور موسیٰؑ بیہوش ہو کر گر پڑے جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے خداوندا تو دیکھنے دکھانے سے پاک و پاکیزہ ہے میں نے تیری بارگاہ میں توبہ کی اور میں سب سے پہلے تیری عدم رویت کا یقین کرتا ہوں ٥

خدا نے فرمایا اے موسیٰ میں نے تم کو تمام لوگوں پر اپنی پیغمبری اور اپنی ہمکلامی (کا درجہ دے کر) برگزیدہ کیا ہے پس جو کتاب ہم نے تم کو عطا کی ہے اسے لو اور شکرگزاری سے رہو اور ہم نے توریت کی تختیوں میں موسیٰؑ کے لئے ہر طرح کی نصیحت اور ہر چیز کو مفصّل لکھ دیا تھا۔ اے موسیٰ تم اسے مضبوطی سے لو (عمل کرو) اور اپنی قوم کو حکم دو کہ اس کی اچھی باتوں پر عمل کریں اور میں بہت جلد تمہیں بدکرداروں کا گھر دکھا دوں گا (کہ کیسے اجڑتے ہیں) ٥ اور جو لوگ خدا کی زمین پر ناحق اکڑتے پھرتے ہیں میں اپنی آیتوں سے بہت جلد ان کو پھیر دوں گا اور میں کیا پھیروں گا خود ان کا دل ایسا سخت ہے کہ اگر دنیا جہاں کے بارے معجزے بھی دیکھ لیں تو بھی یہ ان پر ایمان نہیں لائیں گے اور اگر یہ لوگ سیدھا راستہ دیکھ بھی لیں تو بھی اپنی راہ نہ بنائیں گے اور اگر گمراہی کی راہ دیکھ لیں گے تو فوراً اس کو اپنا طریقہ بنا لیں گے یہ کجروی اس سبب سے ہوئی کہ ان لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلا دیا اور ان سے غفلت کرتے رہے اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں اور آخرت کی حضوری کو جھٹلا دیا تو ان سب کا کیا کرایا اکارت ہو گیا ان کو ان ہی اعمال کی جزا یا سزا دی جائے گی جو وہ کرتے تھے۔

---

جن لوگوں کو دریا پار ہونے کے بعد بتوں کی پوجا کرتے دیکھا تھا وہ ملک یمن میں قبیلہ لخم کے لوگ تھے۔

ﷺ۲ ا۔ حضرت موسیٰ ؑ نے اپنی قوم سے یہ وعدہ کیا تھا کہ فرعون کے پنجہ سے رہائی کے بعد میں تمہارے لئے ایسی کتاب لاؤں گا جس میں تمام احکام موجود ہوں گے بس پھر کیا تھا دریا سے پار ہوتے ہی ان لوگوں نے تقاضا شروع کر دیا کہ وہ کتاب لائیے چنانچہ حضرت موسیٰ ؑ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اپنی کتاب بھیج دے حکم ہوا ایک مہینہ طور پر آکر روزے رکھو آپ نے ذی قعدہ کے مہینے میں روزے رکھے۔ روزہ سے جو بدبو آپ کے دہن میں پیدا ہو گئی تھی تو آپ کو شرم آئی کہ ایسی حالت میں خدا سے کیا مناجات کروں۔ لہٰذا انہوں نے مسواک کر لی۔ اس پر وحی ہوئی کہ موسیٰ تم نے یہ کیا کیا تم کو معلوم نہیں کہ روزے کی بو میرے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ اچھی ہے پس اس عمل کے جرمانہ میں ذی الحجہ کے دس روزے اور رکھو اور بغیر مسواک کے آؤ تب تم کو توریت ملے گی چنانچہ جب ایسا کیا تو توریت ملی۔

ﷺ۳ ا۔ بعض مفسرین نے دس دن بڑھنے کی یہ وجہ بھی لکھی ہے کہ حضرت موسیٰ ؑ کے کوہ طور پر جانے کے بعد ان کی قوم میں شدید اختلافات پیدا ہو گئے بعض نے حضرت ہارون ؑ کی خلافت کو تسلیم کیا اور اکثریت ان کے خلاف ہو گئی۔ اس اختلاف سے فائدہ اٹھا کر سامری نے بچھڑا بنا کر کھڑا کیا حضرت ہارون ؑ کے سمجھانے سے کچھ لوگ راہ راست پر آ گئے مگر بہت سے گمراہ ہی رہے لہٰذا دس دن اس لئے بڑھائے گئے کہ ان کے اختلافات میں کمی ہو تو موسیٰ ؑ توریت لے کر جائیں۔

ﷺ۴ ا۔ غور کے قابل یہ بات ہے کہ چند روز کے لئے موسیٰ ؑ کو طور پر جانا تھا مگر اس پر بھی قوم میں ان کو اپنا جانشین مقرر کرنا پڑا۔ پس کیسے ممکن تھا کہ حضرت رسولِ خدا ﷺ جب ہمیشہ کے لئے قوم سے جدا ہو رہے تھے۔ بغیر کسی جانشین کو مقرر کئے دنیا سے رخصت ہو جاتے اور دینِ الٰہی کے انتظام کو امت کی سپرد کر جاتے جن میں فاسق و فاجر و منافق سب قسم کے لوگ موجود تھے۔

ﷺ۵ ا۔ چالیس روز حضرت موسیٰ ؑ نے طور پر کیا کھایا اس میں مفسرین کا اختلاف

Marfat.com

ہے۔ بعض نے کہا ہے بھنا ہوا غلہ اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ بعض کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے طور پر کچھ ایسے درخت پیدا کئے جن کے پھل وہ چالیس روز کھاتے رہے جیسے انجیر وغیرہ اور یہی زیادہ قرینِ قیاس ہے۔

ث ۱۔ اگر موسیٰؑ کو اس کا یقین تھا کہ خدا قابلِ رویت نہیں تو پھر خدا سے رویت کی درخواست کیوں کی؟ جواب یہ ہے کہ ستر آدمی آپ کے ساتھ گئے تھے۔ جب انہوں نے سخت اصرار کیا اور قتل کی دھمکی دی تو مجبوراً حضرت موسیٰؑ نے ایسی درخواست کی۔ دوسرے قوم کے دل سے اس وسوسہ کو مٹانا بھی منظور تھا کہ خدا قابلِ رویت ہے جب آپ اَرِنی کے جواب میں لن ترانی کی صدا سن لی تو پتہ چل گیا کہ وہ ہرگز قابلِ رویت نہیں نہ دنیا میں نہ آخرت میں پس جو لوگ امتِ محمدیؐ میں اس کے قائل ہیں کہ قیامت میں خدا کو ایک تخت پر بیٹھا ہوا دیکھیں گے وہ گمراہ ہیں۔ نیز مسلمانوں کا یہ عقیدہ بھی غلط ہے کہ شبِ قدر میں یا شبِ برات میں خدا عرش سے اتر کر آسمانِ اول پر آجاتا ہے اور ندا دیتا ہے میرے بندو جو کچھ مجھ سے مانگنا ہے مانگو۔ یہ عقیدہ نہ صرف باطل بلکہ انتہائی مضحکہ خیز ہے۔

ے ۱۔ فلما تجلّیٰ ربہ کی تفسیر میں مسلمانوں کا یہ لکھنا کہ خدا نے اپنے کو ایک صاحب کی صورت میں دکھایا سرتاپا غلط جب یہ کہہ دیا گیا تھا کہ لن ترانی تو پھر دکھانے کا خواہ کسی صورت میں ہو۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ضرور ماننا پڑے گا کہ خدا نے اپنے کو نہیں بلکہ اپنی ایک مخلوق کو دکھایا۔ جب تجلّی جو اس کی مخلوق ہے لوگ دیکھنے کی تاب نہ لا سکے تو خدا تو پھر خدا ہی ہے۔

ٹ ۱۔ جو تجلی طور پر چمکی تھی اس نے تین اثر دکھائے۔ طور جل گیا۔ قوم مر گئی اور موسیٰ بیہوش ہو گئے۔ جیسا جس کسی کا ظرف تھا اس نے ویسا ہی اثر لیا۔

۹ ۱۔ اس بارے میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ توریت موسیٰؑ کو کس طرح ملی۔ سرسید احمد خاں صاحب مرحوم نے اپنی تفسیر انوار القرآن میں لکھا ہے کہ موسیٰؑ

نے پتھر کی تختیوں پر اپنے ہاتھ سے لکھا جو وحی ہوتی گئی وہ پتھر پر کندہ کرتے گئے لیکن یہ بات کان کو نہیں لگتی۔ توریت چالیس دن طور پر رہنے کے بعد ملی پھر کندہ کس وقت کیا۔ چالیس دن بعد تو موسیٰ ؑ طور سے واپس آ گئے تھے۔ توریت کوئی چھوٹا سا کتابچہ نہ تھا کہ دو چار روز میں اسے لکھ لیا ہو گا بلکہ ایک ضخیم کتاب تھی اس کے لکھنے کے لئے بڑا وقت درکار تھا اور بڑی محنت صحیح تفسیر یہی ہے کہ توریت الواح پر لکھی ہوئی حضرت موسیٰ ؑ کو طور پر ملی تھی اور وہی الواح لے کر طور سے آئے تھے۔ یہ الواح پتھر کی تھیں تو چالیس سلوں کا بغل میں داب کر طور سے لانا کچھ سمجھ سے باہر معلوم ہوتا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ آسمانی کتاب مخصوص الواح پر لکھی ہوئی ملی تھی اور ان سب تختیوں کا وزن اتنا تھا کہ موسیٰ ؑ ان سب کو لے کر بآسانی طور سے اتر آئے اس کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ الواح کس مادہ کی تھیں اور ہر ایک کتنی وزنی تھی۔ مفسرین کی قیاس آرائیاں یہاں کام نہیں دیتیں۔

۱۰۔ توریت میں بنی اسرائیل کے لئے جو نظام حیات مقرر کیا گیا تھا اگر وہ اس پر عمل کرتے تو دینی و دنیوی دونوں قسم کی فلاح ان کو نصیب ہوتی مگر ان کی جہالت کی تو کوئی حد ہی نہ تھی احکام توریت کے سنتے ہی کانوں پر ہاتھ دھر کر کہنے لگے ہم سے ان سب احکام پر عمل نہیں ہو سکتا۔ بعض پر عمل کریں گے بعض پر نہیں۔ چنانچہ انہوں نے عمل نہ کرنا تھا نہ کیا اور اس سرکشی پر طرح طرح کے عذاب زندگی بھر دیکھتے رہے۔

## ۹۔ موسیٰ ؑ کا قصہ

پ ۹ الاعراف ع ۹۔ آیہ ۱۴۸ تا ۱۵۱۔

### قوم موسیٰ ؑ کی گئو سالہ پرستی

موسیٰ ؑ کی قوم نے موسیٰ ؑ کے کوہ طور پر جانے کے بعد اپنے زیور کو جو

Marfat.com

جو قوم فرعون کی ہلاکت کے بعد انہیں مصر میں ملا تھا، گلا کر بچھڑے کی ایک مورت بنالی۔ یعنی ایک جسم ایسا بنایا جس میں گائے کی سی آواز تھی۔ افسوس ان لوگوں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ وہ نہ ان سے بات ہی کر سکتا ہے نہ کسی طرح کی ہدایت ہی کر سکتا ہے بہرحال انہوں نے اسے اپنا معبود بنالیا اور اپنے اوپر ظلم کر بیٹھے ○ اور جب وہ پچھتائے اور انہوں نے اپنے کو یقینی گمراہ دیکھ لیا تب کہنے لگے اگر ہمارا پروردگار ہم پر رحم نہیں کرے گا اور ہمارا قصور معاف نہ کرے گا تو ہم یقیناً گھاٹا اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے ○ جب موسیٰؑ پلٹ کر اپنی قوم کی طرف آئے (تو قوم کی یہ حالت دیکھ کر) غصہ میں قوم سے کہنے لگے تم لوگوں نے میرے بعد بہت بُری حرکت کی اپنے پروردگار کا حکم آنے میں تم کتنی جلدی

## حضرت موسیٰؑ کا ہارونؑ پر عتاب

کر بیٹھے اور توریت کی تختیوں کو پھینک دیا اور اپنے بھائی (ہارونؑ) کے سر کے بالوں کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے اس پر ہارونؑ نے کہا میرے ماں جائے میں کیا کرتا قوم نے مجھے حقیر سمجھا اور میرا کہنا نہ مانا۔ قریب تھا کہ یہ لوگ مجھے مار ڈالیں تو مجھ پر دشمنوں کو نہ ہنسوائیے اور مجھ کو ان ظالموں کے ساتھ نہ قرار دیجئے ○ تب موسیٰؑ نے کہا اے میرے پروردگار مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے اور اپنی رحمت میں داخل کر بیشک تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے ○ بے شک جن لوگوں نے بچھڑے کو اپنا معبود بنالیا ان پر عنقریب ہی ان کے پروردگار کی طرف سے عذاب نازل ہوگا اور دنیوی زندگی میں ذلت (اس کے علاوہ) اور ہم بہتان باندھنے والوں کو ایسی ہی سزائیں دیا کرتے ہیں ○ اور جن لوگوں نے بُرے کام کئے اس کے بعد توبہ کر لی اور ایمان لے آئے تو بیشک تمہارا پروردگار گناہ کے بعد ضرور بخشنے والا مہربان ہے ○ جب موسیٰؑ کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو (توریت کی) تختیوں کو زمین

Marfat.com

سے اٹھالیا اور توریت کے نسخہ میں ان کے لئے جو خدا سے ڈرتے ہیں ہدایت اور رحمت ہے۔

---

ہ ۱ ۔ جب بنی اسرائیل فرعون کے غرق ہونے کے بعد مصر میں آئے تو قبطیوں کے سارے گھر خالی پڑے تھے۔ صرف ان کی عورتیں اور بچے باقی تھے جن کو بنی اسرائیل نے اپنی لونڈیاں بنالیا۔ یہ قدرت کی طرف سے بدلہ تھا اس ظلم کا جو قوم فرعون نے بنی اسرائیل پر روا رکھا تھا یعنی ان کی عورتوں کو سالہا سال اپنی لونڈیاں بنائے رکھا تھا ان کی عورتوں کے پاس جتنا زیور تھا وہ بنی اسرائیل نے لوٹ لیا جس کی مقدار منوں تھی۔

ہ ۲ :۔ سامری کافر تھا اور جادوگر بھی تھا وہ در پردہ قوم سے کہتا رہتا تھا کہ موسیٰؑ کا خدا جب دکھائی نہیں دیتا تو ہم اس پر ایمان کیسے لے آئیں موسیٰؑ کہتے ہیں کہ خدا ان سے ہمکلام ہوتا ہے لیکن خدا کی بات موسےٰؑ کے سوا اور کوئی نہ سنتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے۔ رفتہ رفتہ اس کی باتیں لوگوں کے دلوں میں بیٹھتی جاتی تھیں۔

موسےٰؑ کے طور پر جانے کے بعد اسے گمراہ کرنے کا اچھا موقع مل گیا اس نے بنی اسرائیل سے کہا جس خدا کو موسیٰؑ نہیں دکھا سکتے میں اسے تمہارے سامنے لاکر دکھادوں گا تم سب یہ زیور مجھے دو۔ سامری چونکہ سنار بھی تھا اس لئے اس نے تمام زیورات کو گلا کر ایک بچھڑے کی مورتی بنائی اور اپنے جادو کے زور سے ایک آواز پیدا کردی (آگے چل کر اس کی مزید توضیح ہوگی) اور کہا دیکھو اس کے اندر جو بول رہا ہے وہی تمہارا خدا ہے اس کی بولی تمہاری سمجھ میں نہیں آتی۔ میں سمجھتا ہوں یہ کہہ رہا ہے کہ تم مجھ پر ایمان لاؤ جس سے موسیٰؑ طور پر باتیں کرتے ہیں وہ میں ہی ہوں۔ جیسی جاہل قوم تھی کہ اس کے بہکانے میں آگئی اور سب اس کے سامنے سجدہ میں گر پڑے۔

Marfat.com

۱۲- جب موسیٰؑ توریت لے کر طور سے واپس آئے اور قوم کا یہ حال دیکھا تو غصہ سے تھر تھر کانپنے لگے اور توریت کو زمین پر پھینک کر حضرت ہارونؑ کی طرف بڑھے اور ان کے سر کے بال پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ ایک سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ موسیٰؑ رسول تھے انہوں نے توریت کی یہ بے حرمتی کیوں کی کہ زمین پر اس کی الواح کو ٹپک دیا جواب یہ ہے کہ یہ ایک فطری جذبہ تھا جس نے ان کو ایسا کرنے پر مجبور کیا وہ غصہ میں بھرے ہوئے تھے لہٰذا ہارونؑ سے باز پرس کرنے کے لئے آگے بڑھے، ایسے سخت حالات میں انسان کو اپنے نفس پر قابو نہیں رہتا۔ یہ تو خدائی معاملہ تھا۔ ساری قوم بت پرست بن گئی تھی۔ جتنا ہیجان طبیعت میں ہوتا کم تھا۔ انہوں نے توریت کو حقیر سمجھ کر نہیں پھینکا تھا بلکہ خدا پرستی کے جذبہ سے مجبور ہو کر ایسا کیا تھا۔ نبی تھے دین کی توہین گوارا نہ ہو سکی۔

۱۳- جناب ہارونؑ پر غصہ اس لئے آیا کہ جب یہ قوم بت پرست بن گئی تھی تو تم اس سے علیحدہ کیوں نہ ہو گئے تاکہ عذاب الٰہی ان پر نازل ہو جاتا۔ جناب ہارون کا جواب یہ تھا کہ میں کیسے الگ ہو جاتا میرا کوئی معاون و مددگار نہ تھا۔ علیحدہ ہونے کی صورت میں یہ لوگ مجھے قتل کر ڈالتے۔ انہوں نے مجھے اتنا حقیر و ذلیل سمجھا کہ میری بات کان لگا کر سنتے ہی نہ تھے۔

---

## ۱۰- موسیٰؑ کا قصہ

پ ۹ الاعراف ع ۱۴ - آیت ۱۵۵- موسیٰؑ نے اپنی قوم سے وعدہ پورا کرنے کو کوہ طور پر لے جانے کے واسطے ستر آدمیوں کو چنا پھر جب ان کو زلزلہ نے آپکڑا تو موسیٰؑ نے عرض کی پروردگارا اگر تو چاہتا تو مجھ کو اور ان سب کو پہلے ہی ہلاک کر دیتا کیا تو ہم میں سے چند بیوقوفوں کے عمل کی سزا میں ہم کو ہلاک کرتا ہے یہ تو تیری

Marfat.com

صرف آزمائش تھی تو جسے چاہے گمراہی میں چھوڑ دے اور جسے چاہے ہدایت کرے
تو ہی ہمارا مالک ہے تو ہمارے قصور کو معاف اور ہم پر رحم کر اور تو تو تمام
بخشنے والوں سے کہیں بہتر ہے تو ہی ہمارے واسطے اس دنیا میں اور آخرت میں
بھلائی کو لکھ لے ہم تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں خدا نے فرمایا جس کو میں چاہتا
ہوں مستحق سمجھ کر اپنا عذاب پہنچاتا ہوں اور میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی
ہے میں تو اسے بہت جلد خاص طور پر ان لوگوں کے لئے لکھ دوں گا جو بری باتوں سے
بچتے رہیں گے ۔

---

ملا ۱۔ جناب موسیٰ جب طور سے آکر اپنی قوم سے کہتے کہ مجھ سے خدا نے یہ
باتیں کیں تو ان کو یقین نہ آتا تھا انہوں نے ہٹ ماری کہ ہمیں بھی خدا کی باتیں سنوا یئے
ورنہ ہم آپ کو قتل کر دیں گے ۔ مجبوراً آپ نے پہلے ستر ہزار میں سے سات سو کا انتخاب
کیا ۔ پھر سات سو میں سے ستر کو لیا ۔ یہ وہ تھے جن کے ایمان پر حضرت موسیٰ کا پورا
اعتماد تھا اور جب طور پر پہنچے اور خدا اور حضرت موسیٰ کے درمیان جو مکالمہ ہوا ۔ ان
کی سمجھ میں نہ آیا تو کہنے لگے ہم تو تمہارے خدا پر اس وقت ایمان لائیں گے جب تک تم ہمیں
خدا کو کھلم کھلا دکھا دو تاکہ ہم اس سے باتیں کریں ۔

قابل غور یہ بات ہے کہ جب موسیٰ کا انتخاب صحیح نہ بیٹھا اور طور پر جاتے ہی
ان سب کے ایمان پر فالج گر پڑا پھر بھلا ہمارے رسول کے بعد غیر معصوم امت نے
جو انتخاب کیا وہ کیسے صحیح ہو سکتا تھا ۔

ملا ۲۔ یہ ستر آدمی جب بجلی کی چمک اور زلزلہ سے سب مر گئے تو حضرت موسیٰ کو یہ خوف
ہوا کہ جب میں ان کی موت کی خبر قوم کو یہاں سے جا کر سناؤں گا تو مرنے والوں کے اعزہ
مجھے بے قتل کئے نہ چھوڑیں گے لہذا خدا سے ان کے زندہ کرنے کے لئے دعا کی ۔ اس سے

Marfat.com

معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد قیامت سے پہلے خدا مردوں کو زندہ کر دیتا ہے پس ہمارے اعتقاد رجعت پر یعنی ظہور قائم آل محمد کے وقت لوگوں کا زندہ ہو کر قبروں سے نکل آنا کیوں قابل اعتراض ہے ۔

## ۱۱۔ موسیٰؑ کا قصہ

پ۱۰۔ الانفال ع ۷۔ آیت ۵۲ ۔ ان لوگوں کی حالت قوم فرعون اور ان لوگوں کی سی ہے جو ان سے پہلے تھے اور خدا کی آیتوں سے انکار کرتے تھے تو خدا نے ان کے گناہوں کی وجہ سے انہیں لے ڈالا۔ بیشک اللہ زبردست اور بہت سخت عذاب دینے والا ہے یہ سزا اس وجہ سے دی گئی کہ جب خدا کوئی نعمت کسی قوم کو دیتا ہے تو تاوقتیکہ وہ خود اپنی قلبی حالت نہ بدلیں خدا بھی اسے نہیں بدلے گا اور خدا تو یقیناً سب کی سنتا اور سب کچھ جانتا ہے ۝ ان لوگوں کی حالت فرعون اور ان لوگوں کی سی ہے جو ان سے پہلے تھے اپنے پروردگار کی آیتوں کو جھٹلاتے تھے پس ہم نے انہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک کر ڈالا اور فرعون کی قوم کو ڈبو دیا کیونکہ یہ سب ظالم تھے ۔

## ۱۲۔ موسیٰؑ کا قصہ

پ۱۱۔ یونس ع ۸ آیت ۷۵ ۔ پھر ہم نے ان پیغمبروں کے بعد موسیٰ و ہارون اور اس کی قوم کے سرداروں کی طرف اپنی نشانیاں (معجزات) دے کر بھیجا تو وہ لوگ اکڑ بیٹھے اور وہ لوگ تھے ہی قصوروار ۝ جب ہماری طرف سے حق بات (معجزہ) پہنچ گئی تو کہنے لگے یہ تو یقینی کھلم کھلا جادو ہے ۝ موسیٰؑ نے کہا جب حق تمہارے پاس آیا تو اس کے بارے میں کہتے ہو کہ یہ جادو ہے اور جادوگر تو کبھی کامیاب نہ ہوں گے ۝ انہوں نے کہا کیا آپ ہمارے پاس اس واسطے آئے ہیں کہ جس دین پر ہم نے اپنے باپ دادا

کو پایا اس سے تم ہمیں بہکا دو اور ساری روئے زمین پر بس تم ہی دونوں کی بڑائی ہو اور ہم تو تم پر ایمان لانے والے نہیں ٥ فرعون نے حکم دیا کہ ہمارے سامنے تمام واقف کار جادوگروں کو لے آؤ ٥ جب جادوگر (میدان میں) آموجود ہوئے تو موسیٰؑ نے ان سے کہا کہ تم کو جو کچھ پھینکنا ہو پھینکو۔ پس جب وہ لوگ رسیوں کے سانپ بنا کر ڈال چکے تو موسیٰؑ نے کہا جو کچھ تم بنا کر لائے ہو وہ تو سب جادو ہے بیشک خدا اسے فوراً ملیامیٹ کر دے گا ٥ اللہ تو ہرگز مفسدوں کا کام درست نہیں ہونے دیتا ٥ اور اللہ سچی بات کو اپنے کلام کی برکت سے ثابت کر دکھاتا ہے اگرچہ گنہگاروں کو ناگوار ہو ٥ الغرض موسیٰؑ ان کی قوم کے چند آدمیوں کے سوا فرعون اور اس کے سرداروں نے اس خوف سے کہ مبادا ان پر کوئی مصیبت ڈال دیں کوئی ایمان نہ لایا اس میں شک نہیں کہ فرعون روئے زمین میں بہت چڑھا بڑھا تھا اور اس میں بھی شک نہیں کہ وہ بڑا زیادتی کرنے والا تھا ٥ موسیٰ نے کہا اے میری قوم اگر تم سچے دل سے خدا پر ایمان لا چکے ہو تو بس اس پر بھروسہ کرو اگر تم فرمانبردار ہو ٥ ان لوگوں نے کہا ہم نے تو خدا ہی پر بھروسہ کر لیا ہے اور دعا کی ہے کہ اے ہمارے پالنے والے تو ہمیں ظالم لوگوں کا ذریعہ امتحان نہ بنا اور اپنی رحمت سے ہمیں ان کافر لوگوں (کے پنجے) سے نجات دے ٥ اور ہم نے موسےؑ اور ان کے بھائی (ہارون) کے پاس وحی بھیجی کہ مصر میں اپنی قوم کے رہنے کے لئے گھر بناؤ اور اپنے اپنے گھروں ہی کو مسجدیں قرار دے لو اور پابندی سے نماز پڑھو اور مومنوں کو نجات کی خوشخبری دے دو ٥ موسےؑ نے کہا اے ہمارے پروردگار تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیوی زندگی میں بڑی آسائش اور دولت دے رکھی ہے دکھیا تو نے یہ سامان اس لئے عطا کیا ہے کہ یہ لوگ تیرے راستہ سے لوگوں کو ہٹا دیں اے ہمارے پروردگار تو ان کے مال و دولت کو غارت کر دے اور ان کے دلوں پر سختی کر۔ کیونکہ جب تک یہ لوگ تکلیف دہ عذاب نہ

Marfat.com

دیکھ لیں گے ایمان نہ لائیں گے ۵ خدا نے فرمایا تمہاری دعا قبول کی گئی تم دونوں ثابت قدم رہو اور نادانوں کی راہ پر نہ چلو ۵

# فرعون کا غرق ہونا

ہم نے بنی اسرائیل کو دریا کے پار کر دیا پھر فرعون اور اس کے لشکر نے سرکشی کی اور شرارت سے ان کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ جب وہ ڈوبنے لگا تو کہنے لگا کہ جس خدا پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں میں بھی اس پر ایمان لاتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس کے فرمانبردار بندوں میں سے ہوں ۵ اب مرنے کے وقت ایمان لاتا ہے حالانکہ تو اس سے پہلے نافرمانی کر چکا اور تو فسادیوں میں سے تھا ۵ تو ہم آج (تیری روح کو تو نہیں) تیرے بدن کو دریا نشین کرنے سے، بچائیں گے تاکہ تو اپنے بعد والوں کے لئے عبرت کا باعث ہو اور اس میں تو شک نہیں کہ بہتیرے لوگ ہماری نشانیوں سے یقیناً بے خبر ہیں ۵

اور ہم نے بنی اسرائیل کو ملک شام میں بہت اچھی جگہ بسایا اور اچھی اچھی چیزیں کھانے کو دیں تو ان لوگوں نے جب تک ان کے پاس علم نہ آ چکا اختلاف نہیں کیا بے شک جن باتوں میں یہ لوگ باہم جھگڑ رہے ہیں تمہارا پروردگار قیامت میں ان کا فیصلہ کر دیگا

---

ف ۱۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا تھا کہ تم اپنے گھروں ہی کو اپنی مسجد سمجھیں۔ یہیں نماز پڑھو اور جناب موسیٰ ع کو حکم تھا کہ تمہاری مسجد میں ہارون ع اور ان کی اولاد کے سوا نہ تو کوئی جنب ہو کر شب باش ہو نہ عورتوں سے مقاربت کرے۔ اسی طرح رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری اس مسجد میں علی ع اور اس کی اولاد کے سوا کسی کو جائز نہیں کہ اس میں جنب ہو یا عورتوں کے پاس جائے (تفسیر در منثور سیوطی)

۱۰۔ مصر سے حبشہ تک کل پہاڑوں میں سونے چاندی اور زبرجد کی کانیں تھیں۔ اسی وجہ سے قبطی قوم وقوم فرعون ایڑے بالدار بن گئے تھے اور یہ دولت ہی ان کی ضلالت وگمراہی کا باعث بنی۔ اسی بنا پر حضرت موسیٰ ؑ نے جوش دینی میں ان کے مال کی تباہی کے لئے دعا کی تھی

۱۱۔ فرعون نے سوا لاکھ لشکر سے حضرت موسیٰ ؑ کا پیچھا کیا تھا اور سب گھوڑوں پر سوار تھے۔ سروں پر خود رکھے اور ہاتھوں میں نیزے لئے تھے۔ حضرت موسیٰ ؑ اپنی قوم کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے اور ہارون ؑ آگے تھے۔ جب بنی اسرائیل فرعون کا لشکر دیکھ کر گھبرائے تو بحکم خدا سے موسیٰ ؑ نے دریائے نیل کے پانی پر عصا مارا۔ دریا کا پانی پھٹا اور بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے گزرنے کے لئے بارہ راستے پانی میں بن گئے۔ ہر قبیلہ اپنے راستے پر چل پڑا اور پانی ایسا صاف اور چمکدار تھا کہ ایک قبیلہ دوسرے کو دیکھ رہا تھا۔

فرعون دریا کے کنارے پہنچا تو دریا میں کھلا راستہ دیکھ کر جانا چاہا مگر گھوڑا ہچکا۔ جبریل ؑ ایک گھوڑی پر سوار آئے اور آگے چلے گھوڑی کی بو پا کر فرعون کا گھوڑا بھی آگے بڑھا جب سب کے سب بیچ دریا میں پہنچ گئے تو پانی ادھر کا ادھر ہو گیا اور سب ڈوب گئے۔

۱۲۔ فرعون کی لاش پانی پر تیرتی رہی تاکہ بنی اسرائیل کو یقین ہو جائے کہ فرعون ہلاک ہو گیا

## ۱۳۔ موسیٰ ؑ کا قصہ

پ۱۲ - ہود ع ۹ آیت ۹۷ - ہم نے موسیٰ ؑ کو اپنی نشانیاں اور روشن دلیل دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا۔ لوگوں نے فرعون کا حکم مان لیا حالانکہ فرعون کا حکم کچھ سمجھا بوجھا نہ تھا۔

Marfat.com

## ۱۴۔ موسیٰ ؑ کا قصہ

پ۱۳۔ ابراہیم ع۱۔ آیت ۶۔ (وہ وقت یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اللہ نے جو احسانات تم پر کئے ہیں ان کو یاد کرو۔ جب اس نے تم کو فرعون کے لوگوں کے ظلم سے بچالیا جب کہ وہ تم کو بڑے بڑے دکھ دے کر ستا رہے تھے۔ تمہارے لڑکوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری لڑکیوں کو (لونڈیاں بنانے کے لئے) زندہ رکھتے تھے اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے صبر کا بڑا امتحان تھا۔

## ۱۵۔ موسیٰ ؑ کا قصہ

## قوم موسیٰ ؑ کی سزا

پ۱۵۔ بنی اسرائیل ع۱۔ آیت ۴۔ اور ہم نے بنی اسرائیل سے اس کتاب توریت میں صاف صاف بیان کر دیا تھا کہ تم لوگ روئے زمین پر دوبار ضرور فساد پھیلاؤ گے اور بڑی سرکشی کرو گے پھر جب ان دو فسادوں میں سے پہلے کا وقت آپہنچا تو ہم نے تم پر کچھ اپنے بندوں (بخت نصر) اور اس کی فوج کو مسلط کر دیا جو بڑے سخت لڑنے والے تھے وہ تمہارے گھروں کے اندر گھسے (اور خوب قتل وغارت کیا) اور عذاب خدا کا وعدہ پورا ہو کر رہا۔ پھر ہم نے تم کو دوبارہ ان پر غلبہ دے کر تمہارے دن پھیرے اور مال سے اور بیٹوں سے تمہاری مدد کی اور تم کو بڑا جتھے والا بنا دیا۔

## ۱۶۔ موسیٰ ؑ کا قصہ

پ۱۵۔ بنی اسرائیل ع۱۲۔ آیت ۱۰۲۔ ہم نے موسیٰ کو معجزے عطا کئے (اے رسول) بنی اسرائیل سے پوچھو جب موسیٰ ان کے پاس آئے تو فرعون نے ان سے کہا اے

Marfat.com

میں گمان کرتا ہوں تم پر کسی نے جادو کر کے دیوانہ بنا دیا ہے) موسیٰ نے کہا تم یہ ضرور جانتے ہو کہ یہ معجزے سارے زمین و آسمان کے پروردگار نے نازل کئے ہیں اور وہ بھی لوگوں کے لئے سوجھ بوجھ کی باتیں ہیں۔ اے فرعون میں تو یہ خیال کرتا ہوں کہ تیری شامت آئی ہے ٥ پھر فرعون نے یہ ٹھان لیا کہ بنی اسرائیل کو ملک مصر سے نکال باہر کرے پس ہم نے فرعون اور اس کے ساتھیوں کو ڈبو دیا ان اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ اب تم اس ملک میں آرام سے رہو سہو پھر جب آخرت کا وعدہ آ پہنچے گا تو ہم تم سب کو سمیٹ کر لے آئیں گے۔

---

ملہ :۔ وہ نو معجزے جو حضرت موسیٰ کو دیئے گئے تھے یہ تھے ۔
عصا۔ ید بیضا۔ قحط۔ طوفان۔ ٹڈی۔ جوئیں۔ مینڈک۔ خون اور میووں کی کمی

---

## موسیٰ ؑ کا قصّہ

پ۱۶ مریم ۱۹ ۴۔ آیت ۲ :۔ اے رسول قرآن میں کچھ موسیٰ کا بھی تذکرہ کرو وہ میرا بندہ اور صاحب کتاب و شریعت نبی تھا ہم نے اس کو طور کی داہنی طرف سے آواز دی اور اپنے قریب بلایا راز و نیاز کی باتیں کرنے کے لئے اور اپنی خاص رحمت سے ان کے بھائی ہارون کو ان کا وزیر بنایا۔

---

## ۱۸۔ موسیٰ ؑ کا قصّہ

پ۱۶۔ طٰہٰ ۱۔ آیت ۱۹-۱ اے رسول کیا تم تک موسیٰ کی خبر پہنچی ٥ جب انہوں نے دور سے آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں سے کہنے لگے تم لوگ یہیں ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے کیا عجب کہ میں وہاں جا کر) اس میں سے ایک انگارہ تمہارے

Marfat.com

واسطے لے آؤں یا آگ کے پاس پہنچنے کا پتہ پا جاؤں ۵

## حضرت موسیٰؑ وادیٔ ایمن میں

پھر جب اس آگ کے پاس آئے تو انہیں آواز آئی اے موسیٰ میں تمہارا پروردگار ہوں تم اپنی جوتیاں اتار ڈالو کیونکہ تم اس وقت طوی (نامی) پاکیزہ چٹیل میدان میں ہو اور میں نے تم کو پیغمبری کے واسطے منتخب کیا ہے پس جو کچھ تم کو وحی کی جاتی ہے اسے کان لگا کر سنو ۵ اس میں شک نہیں میں وہ اللہ ہوں کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تم میری ہی عبادت کرو اور میری یاد کے لئے نماز پڑھا کرو ۵ قیامت ضرور آنے والی ہے اور میں اسے چھپائے رکھوں گا تاکہ ہر شخص اس کے خوف سے نیکی کرے اور جتنی جس نے کوشش کی ہے ویسا ہی اس کو بدلہ دیا جائے ۵ پس کہیں ایسا نہ ہو کہ جو شخص اسے دل سے نہیں مانتا اور اپنی نفسانی خواہش کے پیچھے پڑا ہے وہ تمہیں اس (فکر) سے روک دے تو تم تباہ ہو جاؤ گے ۵ اے موسیٰ یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا چیز ہے ۵ عرض کی یہ تو میری لاٹھی ہے اس پر سہارا کرتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر (درختوں) کے پتے جھاڑتا ہوں اور اس میں میرے اور بھی مطلب ہیں ۵ خدا نے فرمایا اے موسیٰ اسے زمین پر ڈال دو۔ موسیٰ نے ڈال دیا تو وہ فوراً سانپ بن کر دوڑنے لگا (یہ دیکھ کر موسیٰ بھاگے) فرمایا تم اسے پکڑ لو اور ڈرو نہیں میں اس کو ابھی پہلی صورت پر کئے دیتا ہوں ۵ اور اپنے ہاتھ کو سمیٹ کر اپنی بغل میں تو کر دو وہ بغیر کسی بیماری کے سفید چمکتا دمکتا ہوا نکلے گا یہ دوسرا معجزہ ہے تاکہ ہم تم کو اپنی قدرت کی بڑی بڑی نشانیاں دکھائیں اب تم فرعون کے پاس جاؤ اس نے بہت سر اٹھایا ہے، موسیٰ نے کہا پروردگارا میں جاتا ہوں مگر تو میرے سینہ کو کشادہ فرما دے بنا اور میرا کام میرے لئے آسان

کر دے اور میری زبان سے لکنت کی گرہ کھول دے تاکہ میری بات لوگ اچھی طرح سے سمجھیں اور میرے کنبہ والوں میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر (یعنی بوجھ بٹانے والا) بنا دے اس کی وجہ سے میری پشت مضبوط کر دے اور میرے کام میں اس کو میرا شریک بنا تاکہ ہم دونوں مل کر کثرت سے تیری تسبیح کریں اور کثرت سے تیری یاد کریں تو تو ہماری حالت دیکھ ہی رہا ہے ٥ خدا نے کہا اے موسیٰ تمہاری سب درخواستیں منظور کی گئیں اور ہم تو تم پر ایک بار اور احسان کر چکے ہیں جب ہم نے تمہاری ماں کو الہام کیا جو اب تم کو وحی کے ذریعہ سے بتایا جاتا ہے (ہم نے کہا) کہ تم اسے (موسیٰ) کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دو پھر دریا اسے دھکیل کر کنارے سے لگا دے گا پھر موسیٰ کو میرا دشمن اور موسیٰ کا دشمن (فرعون) اٹھا لے گا اور میں نے تم پر اپنی محبت کا پرتو ڈال دیا (جو دیکھتا تمہیں پیار کرتا) تاکہ تم میری خاص نگرانی میں پالے پوسے جاؤ ٥ پس جب تمہاری بہن چلی اور فرعون کے گھر میں آ کر کہنے لگی کہو تو میں تمہیں ایسی دایہ بتاؤں جو اسے اچھی طرح پالے اس تدبیر سے ہم نے تم کو پھر تمہاری ماں کے پاس پہنچا دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور تمہاری جدائی پر کڑھتے نہیں اور تم نے ایک شخص (قبطی) کو مار ڈالا تھا اور سخت پریشان تھے تو ہم نے تم کو اس سے نجات دی اور ہم نے اچھی طرح تمہارا امتحان کر لیا پھر تم کئی برس مدین کے لوگوں میں رہا کر رہے پھر تم اے موسیٰ عمر کے ایک اندازہ پر آ گئے (اور نبوت کے قابل ہوئے) اور ہم نے تم کو اپنی رسالت کے لئے منتخب کیا ○

---

مذکورہ بالا آیات میں حضرت موسیٰ ؑ کی زندگی کے بہت سے واقعات کا مجملہ ذکر ہے جس کو ذرا تفصیل سے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

۱۔ آگ کی طرف جانے کا قصہ یہ ہے کہ جب مدین میں آپ نے حضرت شعیب

کی لڑکی صفورا نامی سے شادی کی اور دس برس تک وہاں رہے تو وطن جانے کی خواہش ہوئی۔ چنانچہ سسرال سے رخصت ہو کر اپنی بی بی کو لے کر چلے تاکہ اپنی ماں سے ملائیں۔ راستہ میں بچہ پیدا ہوا۔ اندھیری رات تھی اور شدت کی سردی، آگ کی تلاش ہوئی تاکہ تاپنے کا بندوبست کیا جائے۔ دور سے دیکھا کہ ایک درخت سے شعلے نکل رہے ہیں۔ قریب پہنچے تو اس سے تسبیح کی آواز آئی اور ایک نور ہے کہ آسمان تک بلند ہے اور آگ عجیب قسم کی لگی ہے کہ نہ درخت کو جلاتی ہے نہ اس کا ہریالا پن مرجھاتا ہے یہ دیکھ کر خوف زدہ ہوئے کہ کیسی آگ ہے اسے دیکھتے دیکھتے بیہوش ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے قلب کو مضبوط کیا ہوش میں آئے تو یہ آواز سنائی دی اے موسیٰ۔ آپ حیران ہوئے کہ یہ پکارنے والا کون ہے؟ پھر کہنے لگے میں نے تیری آواز تو سنی مگر یہ معلوم نہ ہوا تیری جگہ کہاں ہے اور تو کون ہے آواز آئی میں تیرے اوپر نیچے، داہنے بائیں، آگے پیچھے ہر طرف ہوں اور تیرے نفس سے زیادہ قریب ہوں تب موسیٰ سمجھے یہ خدا کا کلام ہے۔

(۲) مفسرین لکھتے ہیں کہ جوتیاں اتار دینے سے خدا کا مطلب یہ تھا کہ "زن و فرزند کی محبت دل سے نکال دے" یہ بات کان کو نہیں لگتی۔ کیا زن و فرزند کی محبت کوئی غیر فطری چیز تھی کیا ان کی محبت کا حکم اللہ نے نہیں دیا تھا کیا زن و فرزند کے ہوتے اللہ کی معرفت نہیں ہو سکتی تھی اگر ایسا ہوتا تو تمام انبیاء کو زن و فرزند کی محبت سے روک دیا جاتا۔ پھر اس پر بھی غور کیجئے وادی طویٰ کوئی جنت کا ٹکڑا نہ تھا کہ وہاں کوئی انسان جوتے پہن کر چلا ہی نہ ہو لوگ اس سرزمین پر برابر جوتے پہن کر آتے جاتے تھے پھر موسیٰ سے جوتے اتروانے کو کیوں کہا گیا۔ بات یہ تھی کہ بندہ کی حضوری خدا کے سامنے ہو رہی تھی لہٰذا ازراہ تعظیم موسیٰ سے جوتے اتروائے گئے۔ تاکہ عبدیت کا پوری طرح اظہار ہو۔ خانہ کعبہ اور صفا و مروہ کے طواف میں ہم بھی

Marfat.com

ایسا ہی کرتے ہیں کہ جوتیاں اتار دیتے ہیں۔ عظمت وجلال ایزدی کا تقاضا بھی یہی ہے

۳۔ حضرت موسیٰ ؑ ہی کا نفس جانتا ہوگا کہ اس وقت کیا گزری ہوگی جب یہ پتہ چلا ہوگا کہ اٹھارہ ہزار عالم کا خالق ان سے ہم کلام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اصلی غرض بیان کرنے سے پہلے موسیٰ ؑ کو کچھ نصیحتیں کیں تاکہ ذرا ان کا دل قابو میں آجائے اور یہ سمجھ لیں کہ ان کو کیسا بننا چاہیئے

۴۔ سب سے پہلے سوال یہ کیا گیا کہ موسیٰ تمہارے ہاتھ میں کیا چیز ہے۔ یہ تو ظاہر ہے موسیٰ ؑ کے ہاتھ میں لاٹھی تھی جو کوئی ڈھکی چھپی چیز نہ تھی۔ اللہ تو عالم الغیوب ہے وہ تو دل کے اندر چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے۔ پھر اس چیز کے متعلق یہ سوال کیوں کیا گیا۔ جس کو ہر شخص کی آنکھ دیکھ سکتی تھی اس میں راز یہ ہے کہ وہ لاٹھی چونکہ سانپ بننے والی تھی لہٰذا پہلے موسیٰ ؑ سے کہلوا لیا گیا کہ یہ لاٹھی ہے سانپ نہیں تاکہ جب سانپ بنے تو موسیٰ ؑ کو یہ گمان نہ ہو کہ اندھیری رات میں میں نے کہیں دھوکہ سے لاٹھی کی جگہ سانپ تو نہیں اٹھا لیا تھا تاکہ اقرار کے بعد جب عصا کو سانپ بنتا دیکھیں تو سمجھیں کہ یہ ایک اعجازی شان ہے

۵۔ حضرت موسیٰ ؑ کو فرعون کے مقابلے کے لیئے دو معجزے دیئے گئے ایک عصا کا سانپ بن جانا اور دوسرا ید بیضا یعنی ان کی ہتھیلی میں اس قدر چمک پیدا کر دی گئی کہ جس کے سامنے اس کو کر دیں۔ وہ روشنی کی تاب نہ لا کر غش میں ہو جائے تاکہ شمس کے حملے کے وقت اس اعجاز سے کام لیں۔

۶۔ حضرت موسیٰ ؑ نے نبوت ملتے ہی چند درخواستیں کیں۔

## حضرت موسیٰ ؑ کی دعائیں

الف ۱۔ میرے سینہ کو کشادہ کر دے یعنی میرے اندر اتنی ہمت پیدا کر کہ میں فرعون سے ڈٹ کر مقابلہ کر سکوں۔ یہاں شرح صدر سے یہ مراد نہیں کہ میرے سینہ

چیر کر میرے دل کے اندر سے وہ نکتہ نکال دے جس سے انسان برائی کرتا ہے۔ آیۂ "الم نشرح لک ہمارک" میں مفسرین اہل سنت نے جو شرح صدر کے متعلق بیان کیا ہے کہ جبرئیلؑ نے حضور سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سینہ چاک کر کے دل نکالا اور دل سے وہ کالا نکتہ نوچ کر پھینکا جو ارتکاب معاصی کا باعث ہوتا ہے ایک من گھڑت قصہ ہے اور جو باعث توہین رسولؐ ہے کیا موسیٰؑ کا شرح صدر بھی یونہی ہوا تھا۔

ب ۱۔ زبان کی بستگی کھولنے سے یہ مراد ہے کہ میری زبان کی لکنت دور کر دے اس کا قصہ یہ ہے کہ جب موسیٰؑ خانہ فرعون میں پہنچے تھے تو چونکہ خوب صورت تھے۔ لہٰذا فرعون کو ان پر پیار آیا۔ فوراً گود میں لے لیا۔ حضرت موسیٰؑ نے بائیں ہاتھ سے اس کی داڑھی پکڑی اور داہنے ہاتھ سے ایک چل بچہ اس کے رخسار پر اس زور سے مارا کہ وہ بلبلا گیا اور ان کو زمین پر دے پٹکا۔ کہنے لگا کہ ہو نہ ہو یہ بنی اسرائیل کا وہی بچہ ہے جو میری خدائی کو باطل کرے گا میں اسے قتل کر دوں گا۔ آسیہ زوجہ فرعون جو زن مومنہ تھیں کہنے لگیں کیا بچوں کی سی باتیں کرتے ہو اسے کیا خبر تم خدا بنے ہوئے ہو، ہلکے سے رخسار پر ہاتھ رکھ دیا ہے۔ فرعون نے کہا تم کیا کہہ رہی ہو مجھے یہ معلوم ہوا کہ ہتھوڑا مارا ہے میرا جبڑا تک ہل گیا اس نے سمجھ بوجھ کر یہ کام کیا ہے اس کے وزیر ہامان نے کہا پریشانی کی کیا بات ہے ابھی امتحان لئے لیتے ہیں چنانچہ دو طشت آئے ایک میں سرخ سرخ کوئلے جلتے ہوئے تھے دوسرے میں لعل شب چراغ۔ دونوں موسیٰؑ کے سامنے رکھے گئے اور طے پایا کہ اگر اس نے منہ میں لعل رکھ لیا تب تو یقیناً یہ وہی بچہ ہے اور اگر انگارہ رکھ لیا تو معمولی نادان بچہ سمجھا جائے گا۔ موسےٰؑ نے بالہام ربانی انگارہ منہ میں رکھ لیا جس سے ان کی زبان میں لکنت پیدا ہوگئی۔

ج ۱۔ ہارونؑ اپنے بھائی کو اپنا وزیر بنانے کی درخواست کی اس سے معلوم ہوا کہ

Marfat.com

وزارت کا اعلان نبوت کے بعد ہی کرنا لازم ہوتا ہے۔ نیز یہ کہ نبی کو یہ اختیار نہیں ہوتا کہ اپنا وزیر خود بنالے بلکہ وہ خدا سے کسی کی وزارت کے لئے سفارش کر سکتا ہے دوسرے یہ کہ نبی کا وزیر اسی کے خاندان سے بلکہ اس کے اہلبیت سے ہونا چاہیئے جیسے موسیٰؑ نے اپنے بھائی ہارونؑ کے متعلق سفارش کی۔

د :- واشرکہ فی امری سے معلوم ہوا کہ ہارون شریک کار رسالت تھے۔ حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کے متعلق فرمایا تھا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری منزلت میرے نزدیک وہی ہے جو ہارون کی موسےٰ کے نزدیک تھی یعنی جس طرح ہارون شریک کار رسالت تھے تم بھی کار رسالت میں شریک ہو۔

ہ :- خدا نے فرمایا ہم نے تمہارے بھائی سے تمہارے بازو کو مضبوط کر دیا یعنی وزیر قوت بازو ہوتا ہے۔ کوئی جسم بغیر بازو کی قوت کے کوئی کام نہیں کر سکتا اسی طرح جو رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قوت بازو ہوگا۔ رسولؐ ہر موقع پر اس سے کام لیں گے۔

ت :- موسیٰؑ کا دریا میں ڈال دینے کا قصہ یہ ہے :-

فرعون کا یہ حکم تھا کہ بنی اسرائیل میں جو عورت حاملہ ہو اس پر پہرہ بٹھا دیا جائے اگر لڑکا پیدا ہو تو فوراً ماں کے سامنے ہی قتل کر دیا جائے اور لڑکی ہو تو زندہ رکھا جائے خدا کی قدرت دیکھو کہ حضرت موسیٰؑ کا حمل ہی ظاہر نہ ہوا جب حضرت موسیٰؑ پیدا ہوئے تو ان کی والدہ بہت پریشان ہوئیں کہ اگر حکومت کو خبر لگ گئی تو بچہ کے ساتھ میں بھی قتل کر دی جاؤں گی۔ وحی الہٰی ہوئی کہ موسیٰؑ کو ایک صندوق میں بند کر کے دریائے نیل میں چھوڑ دو۔ ایک ماں کے لئے یہ واقعہ کتنا سخت تھا مگر حکم خدا کے سامنے چون وچرا کا کیا موقع تھا۔ ایک بڑھئی سے چھوٹا سا صندوق بنوایا اور اس میں گھاس بچھا کر حضرت موسیٰؑ کو اس میں لٹا دیا اور بند کر کے خود ہی دریائے نیل کی گود

Marfat.com

میں ڈالنے کے لئے چلیں، اپنی بیٹی کو ساتھ لیا۔ جب نیل کے کنارے پہنچیں تو ماں بیٹی دونوں نے مل کر اس صندوق کو دریائے نیل کی موجوں کے سپرد کر دیا بیٹی سے کہا میں تو جاتی ہوں تم کھڑی دیکھتی رہو کہ یہ بہہ کر کہاں جاتا ہے۔

صبح کے وقت فرعون مع آسیہ محل کی چھت پر بیٹھا دریائے نیل کا منظر دیکھ رہا تھا۔ اسے اپنے محل کے قریب کوئی چیز بہتی نظر آئی اس نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اسے نکال لاؤ۔ جب غلام نکال کر لے چلے تو حضرت موسیٰ ؑ کی بہن بھی ان کے پیچھے لگ گئیں۔ جب موسیٰ ؑ محل میں پہنچے تو فرعون اور آسیہ کو بہت پسند آئے۔ یہ طے کر لیا کہ ان کو لے پالک بنا کر پرورش کریں گے۔ اب سوال تھا دودھ پلانے کا۔ چنانچہ شہر کی دائیاں بلائی گئیں مگر حضرت موسیٰ ؑ نے کسی کی چھاتی کو منہ میں لیا ہی نہیں کیونکہ وہ سب کافرہ تھیں۔ حضرت موسیٰ ؑ کی بہن بھی دائیوں کے ساتھ اندر محل میں چلی آئی تھیں انہوں نے کہا اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک دائی کو بلا لاؤں۔ جو بہت عالی خاندان اور نیک سیرت ہیں۔ وہ اس بچہ کی پرورش بہت خوبی سے کریں گی۔ فرعون راضی ہو گیا یہ گھر آئیں اور اپنی ماں کو ساتھ لے گئیں۔ جونہی انہوں نے اپنی چھاتی موسیٰ ؑ کے منہ میں دی وہ غٹ غٹ پینے لگے۔ خدائے مادر قیوم نے اس طرح فرعون جیسے دشمن کے گھر میں اپنے رسول کی پرورش کرائی۔

کتنے خفیف العقل ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں حضرت رسول خدا ص نے حلیمہ اور ثوبیہ کنیز ابولہب کا دودھ پیا۔ درانحالیکہ وہ مشرکہ تھیں۔ ذرا اس پر غور نہیں کرتے جس خدا نے موسیٰ ؑ کو کافرہ کا دودھ پینے سے روکا وہ بھلا اپنے حبیب کو کیسے پینے دیتا۔ ماننا پڑے گا کہ دونوں دائیاں ملت ابراہیمی پر تھیں اور توحید پرست تھیں۔

## ۱۹۔ موسیٰ ؑ کا قصہ

پ ۱۹۔ طہٰ ع ۲۔ آیت ۱۴۲۔ معجزات دینے اور ہارون کی وزارت منظور

کرنے کے بعد خدا نے فرمایا، موسیٰ! اب تم اپنے بھائی کے ساتھ فرعون کے پاس جاؤ وہ بہت سرکش ہو گیا ہے ٥ دیکھو اس سے نرمی سے بات چیت نہ کرنا تاکہ وہ نصیحت مان لے یا ڈر جائے ٥ دونوں نے عرض کی اے ہمارے پروردگار ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کہیں وہ ہم پر زیادتی نہ کر بیٹھے یا زیادہ سرکشی دکھائے ٥ خدا نے فرمایا ڈرو نہیں میں تم دونوں کے ساتھ ہوں سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہوں (خدا نے یہاں محکما موسیٰ و ہارون دونوں کے لئے اپنی محبت کا اظہار کیا ہے اور آیۂ غار میں ان اللہ معنا سے اپنا ساتھ ہونا مثل موسیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ؐ اور مثل ہارون ؑ حضرت علی ؑ کے ساتھ ظاہر فرمایا تھا) تم دونوں اس کے پاس جاؤ اور کہو ہم تیرے رب کے رسول ہیں ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے اور ان کو ستانا چھوڑ ہم تیرے پاس اپنے پروردگار کا معجزہ لے کر آئے ہیں اور جو راہ راست کی پیروی کرے اس کے لئے سلامتی ہے ٥ ہمارے اوپر خدا کی طرف سے وحی نازل ہوئی ہے کہ یقیناً عذاب اسی کے لئے ہے جو خدا کی آیتوں کو جھٹلائے اور اس کے حکم سے منہ موڑے ٥

(غرض جب وہاں پہنچے اور بات چیت شروع ہوئی) تو فرعون نے کہا اے موسیٰ ؑ یہ تو بتاؤ، تمہارا رب ہے کون؟ ٥ فرمایا میرا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کے مناسب خلقت عطا فرمائی ہے اور پھر اس نے زندگی بسر کرنے کے طریقے بتائے ہیں ٥ اس نے کہا (اگر تم خدا کے رسول ہو تو) ذرا اگلے لوگوں کا حال بتاؤ کیا ہوا

## موسیٰ ؑ و فرعون کی گفتگو

ہوا۔ موسیٰ ؑ نے کہا ان لوگوں کا علم میرے پروردگار کے پاس ایک کتاب (لوح محفوظ) میں ہے میرا پروردگار نہ بہکتا ہے اور نہ بھولتا ہے ٥ وہ وہی

ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا اور تمہارے لئے اس میں راہیں نکالیں اور آسمان سے مینہ برسایا اور ہم نے اس پانی کے ذریعہ سے مختلف قسموں کی گھاسیں نکالیں تاکہ تم خود بھی کھاؤ اور اپنے چوپاؤں کو بھی چراؤ بیشک اہل عقلمندوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں اور ہم نے اسی زمین میں سے تم کو پیدا کیا اور مرنے کے بعد اسی میں لوٹا کر لائیں گے اور دوسری بار (قیامت کے دن) تم کو نکال کھڑا کریں گے ○ میں نے فرعون کو اپنی ساری نشانیاں دکھادیں ان پر بھی اس نے سب کو جھٹلایا اور نہ مانا اور کہنے لگا اے موسیٰ کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ملک مصر سے اپنے جادو کے زور پر ہم کو نکال باہر کرو اچھا تم بھی تمہارے سامنے ایسا ہی جادو پیش کرتے ہیں پھر تم اپنے اور ہمارے درمیان ایک وقت مقرر کرو کہ نہ ہم اس کے کریں اور نہ تم اور مقابلہ ایک صاف کھلے میدان میں ہو ○ موسیٰ نے کہا میعاد زینت (عید) کا دن ہے اس روز سب لوگ دن چڑھے جمع کیے جائیں ○ اس کے بعد فرعون اپنی جگہ لوٹ گیا پھر اپنے جادو کے سامان جمع کرنے لگا پھر مقابلے کو آموجود ہوا ○ موسیٰ نے ان سے کہا تمہارا ستیاناس ہو۔ خدا پر جھوٹی افترا پردازیاں نہ کرو ورنہ عذاب نازل کرکے تم کو ملیامیٹ کر دے گا اور یاد رکھو، جس نے افتراء پردازی کی وہ یقیناً نامراد ہوا ○ وہ اپنے کام میں باہم جھگڑنے اور سرگوشیاں کرنے لگے ○ آخر کہنے لگے یہ دونوں یقیناً جادوگر ہیں۔

## فرعون اور جادوگر

چاہتے ہیں کہ اپنے جادو سے تم لوگوں کو تمہارے ملک سے نکال باہر کریں اور تمہارے اچھے خاصے مذہب کو مٹا چھوڑیں ○ تو تم بھی خوب اپنے جادو (کے داؤ منتر) درست کرلو پھر ان کے مقابلے میں آپڑو اور جو آج غالب رہا

Marfat.com

وہی کامیاب ہوا ۝ غرض جادوگروں نے کہا اے موسیٰ یا تو پہلے تم ہی اپنا جادو پھینکو یا ہم پہلے جادو چلائیں ۝ موسیٰ نے کہا تم ہی پہلے ڈالو پس انہوں نے کرتب اپنے دکھائے۔ موسیٰ کو ان کے جادو کے زور سے ایسا معلوم ہوا کہ ان کی رسیاں اور چھڑیاں دوڑ رہی ہیں ۝ موسیٰ نے اپنے دل میں کچھ دہشت سی پائی ۝ ہم نے کہا موسیٰ ڈرو نہیں تم ہی غالب رہو گے ۝ اور تمہارے ہاتھ میں جو لاٹھی ہے اسے ڈال دو کہ جو کرتب ان لوگوں نے کیا ہے اسے ہڑپ کر جائے کیونکہ جو انہوں نے کیا ہے وہ سب جادو کا کھیل ہے اور جادوگر جہاں بھی جائے گا کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا ۔ غرض موسیٰ کی لاٹھی نے اژدھا بن کر سب کو نگل لیا، یہ دیکھتے ہی وہ سب جادوگر سجدہ میں گر پڑے اور سب کہنے لگے ہم موسیٰ و ہارون کے پروردگار پر ایمان لے آئے بیشک یہ (موسیٰ) تم سب کا بڑا گرو ہے جس نے تم سب کو جادو سکھایا ہے سو اس کی سزا میں ایک طرف سے تمہارے ہاتھ دوسری طرف سے تمہارے پیر کاٹ ڈالوں گا اور یقیناً خرموں کی شاخوں پر سولی چڑھا دوں گا۔ اس وقت تم کو معلوم ہو گا کہ ہم دونوں فریقوں میں سے عذاب میں سیارہ بڑھا ہوا کون ہے اور کس کو قیام زیادہ ہے ۝ جادوگر کہنے لگے ایسے واضح اور روشن معجزات ہمارے سامنے آئے ہیں کہ ان پر اور جس خدا نے ہم کو پیدا کیا ہے اس پر ہم تم کو کسی طرح ترجیح نہیں دے سکتے تو جو تجھے کرنا ہو کر گزر تو دنیا کی اس ذرا سی زندگی پر حکومت کر سکتا ہے ۝ ہم اپنے رب پر ایمان لے آئے ہیں تاکہ ہمارے گناہوں کو بخش دے خاص کر جادو کے گناہ ۝ اس میں شک نہیں جو شخص مجرم ہو کر اپنے پروردگار کے سامنے حاضر ہو گا تو اس کے لئے یقیناً جہنم ہے جس میں نہ مرے ہی گا نہ زندہ ہی رہ سکتا ہے ۝ اور جو کوئی اس کے سامنے ایماندار ہو کے حاضر ہو گا اور اس نے اچھے اچھے کام بھی کئے ہوں گے تو ایسے لوگوں کے لئے بڑے بلند مرتبے ہیں اور وہ سدا بہار باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ہمیشہ رہیں گے اور جو گناہ سے پاک رہے گا اس کا یہی صلہ ہے ۝ ہم نے موسیٰ

Marfat.com

کے پاس وحی بھیجی کہ میرے بندوں (بنی اسرائیل) کو مصر سے راتوں رات نکال لے جاؤ پھر دریا میں لاٹھی مار کر ان کے لئے ایک سوکھی راہ نکالو اور تم کو پیچھا کرنے کا خوف نہ رہے گا نہ ڈوبنے کا ڈر ○ غرض فرعون نے اپنے لشکر سمیت ان کا پیچھا کیا پھر دریا کے پانی کا ریلا آیا اور جو کچھ ان پر چھا گیا وہ چھا گیا ○ فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کر کے ہلاک کر ڈالا اور ان کی ہدایت نہ کی۔

## ۲۰ - موسیٰ ؑ کا قصہ

پ ۱۶: طٰہٰ ۱۴۲ - آیت ۸۰ - ۱۰۱ - اے بنی اسرائیل ہم نے تم کو تمہارے دشمن کے پنجہ سے نجات دی اور تم سے طورؑ کے داہنی طرف کا وعدہ کیا اور ہم نے تم پر من وسلویٰ نازل کیا اور فرمایا کہ جو پاک (پاکیزہ روزیاں) ہم نے تم کو دے رکھی ہیں وہ کھاؤ پیو اور اس قسم کی شرارت نہ کرو ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہو جائے گا ○ اور جو شخص توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھے اچھے کام کرے پھر ثابت قدم رہے تو ہم اس کو ضرور بخشنے والے ہیں ○ جب موسیٰ ستر آدمیوں کو لے کر چلے اور خود اوپر چڑھ آئے تو ہم نے کہا اے موسیٰ تم نے اپنی قوم سے آگے چلے آنے میں کیوں جلدی کی۔ عرض کی وہ بھی میرے پیچھے ہی پیچھے چلے آ رہے ہیں۔ پروردگار میں جلدی کر کے اس لئے آگے بڑھ آیا ہوں کہ تو مجھ سے خوش رہے ○ پھر فرمایا ہم نے تمہارے آنے کے بعد تمہاری قوم کا امتحان لیا اور سامری نے ان کو گمراہ کر چھوڑا ہے ○ پھر تو موسیٰ غصہ میں بھرے پچھتاتے ہوئے اپنی قوم کی طرف پلٹے اور آ کر کہنے لگے اے میری (کم بخت) قوم کیا تم سے تمہارے پروردگار نے ایک اچھا وعدہ (توریت دینے کا) نہیں کیا تھا تو کیا تمہارے وعدہ میں عرصہ لگ گیا یا تم نے چاہا کہ تمہارے پروردگار پر تمہارا غضب ٹوٹ پڑے۔ کہ تم نے میرا وعدے (خدا کی پرستش

کے خلاف کیا ۰ انہوں نے کہا ہم نے آپ کے وعدہ کے خلاف نہیں کیا بلکہ (بات یہ ہوئی کہ فرعون کی قوم کے زیور جو (مصر سے نکلتے وقت) ہم پر لاد دیے گئے تھے ان کو ہم لوگوں نے سامری کے کہنے سے آگ میں ڈال دیا اور ہماری طرح سامری نے بھی۔ پھر سامری نے لوگوں کے لیے (اس زیور سے) ایک بچھڑے کی مورت بنالی

## سامری کا قصّہ

جس کی آواز بھی بچھڑے کی سی تھی۔ پھر بعض لوگ کہنے لگے یہی تمہارا بھی معبود ہے اور موسیٰ کا بھی معبود ہے مگر وہ بھول گیا ہے ۰ بھلا ان لوگوں کو اتنی بھی نہ سوجھی کہ پلٹ کر نہ تو ان لوگوں کو ان کی بات کا جواب ہی دیتا ہے اور نہ ان کا ضرر اس کے ہاتھ میں ہے نہ نفع ۰

ہارون نے ان سے پہلے کہا بھی تھا کہ اے قوم تمہارا امتحان لیا جارہا ہے اور اس میں شک نہیں کہ تمہارا پروردگار رحمٰن ہے پس تم میری پیروی کرو اور میرا کہنا مانو ۰ انہوں نے کہا جب تک موسیٰ پلٹ کر نہ آئیں گے ہم تو برابر اسی (بچھڑے) کی پرستش پر ڈٹے بیٹھے رہیں گے ۰ (موسیٰ نے ہارون کو مخاطب کر کے) کہا اے ہارون جب تم نے ان کو دیکھ لیا تھا کہ گمراہ ہو گئے ہیں تو تمہیں میری پیروی (وقتال) کرنے سے کس نے منع کیا تھا تم نے میرے حکم کی نافرمانی کی ۰ انہوں

## موسیٰ ؑ کا عتاب اور ہارون کا جواب

نے کہا میرے ماں جائے (بھائی) نہ میری داڑھی پکڑ نہ میرے سر کے بال میں تو اس سے ڈرا کہ آپ (واپس آکر) یہ نہ کہیں کہ تم نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈال دی اور میری بات کا خیال نہ رکھا ۰ پھر آپ سامری سے کہنے لگے اے سامری

تیرا کیا حال ہے ۵ اس نے کہا مجھے وہ چیز دکھائی دی جو اوروں کو نہ سوجھی (جبریل گھوڑے پر سوار جا رہے تھے تو) میں نے جبریل کے گھوڑے کے قدم کے نیچے ایک مٹھی خاک اٹھالی پھر میں نے وہ بچھڑے کے قالب میں ڈال دی (وہ بولنے لگا) اس وقت مجھے میرے نفس نے یہی سجھائی ۵ موسیٰ نے کہا چل دور ہو تیرے لئے اس دنیا کی زندگی میں تو یہ سزا ہے، (تو کہتا پھرے گا مجھے نہ چھونا ورنہ بخار چڑھ آئے گا) اور آخرت میں بھی تیرے لئے عذاب کا وعدہ ہے کہ ہرگز اس کے خلاف نہ کیا جائے گا اور تو اپنے معبود (بچھڑے) کو تو دیکھ جس کی عبادت پر تو ڈٹا بیٹھا تھا کہ ہم اسے جلا کر (راکھ) کر ڈالیں گے پھر ہم اسے تتر بتر کرکے دریا میں اڑا دیں گے۔

---

لہ:۔ سامری کے متعلق مولانا فرمان علی صاحب قبلہ مرحوم و مغفور نے حسب ذیل حاشیہ دیا ہے۔ یہ بھی بنی اسرائیل میں سے تھا اور جس وقت فرعون کے حکم سے لڑکے قتل کئے جاتے تھے یہ بھی پیدا ہوا تھا اس کی ماں نے ڈرا" دریائے نیل کے کنارے ایک جزیرہ میں ڈال دیا تھا۔ خدا نے جبریل کو اس کی پرورش کا حکم دیا اس وجہ سے وہ حضرت جبریل کی ظاہری صورت کو پہچانتا تھا اور چونکہ حضرت موسیٰ سے سن چکا تھا کہ مرکب جبریل کے سم کے نیچے کی خاک جس چیز میں ڈال دی جائے گی وہ بولنے لگے گی۔ جس روز جبریل فرعون کو غرق کرنے آئے تھے تھوڑی سی خاک اٹھا کر رکھ چھوڑی اور جب موسیٰ کوہ طور پر گئے تو اس نے حضرت ہارون سے کہا ہم لوگوں نے جو زیور قبطیوں سے لیا تھا اس میں سے کچھ باقی ہے اور اس میں تصرف جائز نہیں اور بنی اسرائیل اس کی خرید و فروخت کرتے ہیں آپ حکم دیجئے کہ اس کو جمع کرکے گلا ڈالیں حسب الحکم سب زیور گلا ڈالے گئے اور سامری فن زرگری میں بڑا مشاق تھا ایک قالب منگا کر اس میں گلے ہوئے زیورات ڈال دیئے اور ایک بچھڑے کی صورت

بنالی گئی۔ اس میں وہ خاک ڈال دی گئی تو وہ بولنے لگا اس نے لوگوں کو دھوکہ دیا اور گؤسالہ پرستی شروع کردی۔"

کئی وجہ سے عقل سلیم اس روایت کو قبول کرنے سے انکار کرتی ہے۔

۱۔ سامری ایک معمولی گھرانے کا فرد تھا۔ نہ اس کا باپ کوئی نبی یا رسول تھا نہ دادا پھر اس کی اتنی ناز برداری قدرت کو کیوں منظور ہوئی۔ جب کہ علم الٰہی میں اس کا مستقبل بھی تھا۔ پرورش بھی کرائی تو جبریل فرشتہ سے یہ نہیں معلوم۔ یہ پرورش جبریل کے سپرد کیوں ہوئی اور انہوں نے کس طریقہ سے اسے پرورش کیا۔ ماں بن کر یا باپ بن کر۔ اگر خدا کو پرورش کرانا ہی منظور تھا تو کسی انسان کو اس خدمت پر مامور کرسکتا تھا۔ جس نے آدمیوں کے ذریعہ فریدوں کو پرورش کرایا۔ بخت نصر کافر بچہ کو پرورش کرایا۔ نورجہاں کو پرورش کرایا۔ وہ سامری کو بھی پرورش کرا سکتا تھا۔ جبریل کی سرد یہ خدمت کرنا کچھ عقل میں آنے والی بات نہیں۔ پھر اس سے بھی زیادہ عجب بات یہ ہے کہ چونکہ جبریل اس کی پال گت کے سلسلے میں اس کے پاس زیادہ رہتے تھے اس لئے وہ ان کی صورت کو پہچانتا تھا۔ گویا وہ ایک ہی پیکر انسانی میں اس کے پاس رہتے تھے تو پھر پہچان کیوں نہ جاتا۔ آخر یہ ناز برداری کس خصوصیت کی بنا پر تھی ذرا سوچنے کی بات ہے۔

۲۔ دوسری بات اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز ہے۔ عقل حیران ہے کہ ایسی بے تکی کہانی بنانے والوں نے کیوں بنائی اور مولانا مرحوم نے قرآن جیسی مقدس کتاب کے حاشیہ پر اس کو کیوں جگہ دی۔ جب جبریل گھوڑی پر سوار ہو کر دریائے نیل کے کنارے پہنچے تو اور کوئی تو کیا پہچانتا سامری جھٹ پہچان گیا کہ یہ تو وہی صاحب ہیں جو بچپن میں میری خدمت کیا کرتے تھے۔

۳۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰؑ نے بھی جبریل کے گھوڑے کے سم تلے کی

خاک کی خصوصیت پہلے سے سامری ہی کو بتائی کسی اور کو نہیں۔ یہ سامری بھی
آدمی تھا ایک طرف خدا کو اس کی ایسی خاطر عزیز کہ فرشتے سے پرورش کرا دیا ہے
طرف خدا کے رسول حضرت موسیٰؑ کا ایسا رازدار کہ وہ بات بتادی جس نے آگے
تمام بنی اسرائیل کو کافر بنادیا۔

۱۳ ۔ اچھا یہ سب باتیں مان لیں کہ سامری نے جبرئیل کے گھوڑے کے
تلے کی خاک اٹھالی تھی اور یہ بھی مان لیا کہ موسیٰؑ نے اس کی تاثیر بھی بتادی تھی
اس معمہ کو حل کرنے سے قاصر ہے کہ یہ خاک اٹھانے کا موقع سامری کو ملا کب
ہے کہ سامری بنی اسرائیل کے ساتھ دریا پار کر کے دوسرے کنارے پر پہنچ
تھا۔ فرعون اور اس کا لشکر ان کے پیچھے گیا۔ فرعون کا گھوڑا دریا میں قدم نہ
جبرئیل گھوڑی پر سوار آئے اور فرعون کے گھوڑے کے آگے چلے گھوڑی
گھوڑا دریا میں داخل ہو گیا۔ پس جب یہ واقعہ بنی اسرائیل کے پار اتر جانے
کا ہے تو پھر سامری بیچارے نے سُم کے نیچے کی خاک کیسے اٹھالی
پار جبرئیل اس پار۔ یہ چیستان سمجھ میں نہیں آتیں۔

۱۴ ۔ پھر اس روایت کے اس حصہ پر بھی ذرا غور کر لیجئے کہ سامری نے حضرت
ہارون سے کہا کہ جو مال قبطیوں سے لیا گیا ہے اس میں تصرف جائز نہیں
اس سے خرید و فروخت کر رہے ہیں حکم دیجئے کہ اس کو جلا ڈالا جائے۔"
قبطیوں سے جو دولت ہاتھ لگی تھی وہ مال غنیمت تھا پھر اس میں تصرف
ناجائز ہوا۔ اور اس مال کی خرید و فروخت کیوں رکوانا چاہتا تھا۔ اچھا یہ بھی
اس کے جلا ڈالنے سے قوم کو کیا فائدہ حاصل ہوا۔ جناب ہارون نے ایسی بے
کی اجازت کیسے دیدی اگر وہ سب سونا گلا کر ایک جگہ کر دیا گیا تو پھر اس
کیا ہوا۔ اگر تھوڑا تھوڑا تقسیم کرنا ہوتا تو یہ صورت پہلے ہی تھی۔ غرضیکہ اگر

Marfat.com

کی کوئی چول ٹھیک نہیں بیٹھتی۔

۱۔ کہا جا سکتا ہے کہ جبریل کے گھوڑے کے سم تلے کی خاک کا قصہ تو قرآن میں موجود ہے پھر اس میں چون وچرا کیسی۔ میں عرض کرتا ہوں نہ یہ بیان خدا کا ہے نہ حضرت موسیٰؑ کا۔ یہ تو سامری اپنی زبان سے کہہ رہا ہے۔ پھر کیا وجہ کہ اسے صحیح مان لیا جائے۔ نہ اس کا ایمان خدا پر تھا نہ رسول پر تو ایسے شخص کی بات پر ایمان لانا چہ معنی دارد۔

۲۔ سامری کا پیشہ سنار کا تھا اور وہ جادوگر بھی تھا لہٰذا بچھڑا جو بولا وہ جبریل کے گھوڑے کے سم تلے کی خاک سے نہیں بولا تھا بلکہ سامری کے جادو نے اسے گویا کیا تھا۔ جبریل جیسے فرشتے کی کتنی بڑی توہین ہے کہ ان کی سواری کے قدم تلے کی خاک بولے بھی تو مہمل بات آواز بھی نکلے تو گائے کی سی یہ کیا خاک کرامت ہوئی۔

مفسرین نے اس بارے میں بڑی خیال آرائی سے کام لیا ہے جس کا ذکر سرسید احمد خاں صاحب نے اپنی تفسیر انوار القرآن میں کیا ہے۔

(۱) اس بچھڑے کا بدن اندر سے خالی تھا۔ سامری نے اس میں دو سوراخ رکھ دیئے تھے۔ جب ہوا ان میں سے گزرتی تھی تو اسی طرح آواز نکلتی تھی جیسے سیٹی سے نکلتی ہے لیکن یہ غلط ہے سیٹی کی آواز اور ہوتی ہے اور بچھڑے کی اور۔

(۲) اس میں ایک آدمی بٹھا دیا تھا وہ بولتا تھا۔ یہ رائے سب سے زیادہ احمقانہ ہے بنی اسرائیل چاہے کتنے ہی بے عقل سہی مگر اتنے احمق بھی نہ تھے کہ یہ پتہ نہ لگا سکتے کہ اس کے اندر آدمی چھپا ہوا ہے۔ دوسرے آدمی کی آواز چاہے کتنی ہی بگاڑ کر بولے ایک بچھڑے کی آواز جیسی نہیں ہو سکتی تیسرے بچھڑا اتنا بڑا کہاں تھا کہ اس کے اندر آدمی چھپ کر بیٹھ جاتا۔

Marfat.com

(۳) اس نے ایک ایسی مشین لگادی تھی جو آواز نکالتی تھی۔ یہ سب سے زیادہ رنگین خیال ہے آخر وہ مشین کہاں سے لایا اور کہاں چھپ کر بنائی کہ کسی کو خبر نہ ہوئی وہ مشینری کا زمانہ نہ تھا پھر ایسے دور از عقل خیالات کو دماغ میں کیوں پرورش کیا جائے

ہمارے مفسرین اور مورخین روائتیں نقل کرنے کے بادشاہ ہیں۔ روایت کے مقابلے میں درایت ان کے نزدیک کوئی چیز نہیں۔ اس لئے بہت سی خرافات ہماری تفسیروں اور کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔

## ۲۱۔ موسیٰؑ کا قصہ

پ۱۸ المومنون ع۳ آیت ۴۵ تا ۴۹۔ پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو روشن دلیلوں کے ساتھ فرعون کے پاس بھیجا تو ان لوگوں نے تکبر سے کام لیا اور وہ تھے ہی بڑے سرکش لوگ ٥ وہ آپس میں کہنے لگے کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں حالاں کہ ان کی قوم ہماری خدمت گاری کرتی ہے ٥ اور ہم نے موسیٰ کو کتاب (توریت) اس لئے عطا کی تھی کہ یہ لوگ ہدایت پائیں گے ٥

## ۲۲۔ موسیٰؑ کا قصہ

پ۱۹ الفرقان ع۴ آیت ۳۵ تا ۳۶۔ ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور ان کے ساتھ ان کے بھائی ہارون کو ان کا وزیر بنایا اور ان سے کہا کہ تم دونوں ان لوگوں کے پاس جاؤ جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں۔ (جب نہ مانے) تو ہم نے انہیں خوب برباد کر ڈالا۔

## ۲۳۔ موسیٰؑ کا قصہ

پ۱۹ الشعراء ع۲ آیت ۱۰ تا ۔۔ (اور وہ وقت یاد کرو) جب تمہارے پروردگار نے

نے موسیٰ کو آواز دی کہ ان ظالم لوگوں (قوم فرعون) کے پاس جاؤ (ہدایت کرو) یہ لوگ میرے غضب سے ڈرتے نہیں ٥ موسیٰ نے کہا میں اس سے ڈرتا ہوں کہ یہ لوگ مجھے جھٹلا دیں گے اور ان کے جھٹلانے سے میرا دم رک جائے اور میری زبان اچھی طرح نہ چلے گی تو تو ہارون کے پاس پیغام بھیج دکہ میرا ساتھ دیں) اور اس کے علاوہ ان کا میرے ذمہ ایک جرم بھی ہے مجھے یہ ڈر ہے کہ شاید یہ لوگ مجھے مار ڈالیں ٥ خدا نے کہا ہرگز نہیں تم ہماری نشانیاں لے کر جاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور تمہاری گفتگو اچھی طرح سنتے ہیں ٥ غرض تم دونو فرعون کے پاس جاؤ اور کہو ہم سارے جہاں کے پروردگار کے رسول ہیں (اور پیغام لائے ہیں) کہ بس تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے۔

## فرعون و موسیٰ کی گفتگو

(جب موسیٰ گئے اور کہا) تو فرعون بولا (موسیٰ) کیا ہم نے تمہیں اپنے پاس رکھ کر بچپنے میں تمہاری پرورش نہیں کی تھی اور تم اپنی عمر میں برسوں ہمارے پاس رہ چکے ہو ٥ اور تم اپنا جو کام (قبطی کا قتل) کر گئے وہ کر گئے اور تم بڑے ناشکرے ہو ٥ موسیٰ نے کہا ہاں میں نے اس وقت یہ کام کیا تھا جب میں حالت غفلت میں تھا ٥ اور جب میں تم لوگوں سے ڈرا تو بھاگ کھڑا ہوا (کچھ عرصہ بعد) میرے پروردگار نے مجھے نبوت عطا فرمائی اور مجھے ایک پیغمبر بنایا اور یہ بھی کوئی احسان ہے جسے تو مجھ پر جتا رہا ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو قیدی بنا رکھا تھا ٥ فرعون نے کہا (میرے سوا) رب العالمین کیا چیز ہے ٥ فرمایا وہ آسمانوں زمین اور جو چیز بھی ان دونو کے درمیان ہے ان سب کا مالک ہے اگر تم یقین کرو تو اتنی بات کافی ہے فرعون نے ان لوگوں سے جو ارد گرد بیٹھے تھے کہا تم نہیں سنتے ہو۔ موسیٰ نے کہا وہ

Marfat.com

کہتا ہے وہ خدا تمہارا بھی پروردگار ہے اور تمہارے باپ دادا کا بھی اور فرعون یہ بھی کہنے لگا لوگو یہ رسول جو تمہارے پاس بھیجا گیا ہے دیوانہ ہے ۵ موسیٰ نے کہا خدا وہ ہے جو رب پچھم اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا مالک ہے اگر تم سمجھ دار ہو (تو یہی کافی ہے) فرعون نے کہا (اے موسیٰ) اگر تم نے کسی اور کو میرے سوا خدا بنایا ہے تو میں یقیناً تم کو قید میں ڈال دوں گا ۵ موسیٰ نے کہا اگرچہ میں تمہیں واضح اور روشن معجزہ بھی دکھا دوں (تب بھی) فرعون نے کہا اچھا اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو تو وہ معجزہ لا کر دکھاؤ ۵ یہ سن کر موسیٰ نے اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دی پھر کیا تھا وہ یکایک ایک صریحی اژدھا بن گئی۔ اور جیب سے اپنا ہاتھ باہر نکالا تو وہ دیکھنے والوں کے لئے بہت سفید چمک دار تھا (جس کی چمک سے ان کی آنکھیں چندھیا گئیں) فرعون نے اپنے درباریوں سے جو آس پاس بیٹھے تھے کہا یہ تو بیشک بہت بڑا کھلاڑی جادوگر ہے ۵ یہ تو چاہتا ہے کہ اپنے جادو سے تم کو تمہارے ملک سے نکال باہر کرے پس تم لوگ کیا حکم لگاتے ہو ۵ انہوں نے کہا ابھی اس کو اور اسکے بھائی کو چند دن مہلت دیجئے اور تمام شہروں میں جادوگروں کو جمع کرنے کے لئے ہرکارے بھیجئے تاکہ وہ لوگ بڑے بڑے کھلاڑی جادوگروں کو آپ کے سامنے لا حاضر کریں ۵ وقت مقرر ہوا اور سب جادوگر مقررہ دن پر حاضر کئے گئے ۵ لوگوں میں منادی کرادی گئی کہ تم لوگ اب بھی جمع ہو گے یا نہیں ۵ تاکہ جب جادوگر لوگ غالب آئیں تو سب لوگ ان کی پیروی کریں ۵ غرض سب جادوگر آگئے تو انہوں نے فرعون سے کہا اگر ہم غالب آ گئے تو ہمیں سرکار سے انعام ملے گا؟ ۵ فرعون نے کہا ضرور ملے گا (انعام کیا چیز ہے) تم اس وقت میرے مقربین میں سے ہو گے ۵ موسیٰ نے جادوگروں سے کہا (منتر و تنتر) جو کچھ تمہیں پھینکنا ہو پھینکو ۵ انہوں نے اپنی رسیاں اور چھڑیاں (میدان میں) ڈال دیں اور کہنے

Marfat.com

رعون کے جلال کی قسم ہم ضرور غالب رہیں گے ۵ موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا تو جادوگروں
کچھ شعبدے بنائے تھے ان کو وہ نگلنے لگا ۵ (یہ حال دیکھ کر) جادوگر موسیٰ
سامنے گر پڑے اور کہنے لگے ہم تو سارے جہاں کے پروردگار پر ایمان
ئے جو موسیٰ وہارون کا پروردگار ہے ۵ فرعون نے کہا (ہائیں) قبل اس کے
پہلے اجازت دوں تم اس پر ایمان لے آئے بیشک یہ تمہارا بڑا (گرو) ہے جس
کو جادو سکھایا ہے تو خیر تم لوگوں کو بھی اس کا نتیجہ معلوم ہو جائے گا ۵ میں ایک
ف سے تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف سے تمہارے پیر کاٹ ڈالوں گا اور سب
ولی پر چڑھا دوں گا ۵ انہوں نے کہا کچھ پرواہ نہیں ہم کو تو بہر حال اپنے پروردگار
ف لوٹ کر جانا ہے ۵ چونکہ ہم سب سے پہلے ایمان لائے ہیں اس لئے یہ
ر رکھتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہماری خطا معاف کر دے گا ۵ اور پھر ہم
وسیٰ کو وحی بھیجی کہ تم میرے بندوں کو لے کر راتوں رات نکل جاؤ کیونکہ تمہارا
ا کیا جائے گا ۵ تب فرعون نے لشکر جمع کرنے کے خیال سے تمام شہروں میں
ہرا دھڑا ہرکارے بھیجے ۵ اور کہا (موسیٰ کے ساتھ بنی اسرائیل) کی تھوڑی سی
عت ہے اور ان لوگوں نے ہمیں غصہ دلایا ہے اور ہم سب کے سب باساز وسامان
۵ (تم بھی آجاؤ کہ سب مل کر تعاقب کریں) غرض ہم نے ان لوگوں کو مصر کے باغوں
وں، خزانوں اور عزت کی جگہ سے نکال باہر کیا (جو نافرمانی کرے گا اس کی یہی سزا ہے
) آخر ہم نے ان چیزوں کا مالک بنی اسرائیل کو بنا دیا ۵ غرض موسیٰ تو رات ہی کو
چلے گئے اور ان لوگوں نے سورج نکلتے نکلتے پیچھا کیا تو جب دونوں جماعتیں
اتنی قریب ہوئیں کہ) ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں تو موسیٰ کے ساتھی (پریشان
ہو کر) کہنے لگے لو ہم تو اب پکڑے گئے ۵ موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں کیونکہ میرے
ساتھ میرا پروردگار ہے وہ فوراً مجھے کوئی (مخلصی کا) راستہ بتائے گا ۵

Marfat.com

ہم نے موسیٰ کو وحی بھیجی کہ اپنا عصا دریا پر مارو (مارنا تھا کہ) فوراً پانی پھٹ کر ٹکڑے ہو گیا گویا ہر ٹکڑا ایک بڑا اونچا پہاڑ تھا اور ہم نے اسی جگہ دوسرے فریق (فرعون اور اس کے ساتھی) کو قریب کر دیا ○ اور موسیٰ اور ان کے سب ساتھیوں کو بچا لیا ○ اور آخر والوں کو ڈبو دیا بیشک اس میں (لوگوں کے لئے) بڑی عبرت ہے اور اکثر ایمان لانے والے تھے ہی نہیں۔

---

ایک اعتراض یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بار بار ایک ہی قصہ کو دہراتا ہے آخر اس کی کیا ضرورت تھی، عبرت کے لئے ایک دو بار بیان کرنا کافی تھا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید ایک مرتبہ ہی نازل نہیں ہوا بلکہ تھوڑا تھوڑا کر کر آتا رہا ہے۔ یہودی چونکہ مختلف اوقات میں حضرت کے پاس آکر فرعون و موسیٰ کے واقعات دریافت کرتے تھے لہٰذا مختلف اوقات میں جو بذریعہ وحی حضرت نے بیان فرمایا وہ مختلف سورتوں میں پایا جاتا ہے اس پر اور انبیا کے واقعات کو قیاس کیجئے جو بار بار مذکور ہوئے تھے اور یہی وجہ ہے کہ واقعات میں ترتیب نہیں پائی جاتی۔

---

## ۲۴۔ موسیٰؑ کا قصہ

پ ۱۹۔ النمل ع ۱۔ آیت ۷: ۔ جب موسیٰ نے اپنے لڑکے بالوں سے کہا کہ میں نے اپنے بائیں طرف آگ دیکھی ہے ذرا ٹھہرو تو میں وہاں سے راستہ کی کچھ خبر لاؤں یا تمہیں ایک سلگتا ہوا انگارہ لا دوں تاکہ تم تاپو ○ جب موسیٰ اس آگ کے پاس آئے تو ان کو آواز سنائی دی کہ مبارک ہے وہ جو آگ میں اور اس کے ماحول میں بجلی چمکاتا اور وہ خدا جو سارے جہاں کو پالنے والا ہے ا

Marfat.com

ہر عیب سے پاک ہے ۵ اے موسیٰ میں اللہ ہوں جو زبردست حکمت والا ہے

## موسیٰؑ کا عصا سانپ بن گیا

اچھا تم اپنا عصا زمین پر ڈالو موسیٰ نے ڈال دیا اب قوم نے دیکھا تو وہ اس طرح لہرا رہا ہے گویا زندہ اژدھا ہے (یہ دیکھ کر) وہ پچھلے پاؤں بھاگ چلے پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا (توہم نے کہا) اے موسیٰ ڈرومت ہمارے پاس تو پیغمبر لوگ ڈرا نہیں کرتے (مطمئن ہو جاتے ہیں) ہاں جو کوئی گناہ کرے اور گناہ کے بعد اسے نیکی سے بدل دے (توبہ کرلے) تو البتہ اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے ۵ ہاں تو اپنا ہاتھ گریبان میں تو ڈال کہ وہ سفید براق ہو کر بے عیب نکل آئے گا۔ یہ دو معجزے منجملہ نو معجزات کے ہیں (جو تم کو ملیں گے) فرعون اور اس کی قوم کے پاس جاؤ کیونکہ وہ بدکار لوگ ہیں ۔

## ۲۵ - موسیٰ کا قصہ

پ۲۰ القصص ع۱۱ - آیت ۲-۱ - اے رسول ! ہم تم سے موسیٰ و فرعون کا واقعہ ایماندار لوگوں کے فائدہ کے لیے ٹھیک ٹھیک بیان کرتے ہیں ۵ بے شک فرعون نے (مصر کی) سرزمین میں بہت سر اٹھایا تھا۔ وہاں کے رہنے والوں کو کئی گروہ والا بنا دیا تھا ان میں سے ایک گروہ نے (بنی اسرائیل) کو عاجز کر رکھا تھا ان کے بیٹوں کو ذبح کرا دیتا تھا اور ان کی بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا بیشک وہ مفسدوں میں سے تھا ۵ ہم تو یہ چاہتے تھے کہ جو لوگ روئے زمین پر کمزور کر دیئے گئے ہیں ان پر احسان کریں اور ان ہی کو لوگوں کا پیشوا بنائیں اور ان ہی کو اس سرزمین کا مالک بنائیں ۵ اور ان ہی کو روئے زمین پر قدرت عطا کریں ۵

Marfat.com

اور فرعون و ہامان اور ان دونوں کے لشکروں کو ان ہی کمزوروں کے ہاتھوں سے وہ چیزیں دکھائیں جس سے یہ لوگ ڈرتے تھے ○ ہم نے موسیٰ کی ماں کے پاس یہ وحی بھیجی کہ تم اس کو دودھ پلاؤ اگر اس کے متعلق تم کو کوئی خوف ہو تو اس کو (ایک صندوق میں رکھ کر) دریا میں ڈال دو اور اس سے نہ تم کچھ ڈرنا نہ کڑھنا (تم اطمینان رکھو) اس کو ہم پھر تمہارے پاس پہنچادیں گے اور اس کو اپنا رسول بنائیں گے ○ (وہ صندوق بہتے بہتے فرعون کے محل کے پاس پہنچا تو فرعون کے لوگوں نے اٹھالیا تاکہ یہی ایک دن ان کا دشمن اور ان کے رنج کا باعث بنے۔ بیشک فرعون و ہامان اور ان دونوں کے لشکر غلطی پر تھے ○

فرعون کی بی بی (آسیہ) نے کہا کہ یہ (بچہ) میری اور تمہاری دونوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے تم لوگ اس کو قتل نہ کرو کیا عجب ہے کہ ہم کو نفع پہنچائے یا ہم اسے لے پالک ہی بنالیں اور انہیں اس کے ہاتھ سے برباد ہونے کی خبر نہ تھی ○ (ادھر تو یہ ہو رہا تھا) ادھر موسیٰ کی ماں کا دل (بچہ کے چھٹ جانے سے) ایسا بے چین ہو گیا کہ اگر ہم اس کے دل کو مضبوط نہ کر دیتے تو قریب تھا کہ موسیٰ کا حال ظاہر کر دیں (اور ہم نے اس کے لئے ڈھارس دی تاکہ وہ ہمارے وعدے کا یقین رکھے ○ ماں نے (دریا میں ڈالتے وقت) موسیٰ کی بہن (کلثوم) سے کہا کہ تم اس کے پیچھے پیچھے لگ جاؤ۔ بس وہ موسیٰ کو دور سے دیکھتی رہی اور ان لوگوں کو اس کی خبر بھی نہ ہوئی ○ اور ہم نے موسیٰ پر پہلے ہی سے اور دائیوں کا دودھ حرام کر دیا تھا (کہ کسی کی چھاتی کو منہ ہی نہ لگایا تب موسیٰ کی بہن بولی۔ بھلا میں تمہیں ایک ایسے گھرانے کا پتہ بتلادوں جو تمہاری خاطر اس بچہ کی پرورش کریں اور یقینی وہ اس کے خیر خواہ ثابت ہوں گے۔ غرض اس ترکیب سے ہم نے موسیٰ کو ان کی ماں تک پھر پہنچادیا تاکہ اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو جائے

Marfat.com

اور رنج نہ کرے اور یہ سمجھ لے کہ خدا کا وعدہ بالکل ٹھیک ہے مگر ان میں سے اکثر نہیں جانتے ٥ جب موسیٰ اپنی جوانی کو پہنچے (اور ہاتھ پاؤں نکال لئے) درست ہو گئے تو ہم نے علم و حکمت عطا کیا اور ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا ئے خیر دیتے ہیں ٥

ایک دن اتفاقاً موسیٰ شہر میں ایسے وقت میں آئے کہ وہاں کے لوگ (نیند کی) غفلت میں پڑے ہوئے تھے ٥ موسیٰ نے دیکھا کہ دو آدمی آپس میں لڑتے مرتے ہی ایک تو ان کی قوم (بنی اسرائیل) میں ہے اور دوسرا ان کے دشمن کی قوم (قبطی) کا ہے تو جو شخص ان کی قوم کا تھا اس نے اس شخص پر جو ان کے دشمنوں میں تھا غلبہ حاصل کرنے کے لئے موسیٰ سے مدد مانگی یہ سنتے ہی موسیٰ نے اسے ایک گھونسہ مارا کہ اس کا کام تمام ہو گیا پھر خیال کر کے کہنے لگے یہ شیطان کا کام تھا اس میں شک نہیں وہ دشمن اور کھلا ہوا گمراہ کرنے والا ہے ٥ اور کہا میرے پروردگار میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا (کہ اس شہر میں آیا اور تو مجھے دشمنوں سے پوشیدہ رکھ غرض خدا نے انہیں پوشیدہ رکھا وہ بڑا پوشیدہ رکھنے والا مہربان ہے۔ موسیٰ نے کہا اے میرے رب چونکہ تو نے مجھ پر بیحد احسان کیا ہے میں بھی آئندہ کبھی گنہگاروں کا مددگار نہ بنوں گا ٥ (غرض رات جوں توں گزری) صبح کو امید و بیم کی حالت میں موسیٰ شہر میں گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ شخص جس نے کل ان سے مدد مانگی تھی پھر فریاد کر رہا ہے ٥ موسیٰ نے ان سے کہا تو یقینی کھلم کھلا گمراہ ہے (روز تیرا کسی نہ کسی سے جھگڑا ٹھنا رہتا ہے) غرض جب موسیٰ نے چاہا کہ اس شخص پر جو دونوں کا دشمن تھا۔ جھپٹا دینے کے لئے ہاتھ بڑھائیں تو اس نے کہا اے موسیٰ جس طرح تم نے کل ایک آدمی کو

Marfat.com

مار ڈالا ہے اسی طرح مجھے بھی مار ڈالنا چاہتے ہو۔ تم تو بس یہ چاہتے ہو کہ روئے زمین پر سرکش بن کر رہو ٥ (اسی وقت) ایک شخص شہر کے اس کنارے سے دوڑتا ہوا آیا اور موسیٰ سے کہنے لگا اے موسیٰ تم یہ یقین جانو کہ شہر کے بڑے بڑے آدمی تمہارے معاملے میں مشورے کر رہے ہیں کہ تم کو قتل کر ڈالیں لہٰذا تم فوراً شہر سے نکل بھاگو میں تم سے خیر خواہانہ کہتا ہوں ٥ الغرض موسیٰ وہاں سے امید و بیم کے عالم میں چل کھڑے ہوئے اور عرض کی پروردگار تو مجھے ظالم لوگوں سے نجات دے۔

---

حضرت موسیٰ کی ماں کو ایک تو خوف ان کے رونے کا تھا کہ مبادا کوئی آواز سن لے۔ دوسرا خوف ان کے ڈوب جانے کا تھا۔ غرض الہام الٰہی کے بعد مادر موسیٰ نے حزقیل بن شبور سے جو فرعون کا چچا زاد بھائی تھا اور بڑھئی کا کام کرتا تھا۔ پانچ بالشت کا ایک صندوق بنوایا اور جب اس نے پوچھا کہ کس غرض سے بنوا رہی ہو تو غرض بھی بیان کر دی۔

حزقیل نے موسیٰ کے گھر پر ایک نشان دے کر فرعون کے لوگوں کو خبر دینی چاہی۔ خدا کے حکم سے اس کی زبان گونگی ہو گئی اور اشارہ کو لوگوں نے سمجھا نہیں۔ جب دکان پر آیا تو زبان کھل گئی۔ پھر اس نے افشائے راز کا قصد کیا تو زبان پھر بند ہو گئی اور اندھا بھی ہو گیا لوگوں نے اسے احمق سمجھ کر مارا اور اپنے پاس سے نکال دیا تب اس نے سچے دل سے عہد کیا کہ اگر اب کے اچھا ہو جاؤں تو ایمان لے آؤں گا۔ غرض وہ اچھا ہو گیا اور سب سے پہلے حضرت موسیٰ پر ایمان لایا واپس آ کر مادر موسیٰ سے اپنا قصہ بیان کیا اس کا نام مومن آل فرعون تھا یہ اپنے ایمان کو چھپاتا رہا اور تقیہ کی زندگی بسر کرتا

Marfat.com

رہا۔ اسی نے موسیٰ کو یہ خبر آ کر سنائی تھی کہ تمھارے دشمن تمھیں قتل کرنے کے لئے مشورے کر رہے ہیں لہٰذا یہاں سے نکل بھاگو۔

۲۔ جب خانۂ فرعون میں موسیٰ نے کسی دائی کا دودھ نہ پیا اور جب مادر موسیٰ آ گئیں تو فوراً ان کی چھاتی سے دودھ پینے لگے تو فرعون نے پوچھا اس بچہ نے تیری طرف کیوں رغبت کی انہوں نے کہا میرے بدن کا پسینہ خوشبودار ہے میرا بدن صاف ستھرا ہے اور میرا دودھ میٹھا ہے اس وجہ سے جو بچہ میرے پاس لایا جاتا ہے وہ میرا دودھ پینے لگتا ہے۔ غرض فرعون نے ان کی تنخواہ مقرر کر دی اور کہا تم اس بچہ کو اپنے گھر لے جاؤ اور ہر ہفتہ یہاں لے آیا کرو۔

۳۔ جو لوگ عصمت انبیاء کے قائل نہیں وہ کہتے ہیں جب ایک نبی سے قتل عمد کا فعل سرزد ہوا تو وہ ظالم قرار پایا اور ظالم عہدۂ نبوت کے لائق نہیں ہو سکتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ کسی مومن کا قتل نہ تھا بلکہ ایک کافر کا قتل تھا دوسرے قتل عمد نہ تھا انہوں نے ایک مومن کی حمایت میں گھونسہ مارا تھا اور گھونسہ کسی کو ہلاک کرنے کا باعث نہیں ہوا کرتا۔ اتفاقیہ بات تھی کہ وہ مر گیا۔ موسیٰ کا قصد اس کو ہلاک کرنا نہ تھا بلکہ اس ظالم کے ظلم سے اپنی قوم کے ایک شخص کو بچانا تھا لہٰذا یہ فعل جرائم کی فہرست میں نہیں آ سکتا اور یہ جو کہا کہ میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تو اس سے یہ مراد تھی کہ اس اتفاقیہ قتل کی وجہ سے لوگ جانی دشمن ہو گئے۔ پس گویا اس شہر میں آنا اور لوگوں کا دشمن ہو جانا میرے نفس پر ظلم ہوا۔

۱۔ پہلے قبطی کے مار ڈالنے کی خبر شہر میں مشہور ہو گئی لہٰذا جب دوسرے قبطی پر حضرت موسیٰ نے ہاتھ اٹھایا تو وہ سمجھ گیا کہ یہی وہ شخص ہے جس نے کل ایک قبطی کو ہلاک کیا ہے اس کے بعد اس نے کل کے واقعہ کی خبر فرعون کو پہنچا دی اور وہاں یہ رائے قرار پائی کہ موسیٰ ؑ کو مار ڈالنا چاہیئے جب مومن آل فرعون کو

اس مشورہ کی خبر ہوئی تو وہ دوڑتا ہوا آیا اور موسیٰ کو خبر کر دی۔

۵۔ چونکہ فرعون کا یہ حکم تھا کہ بنی اسرائیل میں جو عورت حاملہ ہو اس پر پہرہ مقرر کیا جائے لہٰذا خدا نے حضرت موسیٰ کا حمل ظاہر ہی نہ ہونے دیا۔ جو لوگ معجزات انبیاء کے قائل نہیں وہ اس کو نہیں مانتے۔ کہتے ہیں کہ حمل ہو اور ظاہر نہ ہو۔ ان کو سمجھ لینا چاہیئے کہ جس خدا میں یہ قدرت ہے کہ وہ بغیر ماں باپ کے آدم کو پیدا کر دے یا بغیر باپ کے عیسےٰ کو پیدا کر دے کیا اس میں یہ قدرت نہیں کہ وہ اپنے ایک برگزیدہ بندہ کا حمل ظاہر نہ ہونے دے۔ جو بچے عالم خلقی کے اصول کے تحت پیدا ہوتے ہیں بے شک ان کا حمل ظاہر ہوتا ہے لیکن جو بچے عالم امری سے متعلق ہوتے ہیں وہاں اسباب و وسائط بھی مفقود ہوتے ہیں اور خارق عادات امور بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ پس موسیٰ کی ولادت کا تعلق عالم امری سے تھا۔ جہاں کی صورتیں عالم خلقی سے مختلف ہیں۔

۶۔ ا۔ موسیٰؑ کی ولادت کے بعد ہمسایہ کی ایک عورت کو موسیٰؑ کے پیدا ہونے کا پتہ چل گیا اس نے فوراً تھانہ میں جا کر اطلاع دے دی۔ مادرِ موسیٰ، موسیٰؑ کو گود میں لئے صحن خانہ میں کھڑی تھیں اور دروازہ کھلا ہوا تھا کہ سامنے سے تھانیدار آتا ہوا نظر آیا۔ آپ نے فوراً حضرت موسیٰ کو خالی تنور میں رکھ دیا اور تھانیدار کے سامنے آ کھڑی ہوئیں۔ اس نے کہا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تمہارے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے بتاؤ وہ کہاں ہے۔ مادرِ موسیٰ نے کہا تم تھانیدار ہو کر یہ پتہ نہیں چلا سکتے کہ میں وہ ہو سکتی ہوں جس کے بطن سے بچہ پیدا ہوا ہو۔ وہ فوراً ایک عورت کو بلا لایا اس نے خوب اچھی طرح دیکھا بھالا اور تھانیدار سے کہا یہ وہ عورت نہیں ہو سکتی جس کے بطن سے کوئی بچہ حال میں پیدا ہوا ہو۔ یہاں تو یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ مادرِ موسیٰ کی کنیز نے جو اس سے بے خبر تھی کہ تنور کے اندر موسیٰ ہیں

تنور میں لکڑیاں ڈال آگ روشن کردی اور شعلے بلند ہونے لگے تھا نیدار کے جانے کے بعد مادر موسیٰ یہ کہتی تنور کی طرف بڑھیں۔ اری کنیز تو نے غضب کر دیا اس میں تو میرا بچہ ہے۔ جب تنور کے پاس آئیں تو دیکھا کہ موسیٰ محفوظ ہیں آگ نے کوئی ضرر ان کو نہیں پہنچایا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں جس خدا نے ابراہیم ؑ کے لئے آگ کو باغ و بہار بنا دیا تھا اس نے موسیٰ کو بھی جلنے سے بچا لیا۔

۷۔ ان آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ موسیٰ کی پیروی کرنے والے کو قدرت نے لفظ شیعہ سے ظاہر کیا هذا من شیعته جس سے معلوم ہوا کہ شیعہ انبیاء کے تابعین کے لئے بولا جاتا ہے۔ مذہب اسلام میں جتنے فرقے ہیں ان سب کے ناموں میں صرف ایک فرقہ کے نام کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس کو قرآن میں ذکر کیا گیا ہے اور یہ فخر ہم شیعوں کے لئے کافی ہے۔

۸۔ ان آیات میں یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ جو لوگ ظالموں کے ہاتھوں کمزور بنا دیئے گئے ہیں اللہ تعالیٰ ان ہی کو کسی وقت غلبہ دے کر روئے زمین کی بادشاہت عطا کرے گا اور اس کے ہاتھوں سے ظالموں اور جباروں کی سرکوبی کرائے گا۔ انشاء اللہ حضرت حجت عجل اللہ فرجہ، کے ظہور کے وقت ایسا ہی ہوگا۔

۹۔ موسیٰ کی پرورش کے لئے خدا نے یہ خاص اہتمام کیا کہ ایک زن مومنہ (آسیہ) کو خانہ فرعون میں پہلے سے لا بٹھایا پھر کسی کافرہ عورت کا دودھ ان کو نہ پلوایا ذرا غور کریں وہ لوگ جو مومن قریش جناب ابوطالب کو کافر بتلاتے ہیں کیسے ممکن تھا کہ خدا نے تمام نبیوں کے سردار کو ایک کافر کی آغوش تربیت میں جگہ دینا پسند کیا ہو یا ان کو حلیمہ اور ثوبیہ کا دودھ اسی حالت میں پلوایا ہو جب کہ وہ کافرہ ہوتیں۔ معلوم ہوا نہ ابوطالب کافر تھے اور نہ حلیمہ و ثوبیہ۔ یہ دونوں موحد تھیں اور ملت ابراہیمی پر تھیں۔

Marfat.com

# ۲۶۔ موسیٰؑ کا قصہ

## موسیٰؑ کا مدین جانا

پ۲۰ القصص ع ۳۔ آیت ۲۲ سے ۲۸۔ جب موسیٰ نے مدین کی طرف رخ کیا (اور راستہ معلوم نہ تھا) تو آپ ہی آپ بولے مجھے امید ہے کہ میرا پروردگار مجھے سیدھا راستہ دکھا دے ٥ جب شہر مدین کے کنوئیں پر (جو شہر کے باہر تھا) پہنچے تو کنوئیں پر لوگوں کی بھیڑ دیکھی جو اپنے مویشیوں کو پانی پلا رہے تھے اور ان کے پیچھے دو عورتیں (دختران شعیب) تھیں جو اپنی بکریوں کو روکے کھڑی تھیں۔ موسیٰ نے پوچھا تمہارا کیا مطلب ہے وہ بولیں جب تک چرواہے اپنے جانوروں کو پانی پلا کر ہٹ نہ جائیں ہم نہیں پلا سکتے اور ہمارے باپ بڑھے ہیں ٥ (اس لئے نہیں آسکے اور ہمیں مجبوراً آنا پڑا ہے) تب موسیٰ نے ان کی بکریوں کے لئے پانی کھینچ کر پلا دیا پھر وہاں سے ہٹ کر (درخت کی) چھاؤں میں جا بیٹھے (چونکہ بہت زور کی بھوک لگی تھی) کہنے لگے پروردگار (اس وقت) جو نعمت تو میرے پاس بھیج دے میں اس کا سخت حاجت مند ہوں ٥ ۔ان لڑکیوں میں سے ایک لڑکی شرمیلی چال سے آئی اور موسیٰ سے کہنے لگی میرے والد تم کو بلاتے ہیں تاکہ تم نے جو ہماری بکریوں کو پانی پلایا ہے اس کی اجرت دیں۔ جب موسیٰ ان کے پاس آئے اور ان سے اپنے قصے بیان کئے تو شعیب نے کہا اندیشہ نہ کرو تم نے ظالم لوگوں سے نجات پائی ٥ ان دونوں میں سے ایک لڑکی نے کہا باباجان ان کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ آپ جس کو بھی نوکر رکھیں سب میں بہتر وہ ہے جو مضبوط اور دیانت دار ہو ٥ شعیب نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دو لڑکیوں میں سے ایک کے ساتھ (اس مہر پر)

Marfat.com

نکاح کر دوں کہ تم آٹھ برس تک میری نوکری کرو اور اگر تم دس برس پورے کر دو تو تمہارا احسان اور میں تم پر محنت شاقہ بھی ڈالنا نہیں چاہتا انشاءاللہ تم مجھے نیکو کار آدمی پاؤ گے ○ موسیٰ نے کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان معاہدہ ہے ان دونوں صورتوں میں سے جو بھی پوری کر دوں تو مجھے اختیار ہے پھر مجھ پر یہ جبر زیادتی کرنے کا حق نہیں اور ہم جو بات کر رہے ہیں اللہ اس کا گواہ ہے ○ غرض

## دختر شعیب سے موسیٰ کا نکاح

موسیٰ کا چھوٹی لڑکی سے نکاح ہو گیا اور رہنے لگے پس موسیٰ نے جب اپنی دس برس کی مدت پوری کر دی تو بی بی کو وہاں سے لے کر چلے تو اندھیری رات تھی اور جاڑوں کے دن راستہ بھول گئے اور بی بی صفورہ کو درد زہ عارض ہوا اتنے میں کوہ طور کی طرف سے آگ دکھائی دی تو اپنے گھر والوں سے کہا تم یہاں ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے میں وہاں جاتا ہوں کیا عجب کہ وہاں سے راستہ کی کچھ خبر پاؤں یا آگ کی چنگاری لیتا آؤں تاکہ تم لوگ تاپو ○ جب موسیٰ آگ کے پاس آئے تو میدان کے کنارے سے اس مبارک جگہ میں ایک درخت سے انہیں آواز آئی کہ اے موسیٰ بیشک میں ہی اللہ سارے جہاں کا پالنے والا ہوں ○ تم اپنی چھڑی زمین پر ڈال دو جب ڈال دی تو دیکھا کہ وہ اس طرح بل کھا رہی ہے کہ گویا وہ ایک زندہ اژدھا ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا تو ہم نے فرمایا اے موسیٰ آگے آؤ اور ڈرو نہیں تم ہر طرح امن و امان میں ہو اچھا تم اب اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالو اور نکال لو جب نکالا تو سفید براق ہو کر نکل آیا اور خوف کی وجہ سے اپنے بازو اپنی طرف سمیٹ لو تاکہ خوف جاتا رہے غرض یہ دو نو عصا اور ید بیضا تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہاری قوت کی

Marfat.com

دو دلیلیں فرعون اور اس کے دربار کے سرداروں کے مقابلے کے لئے ہیں ۔ بیشک یہ لوگ بدکار ہیں ○ موسیٰ نے کہا (اے میرے پروردگار میں نے ان میں سے ایک شخص کو مار ڈالا تھا مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس کے بدلے میں یہ مجھے مار نہ ڈالیں اور میرا بھائی ہارون مجھ سے زبان میں زیادہ فصیح ہے تو تو اسے میرا مددگار بنا کر بھیج کہ وہ میری تصدیق کرے کیونکہ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ وہ لوگ مجھے جھٹلا دیں گے (توان کی تردید کے لئے گویائی کی ضرورت ہے) فرمایا اچھا ہم عنقریب تمہارے بھائی کی وجہ سے تمہارا بازو قوی کر دیں گے اور تم دونوں کو ایسا غلبہ عطا کریں گے کہ فرعونی لوگ ہمارے معجزات کی وجہ سے تم تک پہنچ ہی نہ سکیں گے تم اور تم دونوں کے پیرو ضرور غالب رہیں گے ○

پس جب موسیٰ روشن معجزے لے کر ان کے پاس آئے تو کہنے لگے یہ تو محض دل کا گڑھا ہوا جادو ہے ہم نے تو اپنے اگلے باپ داداؤں کے زمانے میں یہ بات سنی بھی نہیں ○ موسیٰ نے کہا میرا پروردگار اس شخص سے خوب واقف ہے جو اس کی بارگاہ سے ہدایت لے کر آیا ہو۔ اور اس سے بھی جس کے لئے آخرت کا گھر ہے اور اس میں تو شک ہی نہیں کہ ظالم لوگ کامیاب نہیں ہوتے ○ فرعون نے کہا اے میرے سردار و مجھ کو تو اپنے سوا کوئی پروردگار معلوم نہیں ہوتا اور موسیٰ دوسرے کو خدا بتاتا ہے۔ تو اے ہامان (وزیر فرعون) تو میرے لئے مٹی کی اینٹوں کا پزادہ سلگا پھر میرے واسطے ایک پختہ محل تیار کرا تاکہ میں (اس پر) چڑھ کر موسیٰ کے خدا کو دیکھوں یقیناً میں موسیٰ کے خدا کو جھوٹا سمجھتا ہوں ○ فرعون اور اس کے لشکر نے روئے زمین پر ناحق سر اٹھایا تھا اور ان لوگوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ وہ ہماری بارگاہ میں کبھی پلٹ کر نہ آئیں گے ○ تو ہم نے اس کو اور اس کے لشکر کو لے ڈالا پھر ان سب کو دریا میں ڈال دیا پس دیکھو ظالموں

کا کیسا برا انجام ہوا ٥ ہم نے ان کو گمراہوں کا پیشوا بنایا جن لوگوں کو جہنم کی طرف بلاتے ہیں قیامت کے دن دیہ ایسے بیکس ہوں گے، کہ کسی طرح ان کی مدد نہ کی جائے گی ٥ ہم نے دنیا میں بھی ان کے پیچھے لعنت لگا دی اور روز قیامت بھی ان کے چہرے بگاڑ دیئے جائیں گے ٥ اور ہم نے موسیٰ کو کتاب توریت عطا کی جو لوگوں کے لئے سرتا پا بصیرت اور ہدایت اور رحمت تھی تاکہ وہ لوگ عبرت حاصل کریں ٥ جس وقت ہم نے موسیٰ کے پاس اپنا حکم بھیجا تھا تم طور کے مغربی جانب موجود نہ تھے اور نہ تم ان واقعات کو بچشم خود دیکھنے والے تھے۔

---

ملا ۔ حضرت موسیٰ ؑ کے اس واقعہ سے کہ باوجود سفر کی تکان اور شدت کی بھوک لگنے کے انہوں نے شعیب کی لڑکیوں کی مدد کی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کسی وقت اور کسی حالت میں نیکی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے اس سفر میں حضرت موسیٰ ؑ کو بڑی تکلیف کا سامنا ہوا تھا۔ درخت کی پتیاں کھاتے کھاتے بدن کا گوشت گھل گیا تھا اور کھال بھی اتنی پتلی پڑ گئی تھی کہ اوپر سے ہڈیوں کی سبزی دکھائی دیتی تھی اور جب وارد مدین ہوئے تو اس وقت بھی شدت سے بھوک کا غلبہ تھا مگر ان کی حمیت وغیرت نے تقاضا نہ کیا کہ کسی سے کچھ مانگیں مانگا تو اپنے خدا سے یہ ہیں انبیاء علیہم السلام کے عملی کارنامے

ملا ۔ مدین فرعون کی سلطنت سے خارج تھا اس لئے یہاں آ کر ان کو سکون حاصل ہوا۔ جب حضرت موسیٰ شعیب علیہ السلام کے پاس آئے تو حضرت شعیب نے ان کی حالت زار دیکھ کر اور اپنا مہمان سمجھ کر کھانا طلب کیا مگر حضرت موسیٰ نے کھانے سے انکار کیا اور کہا میں آخرت کو دنیا کے بدلے نہیں بیچتا۔ میں نسلم

آپ کی دنبیوں کو محض خوشنودی خدا کے لیے پانی پلایا تھا میں اس کی اجرت نہیں چاہتا۔ حضرت شعیب نے کہا میں اجرت نہیں دے رہا بلکہ اپنا مہمان سمجھ کر کھانا کھلاتا ہوں۔ تب حضرت موسیٰؑ نے کھانا کھایا۔

۳ :۔ جب حضرت شعیب کی لڑکی جو موسیٰؑ کو لینے آئی تھی آگے آگے چلی تو انہوں نے فرمایا تم میرے آگے نہ چلو تاکہ میری نظر تمہارے جسم پر نہ پڑے بلکہ پیچھے پیچھے چلو۔ یہ تھی احتیاط انبیاء کی اور اب جو کچھ ہو رہا ہے کون اس سے واقف نہیں

۴ :۔ حضرت موسیٰؑ کو جب دنبیاں چرانے کی خدمت سپرد ہوئی تو انہوں نے حضرت شعیب سے کہا ایک لاٹھی بھی تو مجھے دیجئے کہ ان کے ہنکانے اور موذی جانوروں کے دفع کرنے کے کام آئے۔ حضرت شعیب نے اپنی صاحبزادی سے کہا جاؤ اور فلاں عصا اٹھا لاؤ۔ وہ ایک عصا اٹھا لائیں۔ شعیب نے کہا یہ نہیں دوسرا دو پھر گئیں اور وہی لے آئیں اسے بھی واپس کرایا۔ جب کئی بار ایسا ہوا تو بولیں میں کیا کروں۔ دوسرا عصا لانا چاہتی ہوں مگر میرے ہاتھ میں یہی آجاتا ہے اور دوسرا ہٹ جاتا ہے تب شعیب نے کہا اچھا یہی دے دو موسیٰ ہی اس کے مستحق ہیں

ایک روایت ہے کہ یہی وہ عصا ہے کہ جسے آدمؑ بہشت سے لائے تھے سلسلہ وار انبیاء کے پاس ہوتا ہوا حضرت شعیبؑ کے پاس آیا تھا یہ روایت خوش اعتقادی کے پھولوں میں بسی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

ایک روایت یہ ہے کہ حضرت شعیبؑ ایک پہاڑ پر ایک زیتون کے درخت کے نیچے عبادت کیا کرتے تھے اس درخت سے آواز آتی تھی اے شعیب مجھ سے جدا نہ ہو۔ آپ نے اس کی ایک شاخ کاٹ کر بطور لاٹھی کے اپنے پاس رکھ لی

واللہ اعلم بالصواب

۴ :۔ بغلوں میں ہاتھ دینے کا حکم اس لئے دیا گیا تھا کہ سردی یا خوف کے وقت

اگر انسان بغلوں میں ہاتھ دے لیتا ہے تو دل کی دھڑکن کم ہوجاتی ہے اور سردی نسبتاً کم معلوم ہوتی ہے۔

۵۔ فرعون نے موسیٰؑ کے خدا کو دیکھنے کے لیے جو محل بنوایا تھا وہ اتنا بلند تھا کہ اس سے پہلے کوئی مکان اتنا اونچا نہیں بنا تھا۔ فرعون نے یہ سمجھا تھا کہ اس پر چڑھ کر اس سے آسمان قریب ہوجائے گا اور وہ خدا کو کہیں بیٹھا ہوا دیکھ لے گا لیکن جب وہاں جاکر دیکھا تو اتنا ہی دور معلوم ہوا جتنا زمین پر معلوم ہوتا تھا۔ آخر اس نے وہاں سے ایک تیر پھینکا جو خون میں ڈوبا ہوا واپس آیا۔ اس نے خوش ہوکر غل مچایا۔ میں نے موسیٰ کے خدا کو مار ڈالا۔ حضرت جبریل نے پر مار کر اس محل کو گرا دیا

## ۲۷۔ موسیٰؑ کا قصہ

# فرعونیوں پر عذاب

پا۔ العنکبوت ع ۴۔ آیت ۳۹ :۔ اور قارون و فرعون و ہامان کو بھی ہلاک کر ڈالا ان کے پاس موسیٰ واضح اور روشن دلیلیں لے کر آئے پھر بھی یہ لوگ روئے زمین پر سرکشی کرتے رہے لیکن ہم سے نکل کر کہیں آگے نہ بڑھ سکے ٥ ہم نے سب کو گناہ کی سزا میں لے ڈالا۔ ان میں بعض تو وہ تھے جن پر ہم نے پتھر والی آندھی بھیجی اور بعض وہ تھے جن کو ہم نے زمین دھنسا دیا اور بعض کو ہم نے ڈبو دیا اور یہ بات نہیں کہ ان پر خدا نے ظلم کیا بلکہ دسچ تو یہ ہے کہ وہ خدا کی نافرمانی کرکے خود اپنے اوپر ظلم کرتے رہے:

## ۲۸۔ موسیٰؑ کا قصہ

پ۲۴ مومن ع ۳ آیت ۲۴ :۔ ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور روشن دلیلیں دے

کر فرعون وہامان وقارون کی طرف بھیجا۔ انہوں نے کہا یہ بڑا جھوٹا اور جادوگر ہے ٥
غرض جب موسیٰ لوگوں کے پاس ہماری طرف سے سچا دین لے کر آئے تو وہ کہنے لگے
جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں ان کے بیٹوں کو تو مار ڈالو اور ان کی عورتوں کو
(لونڈیاں بنانے کے لئے) زندہ رہنے دو اور کافروں کی تدبیریں بے ٹھکانے ہوتی
ہی ہیں ٥ فرعون کہنے لگا مجھے چھوڑو کہ میں موسیٰ کو قتل کر ڈالوں اور دیکھوں
اپنے پروردگار کو مدد کے لئے بلاتے ہیں (بھائیو) مجھے ڈر ہے کہ موسیٰ
تمہارے دین کو الٹ پلٹ کر ڈالے گا یا یہ کہ ملک میں فساد برپا کر دے گا ٥ موسیٰ
نے کہا میں تو ہر متکبر سے جو (حساب کے دن (قیامت) پر ایمان نہیں لاتا اپنے
اور تمہارے پروردگار کی پناہ لے چکا ہوں ٥ فرعون کے لوگوں میں ایک ایماندار

## مومن آل فرعون

شخص (حزقیل) نے جو اپنے ایمان کو چھپائے رہتا تھا لوگوں سے کہا کیا تم
ایسے شخص کے قتل کے درپے ہو۔ جو صرف یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے
حالانکہ وہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس معجزے لے کر آیا ہے
اگر بالفرض یہ شخص جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اس پر پڑے گا اور اگر یہ
کہیں سچا ہوا تو جس عذاب کی یہ تمہیں دھمکی دیتا ہے اس میں کچھ تو تم لوگوں پر ضرور
واقع ہو کر رہے گا ٥ بیشک خدا اس شخص کی ہدایت نہیں کرتا جو حد سے
گزرنے والا اور جھوٹا ہو ٥ اے میری قوم آج تو تمہاری بادشاہت ہے
اور ملک میں تمہارا ہی بول بالا ہے لیکن کل جب خدا کا عذاب ہم پر آ جائے
تو ہماری کون مدد کرے گا ٥ فرعون نے کہا میں تو وہی بات سمجھاتا ہوں جو میں
خود سمجھتا ہوں اور وہی راہ دکھاتا ہوں جس میں بھلائی ہے ٥ جو شخص درپے

Marfat.com

ایمان لاچکا تھا۔ کہنے لگا دبھائیو) مجھے تو تمہاری نسبت بھی اور امتوں کی طرح روز (بد) کا اندیشہ ہے کہیں تمہارا بھی وہی حال نہ ہو جو نوح کی قوم اور عاد و ثمود اور ان کے بعد والے لوگوں کا ہوا اور خدا تو بندوں پر ظلم کرنا چاہتا ہی نہیں اور اے میری قوم مجھے تو تمہاری نسبت قیامت کے دن کا اندیشہ ہے جس دن تم پیٹھ پھیر کر جہنم کی طرف چل کھڑے ہو گے تو خدا کے عذاب سے کوئی تمہیں بچانے والا نہ ہوگا اور جسے خدا گمراہی میں چھوڑ دے اسے کوئی رہ براہ کرنے والا نہیں اور اس سے پہلے یوسف بھی تمہارے پاس معجزے لے کر آئے تھے تو تم لوگ اس میں برابر شک ہی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے وفات پائی تو تم کہنے لگے کہ اب ان کے بعد خدا ہرگز کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔ جو حد سے گزر جانے والا اور شک کرنے والا ہو۔ خدا اسے یونہی گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور جو لوگ بغیر اس کے کہ ان کے پاس کوئی دلیل آئی ہو (خواہ مخواہ) جھگڑے کیا کرتے ہیں۔ وہ خدا کے اور ایمانداروں کے نزدیک سخت نفرت خیز ہیں۔ یوں خدا ہر متکبر سرکش کے دل پر ہلاکت مقرر کر دیتا ہے ٥

فرعون نے کہا اے ہامان میرے لئے ایک محل بنوا دے تاکہ اس پر چڑھ کر رستوں پر پہنچ جاؤں یعنی آسمانوں کے راستوں پر پھر موسیٰ کے خدا کو جھانک کر دیکھ لوں اور میں اسے یقیناً جھوٹا سمجھتا ہوں اور اسی طرح فرعون کی بدکاریاں اسے بھلی کر کے دکھا دی گئیں اور وہ راہ راست سے روک دیا گیا اور فرعون کی تدبیر تو بالکل غائب غلا ہی تھی ٥ جو شخص در پردہ ایماندار تھا کہنے لگا دبھائیو) میرا کہنا مانو میں تمہیں ہدایت کے راستے دکھا دوں گا یہ دنیوی زندگی تو بس چند روزہ ہے اور آخرت ہی ہمیشہ رہنے کا گھر ہے جو برا کام کرے گا اسے بدلہ بھی ویسا ہی ملے گا اور جو نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت مگر ایماندار ہو تو ایسے

Marfat.com

بہشت میں داخل ہوں گے اور وہاں انہیں بے حساب روزی ملے گی ○ اے میری قوم تجھے کیا ہو گیا کہ میں تمہیں نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلاتے ہو تم مجھ سے چاہتے ہو کہ میں خدا کے ساتھ کفر کروں اور اس چیز کو اس کا شریک بناؤں جس کا مجھے علم نہیں اور میں تمہیں اس خدا کی طرف بلاتا ہوں جو غالب اور بڑا بخشنے والا ہے ○ بیشک تم جس کی طرف مجھے بلاتے ہو۔ وہ نہ تو دنیا میں پکارے جانے کے قابل ہے نہ آخرت میں۔ آخرش ہم سب کو خدا ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور اس میں شک ہی نہیں کہ حد سے بڑھ جانے والے جہنمی ہیں ○ میں جو تم سے کہتا ہوں عنقریب ہی تم اسے یاد کرو گے اور میں تو اپنا کام خدا ہی کے سپرد کیے دیتا ہوں بیشک خدا بندوں کے حال کو خوب دیکھ رہا ہے تو خدا نے اسے ان کی تدبیروں کی برائی سے محفوظ رکھا اور فرعونیوں کو سخت عذاب نے (ہر طرف سے) گھیر لیا اور اب تو (قبر میں دوزخ کی) آگ ہے وہ لوگ ہر صبح و شام اس کے آگے کھڑے کیے جاتے ہیں اور جب قیامت برپا ہو گی تو حکم ہو گا فرعون کے لوگوں کو سخت سے سخت عذاب میں جھونک دو۔

---

۱۰ :۔ حزقیل قبطی جو فرعون کے ماموں زاد یا چچا زاد بھائی تھے اور ان کا خطاب مومن آل فرعون ہے۔ قوم فرعون میں بس یہی اکیلے ایمان لانے والے تھے جو لوگ تقیہ پر اعتراض کرتے ہیں وہ ذرا اس آیت کو پڑھیں اور متنبہ ہو جائیں کہ تقیہ نہ حرام ہے نہ بدعت۔ خدا نے اگرچہ صرف اتنا ظاہر کیا ہے کہ وہ ایمان کو چھپائے ہوئے تھے مگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے پانچ یا چھ سو برس تک تقیہ میں زندگی گزاری تھی۔ جن لوگوں کو قرآن کی اس آیت پر ایمان نہیں وہ گویا پورے قرآن پر ایمان نہیں رکھتے اگر تقیہ کرنا خلاف حکم خدا ہوتا تو حزقیل کو اللہ تعالے مومن آل فرعون نہ فرماتا۔

Marfat.com

۲ ۱۔ حزقیل نے اپنی قوم کو جو کچھ سمجھایا وہ اس انداز میں تھا کہ موسیٰ پر ایمان بھی ثابت نہ ہو اور ہدایت کا فرض بھی ادا ہو جائے جو باتیں انہوں نے سمجھائیں وہ ایسی ہیں کہ ظاہر میں فرعون و موسیٰ دونوں کی طرف رجوع ہو سکتی ہیں لیکن باطن میں ان کا قصد یہی تھا کہ موسیٰؑ ضرور سچے ہیں ان کی تکذیب میں تمہارا وہی حشر ہوگا جو اگلی امتوں کا ہوا۔

۳ ۱۔ حزقیل کی باتیں سن کر لوگ چونکے اور فرعون سے جا کر کہا کہ غضب ہو گیا۔ حزقیل تمہاری خدائی کو نہیں مانتا۔ وہ تو کھلا ہوا موسیٰ کی نبوت پر ایمان لانے والا معلوم ہوتا ہے۔ یہ سن کر اس نے حکم دیا کہ حزقیل کو پکڑ کر میرے سامنے لاؤ چنانچہ لوگ حزقیل کو پکڑ لائے اس کے درباریوں کے علاوہ قوم کے اور بہت سے لوگ دربار فرعون میں موجود تھے۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ حزقیل کو کیا سزا ملتی ہے۔

فرعون نے غضبناک ہو کر کہا کیوں رے تو میری خدائی کا منکر ہے۔

حزقیل نے کہا لوگو سنو جو کچھ میں کہتا ہوں یہی میرا عقیدہ ہے۔

جو تم سب کا خالق ہے وہی میرا ہے جو تم سب کا رب ہے وہی میرا ہے

جو تم سب کا رازق ہے وہی میرا ہے۔

اس جواب سے فرعون خوش ہو گیا۔ وہ سمجھا ہی نہیں کہ اس سے ان کا کیا مطلب۔ وہ تو یہ بتا رہے تھے کہ جو درحقیقت تمہارا خالق و رازق ہے وہی میرا ہے یعنی خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ

۵ ۱۔ کسی معتبر روایت سے فرعون کے تیر کا خون آلود ہو کر آنا ثابت نہیں اور نہ عقل اس کو قبول کرتی ہے۔

## ۲۹ - موسیٰؑ کا قصہ

پ ۲۵ الدخان ع ۱۔ آیت ۱۷ ۔ ہم نے ان سے پہلے قوم فرعون کی آزمائش کی

Marfat.com

اور ان کے پاس ایک عالی قدر پیغمبر آئے اور کہا کہ خدا کے بندوں کو میرے حوالے کر دو میں تمہاری طرف خدا کی طرف سے ایک امانت دار پیغمبر ہوں ۵ اور خدا کے سامنے سرکشی نہ کرو میں تمہارے پاس ایک واضح روشن دلیل لے کر آیا ہوں اور اس سے کہ تم مجھے سنگسار کرو میں اپنے اور تمہارے پروردگار (خدا) سے پناہ مانگتا ہوں ۵ اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لائے تو تم مجھ سے الگ ہو جاؤ ۵ (مگر وہ ستانے لگے) تب موسیٰ نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ یہ بڑے شریر لوگ ہیں ۵ (خدا نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو) راتوں رات لے کر یہاں سے چلے جاؤ تمہارا پیچھا ضرور کیا جائے گا اور دریا کو اپنی حالت پر دھہرا ہوا چھوڑ کر پار ہو جاؤ تمہارے بعد ان کا سارا لشکر ڈبو دیا جائے گا ۵ وہ لوگ (خدا جانے) کتنے باغ اور چشمے اور کھیتیاں اور نفیس مکانات اور آرام کی چیزیں جن میں وہ چین سے بسر کیا کرتے تھے چھوڑ گئے یوں ہوا اور ہم نے ان تمام چیزوں کا مالک دوسروں کو بنا دیا ۵ تو ان لوگوں پر آسمان و زمین کو بھی رونا نہ آیا اور نہ انہیں مہلت ہی دی گئی ۵ ہم نے بنی اسرائیل کو ذلت کے عذاب سے فرعون کے پنجے سے نجات دی اور بیشک وہ سرکش تھا اور حد سے باہر نکل گیا تھا ۵ اور ہم نے بنی اسرائیل کو کچھ سمجھ بوجھ کر سارے جہاں سے برگزیدہ کیا تھا اور ہم نے ان کو ایسی نشانیاں دی تھیں جن میں ان کی صریحی آزمائش تھی۔

---

۱ :۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ ان پر آسمان زمین نہیں روئے یہ بتاتا ہے کہ آسمان و زمین میں رونے کی اہلیت ہے اگر وہ فرعون اور اس کی قوم پر نہیں روئے تو کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن پر وہ روتے ہوں گے۔ چاہئیں جن کی مصیبت پر زمین و آسمان روئے ہوں ورنہ ان کے متعلق یہ کہنا درست نہ ہوگا۔ بیشک جن پر زمین و

آسمان روئے وہ شہیدان کربلا تھے۔ آسمان کا رونا یہی تھا کہ تمام آسمان پر سرخی چھا گئی اور زمین میں زلزلہ آیا اور آندھیاں چلیں۔ آسمان سے خون برسا اور زمین سے خون اُبلا۔

صحیح مسلم میں ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو اس مصیبت پر آسمان بھی رویا اور آسمان کا رونا اس کا سرخ ہو جانا ہے۔ اس کی موید وہ روایت ہے جو ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں لکھی ہے کہ جب حضرت علیؑ کا گزر زمین کربلا پر ہوا اور آپ قبر حسینؑ کی جگہ پر پہنچے تو فرمایا یہی ہمارے اونٹوں کے بٹھانے اور اسباب رکھنے کی جگہ ہے۔ یہی ہمارے خون بہانے کی جگہ ہے۔ رسولؐ کے اہلبیتؑ میں سے کچھ لوگ یہاں قتل کیے جائیں گے جن پر آسمان بھی روئے گا اور زمین بھی۔

۳۰

پ۲۶ الذاریات ع۲۔ آیت ۳۸ تا ۴۰۔ اور موسیٰ کے حال میں بھی (ہماری) نشانی ہے جب ہم نے ان کو فرعون کے پاس کھلا ہوا معجزہ دے کر بھیجا تو اس نے اپنے لشکر کے برتے پر منہ موڑ لیا اور کہا یہ جادوگر ہے یا دیوانہ ۝ تو ہم نے اس کو اور اس کے لشکر کو لے ڈالا پھر ان سب کو دریا میں ٹپک دیا اور وہ تو قابل ملامت کام کرتا ہی تھا۔

## ۳۱۔ موسیٰؑ کا قصہ

پ۲۹۔ المزمل آیت ۱۵، ۱۶۔ ہم نے تمہارے پاس اسی طرح ایک رسول (محمد) کو بھیجا جو تمہارے معاملے میں گواہی دے جس طرح فرعون کے پاس ایک رسول (موسیٰ) کو بھیجا تھا ۝ فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی پس ہم نے اسے بہت سخت پکڑا۔

Marfat.com

## ۱۷- موسیٰ ؑ کا قصّہ

پ۳۰ النازعات آیت ۱۵ تا ۲۶ اے رسول کیا تمہارے پاس موسیٰ کا قصہ بھی پہنچا ہے جب ان کو ان کے پروردگار نے طویٰ کے میدان میں پکارا کہ فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکش ہوگیا ہے اور اس سے کہو کہ کیا تیری خواہش ہے کہ کفر سے پاک ہو جائے اور میں تجھے تیرے پروردگار کی راہ بتادوں کہ تجھ کو خوف پیدا ہو۔ غرض موسیٰ نے اسے عصا کا بڑا معجزہ دکھایا تو اس نے جھٹلا دیا اور نہ مانا پھر پیٹھ پھیر کر مخالفت کی تدبیر کرنے لگا پھر لوگوں کو جمع کیا اور بلند آواز سے چلایا کہ میں تم لوگوں کا سب سے بڑا پروردگار ہوں تو خدا نے اسے دنیا و آخرت دونو کے عذاب میں گرفتار کیا۔

## ۱۸- بنی اسرائیل کی گائے کا قصّہ

قصہ حضرت موسیٰ ؑ کے ۳ ص ۲۰۶ میں دیکھیے۔

## ۱۹- مومن آلِ فرعون کا قصّہ

قصہ موسیٰ ؑ کے ص ۲۰۸ میں دیکھیے۔

## ۲۰- فرعون و ہامان کا قصّہ

حضرت موسیٰ ؑ کے قصے میں دیکھیے۔

## ۲۱- قارون کا قصّہ

پ۲۰- القصص ع ۸ آیت ۷۶ تا ۸۲- موسیٰ کی قوم سے ایک شخص قارون نامی تھا تو اس نے سرکشی شروع کی اور ہم نے اس کو اس قدر خزانے عطا کیے کہ

Marfat.com

اس کی کنجیاں ایک سکت دار جماعت کو اٹھانا دوبھر ہوتا تھا ■ جب ایک بار اس کی قوم نے اس سے کہا کہ اپنی اس دولت پر اترا مت کیونکہ خدا اترانے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور جو کچھ خدا نے تجھے دے رکھا ہے اس میں سے آخرت کے گھر کی بھی جستجو کر اور دنیا سے جس قدر تیرا حصہ ہے اسے مت بھول جا اور جس طرح خدا نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی اوروں کے ساتھ احسان کر اور روئے زمین پر فساد کا خواہاں نہ ہو کیونکہ خدا فساد کرنے والوں کو یقیناً دوست نہیں رکھتا ○ قارون کہنے لگا کہ دیہ مال ودولت مجھے اپنے علم دکیمیا کی وجہ سے حاصل ہوا ہے ۔ کیا قارون نے یہ بھی خیال نہ کیا کہ اللہ اس سے پہلے ان لوگوں کو ہلاک کر چکا ہے جو اس سے قوت وجمعیت میں کہیں بڑھ چڑھ کر تھے اور گنہگاروں سے ان کے گناہوں کے وقت پوچھ گچھ نہیں ہوا کرتی ○ غرض ایک دن قارون اپنی قوم کے سامنے بڑی آرائش اور ٹھاٹھ کے ساتھ نکلا تو جو لوگ زندگانی دنیا کے طالب تھے اسے اس شان سے دیکھ کر کہنے لگے جو دولت قارون کو عطا ہوئی ہے کاش یہ دسامان ہمارے لئے بھی ہوتا ۔ اس میں شک نہیں کہ قارون بڑا خوش نصیب آدمی ہے ○ جن لوگوں کو ہماری بارگاہ سے علم عطا ہوا تھا کہنے لگے ارے کم بخت تمہارا ناس ہو جائے جو شخص ایمان لائے اور اچھے کام کر گئے تو خدا کا ثواب اس سے کہیں بہتر ہے اور وہ ثواب کرنے والوں کے سوا دوسرے نہیں پا سکتے ○ پس ہم نے قارون اور اس کے گھر بار کو زمین میں دھنسا دیا پھر تو خدا کے سوا کوئی جماعت ایسی نہ تھی کہ اس کی مدد کرتی اور نہ وہ خود اپنی مدد کر سکا ○ جن لوگوں نے کل اس کے جاہ و مرتبہ کی تمنا کی تھی وہ آج دیہ تماشا دیکھ کر کہنے لگے ارے معاذ اللہ ۔ یہ تو خدا ہی ہے کہ بندوں سے جس کو چاہتا ہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے اگر کہیں خدا ہم پر مہربانی نہ کرتا

اور اتنا مال دے دیتا، تو اس طرح ہم کو بھی ضرور دھنسا دیتا۔

---

ف ۱:- قارون حضرت موسیٰ ؑ کا چچازاد بھائی تھا اور بہت حسین تھا۔ ستر آدمی جو حضرت موسیٰ ؑ پر ایمان لائے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھا۔ بنی اسرائیل میں توریت کو سب سے زیادہ پڑھا کرتا تھا اور خوش الحانی سے پڑھتا تھا اور فقیری کے زمانہ میں بہت منکسر اور خلیق تھا لیکن چونکہ ظاہری طور پر ایمان لایا تھا اس لئے خدا نے دولت دے کر اس کا امتحان لیا۔

ف ۲:- اس کے خزانہ کی کنجیاں ایک سکت دار جماعت نہ اٹھا سکتی۔ مفسرین نے ان کی تعداد چالیس لکھی ہے۔

ف ۳:- قارون یکایک کیسے مالدار ہو گیا اس کے متعلق مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ ؑ علم کیمیا جانتے تھے ان کی بعض ترکیبیں حضرت یوشع بن نون کو بتا دی تھیں اور بعض کالب بن یوحنا کو اور بعض قارون کو۔ یعنی کامل علم کسی کے پاس نہ تھا۔ قارون نے بہلا پھسلا کر یوشع اور کالب سے بھی سیکھ لیا اور اس طرح علم کیمیا کا ماہر بن گیا۔ پھر کیا تھا اس نے سونے کی چٹانیں بنانی شروع کر دیں۔ صبح سے شام تک سونا بنایا کرتا۔ رفتہ رفتہ اس نے سونے کا محل بنا کھڑا کیا

ف ۴:- قارون کو جب کوئی سمجھاتا کہ اتنی دولت تیرے پاس ہے تو اس کے شکریہ میں خدا کے غریب بندوں کی مدد کیوں نہیں کرتا تو وہ کم بخت سمجھانے والوں سے کج بحثی کرنے لگتا اور کہتا یہ دولت مجھے خدا نے نہیں دی بلکہ میں نے خود اپنے علم کے زور سے پیدا کی ہے میں دوسروں کو کیوں دوں ان کا میرے اوپر کیا حق ہے

ف ۵:- لوگوں کو للچانے کے لئے ایک دن بڑے قیمتی اور شاندار گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا جس کا زین اور سارا سامان سونے کا تھا۔ جسم پر بڑا قیمتی

Marfat.com

لباس تھا۔ سو غلام داہنی طرف چل رہے تھے اور تین سو کنیزیں بہترین لباس پہنے ہوئے بائیں طرف خراماں خراماں چل رہی تھیں۔ لوگ یہ ٹھاٹ دیکھ کر حیرت میں آ گئے بعض تو ایسے لٹو ہوئے کہنے لگے ہم نے موسیٰؑ کے ساتھ رہ کر کیا پایا کیا وجہ ہے کہ قارون کی پارٹی میں شامل نہ ہو جائیں۔ چنانچہ وہ حضرت موسیٰؑ کے گروہ سے الگ ہو گئے۔ قارون کا یہی منشا تھا۔

۱۶۔ قبطیوں کی تباہی کے بعد حضرت موسیٰؑ نے وہاں کی حکومت حضرت ہارون کے سپرد کر دی تھی اس پر قارون کو حسد پیدا ہوا اور حضرت موسیٰ سے نہایت گستاخانہ انداز میں کہنے لگا آپ نے سب کچھ ہارون کو دے دیا مجھے کچھ بھی نہیں دیا۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا یہ میرے اختیار کی بات نہیں خدا جسے چاہے دے۔ غرض اس روز سے قارون درپے آزار ہوا۔ جب زکوٰۃ کا حکم آیا اور حضرت موسیٰ نے نصاب کے مطابق زکوٰۃ مانگی تو کہنے لگا یہ تو بہت زیادہ مال ہوا میں تو نہیں دوں گا۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰؑ نے ہزار دینار پر ایک دینار مانگا وہ تب بھی راضی نہ ہوا اور کہنے لگا اے موسیٰ آپ مجھے فقیر بنانا چاہتے ہیں میں آپ کے حکم کی تعمیل نہیں کر سکتا۔ حضرت موسیٰ نے کہا اگر تو حکم خدا کو نہ مانے گا تو تجھ پر عذاب نازل ہو گا اس نے کہا آپ مجھے دھمکاتے ہیں عذاب سے نہیں ڈرتا۔ اب اسے یہ کد ہوئی کہ موسیٰؑ کو بدنام کر کے قوم کی نظر میں ذلیل وخوار کر دے ایک عورت کو اشرفیوں کی دو تھیلیاں دے کر اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ مجمع عام میں حضرت موسیٰؑ پر زنا کی تہمت لگائے دوسرے دن جب حضرت موسیٰؑ وعظ کر رہے تھے اور زنا کی مذمت بیان کر رہے تھے۔ تو قارون اٹھ کر کہنے لگا آپ کو بھی لوگ ایسا ہی جانتے ہیں اس کے بعد عورت کو بھی گواہی میں پیش کیا مگر خدا کی شان اس کو خدا کا خوف پیدا ہوا اور جو سچا واقعہ تھا

Marfat.com

بیان کر دیا اور قارون کی دی ہوئی تھیلیاں ثبوت میں پیش کر دیں۔ قارون سخت ذلیل ہوا۔

قارون کی ان احمقانہ حرکتوں سے حضرت موسیٰؑ کو غصہ آیا بنی اسرائیل سے فرمایا جس کا جی چاہے میرا ساتھ دے اور جو چاہے قارون کے ساتھ ہو جائے اس کے بعد آپ نے بد دعا کی۔ خدا نے وحی کی میں نے زمین کو تمہارے اختیار میں دے دیا جو تم کہو گے وہ کرے گی آپ نے زمین سے فرمایا اے زمین اس جھوٹے سرکش کو نگل جا بس پھر کیا تھا وہ بدبخت مع املاک کے آدھا زمین میں دھنس گیا قارون چلانے لگا اور کہنے لگا مجھے امان دیجیے فرمایا امان کا وقت گزر چکا اس کے بعد آپ نے زمین کو حکم دیا کہ اس کو ایسا نگل کہ اس کا پتہ ہی نہ چلے چنانچہ وہ زمین کے اندر دھنستا چلا گیا۔ سعدی نے کہا ہے

قارون ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت

نوشیروان نہ مُرد کہ نام نکو گذاشت

مـٰ: ۔ قرآن کہتا ہے کہ قارون کے پاس اتنا خزانہ تھا کہ اس کی کنجیاں ایک سکت دار جماعت کو اٹھانا دُوبھر تھا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جب کنجیاں اتنی تھیں تو خزانہ کتنا ہو گا۔ بظاہر یہ بات سمجھ نہیں آتی کیونکہ اس زمانہ میں تالوں کی کنجیاں بہت چھوٹی ہوتی ہیں لہٰذا ماننا پڑے گا کہ اس زمانہ میں تالے اور ان کی کنجیاں بہت وزنی ہوتی ہوں گی۔ اب سے پچاس برس پہلے جو جھڑکے تالے ہوتے تھے ان کا وزن دو دو سیر سے کم نہ ہوتا تھا جو ان کی کنجیاں ہوتی تھیں وہ بھی آدھ سیر سے کم نہ ہوتی تھیں کیونکہ کئی لمبی لمبی سلاخیں ایک تالے کو کھولتی تھیں پس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تالے اور کنجیاں اور زیادہ وزنی ہوتے ہوں گے۔

Marfat.com

حضرت موسیٰ ع کے متعلق چند روایات تاریخوں میں ایسی ملتی ہیں جن کے قبول کرنے پر ایمان کسی طرح تیار نہیں ہوتا۔

۱۔ جب ملک الموت حضرت موسیٰ ع کے پاس آیا اور اس نے ظاہر کیا کہ میں قبض روح کے لئے آیا ہوں تو انہوں نے کہا کدھر سے قبض روح کرے گا۔ اس نے کہا آپ کی آنکھوں سے۔ موسیٰ ع نے کہا ان آنکھوں سے جن سے میں نے توریت کو دیکھا ہے۔ اس نے کہا میں منہ سے قبض کروں گا کہا اس منہ سے جس سے میں نے توریت کو پڑھا ہے۔ اس نے کہا کانوں سے کروں گا۔ انہوں نے کہا ان کانوں سے جن سے میں نے توریت کی تلاوت کو سنا ہے اس نے کہا ہاتھوں سے سہی۔ کہا جن ہاتھوں سے میں نے توریت کو اٹھایا ہے۔ کہا پیروں سے سہی۔ کہا ان پیروں سے جن سے میں توریت کے لینے طور پر چڑھا تھا۔ یہ سن کر ملک الموت حیران ہو گیا کہ اب میں کیا کروں۔ بارگاہ باری میں عرض کی پروردگار موسیٰ ع تو کسی طرح مرنے پر راضی نہیں ہوتے۔ خدا نے فرمایا واپس چلا آ۔ جب وہ چاہے گا ہم خود اس کی روح قبض کریں گے۔

غور کیجئے ایک نبی مرسل جو کلیم اللہ ہے موت کے وقت کیا بچوں کی سی باتیں کر رہا ہے گویا اسے معلوم ہی نہیں کہ موت کا وقت آگے پیچھے نہیں ہوا کرتا۔ پھر خدا کا یہ فرمانا۔ اگر مرنے پر راضی نہیں تو ان کا پیچھا چھوڑ میں خود سمجھ لوں گا۔ انبیاء سے ایسی باتیں ممکن نہیں۔

۲۔ حضرت موسیٰ ع کے پاس ملک الموت قبض روح کرنے کے لئے آئے حضرت کی طبیعت اس وقت بگڑی ہوئی تھی انکار کر دیا کہ اس وقت نہیں پھر آنا۔ ملک الموت نے ذرا سختی سے بات کی۔ موسیٰ ع کو غصہ آگیا فوراً ایک مکہ تان کر ایسا مارا کہ ملک الموت کی آنکھ پھوٹ گئی۔ وہ بیچارا آنکھ پر ہاتھ رکھے بلبلاتا اللہ کے سامنے گیا۔ یعنی

Marfat.com

آپ کے پیارے پیغمبر صاحب نے مجھے کانا بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ ارے میاں، موسیٰ ذرا غصہ والا آدمی ہے۔ ادھر آ اس کی آنکھ پر ہاتھ رکھا تو پھوٹی آنکھ جیسی تھی ویسی ہی ہو گئی۔

یہ روایت ملک الموت کے آنکھ پھوڑنے کی صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے۔

۳۔ حضرت موسیٰ ؑ کے بارے میں بنی اسرائیل کو یہ شک تھا کہ ان کے عضو تناسل ہے یا نہیں۔ اتفاقاً ایک روز حضرت موسیٰ ؑ دریا پر نہانے گئے۔ ایک پتھر پر اپنے کپڑے اتار کر رکھ دیئے اور ننگے دریا میں داخل ہوئے۔ پتھر وہ کپڑے لے کر بھاگا۔ حضرت موسیٰ گھبرا کر ننگے دریا سے نکل آئے اور اس پتھر کے پیچھے بھاگے۔ کہاں لئے جاتا ہے کپڑے میرے ہیں مگر وہ کیا سنتا بھاگا چلا جا رہا تھا آخر موسیٰ ؑ اس تک پہنچ گئے اور اپنے عصا سے اسے خوب مارا۔

یہ سب ڈرامہ بحالت برہنگی ہوا۔ تب قوم کے کچھ لوگ اس کے گواہ بنے کہ موسیٰ مرد ہیں نامرد نہیں۔ ان دونوں روایتوں کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں اور حدیث کی معتبر کتابوں میں یہ روایتیں موجود ہیں۔ کہاں ایک برگزیدہ خدا کا پیغمبر اور کہاں یہ خرافات۔

## ۲۲۔ موسیٰ و خضرؑ کی ملاقات

### موسیٰ ؑ کا قصہ

پ ۱۵ الکہف ع ۹۔ آیت ۶۰۔ جب موسیٰ خضر کی ملاقات کو چلے تو اپنے جوان ساتھی سے بولے کہ جب تک میں دونوں دریاؤں کے ملنے کی جگہ نہ پہنچ جاؤں چلنے سے باز نہ آؤں گا خواہ (اگر ملاقات نہ ہو تو) برسوں یونہی چلنا پڑے ○ پس جب دونوں ان دونوں دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر پہنچے تو اپنی (بھنی ہوئی مچھلی) چھوڑ چلے

کو اس نے دریا میں سرنگ بنا کر اپنی راہ بنالی ○ جب کچھ دور آگے بڑھ گئے تو موسیٰ نے اپنے جوان (ساتھی) سے کہا اچھا اب ہمارا ناشتہ ہمیں دو۔ آج کے اس سفر سے ہمیں کافی تھکن ہو گئی ہے ○ جوان نے کہا آپ نے یہ دیکھا بھی کہ جب ہم (دریا کے کنارے) اس پتھر کے پاس ٹھہرے تھے تو میں اس جگہ مچھلی چھوڑ آیا اور مجھے آپ سے اس کا ذکر کرنا شیطان ہی نے بھلا دیا اور مچھلی نے ایک عجیب طریقہ سے دریا میں راہ لی ○ موسیٰ نے کہا وہی تو وہ جگہ ہے جس کی ہم جستجو میں تھے ○ پھر دونوں اپنے قدموں کے نشان دیکھتے الٹے پاؤں پھرے تو جہاں مچھلی چھوڑی تھی دونوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک خاص بندے (خضر) کو وہاں پایا جس کو ہم نے اپنی رحمت (ولایت) کا حصہ عطا کیا تھا اور ہم نے اسے علم لدنی (اپنے خاص علم) میں سے کچھ سکھایا تھا ○ موسیٰ نے ان سے کہا کیا آپ کی اجازت ہے کہ میں اس غرض سے آپ کے ساتھ ساتھ رہوں کہ جو رہنمائی کا علم آپ کو خدا کی طرف سے سکھا دیا گیا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی سکھا دیجئے ○ خضر نے کہا میں سکھا تو دوں مگر آپ سے میرے ساتھ صبر نہ ہو سکے گا اور سچ تو یہ ہے جو چیز آپ کے علمی احاطہ سے باہر ہو اس پر آپ کیوں کر صبر کر سکتے ہیں ○ موسیٰ نے کہا (آپ اطمینان رکھئے) اگر خدا نے چاہا تو آپ مجھے صبر و ضبط والا آدمی پائیں گے میں آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہ کروں گا ○ خضر نے کہا اگر آپ کو میرے ساتھ رہنا ہی ہے تو جب تک خود آپ سے کسی بات کا ذکر نہ چھیڑوں آپ مجھ سے کسی سے کسی چیز کے بارے میں نہ پوچھیے گا ○ الغرض دونوں چل کھڑے ہوئے یہاں تک کہ (ایک اور دریا) دونوں کشتی میں سوار ہوئے اور جب پار ہو گئے تو خضر نے اس کشتی میں سوراخ کر دیا موسیٰ نے کہا (آپ نے تو غضب کیا) کیا کشتی میں اس غرض سے سوراخ کیا ہے کہ لوگوں کو ڈبو دیجئے یہ تو آپ نے بڑی عجیب بات کی ہے ○

Marfat.com

حضرت نے کہا میں نے تو پہلے ہی آپ سے کہہ دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکیں گے ٥ موسیٰ نے کہا (خیر جو ہوا سو ہوا) آپ میری فروگذاشت پر گرفت نہ کیجیے اور دیکھیے آپ میرے معاملہ میں سختی نہ کیجئے (خیر یہ معاملہ ختم ہوا) پھر دونوں آگے چلے یہاں تک کہ دونوں ایک لڑکے سے ملے تو اس بندہ خدا نے اسے جان سے مار ڈالا موسیٰ نے کہا (اے معاذ اللہ) کیا آپ نے ایک معصوم شخص کو مار ڈالا اور وہ بھی (کسی خون کے بدلہ میں نہیں۔ آپ نے تو یقیناً ایک عجیب حرکت کی ٥ خضر نے کہا دیکھو میں نے آپ سے مکرر کہہ دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکیں گے ٥ موسیٰ نے کہا اگر میں اس سے کسی چیز کے بارے میں پوچھ کچھ کروں تو آپ مجھے ساتھ نہ رکھیئے گا۔ بیشک آپ میری طرف سے معذرت کی حد کو پہنچ گئے۔ غرض اس کے بعد پھر دونوں چلے۔ یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچے تو وہاں کے لوگوں سے کچھ کھانے کو مانگا ان لوگوں نے دونوں کو مہمان بنانے سے انکار کر دیا پھر ان دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار کو دیکھا جو گرا ہی چاہتی تھی۔ خضر نے (سیٹھ لگا کر) اسے سیدھا کھڑا کر دیا (اس پر) موسیٰ نے کہا اگر آپ چاہتے تو اس کام کی مزدوری ان سے لے سکتے تھے خضر نے کہا۔ بس حضرت اب آپ کے اور میرے درمیان علیحدگی ہے آپ سے جن باتوں پر صبر نہیں ہو سکا اب میں ان کی اصلی حقیقت بتائے دیتا ہوں دیکھیے سنیے

وہ کشتی جس میں میں نے سوراخ کیا چند غریبوں کی تھی جو دریا میں محنت کر کے گزارہ کرتے تھے میں نے چاہا کہ اسے عیب دار بنا دوں کیونکہ ان کے پیچھے ایک ظالم بادشاہ آ رہا تھا جو تمام کشتیاں زبردستی (بیگار میں) پکڑ لیتا تھا ٥ اور وہ لڑکا (جسے میں نے مار ڈالا) اس کے ماں باپ دونوں سچے ایماندار آدمی ہیں تو مجھے یہ شبہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ بڑا ہو کر ان کو بھی اپنی سرکشی اور کفر میں پھنسا دے ٥ تو ہم نے چاہا کہ ہم اس کو مار دیں کہ ان کا پروردگار اس کے بدلہ میں ایسا (فرزند) عطا فرمائے جو اس سے پاک نفس اور

Marfat.com

اور قرابت میں بہتر ہو ۵ اور وہ دیوار جسے میں نے کھڑا کر دیا وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان ہی دونوں لڑکوں کا خزانہ دگڑا ہوا تھا اور ان لڑکوں کا باپ ایک نیک آدمی تھا تو تمہارے پروردگار نے چاہا کہ جب دونوں لڑکے اپنی جوانی کو پہنچیں تب تمہارے پروردگار کی مہربانی سے اپنا خزانہ نکال لیں اور میں نے جو کچھ کیا ہے اپنے اختیار سے نہیں کیا بلکہ حکم خدا سے کیا ہے، لیجئے یہ ہے حقیقت ان واقعات کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا تھا۔

---

ملا ۱۔ جناب موسیٰ کو جب توریت ملی جس میں ہر چیز کا بیان تھا اور اللہ تعالیٰ سے ہم کلام بھی ہوئے تو دل میں (بلحاظ بشریت) یہ خیال پیدا ہوا کہ اب علم و فضل میں مجھ سے افضل کون ہو سکتا ہے۔ نبی کی شان تو انتہائی انکساری اور فروتنی ہے اتنا خیال ان کے دل میں آنا تھا کہ معرض امتحان میں آ گئے۔ سچ ہے جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے

موسیٰ کا خیال غلط تو نہ تھا بیشک وہ اپنے زمانے میں سب سے افضل تھے مگر نبی ہونے کی وجہ سے بات گرفت میں آ گئی اس کو ترک اولیٰ کہتے ہیں۔

ملا ۲ ۔ یہ کون جوان تھا جو حضرت موسیٰ کے ساتھ گیا تھا تمام مفسرین نے ان کا نام یوشع بن نون وصی حضرت موسیٰ لکھتے ہیں لیکن یہ بات دل کو نہیں لگتی جس کی وجہ یہ ہے

ملا۔ انہوں نے کہا ما انسانیہ الا الشیطان یعنی نہیں بہکایا مجھے مگر شیطان نے یوشع بالاتفاق نبی تھے اور ہمارے عقیدہ میں نبی معصوم ہوتا ہے اور سہو نسیان سے مبرا پھر ان پر شیطان کا جادو کیسے چل گیا۔

کیا وجہ تھی کہ آخر وقت تک وہ موسیٰ کے ساتھ نہ رہے۔ راستہ ہی سے انہیں کیوں رخصت کر دیا۔ اس عقدہ کو مولانا سید علی حائری صاحب قبلہ مرحوم نے اپنی تفسیر لوامع التنزیل میں حل کیا ہے وہ یہ کہ یہ جوان یوشع بن نون نہ تھے بلکہ حضرت موسیٰ نے ایک شخص کو ساتھ لے لیا تھا۔ جب حضرت خضر مل گئے تو اسے

Marfat.com

رخصت کر دیا۔ عقلاً ہونا بھی یہی چاہیئے تھا۔ ہمارے مفسرین روایت لکھنے کے شاہ ہیں درایت سے کام لینا نہیں جانتے۔

۳:۔ کوئی مفسر اس کا پتہ نہیں دیتا کہ یہ مجمع البحرین کس سرزمین پر تھا اور اب کہاں گیا بھنی ہوئی مچھلی کا دریا میں تیر جانا اس کی دلیل ہے کہ وہ آب حیات تھا۔ یہ کرشمہ اس جوان نے دیکھا اور حضرت موسیٰؑ نے بھی۔ لیکن کسی نے اس پانی کو پیا نہیں نہ سہی ابدی زندگی کم سے کم حصول برکت ہی کے لئے اسے ضرور پینا چاہیئے تھا نہ اپنی قوم میں سے کسی پر یہ راز کھولا۔ بہرحال وہ دریا تھا تو اس زمین پر مگر اب اس کا پتہ نہیں چلتا یہ کیا راز ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس کو نظر خلائق سے اس طرح چھپا لیا۔ جیسے اصحاب کہف کو چھپایا۔ یاجوج و ماجوج کو چھپایا اور حضرت امام حجت زمانہ کو چھپایا وہ سب اس کی مصلحت ہوگی۔ ان سب چیزوں کو ظاہر کرے گا۔

۴:۔ حضرت خضرؑ کے متعلق مؤرخین و مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ فریدولی بادشاہ کے زمانہ میں ایک بادشاہ کے لڑکے تھے چونکہ دنیا سے دل بیزار تھا اس لئے سب جھگڑے کو چھوڑ چھاڑ گوشہ عزلت میں جا بیٹھے۔ چونکہ عزلت ان کو بہت پسند تھی لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کو ہمیشہ کے لئے نظر خلائق سے پوشیدہ کر دیا۔

۵:۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت خضرؑ کو علم باطنی عطا فرمایا تھا۔ علم باطن شریعت ظاہری سے الگ ایک چیز ہے۔ قانون شریعت کا تعلق ظاہری حالات سے ہوتا ہے اور علم باطن کا تعلق ان اسرار و غوامض سے ہوتا ہے جن تک اہل شریعت کی رسائی نہیں ہوتی۔

۶:۔ سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ جناب موسیٰؑ نے بار بار وعدہ خلافی کی جو ایک نبی کی شان سے بعید ہے۔ بات یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ شریعت ظاہری کے عالم تھے۔ خضرؑ کا ہر عمل جب وہ شرعی زاویہ سے دیکھتے تھے تو جرم معلوم ہوتا تھا لہٰذا یہ حیثیت ایک نبی کے وہ ضبط نہ کر سکے اور ٹوکنا القرآن نے ضروری سمجھا یہ امر

Marfat.com

فرائض نبوت میں داخل تھا۔ خضر جو کچھ کر رہے تھے وہ واقعہ کی باطنی حالت تھی جس سے ابھی تک موسیٰؑ واقف نہ تھے۔ لہٰذا اپنے مقام پر موسیٰؑ کا اعتراض بھی درست تھا اور خضر کا ہر بار ٹوکنا کھنا بھی۔

۷۔ قابل غور یہ بات ہے کہ موسیٰؑ نے خضرؑ کے ساتھ رہ کر کیا سیکھا۔ کیا خاص باتیں تھیں جس کے سیکھنے کے لئے ان کو خضر سے ملاقات کرنا ضروری سمجھا گیا۔ بات یہ تھی کہ موسیٰؑ کو جو کچھ فضیلت کا خیال پیدا ہوا تھا وہ اپنے علم ظاہری کی بنا پر تھا۔ قدرت کو یہ بتانا تھا کہ علم ظاہری کے علاوہ ایک علم باطنی ہے جو ہم نے خضر کو دیا ہے لہٰذا اس سے مل کر دیکھو کہ علم باطنی کی کیا صورت ہوتی ہے۔

۸۔ ایک واقعہ نہیں تین واقعات پے در پے حضرت موسیٰؑ کے سامنے آئے ہر ایک کی نوعیت جداگانہ تھی اور ہر ایک کا سِر باطنی نرالا تھا۔

پہلے واقعہ نے یہ سبق دیا کہ اپنی ٹوٹی پھوٹی چیز اگر اپنے قبضے میں رہے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ دشمن کے پاس درست حالت میں چلی جائے۔

دوسرے واقعہ سے یہ سبق ملا کہ کسی خطرہ کا مقابلہ وقت سے پہلے کر لینا چاہئے ورنہ بعد از وقت کف افسوس ملنا ہوگا۔

تیسرے واقعہ سے یہ سبق ملا کہ بیکس دکمزور ہستیوں کو دشمنوں کے شر سے بچانے کے لئے جو امکانی تدبیر ہو سکے وہ کر لینی چاہئے۔

۹۔ ایک اعتراض یہ ہوتا ہے کہ خضر نے ایک بے گناہ کو قتل کیا۔ کیا ظلم نہیں تھا ظلم جب ہوتا کہ وہ لڑکا مومن ہوتا۔ مومن کا قتل عمداً ظلم ہے نہ کہ کافر کا۔ دوسرے علم باطن سے خضر نے سمجھ لیا تھا کہ یہ کافر لڑکا اپنے مومن ماں باپ کو بہکا لے جاتے ہی قتل کر ڈالے گا لہٰذا ایک کافر کو مار کر دو مومنوں کی جان بچانا ظلم نہیں کہا جا سکتا۔

Marfat.com

۱۰۔ کہا جاتا ہے خضر نے سکندر سے جو وعدہ کیا کہ میں چشمہ آب حیات تک تجھے پہنچا دوں گا۔ جواب یہ ہے کہ خضر نے سکندر سے کوئی وعدہ نہیں کیا تھا بلکہ بحیثیت بادشاہ جب اس نے باصرار تمام یہ کہا کہ مجھے اس چشمہ تک پہنچا دیجیے تو خضر ؑ نے کہا تم میرے ساتھ چلو ہم دونو تلاش کریں گے لیکن اس تلاش میں کوئی کامیابی نہیں ہوئی کیونکہ خدا نہیں چاہتا تھا کہ سکندر اسے پی کر ہمیشہ زندہ رہے

## ۲۳۔ عوج بن عوق کا قصہ

پ ۲ المائدہ ع ۳ ۔ آیت ۱۲ ؎۱ ۔ خدا نے بنی اسرائیل سے بھی ایمان لانے کا عہد و پیمان لیا تھا اور ہم نے ان کے بارہ امیر مقرر کئے اور خدا نے بنی اسرائیل سے فرمایا تھا میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم بھی پابندی سے نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہو اور ہمارے پیغمبروں پر ایمان لاؤ اور ان کی مدد کرتے رہو تو میں تمہارے گناہ تم سے ضرور دور کر دوں گا اور تم کو بہشت کے ہرے باغوں میں جا پہنچاؤں گا جس کے درختوں کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور جو شخص اس کے بعد بھی انکار کرے تو یقیناً وہ راہ راست سے ہٹ گیا ہم نے ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو دگر یا ہم نے خود سخت بنا دیا کہ وہ ہمارے کلمات کو ان کے اصل معنی سے بدل کر دوسرے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔

---

؎۱ ۔ مولانا فرمان علی صاحب قبلہ مرحوم نے اپنے ترجمہ قرآن کے حاشیہ پر لکھا ہے جب فرعون ڈوب مرا اور بنی اسرائیل کو مصر کی سلطنت ملی تو حکم ہوا ارض مقدس میں جا کر قوم عمالقہ سے لڑو تو تم کو ایسے ہزار شہر مل جائیں گے کہ ہر ایک میں ایک ہزار

باغات ہیں۔ غرض حضرت موسیٰ ؑ نے بارہ قبیلوں میں سے ہر ایک قبیلہ کے ایک شخص کو سردار بنا کر کوچ کیا۔ وہ بارہ سردار عمالقہ کی تلاش میں جا رہے تھے کہ ان میں سے عوج بن عوق سے ملاقات ہوئی۔ جن کا قد تین ہزار تین سو گز کا تھا اور بر اونتے تین لاکھ تینتیس ہزار تینتیس گز کا تھا اور اس سے بھی اس کا سر وسینہ باہر نکلا رہتا تھا ابر سے پانی نچوڑ کر استعمال کرتا۔ سمندر سے مچھلی نکال کر آفتاب سے بھون لینا طوفان کا پانی جو پہاڑوں سے بھی چار سو گز اونچا تھا اس کی پنڈلی تک پہنچا تھا اور اس کی عمر تین ہزار برس کی تھی۔ غرض جب اس نے لوگوں کو دیکھا تو باوجودیکہ یہ لوگ بھی چالیس گز کے لمبے تھے۔ مگر ان کی پست قدی پر اس کو بڑا تعجب ہوا۔ اس نے ان بارہ آدمیوں کو اپنے دامن میں رکھ کر کمر سے باندھ لیا اور اپنی ماں کے پاس جا کر ڈال۔ یا جس کا نام عوق تھا اور اس کی ایک ایک انگلی تیس تیس گز لمبی تھی اور کہنے لگا دیکھو یہ لوگ مجھ سے لڑنے آئے ہیں۔ اس کی ماں نے کہا ان کو مارو نہیں بلکہ چھوڑ دو کہ ہمارا حال اپنے لشکر والوں سے جا کر بیان کریں اور الٹے پاؤں پھر جائیں۔ جب یہ لوگ باغ میں گئے تو ایک ایک انار اتنا بڑا دیکھا کہ اس کے چھلکے میں پچاس آدمی سما سکیں۔ خلاصہ یہ کہ یہ لوگ حضرت موسیٰ ؑ کے پاس آئے اور سارا قصہ بیان کیا۔ حضرت موسیٰ ؑ نے ان کو لڑنے کی ترغیب دی اور لشکر لے کر پہنچ گئے۔ جب عوج نے سنا تو پہاڑ کا ایک ٹکڑا سر پر رکھ کر سارے لشکر کو تباہ کرنے کے لئے چلا۔ خدا کی شان ایک جانور نے ہیرے کے ٹکڑے سے پتھر میں سوراخ کر دیا جس سے وہ اس کے گلے کا طوق بن گیا اور کسی طرح نہ نکل سکا حضرت موسےٰ ؑ یہ دیکھ کر خوشی میں بڑھے اور اچھل کر ایک عصا مارا۔ باوجودیکہ حضرت موسیٰ ؑ خود چالیس گز لمبے تھے اپنا پر بھی اس کے ٹخنے تک پہنچا۔ غرض وہ گرا اور بنی اسرائیل نے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ ؑ

Marfat.com

نے ہر چند ہمت دلائی مگر بنی اسرائیل کی بزدلی نے آگے نہ بڑھنے دیا اور اپنے ملک کو واپس آ گئے۔ ایک روایت میں ہے کہ تین ہزار برس تک دریائے نیل پر اس کے پاؤں کی ہڈی کا پل بنا رہا۔"

مولانا مرحوم اگر اس روایت کو جس کی تمام چولیں ڈھیلی ہیں قرآن جیسی مقدس کتاب کے حاشیے پر نہ لکھتے تو اچھا ہوتا۔ ایسی کہانیاں طلسم ہوش ربا جیسی کتابوں میں تو کھپ سکتی ہیں۔ مگر اصدق الصادقین کے کلام پاک کو اس گندگی سے کیا تعلق۔ مورخین اسلام جو اپنی کتابوں کو دلچسپی بنانے کے لئے ایسی خرافات درج کرتے ہیں بعد درجہ بیباک ہیں اور روایت کو درایت پر ترجیح دے کر نقد و تبصرہ سے کام لینا گناہ سمجھتے ہیں اگر اپنی تاریخوں میں لکھیں تو لکھیں۔ لیکن مفسرین و مترجمین قرآن ان کی کذبات کو کیوں درج کریں۔

آیئے ذرا اس روائت پر ایک تنقیدی نظر ڈالیں۔

ملے ۱:۔ پہلے تو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ قوم عمالقہ از قسم جن تھی یا از قسم انسان یا دنیا کی کوئی سب سے جدا گانہ مخلوق تھی۔

ملے ۲:۔ روایت میں حضرت موسیٰ ؑ اور ان کی قوم کا قد چالیس گز دکھایا گیا ہے حالانکہ یہ لمبائی محل تامل ہے۔ بالفرض اگر یہ صحیح بھی مان لیا جائے تو قوم عمالقہ اس کے خلاف اتنی لمبی کیوں تھی کہ تین تین ہزار گز یا تیئیس ہزار گز کا قد تھا اور تیس تیس گز لمبی انگلیاں تھیں۔ آخر ایسے لمبے تڑنگوں کے لئے جو قطب صاحب کی لاٹ سے بھی کئی گنا لمبے تھے جو مکانات بنائے جاتے ہوں گے وہ کتنے اونچے ہوں گے آسمان سے باتیں کرتے ہوں گے۔ ایسی ہستی انسانی تاریخ میں تو کوئی ڈھونڈے نہیں ملتی۔ ورنہ سات عجائبات دنیا میں اس عجوبہ روزگار کا بھی ذکر ہوتا۔

Marfat.com

(۳) ایسی قوم سے جو انسانوں سے کوئی نسبت ہی نہ رکھتی تھی۔ حضرت موسیٰؑ اپنی قوم کو جو عمالقہ کے مقابل پدّی کی حیثیت رکھتی تھی۔ لڑانے چلے ہی کیوں راجرس کے ملتزم چاقو کو لوہار کے وزنی ہتھوڑے سے لڑانا کہاں کی دانشمندی تھی ان کا جنگ سے گریز کرنا اس کی دلیل ہے کہ وہ مقابلے کے لئے موزوں تھے ہی نہیں پھر یہ تکلیف بالائے طاق خدا کا ایک برگزیدہ بندہ اپنی قوم کو کس قانون کے تحت دینا چاہتا تھا۔

(۴)۔ عوج کا قد ایک روایت کی بنا پر تین لاکھ تینتیس ہزار تینتیس گز پورا ناپا تولا ہوا تھا ذرا عالم تصوّر میں ایک آدمی کو لیجئے دیکھیں اس کے سر تک آپ کی نگاہ بھی پہنچ جائے گی یا نہیں بادلوں سے اس کا اونچا سینہ رہتا تھا۔ اللہ اللہ تو نے ایسے آدمی بھی پیدا کئے تھے اگر یہ خیالی اور فرضی مخلوق نہیں تھی تو تو نے اشارۃً ہی اس کا ذکر قرآن میں کر دیا ہوتا۔

(۵)۔ پھر سب سے مزہ کی بات یہ ہے کہ وہ مچھلی سمندر سے نکال کر بھون کھاتا تھا۔ اس زمانہ کے سائنس دان کتنی ناک بھوں چڑھائیں گے یہ سن کر کہ تین سو تیس گز یا تین لاکھ کی بلندی پر سورج کی حدّت اس قدر ہو جاتی ہے کہ آدمی مچھلی بھون لے۔ راکٹوں کے ذریعے خلا میں جانے والے زمین سے ہزاروں میل دور تک اڑے چلے گئے انہوں نے گزوں والی حدّت کا کہیں ذکر نہیں کیا۔

(۶)۔ خیر یوں ہی سہی کہ مچھلی بھون کر کھالی لیکن کیسی عجیب بات ہے کہ جب بیچارے کو مچھلی کھا کر پیاس لگی تو بادل کو نچوڑ کر پانی پی لیا۔ بادل کیا ہوا دھاگہ نل تھا ایک تھان ہو گیا کہ اس کا کنارہ پکڑ کر نچوڑا اور پی لیا۔ اس زمانہ کے محققین اسلامی مؤرخین کو ایسی عجیب ریسرچ میں کتنی بے تحاشا داد دیں گے۔

(۷)۔ خیر تو یہ حال رہا اس عجیب الخلقت مخلوق کا اب ذرا اس سرزمین کے باغوں کے

Marfat.com

کے حال پر ایک نظر ڈالیے جس کے ایک انار کے چھلکے میں پچاس آدمی ہو بیٹھتے تھے گویا کلکتہ کا بلیک ہول بنا دیا۔ ذرا سوچئے کہ وہ انار کتنا بڑا ہوگا کہ جس کے چھلکے میں پچاس آدمی سما جائیں اور اتنے بڑے انار کا درخت کتنا قوی الجثہ ہوگا جس میں ایسے ایسے سینکڑوں انار آتے ہوں گے۔

۸:- حضرت موسیٰ باوجودیکہ چالیس گز لمبے پھر عصا بھی کچھ لمبا تھا لیکن جب مارا تو عوج کے ٹخنے پر پڑا۔ اب ذرا ٹخنے کے نیچے والے پیر کا تصور کیجئے۔ جو چالیس گز کا ہوتا ہوگا کیونکہ ٹخنہ تو پیر کے اوپر ہی ہوتا ہے۔ چالیس گز موٹا پیر اور آدمی کا کتنا اس روایت کا۔

۹:- اچھا یہ بھی نہیں آگے چلیے عوج کی پنڈلی کی ہڈی کا دریائے نیل پر پل بنایا جاتا ہے جو تین ہزار برس تک اس پر رکھا رہتا ہے اس پر گاڑیاں، گھوڑے، گدھے، آدمی سب ہی چلتے ہوں گے۔ بارش بھی ہوتی ہوگی۔ مگر واہ ری پنڈلی تجھ میں کوئی کمزوری پیدا نہ ہوئی نہ گلی نہ چٹخی۔ فولاد کی بھی ہوتی تو صدی دو صدی میں ناکارہ ہو جاتی۔ ریل کی پٹڑیاں بار بار بدلی جاتی ہیں مگر جمی رہی تو عوج میاں کی ساق کی ہڈی اور ایک دو سال نہیں پورے تین ہزار سال۔

۱۰:- بھلا بتائیے کہ دریائے نیل کا پاٹ کتنا ہوگا۔ کم سے کم ایک میل ہی فرض کر لیجئے تو صرف پنڈلی کی ہڈی ۱۷۰۰ گز ہونی چاہیے اور اگر تین چار میل لمبا ہوگا تو حساب لگائیے یہ پنڈلی کتنی لمبی ہوگی۔ الغرض دیکھا آپ نے کہ اس روایت کی کوئی چول بھی ٹھیک ہے۔ مگر کچھ بھی ہے لیکن لکھنے والے تو لکھ ہی گئے

۱۱:- یہ سچ ہے کہ قوم عمالقہ دراز قد بھی تھی اور قوی الجثہ اور جبار و قہار بھی۔ مگر اس زمانہ کے عام لوگوں سے پھر بھی ایک سبقت رکھتی تھی۔ جالوت اس قوم کا ایک سردار تھا جس سے طالوت کی جنگ ہوئی اور حضرت داؤدؑ نے

Marfat.com

اپنی گوپھنا سے ایک پتھر پھینک کر جالوت کو قتل کر دیا تھا۔

# ۲۴۔ بلعم باعور کا قصّہ

پ ۹ الاعراف ۲۲-۴ آیت ۱۷۵۔ اور اے رسول تم لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنا دو جس کو ہم نے اپنی آیتیں عطا کی تھیں۔ پھر وہ ان سے نکل بھاگا اور شیطان نے اس کا پیچھا لیا آخر وہ گمراہ ہو گیا ہ اگر ہم چاہتے تو اسے اپنی آیتوں کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے مگر وہ تو خود ہی پستی کی طرف جھک پڑا اور اپنی نفسانی خواہشات کا تابع بن بیٹھا اور اس کی مثل اس کتّے کی سی ہے کہ اگر اس کو دھتکارو تو بھی زبان نکالے رہے اور چھوڑ دو تو بھی زبان نکالے رہے۔

---

حضرت موسیٰ ؑ کے زمانے میں ایک شخص بلعم باعور تھا۔ بڑا عبادت گزار، بڑا پرہیزگار اس کو اسم اعظم معلوم تھا جب وہ اس کے ذریعہ سے دعا کرتا تھا تو وہ قبول ہو جاتی تھی۔ فرعون نے ایک بار اس سے کہا تم خدا سے دعا کرو کہ موسیٰ اور اس کے ساتھی ہمارے قبضہ میں آجائیں اور اس کو لالچ دے کر آمادہ کیا بلعم اپنے گدھے پر سوار ہو کر خانقاہ کی طرف جب جانے لگا تو خدا کی شان دیکھو اس کے گدھے نے اپنا قدم آگے نہ بڑھایا۔ بلعم نے اسے بہت مارا مگر وہ بدستور اسی جگہ پر قائم رہا اور بقدرت الٰہی اس سے کہنے لگا۔ وائے ہو تجھ پر تو مجھے کیوں مارے جاتا ہے کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ چلوں اور تو خدا کے رسول اور مومنوں کے لئے بد دعا کرے۔ بلعم یہ سن کر غصہ میں بھر گیا اور گدھے کو اتنا مارا کہ وہ مر گیا اس کے ساتھ ہی وہ اسم اعظم بھول گیا لہٰذا پھر اس کی کوئی دعا قبول نہ ہوئی۔

Marfat.com

# ۲۵- یوشع بن نون

پ۶ - المائدہ ع ۴ - آیت ۲۲ ؛ ۔ وہ لوگ کہنے لگے اے موسیٰ اس ملک میں تو بڑے زبردست و سرکش لوگ رہتے ہیں جب تک وہ لوگ اس شہر سے نکل نہ جائیں گے ہم تو اس میں کبھی بھی پاؤں نہ رکھیں گے ۔ ہاں اگر وہ لوگ اس میں سے نکل جائیں تو البتہ ہم اس میں ضرور داخل ہو جائیں گے ۰ مگر وہ دو آدمی (یوشع و کالب) جو خدا کا خوف رکھتے تھے اور جن پر خدا نے خاص طور سے اپنا فضل کیا تھا ۔ بے دھڑک بول اٹھے کہ ان پر حملہ کر کے (بیت المقدس کے) پھاٹک میں گھس پڑو بس ادھر تم گھسے اور وہ سب بھاگ کھڑے ہوں گے اگر تم ایماندار ہو تو اللہ پر بھروسہ کرو ۔

# ۲۶- آسیہ زن فرعون

پ۲۸ - التحریم ع ۲ - آیت ۱۱ ؛ - (خدا نے آسیہ) زن فرعون کی مثل بیان فرمائی ہے ۔ ایمان والوں کے لئے جب اس نے دعا کی ۔ پروردگار! میرے لئے اپنے یہاں بہشت میں ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کی کارستانی سے نجات دے اور مجھے ظالموں کے ہاتھوں سے چھٹکارا دے ۔

---

جناب آسیہ بڑی کامل الایمان خاتون تھیں اور نہایت حسین تھیں ۔ فرعون نے ان کو اپنی زوجیت میں لے لیا تھا وہ فرعون سے سخت کارہ تھیں مگر ظالم کے پنجہ میں تھیں ۔ کیا کرتیں اپنا ایمان چھپائے رہیں لیکن تابکے آخر فرعون پر ان کا ایمان ظاہر ہونے لگا ۔ تو اس نے پہلے تو بہت کچھ کہا سنا جب دیکھا وہ کسی

Marfat.com

طرح اس کی خدائی پر ایمان لانے والی نہیں ہیں تو ایک روز انہیں زمین پر لٹا کر ایک بڑی بھاری پتھر کی سل ان کے سینہ پر رکھ دی اور خود اس پر بیٹھ گیا اور بار بار کہتا تھا میری خدائی پر ایمان لاؤ ورنہ تو اس پتھر کے نیچے مر کر رہ جائے گی۔ اس حالت بیکسی میں انہوں نے خدا سے دعا کی اور اس حالت میں اپنی جان جان آفرین کے سپرد کی۔ حضرت رسول خداؐ نے بہترین زنان عالم میں ان کو رکھا ہے۔

# ۲۷۔ الیاسؑ کا قصہ

پ ۲۳۔ والصفٰت آیت ۱۲۳ ۔ بیشک الیاس پیغمبروں میں سے تھے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا تم لوگ خدا سے کیوں نہیں ڈرتے کیا تم بعل (بت) کا نام کی پرستش کرتے ہو اور اس خدا کو چھوڑتے ہو جو سب سے بہتر پیدا کرنے والا ہے اور جو تمہارا بھی پروردگار ہے اور تمہارے آجداد کا بھی ○ تو اسے ان لوگوں نے جھٹلا دیا یہ لوگ یقیناً (جہنم میں) گرفتار کیے جائیں گے مگر خدا کے خالص بندے (اس سے محفوظ رہیں گے) اور ہم نے ان کا ذکر خیر بعد کے آنے والوں میں باقی رکھا ○ (ہر طرف سے) آل یاسین پر سلام ہی سلام ہے یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں بیشک وہ ہمارے خالص ایماندار بندوں میں سے تھے۔

ف ۱ ۔ حضرت الیاسؑ پیغمبر حضرت ہارونؑ کی پانچویں پشت میں تھے۔ حضرت خضرؑ کی طرح یہ بھی اب تک زندہ ہیں اور دونوں نظروں سے غائب ہیں۔ یہ حضرات موسم حج میں ہر سال ضرور آتے ہیں اور آپس میں ملتے جلتے بھی ہیں یہ بنی اسرائیل کی ہدایت کو بھیجے گئے تھے وہاں کا بادشاہ پہلے تو ایماندار تھا۔ بعد کو

Marfat.com

کافرہ بی بی کے بہکانے سے کافر ہو گیا اس کی پیروی میں رعایا بھی بت پرستی کرنے لگی۔
بادشاہ کا نام اجیلنا تھا اور بی بی کا نام ازبیلی تھا۔ اس زمانے میں ایک شخص بڑا
عابد و زاہد تھا اس کا ایک بڑا تروتازہ باغ تھا۔ ازبیل کو وہ باغ پسند آیا اس
نے عابد کو قتل کرا کے اس باغ پر قبضہ کر لیا اس پر غضب الٰہی جوش میں آیا۔ الیاس علیہ السلام
کے ذریعہ سے یہ حکم الٰہی بادشاہ تک پہنچایا گیا کہ اس باغ میں تو اور تیری بی بی مارے
جائیں گے اور کوئی تیرا دفن کرنے والا نہ ہوگا۔ حضرت الیاسؑ نے یہ خبر سن کر اس کو
بہت سمجھایا کہ خدا سے اپنے گناہ کی معافی مانگ اور بت پرستی ترک کر دے۔ وہ
مردود کیا سنتا اسی روز سے حضرت الیاسؑ کا دشمن ہو گیا اور ان کے گرفتار کرنے کا حکم
دیا مگر آپ کی بددعا سے اس کا بیٹا بیمار ہوا اور اس کی فکر میں اپنی ساری شیخی
بھول گیا۔ حضرت الیاسؑ وہاں سے نکل کر ایک پہاڑ پر گئے اور وہاں عبادت
میں مشغول ہو گئے۔ بادشاہ نے کچھ لوگوں کو بتوں کے سامنے دعائیں کرنے کے لئے
بھیجا تو ان کی ملاقات حضرت الیاسؑ سے ہوئی۔ آپ نے فرمایا اپنے بادشاہ
سے کہو کہ ایمان لے آئے تو اس کو صحت ہو جائے گی۔ جب بادشاہ کو آپ کی
جگہ معلوم ہو گئی تو اس نے بہت سے لوگوں کو آپ کی گرفتاری کے لئے بھیجا
لیکن وہ سب آپ کی دعا سے کسی وبا کا شکار ہو کر ہلاک ہو گئے اس کے
بعد اس نے اپنے وزیر کو جو ایماندار تھا بھیجا وہ گیا تو واپس نہ آیا۔ غرض اس کا
بیٹا بھی مر گیا اور اس کے بعد سخت قحط نے ان کو ایسا گھیرا کہ بھوک سے ہر طرف مرنے
لگے۔ جب ایک مدت یوں ہی گزر گئی تو حضرت الیاسؑ پھر شہر میں آئے اور
قوم کو سمجھایا جب ان کی سمجھ میں بات نہ آئی تو آپ نے کہا اچھا تم اپنے بتوں کے
سامنے بارش کے لئے دعا کرو اگر بارش ہو جائے تو اپنے مذہب پر قائم رہو
ورنہ میں خدا سے دعا کروں گا اگر بارش ہو جائے تو ایمان لے آنا ان لوگوں نے

Marfat.com

کرلیا۔ لیکن جب آپ کی دعا سے پانی برسا تو پھر وہی بت پرستی تھی اور وہ تھے حضرت الیاس۲ الیسع کو اپنا خلیفہ مقرر کر کے وہاں سے بحکم خدا نکل گئے اور نظروں سے غائب ہو گئے اور خدا نے ان لوگوں پر ایک دوسرے بادشاہ کو مسلط کر دیا جس نے ان لوگوں کی خوب خبر لی اور بادشاہ اور اس کی عورت کو قتل کر کے اس باغ میں ڈال دیا اور ان کا گوشت درندوں نے کھایا۔

م۲:۔ مذکورہ بالا آیات میں سلامٌ علی الیاسین پڑھا جاتا ہے لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ قوم الیاس یا ان کی اولاد میں ایسی کیا خصوصیت تھی کہ اللہ تعالیٰ کا سلام ان سے متعلق ہوا۔ ہمارے آئمہ نے اس کی قراءت یوں کی ہے۔ سلام علی آل یاسین چونکہ یاسین حضور سرور انبیاء کا نام ہے لہٰذا مراد آل یاسین سے آل رسول اور اہلبیت رسول ہوئے۔ جن پر رسول کے ساتھ صلوات و سلام بھیجنے کا حکم ہے۔ اہل بیت سے عداوت رکھنے والے اولاد الیاس پر تو سلام بھیجنا پسند کرتے ہیں مگر اولاد رسولؐ پر نہیں۔ منصف مزاج اہل سنت نے اس کو آل یاسین ہی پڑھا ہے

م۳:۔ رہا یہ کہنا کہ آل یاسین کا جوڑ نہیں لگتا تو اس جوڑ کا خیال چھوڑ دیجئے۔ جامع قرآن کی مصلحت اندیشیوں نے ایسے گل بوٹے ترکئی جگہ کھلائے ہیں کیا آیت تطہیر میں آپ کو یہ انمل بے جوڑ بات دکھائی نہیں دیتی۔ پھر یہیں آپ کیوں ڈھونڈتے ہیں۔

## ۲۸۔ حضرت الیسع کا ذکر

پ الانعام ع ۱۰۔ آیت ۸۷۔ اور ہم نے اسمٰعیل والیسع اور یونس اور لوط کو بھی ہدایت کی۔ پ۲۳ ص ع ۴۔ آیت ۴۸:۔ اور اے رسول اسمٰعیل و الیسع اور ذوالکفل کا بھی ذکر کرو۔ یہ سب کے سب نیک بندوں میں سے ہیں۔

Marfat.com

# ۲۹- حضرت ذوالکفل کا ذکر

پ۱۷ الانبیا آیت ۸۵ :- اور اسمٰعیل وادریس و ذوالکفل سب کے سب
بندے تھے۔

پ۲۳ ص آیت ۴۸ :- اور اے رسول ذکر کرو اسمٰعیل والیسع و ذوالکفل کا اور یہ
نیک بندوں میں سے تھے۔

---

ذوالکفل کے معنی ہیں کفالت کرنے والا۔ آپ کے زمانہ میں جب بنی اس
نے پیغمبروں کے قتل کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ آپ نے سو پیغمبروں کی جان بچائی
آپ ایسے عابد تھے کہ سو آدمیوں کے برابر نماز پڑھتے تھے آپ حضرت ایوب
صاحبزادے تھے۔

# ۳۰- حضرت شمویل و طالوت و جالوت کا قصہ

پ۲- البقرہ ۲۲ - آیت ۲۴۶ :- اے رسول کیا تم نے موسیٰ کے بعد بنی اسرائ
سرداروں کی حالت پر نظر نہیں کی جب انہوں نے اپنے نبی (شمویل) سے کہا
واسطے ایک بادشاہ مقرر کیجیے تاکہ ہم راہ خدا میں جہاد کریں۔ انہوں نے فر
ایسا تو نہ ہوگا کہ جب تم پر جہاد پر واجب کیا جائے تو تم نہ لڑو کہنے لگے
اپنے گھروں اور اپنے بال بچوں سے نکالے جا چکے تو پھر ہمیں کونسا عذر باقی
راہ خدا میں جہاد نہ کریں۔ پھر جب ان پر جہاد واجب کیا گیا تو چند آدمیوں
سوا سب کے سب لڑنے سے منہ پھیرا اور خدا تو ظالموں کو خوب جانتا ہے

Marfat.com

ن کے نبی نے ان سے کہا بیشک خدا نے (تمہاری درخواست کے مطابق)
طالوت کو بادشاہ مقرر کیا ہے وہ کہنے لگے اس کی حکومت ہم پر کیسے ہو سکتی ہے
حالانکہ ہم سلطنت کے حق دار اس سے زیادہ ہیں۔ کیونکہ اسے مال کے اعتبار سے
بھی فارغ البالی نصیب نہیں (نبی نے کہا) خدا نے اسے تم پر فضیلت دی ہے
اور مال میں نہ سہی علم و جسم کا پھیلاؤ تو اس کا خدا نے زیادہ بیان کیا ہے اور
خدا اپنا ملک جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑی گنجائش والا واقف کار ہے ٥
اور ان کے نبی نے ان سے یہ بھی کہا اس کے (منجانب اللہ) بادشاہ ہونے کی یہ
پہچان ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجائے گا جس میں خدا کی طرف سے تسکین دہ
چیزیں اور ان تبرکات کا بقیہ ہوگا جو موسیٰ و ہارون کی اولاد یادگار چھوڑ گئی ہے اور
اس صندوق کو فرشتے اٹھائے ہوں گے اگر تم ایمان رکھتے ہو تو اس میں بیشک
تمہارے لئے پوری نشانی ہے ٥ جب طالوت مع لشکر (ایلیا) سے روانہ ہوا تو
اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دیکھو آگے ایک نہر ملے گی اس سے یقیناً خدا
تمہارے صبر کی آزمائش کرے گا پس جو کوئی اس کا پانی پیئے گا اس کا مجھ سے کچھ
واسطہ نہیں اور جو نہ پیئے گا وہ بیشک مجھ سے ہوگا۔ ہاں جو اپنے ہاتھ سے ایک
آدھ چلو بھر کے پی لے (تو کچھ حرج نہیں) (لوگوں نے اس کا کہنا نہ مانا) چند آدمیوں
کے سوا سب نے اس کا پانی پی لیا ٥ غرضیکہ جب طالوت اور اس کے مومنین ساتھی
نہر سے پار ہو گئے تو (خالص مومنوں کے سوا) سب کے سب کہنے لگے۔ ہم میں تو آج
جالوت اور اس کے لشکر سے لڑنے کی سکت نہیں مگر وہ لوگ جن کو یقین تھا
کہ ایک روز اللہ کو منہ دکھانا ہے کہنے لگے ایسا بہت ہوا ہے کہ خدا کے حکم سے
تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی ہے اور خدا صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے ٥
اور جب یہ لوگ جالوت اور اس کی فوج کے مقابلہ کو نکلے تو دعا کی اے میرے پروردگار

Marfat.com

ہمیں کامل صبر عطا فرما اور میدانِ جنگ میں ہمارے قدم جمائے رکھ اور ہمیں کافروں پر فتح عنایت کر۔ پھر ان لوگوں نے حکم خدا سے کافروں کو شکست دی اور داؤد نے جالوت کو قتل کیا اور خدا نے ان کو سلطنت اور تدبیر تمدن عطا کی اور علم و ہنر سے جو چاہا ان کو عطا کر دیا۔

---

۱: حضرت موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل چند روز تو چین سے رہے آخر انہوں نے پھر شرارتیں شروع کر دیں خدا نے ان کی سرکوبی کے لیے جالوت کو مسلط کر دیا جس پر چڑھائی کر کے خوب قتل کیا اور لوٹا کھسوٹا ان کی عورتوں بچوں کو پکڑ کر لے گیا۔ جب اس مصیبت میں گرفتار ہوئے تو اس زمانہ کے نبی حضرت شمویل سے فریاد کی کہ آپ خدا سے دعا کریں کہ وہ کسی کو ان پر بادشاہ بنا دے تاکہ وہ اس کے ساتھ ہو کر جالوت سے لڑیں۔

۲: اس زمانہ میں بادشاہ بھی وہی بنایا جاتا تھا جو اللہ کا تجویز کردہ ہوا جس کے تقرر کا اعلان نبی کی معرفت کیا گیا ہو۔

۳: طالوت ایک معمولی گھرانے کا آدمی تھا۔ سقائی کا پیشہ کرتا تھا مگر بڑا طاقتور اور سوجھ بوجھ کا آدمی۔ بنی اسرائیل میں سب سے زیادہ صاحب تدبیر جب اللہ کی طرف سے اس کو بادشاہ بنانے کا حکم آیا تو بنی اسرائیل نے بہت عجوں چڑھائی ان کے خیال میں تو کوئی بڑا مالدار آدمی ہونا چاہیے تھا۔ جب انہوں نے اعتراض کیا تو نبی نے فرمایا اللہ نے اس کا انتخاب اس لئے کیا ہے کہ اس کو تم پر فضیلت ہے اور وہ ہمارا آدمی ہے دوسرے علم میں بھی تم سب سے زیادہ معلوم ہوا کسی قوم پر حکمرانی کرنے کے لئے وہی شخص موزوں ہو سکتا ہے جس میں دو صفتیں امتیازی شان رکھتی ہوں اول علم دوسرے شجاعت۔ غرض بنی اسرائیل

ے اجماع نے اس انتخاب میں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔ اپنے اجماع سے جن
لوگوں کو انہوں نے اپنا بادشاہ بنالیا تھا۔ اس کا نتیجہ ان کے سامنے آچکا تھا
یعنی جالوت سے پے در پے شکست۔

۱۴ :۔ تابوت سکینہ کے متعلق مولانا فرمان علی صاحب مرحوم نے اپنے مترجمہ
قرآن کے حاشیہ پر لکھا ہے اسی کا نام تابوت سکینہ ہے یہ وہ صندوق ہے
جس میں حضرت موسیٰ ؑ کی والدہ نے آپ کو بند کر کے دریا میں ڈال دیا تھا اور
اس میں بہت سی چیزیں تبرک کی تھیں۔ جیسے کئی نبیوں کی تصویریں اور گھروں کی نقلیں
ایک گھر یاقوت کا تھا اس میں حضرت رسول خدا ؐ کی تصویر بھی تھی۔ آپ نماز
پڑھ رہے ہیں اور آپ کے گرد آل و اصحاب خاص کا جھرمٹ ہے اور ایک نوجوان
تلوار لئے ہوئے ہے اور اس کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے یہ پیغمبر کا چچازاد بھائی
ہے اور خدا اس کا مددگار ہے اس صندوق میں کیا کیا تھا۔ حضرت موسیٰ ؑ کا عصا
توریت کی دو تختیاں، آسمانی ترنجبین حضرت موسیٰ ؑ کا عمامہ ان کی جوتیاں وغیرہ
بھی تھیں۔ بنی اسرائیل اس صندوق کو بہت متبرک سمجھتے تھے اور جب کسی لڑائی
پر جاتے تھے تو اس کو آگے آگے رکھتے تھے۔ جب جالوت کو ان پر غلبہ ہوا تو
اس صندوق کو بھی چھین کر لے گیا۔ جب بنی اسرائیل طالوت کے ساتھ لڑنے
لگے تو جالوت کے لوگوں نے اسے ایک چھکڑے میں لاد کر ان کی طرف ہنکا دیا
فساد کی جڑ یہی ہے۔ فرشتے اس کو گھسیٹ کر بنی اسرائیل کی طرف لے آئے
یہ لوگ اس کو بہت غنیمت سمجھے اور فال نیک سمجھا (ختم ہوا حاشیہ)

مولانا کا یہ لکھنا کہ یہ وہی صندوق تھا جس میں حضرت موسیٰ ؑ کی والدہ
نے ان کو رکھ کر دریائے نیل کی موجوں پر رکھ دیا تھا کئی وجہ سے درایت صحیح نہیں

۱ :۔ جس صندوق میں حضرت موسیٰ ؑ کو رکھا گیا تھا وہ چند بالشت لمبا چوڑا

Marfat.com

تھا اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیئے تھا کیونکہ ایک بچہ کے قد کے لحاظ سے بنوایا گیا وہ اتنا بڑا کیسے ہوسکتا تھا۔ جس میں عصائے موسیٰ وغیرہ بہت سے تبرکات سما جائیں اور ایک چھکڑے پر لادنے کے قابل ہو۔

۲ :- یہ صندوق موسیٰ محل فرعون میں کھولا گیا تھا کیونکہ یقین کر لیا جائے کہ فرعون بطور تبرک اس کو محفوظ رکھا ہو۔ بادشاہوں کے محلات میں ایسی چیزوں کی کیا قدر حضرت موسیٰ کی پیدائش سے تقریباً پچاس ساٹھ سال بعد فرعون کی املاک پر بنی اسرائیل کا قبضہ ہوا۔ اس وقت اس پر قبضہ مانا جا سکتا ہے اس مدت تک اس کا محفوظ رہنا سمجھ میں نہیں آتا۔

۴ :- طالوت کا زمانہ حضرت موسیٰ ؑ سے مدتوں بعد کا ہے اس وقت تک بدستور باقی رہنا بھی سمجھ سے باہر ہے۔

۵ :- آیت بتاتی ہے کہ اس صندوق میں کچھ تھوڑی سی وہ چیزیں بھی تھیں جن کو تبرکات آل موسیٰ و آل ہارون نے چھوڑا تھا۔ مولانا نے اس کا ترجمہ اولاد موسیٰ و ہارون فرمایا ہے لیکن اس پر روشنی نہیں ڈالی کہ جب موسیٰ کے اولاد ہی نہ تھی تو قرآن میں آل موسیٰ کا ذکر کیوں ہے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ آلِ موسیٰ سے مراد خود موسیٰ ہیں لیکن یہ بھی عجیب بات ہے کہ خدا فرمائے آلِ موسیٰ اور مقصد کہیں مراد ہیں خود موسیٰ۔ قرآن میں زائد لفظ تو آتا ہی نہیں پھر اس لفظ کے زیادہ کرنے سے فائدہ کیا تھا۔

اصلی بات یہ ہے کہ حضرت موسیٰ ؑ نے اولاد ہارون کو مثل اپنی اولاد کے پالا تھا لہٰذا ان پر آل موسیٰ کا اطلاق ہوا۔ چونکہ ہمارے رسولؐ مثیل موسیٰؑ ہیں لہٰذا یہی صورت یہاں بھی موجود ہے یعنی جو آلِ علیؑ ہیں وہ آلِ محمدؐ بھی ہیں اس کے سوا اور کوئی تاویل ہو نہیں سکتی۔

۔ مولانا مرحوم نے تحملہ الملائکہ کا یہ ترجمہ فرمایا ہے ملائکہ اسے گھسیٹ کر لے
ئے۔ حالانکہ حمل کے معنی اٹھانے کے ہیں۔ صحیح ترجمہ تو یہ ہوا کہ ملائکہ اسے اٹھا
لے گئے اس سے اس تابوت کی عظمت بہت زیادہ نمایاں ہوتی ہے گھسیٹ
لے جاتے ہیں وہ بات کہاں۔

۔ جیسا کہ بیان ہوا اس صندوق میں منجملہ دیگر چیزوں کے حضرت موسیٰ کی
تیاں بھی ہیں۔ آدمیوں کے سوا سب لے خوب پانی پیا۔ پانی پیتے ہی لیٹ
ئے اور چلنے کے قابل نہ رہے۔ کس قدر فرق ہے امام حسین علیہ السلام اور اصحاب
الوت میں۔ امام علیہ السلام نے باوجودیکہ منع نہیں کیا تھا مگر کسی نے تین دن سے
سے ہونے پر بھی ایک قطرہ سے لبوں کو آشنا کیا اور طالوت والے باوجود
کید منع کرنے کے پی گئے۔

: ۔ حضرت داؤد نے جالوت کو قتل کیا اس کا قصہ یہ ہے کہ جب طالوت و جالوت
ں لڑائی کا سلسلہ شروع ہوا تو جالوت نے میدان میں آکر اپنا مقابل طلب کیا
لیکن طالوت کی فوج سے کوئی نہ نکلا تب طالوت نے یہ اعلان کیا کہ جو جالوت کو
تل کرے گا میں اس کو اپنا آدھا ملک دیدوں گا اور اپنی بیٹی بھی اس سے بیاہ
دوں گا مگر اس پر بھی کسی نے جالوت سے لڑنے کی حامی نہ بھری۔ تب حضرت شمویل
نے فرمایا کہ ایشیا نامی جو شخص اولاد یعقوب میں سے ہے اس کے بیٹوں میں سے
ں میں فلاں فلاں صفت پائی جائے وہی جالوت کا قاتل ہوگا۔ الغرض ایشیا نے
اپنے دسوں بیٹوں کو پیش کیا مگر کسی میں وہ علامات نہ پائی گئیں۔ آخر میں حضرت
داؤد کو سامنے لایا گیا جو بہت دبلے پتلے تھے اور کسی طرح لڑائی کے قابل نہ
تھے لیکن وہ سب پتہ کی باتیں ان میں پائی گئیں۔ طالوت نے ان کو مقابلہ کے
لیے بھیجا۔ انہوں نے اپنی گرپھنی میں ایک پتھر رکھ کر جالوت کی طرف پھینکا وہ اس کی

پیشانی پر لگا اور اس کے سر کو چکنا چور کر کے دوسری طرف سے نکل گیا جالوت کا مرنا تھا کہ اس کی فوج تتر بتر ہو گئی اور اس طرح سلطنت داؤد کو مل گئی۔

# ۳۱۔ حضرت عزیرؑ کا قصّہ

پ۳۔ البقرہ ع۵۔ آیت ۲۰۹:۔ تم نے اس بندہ کے حال پر بھی نظر کی جو گاؤں کی طرف سے گزرا اور وہ ایسا اجڑا تھا کہ اپنی چھتوں پر ڈھے کے گر پڑا تھا یہ دیکھ کر وہ بندہ کہنے لگا اللہ اس گاؤں کو اس ویرانی کے بعد کیسے آباد کرے گا اس پر خدا نے اس کو مار ڈالا اور سو برس تک مردہ رکھا۔ پھر اس کو زندہ کر کے پوچھا تم کتنی دیر پڑے رہے۔ عرض کی ایک دن پڑا رہا یا ایک دن سے بھی کم فرمایا نہیں تم اس حالت میں سو برس تک پڑے رہے ذرا اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھو وہ اسی تک نہیں اور ذرا اپنی سواری کے گدھے کو دیکھو کہ اس کی ہڈیاں ڈھیر پڑی ہیں (اور یہ سب اس لئے کیا ہے) تاکہ لوگوں کے لئے تمہیں اپنی قدرت کا نمونہ بنائیں اچھا اب اس گدھے کی ہڈیوں کی طرف نظر کرو ہم کیونکر ان کو جوڑ جاڑ کر ڈھانچہ بناتے ہیں اور پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں پس ان پر یہ ظاہر ہوا تو بیساختہ کہنے لگے اب میں یہ یقین کامل جانتا ہوں کہ میرا اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

---

جس بندہ کا ذکر ہے وہ حضرت عزیر تھے اور جس بستی کا ذکر ہے وہ بیت المقدس تھی جب بخت النصر (عیسائی بادشاہ) مالک سلطنت ہوا تو اس نے بنی اسرائیل کا قتل عام کیا اور بیت المقدس کو جلا کے خاک کر دیا ان کی لاشوں کو درندوں نے کھایا۔ اسی اثنا میں حضرت عزیر کا اس طرف سے گزر ہوا تعجب

Marfat.com

کہنے لگے کیا ایسی اجڑی بستی پھر آباد ہو سکتی ہے اس پر خدا نے ان کی روح قبض کر لی اور سو برس تک مردہ رکھا اور ان کی غذا اور دودھ سو برس تک خراب نہ ہوا اور ان کے بدن کو نظر خلائق سے بچائے رکھا۔ غرض جب وہ دوبارہ زندہ ہوئے اور ان کی سواری کا گدھا بھی زندہ ہوا تو بیت المقدس آباد ہو چکا تھا جب اپنے گھر واپس آئے تو اپنے پوتوں کو بوڑھا پایا اور خود گویا جوان تھے لوگوں کو کسی طرح یقین نہ آتا تھا کہ یہ عزیر ہیں۔ یہاں تک کہ جب اپنی لونڈی کو جسے بیس برس کا چھوڑ کر گئے تھے اور اب وہ ایک سو بیس برس کی اندھی بڑھیا ہو گئی تھی اس کو دعا سے بینا کیا اور اپنے بیٹے کو جسے وہ حالت حمل میں چھوڑ گئے تھے اپنے شانہ کا تل جو بہت چمک دار تھا دکھایا تب لوگوں کو یقین ہوا کہ یہی عزیر ہیں۔ کیا خدا کی شان تھی کہ خود حضرت کا سن پچاس برس کا تھا اور اپنے بیٹے کا سن سو برس کا۔ اسی وجہ سے خدا نے فرمایا میں تم کو اپنی قدرت کا نمونہ بتاتا ہوں

---

م ۱:۔ اس روایت کا یہ حصہ ناقابل فہم ہے کہ جس بچہ کو حمل میں چھوڑا تھا جب اسے تل دکھایا تو وہ پہچان گیا۔

م ۲:۔ ہر زمانے میں کچھ لوگ ایسے رہے ہیں جو مردوں کو زندہ کرنے کے اعتقاد پر ہنستے تھے اور کہتے تھے ایسا ممکن ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار ایسا کر کے دکھا دیا۔ جیسے حضرت ابراہیمؑ کے ہاتھوں پر پرندوں کو زندہ کیا حضرت عزیر کو سو برس مردہ رہنے کے بعد زندہ کیا۔ اس پر بھی کوئی قیامت میں زندہ کرنے پر یقین نہ لائے تو وہ جہنمی ہے۔

م ۳:۔ اس میں اختلاف ہے کہ آیا خدا نے صرف عزیر ہی کو زندہ کیا تھا یا پوری

Marfat.com

قوم کو بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ سب کو زندہ کر دیا تھا لیکن قرآن میں سوائے عزیر اور ان کے گدھے کے قوم کے زندہ کرنے کا ذکر نہیں۔

۴:- اس واقعہ سے ہمارے رجعت کے عقیدے کی تائید ہوتی ہے جو سو برس کے بعد زندہ کر سکتا ہے وہ ہزار دو ہزار برس کے مردوں کو اس دنیا میں پھر زندہ کر کے عزیر کی طرح کچھ عرصہ کی زندگی بخش سکتا ہے۔

۵:- جناب عزیز کے متعلق ایک واقعہ مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اس قوم میں جس کی ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں ان میں اللہ کے نیک بندے بھی ہوں گے۔ خدا نے ان کو کیوں نہ بچایا۔ اتفاقاً وہ ایک جگہ پڑے سو رہے تھے کہ ان کی آنکھ میں ایک چیونٹی نے کاٹ لیا۔ حضرت عزیر کو اس پر غصہ آیا۔ قریب ہی چیونٹیوں کا سوراخ تھا۔ آپ نے اس میں آگ بھر دی اور وہ سب چیونٹیاں جل گئیں۔ وحی ہوئی اے عزیر قصوروار تو ایک چیونٹی تھی تم نے سب کو کیوں جلا دیا۔ اے عزیر تم ہمارے مصالح کو سمجھنے کی کوشش نہ کرو۔ یہ روایت ہمارے کان کو تو لگتی نہیں ایک نبی ایسا کر نہیں سکتا تھا۔

## ۳۲ - حضرت داؤد کا قصہ

پ - البقرہ آیت ۲۵۱ - اور داؤد نے جالوت کو قتل کیا۔

## ۲

پ۱۷ الانبیاء ع ۶ - آیت ۷۸، - داے رسول ان کو) داؤد اور سلیمان کا واقعہ بھی یاد دلاؤ جب یہ دونوں ایک کھیتی کے بارے میں جس میں رات کے وقت کچھ لوگوں کی بکریاں دگھس کر چر گئی تھیں۔ فیصلہ کرنے بیٹھے اور ہم ان لوگوں کے قضیے کو دیکھ رہے تھے دکہ باہم اختلاف ہوا ہم نے سلیمان کو اس کا صحیح فیصلہ سمجھا دیا داور یوں تو)

Marfat.com

سب کو ہم نے فہم سلیم اور علم عطا کیا ہے اور ہم نے پہاڑوں کو داؤد کا تابع بنا دیا تھا کہ ان کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے اور ہم ہی یہ عجیب باتیں کیا کرتے تھے ٥ اور ہم نے ان کو جنگی پوشش (زرہ) بنانا سکھا دیا تاکہ تمہیں ایک دوسرے کے حملہ سے بچائے تو اب بھی تم اس کے شکر گزار ہو گے (یا نہیں)

---

اس فیصلہ کا قصہ یہ ہے کہ یوحنا جب رات کو سو رہا تھا اس کی بکریوں نے ایلیا کے کھیت کو کچھ روندا کچھ کھایا جس سے اس کا کھیت تباہ ہو گیا۔ صبح کو ایلیا نے حضرت داؤد کی عدالت میں نالش دائر کر دی۔ یوحنا طلب ہوا اُس نے اپنی نیند کا عذر کیا۔ آپ نے جو ایلیا کے کھیت کے نقصان کا اندازہ کیا تو وہ یوحنا کی بکریوں کی قیمت کے برابر تھا لہٰذا آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ یوحنا اپنی بکریاں ایلیا کو دیدے۔ جب یہ دونوں باہر نکلے تو حضرت سلیمان ؑ سے ملاقات ہوئی آپ دونوں کو ساتھ لئے حضرت داؤد کے پاس آئے اور عرض کی اگر فیصلہ دوسرا ہوتا تو اچھا ہوتا۔ پوچھا وہ کیا ہے سلیمان نے کہا جب تک یوحنا کھیت کی خدمت کرے اس وقت تک اس کی بکریاں ایلیا کے پاس رہیں اور ایلیا ان کے دودھ اور اون سے فائدہ اٹھائے اس کے بعد جب اس کا کھیت ویسا ہی نہ ہو جائے جیسا تھا تو بکریاں واپس کر دے۔

یہ فیصلہ حضرت داؤد کو پسند آیا اور اپنا حکم کاٹ کر یہی حکم دیا۔

ر ۲ ا۔ اس فیصلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داؤد نے باوجود نبی ہونے کے غلطی کی اور گنہگار ہوئے۔ جواب یہ ہے کہ حضرت داؤد نے جو فیصلہ کیا تھا وہ بھی غلط نہ تھا نقصان کی تلافی اس طرح ہو سکتی ہے کہ یوحنا کی بکریاں اسی قیمت کی تھیں۔ لیکن جناب سلیمان کا فیصلہ جو خدا کا تعلیم کردہ تھا۔ داؤد کے فیصلے

Marfat.com

سے بدرجہا بہتر تھا۔ اس سے جناب داؤد کو یہ بتانا بھی مقصود تھا کہ فوق کلّ ذی علم علیم (ہر جاننے والے کے اوپر ایک اور زیادہ جاننے والا بھی ہوتا ہے) اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی امور کی بنا پر ایک رسول کو دوسرے پر فضیلت دی ہے۔

ﷺ ۱۔ محرف توریت میں حضرت داؤد کے متعلق یہ جھوٹی روایت درج کر دی ہے جس کو ہمارے بعض مفسرین نے اپنی تفسیروں میں اور مؤرخین نے اپنی تاریخوں میں کر درج کر دیا ہے۔

حضرت داؤد کے لشکر میں ایک سپاہی اوریا نامی تھا آپ اس کی بی بی پر عاشق ہو گئے اس کے شوہر کو آپ نے تھوڑے سے لشکر کے ساتھ ایک بڑی جماعت سے مقابلہ کے لئے بھیجا تاکہ وہ قتل ہو جائے۔ چنانچہ وہ قتل ہو گیا اور آپ نے تھوڑے سے لشکر کے ساتھ ایک بڑی سے مقابلے کے لئے بھیجا تاکہ وہ قتل ہو جائے چنانچہ وہ قتل ہو گیا اور آپ نے اس کی بی بی کو اپنے تصرف میں لے لیا (معاذ اللہ ایک معصوم نبی اور یہ گناہ کبیرہ)

ﷺ ۱۔ سرسید احمد خاں صاحب مرحوم اس کے قائل نہیں کہ پہاڑ ان کے ساتھ تسبیح کرتے تھے بلکہ ان کے نزدیک صدائے بازگشت ہوتی تھی لیکن ان کا یہ خیال صحیح نہیں۔ صدائے بازگشت جب ہوتی ہے کہ بہت زور سے بولا جائے اور تسبیح تو آہستہ سے ہوتی ہے اس کی صدائے بازگشت کیسی۔

ﷺ ۱۔ جب حضرت داؤد خوش الحانی سے زبور کی دعائیں پڑھتے تھے تو تمام پرندے آپ کے گرد جمع ہوتے تھے اور ایسی محویت کے عالم میں سنتے تھے کہ کوئی کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتا تھا۔

ﷺ ۱۔ ایک روز حضرت داؤدؑ کے دل میں یہ بات آئی کہ میں کسی ایسی جگہ ذکر الٰہی کروں جہاں میرے سوا کوئی اور ذکر کرنے والا نہ ہو۔ تلاش بسیار کے بعد

Marfat.com

ایک تالاب کے کنارے مصلّٰے بچھایا اور ذکر الٰہی میں مصروف رہے تالاب سے ایک مینڈک کی آواز آئی۔ آپ نے فرمایا۔ اے مخلوق خدا ذکر الٰہی میں کیوں مخل ہو گئی ہے اس نے جواب دیا نبی خدا کیا آپ ہی صرف ذکرِ خدا کرتے ہیں۔ اس تالاب میں ہزار ہا مخلوق خدا ذکر الٰہی کر رہی ہے۔

## ۲۔ حضرت داؤد کا قصہ

پ ۲۲۔ اسبا ع ۲۔ آیت ۱۰:۔ ہم نے داؤد کو اپنی بارگاہ سے بزرگی عنایت کی اور پہاڑوں کو حکم دیا) کہ اے پہاڑو تسبیح کرتے ہیں داؤد کے ساتھ۔ دو اور پرندوں کو ان کا تابع بنا دیا اور ان کے لیے لوہے کو موم کی طرح نرم کر دیا کہ فراخ و کشادہ زرہیں بنا اور کڑیوں کے جوڑنے میں اندازہ کا خیال رکھو اور اچھے کام کرو جو کچھ تم لوگ کرتے ہو خدا اس کو دیکھ رہا ہے۔

م ۱ :۔ قرآن کہتا ہے کہ جو کچھ زمین و آسمان و زمین کے اندر ہے ان میں کوئی ایسا نہیں جو تسبیح خدا نہ کرتا ہو۔ تم لوگ ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں۔ پس پہاڑوں کا تسبیح کرنا محل تعجب و انکار نہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ وہ بے عقل ہیں لیکن ایسا نہیں ان کو بھی اپنے خالق کی ضرورت ہے۔

## داؤد کے لئے لوہا موم بنا دیا

م ۲ ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ لوہا ان کے ہاتھ میں آ کر موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا اور وہ اس سے زرہ کی کڑیاں بنا لیتے تھے۔ چونکہ ان کی بنائی ہوئی زرہ میں چھوٹی چھوٹی کڑیاں ہوتی تھیں اس لئے وہ بڑی قیمتی زرہ ہوتی تھی

بادشاہت کے زمانہ میں وہ اپنی روزی زرہ بنا کر ہی حاصل کرتے تھے۔
قوت لایموت سے جو بچتا وہ راہ خدا میں محتاجوں پر تقسیم کر دیتے تھے۔

## ۳ - داؤد کا قصہ

پ۲۳ ص ع ۲-۱ آیت ۱۷:- (اے رسول) ہمارے بندہ داؤد کو یاد کرو
وہ قوت والے تھے اور بیشک وہ ہماری بارگاہ میں بڑے رجوع کرنے
والے تھے ہم نے پہاڑوں کو ان کا تابعدار بنا دیا تھا کہ جو ان کے ساتھ
صبح و شام خدا کی تسبیح کرتے تھے اور پرندے بھی یاد خدا کے وقت
ان کے پاس جمع ہو جاتے تھے اور ان کے فرمانبردار تھے ٥ ہم نے ان کی سلطنت
کو مضبوط کر دیا تھا اور فیصلہ کرنے کی قوت عطا کی تھی۔

اے رسول کیا تم تک ان دعویداروں کی بھی خبر پہنچی ہے کہ جب وہ حجرۂ
عبادت کی دیوار پھاند کر آ گئے (اور داؤد کے پاس آ کھڑے ہوئے) تو وہ ان
سے ڈر گئے انہوں نے کہا ڈریئے نہیں ہم دونوں ایک مقدمہ کے فریقین ہیں

## داؤدؑ کے سامنے ایک مقدمہ

ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے تو آپ ہمارے درمیان ٹھیک
ٹھیک فیصلہ کر دیجئے اور انصاف کو ترک نہ کیجئے اور ہمیں سیدھی راہ دکھا
دیجئے (مقدمہ یہ ہے) یہ شخص میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں
ہیں اور میرے پاس ایک ہے کہتا ہے کہ یہ دنبی بھی مجھی کو دیدے اور مجھ پر
سختی کرتا ہے (داؤد نے بغیر اس کے کہ مدعا علیہ سے کچھ پوچھیں) کہہ دیا
کہ یہ جو تیری دنبی مانگ کر اپنی دنبیوں میں ملانا چاہتا ہے تو یہ تجھ پر ظلم کرتا

Marfat.com

ظلم کرتا ہے کہ اکثر شرکا رکی یقیناً یہی حالت ہے کہ ایک دوسرے پر ظلم کیا کرتے ہیں مگر جن لوگوں نے سچے دل سے ایمان قبول کیا اور اچھے اچھے کام کئے وہ ایسا نہیں کرتے اور ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں دیہ کہہ کر وہ دونوں چل دیئے) اور وہ سمجھ گئے کہ ہم نے ان کا امتحان لیا تھا اور وہ ناکامیاب رہے ٥ پھر تو اپنے پروردگار سے بخشش کی دعا مانگنے لگے اور سجدہ میں گر پڑے اور میری طرف رجوع کی ہم نے ان کی یہ لغزش معاف کردی اس میں شک نہیں کہ ہماری بارگاہ میں ان کا تقرب اور اچھا مقام ہے۔ ا ے داؤد ہم نے تم کو زمین پر اپنا خلیفہ قرار دیا تم لوگوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کیا کرو اور نفسانی خواہشات کی پیروی نہ کرو ورنہ یہ پیروی تم کو اللہ کے راستہ سے ہٹا دے گی۔

---

ما :۔ دونوں فرشتوں نے جو قضیہ حضرت داؤد ؑ کے سامنے پیش کیا تھا اس کا جو فیصلہ حضرت داؤد ؑ نے کیا وہ اس بنا پر تھا کہ مدعی جو الزام مدعا علیہ پر لگا رہا تھا۔ مدعا علیہ نے اس کی کوئی تردید نہیں کی۔ اس لئے انہیں یقین ہو گیا کہ یہ دونوں بالکل صحیح ہیں اور مدعا علیہ نے مدعی پر ظلم کیا ہے لیکن شرعی قانون یہ کہتا ہے کہ مدعی سے گواہ طلب کئے جاتے ہیں لہٰذا واقعہ کی نوعیت فیصلہ کی مقتضی نہ تھی۔ بہر حال یہ چوک ہو گئی جس کو ترک اولیٰ کہا جا سکتا ہے۔ اگر یہ کوئی بڑا گناہ ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے بعد خلافت کے وہ اہل قرار نہ دیتا اور خدا یہ نہ فرماتا۔ یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض ہاں تنبیہ ضرور کرنی تھی تاکہ آئندہ ایسا نہ کریں۔

درحقیقت یہ امتحان اس وجہ سے لیا گیا کہ ان کو یہ خیال پیدا ہوا تھا

Marfat.com

کہ مجھ سے بہتر کوئی فیصلہ کرنے والا نہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کے ناکامیاب ہونے کے بعد یہ بتا دیا کہ کسی مقدمہ کا فیصلہ سرسری طور پر نہ کیا کرو بلکہ واقعہ کی تحقیق میں جو شرعی شرائط ہیں ان کو بجا لاؤ اور حق فیصلہ کرو۔

ذرا مقابلہ کیجئے داؤدؑ کا جناب امیر علیہ السلام سے جنہوں نے ایک دو نہیں سینکڑوں قضیے فیصل کئے لیکن کبھی کسی فیصلے میں کوئی غلطی سرزد نہ ہوئی اور رسولؐ اللہ نے ان کے متعلق یہ فرمایا اقضاکم علی (علی تم سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے ہیں)

# ۲۳۔ حضرت سلیمانؑ کا قصہ

پ۱ بقرہ ع ۱۲۔ آیت ۱۰۲۔ وہ لوگ اس منتر کے پیچھے پڑ گئے جن کو سلیمان کے زمانہ سلطنت میں جپا کرتے تھے حالانکہ سلیمان نے کفر اختیار نہیں کیا بلکہ شیاطین نے کفر اختیار کیا وہ لوگوں کو سحر کی تعلیم دیتے تھے۔

حضرت سلیمانؑ کی زیادتی کے بعد شیطان نے خلق خدا کو بہکانے کی ایک نئی صورت اختیار کی اپنی طرف سے منتر بنائے اور لوگوں پر ظاہر کئے کہ آصف برخیا وزیر سلیمان نے انہی منتروں کے ذریعہ سے سلیمانؑ کی سلطنت کو برقرار رکھا تھا۔ مجھے یہ منتر سلیمان کے تخت کے نیچے سے ملے ہیں۔ بیوقوف لوگ اس کے کہنے میں آ گئے اور اس سے منتروں کو سیکھ کر یہ غضب ڈھایا کہ نکاحی عورتوں کو ان کے شوہروں سے جدا کرنے لگے لہٰذا خدا نے آگاہ کیا۔ کہ سلیمانؑ کا کوئی تعلق جادو کے ان منتروں سے نہ تھا۔

Marfat.com

## ۲ - سلیمانؑ کا قصہ

پ۱۷ الانبیاء - آیت ۷۸ : - اور داؤد و سلیمان کا واقعہ یاد کرو جب یہ دونو ایک کھیتی کے بارے میں جس میں رات کے وقت کچھ لوگوں کی بکریاں گھس گئی تھیں فیصلہ کرنے لگے اس قصہ کو حضرت داؤد کے قصہ میں دیکھئے -

## ۳ - سلیمانؑ کا قصہ

پ۱۹ النمل ع ۲ - آیت ۱۶ : - اور سلیمان داؤد کے وارث بنے اور انہوں نے کہا لوگو ہم کو پرندوں کی بولی بھی سکھائی گئی ہے اور ہمیں دنیا کی ہر چیز عطا کی گئی ہے اس میں شک نہیں یہ خدا کا صریح فضل و کرم ہے ٥ اور سلیمان کے سامنے ان کے لشکر جنات اور آدمی اور پرند سب جمع کئے جاتے تھے اور سب مثل کھڑے کئے جاتے تھے (غرض اس طرح لشکر چلتا) یہاں تک کہ جب ایک دن چیونٹیوں کے میدان میں آ نکلے تو ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو اپنے بلوں میں چلی جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور ان کا لشکر تمہیں روند ڈالے اور انہیں اس کی خبر نہ ہو - تو سلیمان اس کی بات سن کر مسکرا کر ہنس پڑے اور عرض کی پروردگار مجھے توفیق عطا فرما کہ جیسی جیسی نعمتیں تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر نازل فرمائی ہیں - (ان کا) شکر یہ ادا کروں اور میں ایسے نیک کام کروں جسے تو پسند فرمائے اور تو اپنی مہربانی سے مجھے اپنے نیکوکار بندوں میں داخل کر ٥ اور سلیمان نے پرندوں کے لشکر کی حاضری لی تو کہنے لگے یہ کیا بات ہے کہ میں ہدہد (اس کو جگہ پر)

## ہدہد اور سلیمانؑ

نہیں دیکھتا کیا وہ واقعی کہیں غائب ہے وا گر ایسا ہے تو میں اسے سخت سزا دوں گا یا پھر اسے ذبح کر ڈالوں گا یا وہ اپنی بے گناہی کی کوئی واضح دلیل میرے

Marfat.com

سامنے پیش کرے ۵ غرض سلیمان نے تھوڑی دیر توقف کیا تھا کہ ہُدہُد آگیا اور اس نے عرض کی مجھے وہ بات معلوم ہوئی ہے جواب تک حضور کو بھی معلوم نہیں اور میں آپ کے پاس شہر سبا سے ایک تحقیقی خبر لے کر آیا ہوں۔ میں نے وہاں ایک عورت کو دیکھا جو ان لوگوں پر سلطنت کرتی ہے اور اسے دنیا کی ہر چیز عطا کی گئی ہے اور اس کا ایک بہت بڑا تخت ہے میں نے خود ملکہ کو اور اس کی قوم کو دیکھا کہ وہ لوگ خدا کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے کرتوتوں کو ان کی نظر میں اچھا کر دکھایا ہے اور ان کو راہ راست سے روک رکھا ہے انہیں اتنی بات بھی نہیں سوجھتی کہ وہ لوگ خدا ہی کو سجدہ کیوں نہیں کرتے جو آسمان و زمین کی پوشیدہ باتوں کو ظاہر کر دیتا ہے اور تم لوگ جو کچھ چھپا کر اور ظاہر کر کے کرتے ہو وہ سب جانتا ہے ۵ اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

سلیمان نے کہا ہم ابھی دیکھتے ہیں کہ تو نے سچ کہا ہے یا جھوٹ بولا ہے (اچھا) ہمارا یہ خط لے کر جا اور اس کو ان لوگوں کے سامنے ڈال دے پھر ان کے پاس سے ہٹ جانا پھر دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ آخر کیا جواب دیتے ہیں (غرض ہُدہُد نے ملکہ کے پاس خط پہنچا دیا) اسے پڑھ کر ملکہ بولی اے میرے دربار کے سردارو یہ ایک واجب الاحترام خط میرے پاس ڈال گیا ہے یہ سلیمان کی طرف سے ہے (اس کا سرنامہ ہے) بسم اللہ الرحمن الرحیم اور مضمون یہ ہے مجھ سے سرکشی نہ کرو اور میرے سامنے فرمانبردار بن کر حاضر ہو پھر ملکہ (بلقیس) بولی اے میرے دربار کے سردارو تم میرے اس معاملہ میں مجھے رائے دو ۵ انہوں نے کہا ہم لوگ بڑے زور آور اور بڑے لڑنے والے ہیں (آئندہ) ہر امر کا آپ کو اختیار ہے۔ آپ جو بھی حکم دیں انجام پر اچھی طرح

غور کر لیں ۵ بلقیس نے کہا بادشاہوں کا قاعدہ ہے کہ جب کسی شہر

## سلیمانؑ و بلقیس

میں بزور داخل ہوتے ہیں تو اسے برباد کر دیتے ہیں اور وہاں کے معزز لوگوں کو ذلیل و رسوا کر دیتے ہیں اور یہ لوگ ایسا ہی کرتے ہیں ۵ میں ان کے پاس ایلچیوں کی معرفت کچھ تحفے دے کر بھیج کر دیکھتی ہوں کہ ایلچی کیا جواب لاتے ہیں ۵ جب بلقیس کا ایلچی سلیمان کے پاس آیا تو سلیمان نے کہا تم لوگ مجھے مال کی مدد دیتے ہو خدا نے جو مال مجھے دیا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو اس نے تمہیں بخشا ہے د تحفہ لانے والے سے کہا، تو انہی لوگوں کے پاس واپس لے جا ہم تو ایسے لشکروں سے چڑھائی کریں گے جن کا مقابلہ نہ ہو سکے گا اور ہم ضرور ان کو وہاں سے نکال باہر کریں گے اور وہ ذلیل ہوں گے د جب وہ چلا گیا، تو سلیمان نے اپنے اہل دربار سے کہا اے میرے دربار کے سردار تم میں کون ایسا ہے کہ قبل اس کے کہ وہ لوگ میرے سامنے فرمانبردار بن کر آئیں ملکہ کا تخت میرے پاس لے آئے یہ سن کر جنوں میں سے ایک دیو کہنے لگا کہ قبل اس کے کہ حضور دربار برخاست کر کے اپنی جگہ سے اٹھیں میں تخت آپ کے پاس لے آؤں گا اور میں یقیناً اس پر قابو رکھتا ہوں اور ذمہ دار ہوں ۵ (اس پر ابھی سلیمان کچھ کہنے نہ پائے تھے کہ) وہ شخص (آصف برخیا) جس کے پاس کتاب خدا کا تھوڑا سا علم تھا کہنے لگا میں آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے تخت آپ کے سامنے حاضر کئے دیتا ہوں (بس یہ کہتے ہی وہ لے آیا) تو جب سلیمان نے اسے موجود پایا تو کہنے لگے یہ میرے پروردگار کا فضل و کرم ہے تاکہ وہ میرا امتحان لے کہ میں اس کا شکر

کرتا ہوں یا ناشکری اور جو کوئی شکر کرتا ہے وہ اپنی ہی بھلائی کے لئے کرتا ہے اور جو نہیں کرتا تو یقیناً میرا پروردگار اس سے بے پروا اور سخی ہے ۵ (اس کے بعد) سلیمان نے کہا اس کے تخت میں اس کا امتحان لینے کے لئے تغیر و تبدل کر دو تاکہ ہم دیکھیں وہ اس تغیر کو سمجھ سکتی ہے یا نہیں یا ان لوگوں میں ہے جو سمجھ نہیں سکتے ۵ (چنانچہ ایسا ہی کیا گیا) جب بلقیس سلیمان کے پاس آئی تو پوچھا گیا کیا تمہارا تخت ایسا ہی ہے اس نے کہا گویا یہ وہی ہے (پھر کہنے لگی) ہم کو تو پہلے ہی (آپ کی) نبوت معلوم ہو گئی تھی اور ہم تو آپ کے فرمانبردار ہیں ہی اور خدا کے سوا جس کو وہ پوجتی تھی سلیمان نے اس سے اس کو روک دیا کیونکہ وہ کافر قوم کی تھی (آفتاب کو پوجتی تھی) پھر اس سے کہا گیا کہ اب آپ محل میں چلئے تو جب اس نے محل میں شیشہ کے فرش کو دیکھا تو اس کو گہرا پانی سمجھی اور گزرنے کے لئے اس طرح اپنے پائنچے اٹھائے کہ اپنی دونوں پنڈلیاں کھول دیں ۵ سلیمان نے کہا تم ڈرو نہیں یہ پانی نہیں ہے محل ہے جو شیشوں سے بنایا گیا ہے اس نے عرض کیا پروردگارا میں نے آفتاب کو پوج کر یقیناً اپنے اوپر آپ ظلم کیا اب میں سلیمان کے ساتھ سارے جہاں کے پالنے والے خدا پر ایمان لائی

ما : ۔ ورث سلیمان داؤد (سلیمان داؤد کے وارث ہوئے) اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء میں وراثت مالی چلتی ہے ۔ پس کس قدر آل رسول پر ظلم کیا اس شخص نے جس نے حضرت فاطمہؑ کے دعوائے میراث پر یہ کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہم گروہ انبیاء نہ کسی سے میراث پاتے ہیں نہ کوئی ہماری میراث پاتا ہے جو ہم چھوڑتے ہیں وصدقہ ہوتا ہے ۔

۲ : ۔ حضرت سلیمان ہر پرندے کی آواز کو سنتے اور سمجھتے تھے جن مفسرین

لکھا ہے کہ وہ ہر جانور کی بولی سمجھتے تھے ان کا بیان قرآن کے خلاف ہے۔

۳: ۔ مولانا فرمان علی صاحب قبلہ مرحوم نے اپنے ترجمہ قرآن کے حاشیہ پر لکھا ہے ۔:۔

حضرت سلیمانؑ کے لشکر کی صحیح تعداد معلوم نہیں۔ ایک روایت میں اتنا لکھا ہے کہ حضرت کا لشکر سو کوس میں رہتا تھا۔ پچیس کوس میں آدمی پچیس کوس میں جنات پچیس کوس میں پرند اور پچیس کوس میں چوپائے۔ جل جلالہ

راوی نے چوپاؤں کو نامعلوم کہاں سے ان کے لشکر میں داخل کر دیا جب کہ قرآن میں صرف جن وانس اور پرندوں کا ذکر ہے۔

۴: ۔ جب سلیمانؑ مع لشکر وادی نمل یعنی چیونٹیوں کے میدان سے گزر رہے تھے تو ایک چیونٹی کی آواز کان میں آئی۔ سب سے بڑے میں مانے گئے ہیں۔ ٹڈی دل اور بادل ۔ اس میدان میں کتنی چیونٹیاں ہوں گی۔ کون بتا سکتا ہے۔ ایک بار جناب امیر علیہ السلام کے سامنے اس واقعہ کا ذکر آیا فرمایا میں ان کی تعداد بھی بتا سکتا تھا۔

اوّل تو اس پر غور کیجئے کہ چیونٹی کیا اور اس کی آواز کیا۔ پھر پاس نہ تھی دور تھی پھر کھلا میدان تھا نہ مگر حضرت سلیمانؑ نے اس پر بھی اس کی آواز سن لی۔ یاد رکھیے انبیاء کے قوائے ظاہری و باطنی ہم جیسے نہیں ہوتے۔ ہم ایک حد تک دیکھ سکتے ہیں ایک حد تک سن سکتے ہیں۔ لیکن انبیا کے لئے ایسا نہیں۔ جب حضرت سلیمانؑ نے سنا تو آگے بڑھ کر اس چیونٹی کو اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا۔ یہ بھی نبی کی نظر کا اعجاز تھا کہ چیونٹیوں کے اس دل بادل میں سے اس چیونٹی کو اٹھا لیا۔ حالانکہ چیونٹیوں کی شکل و صورت اور قد و قامت میں کوئی امتیاز نہیں ہوتا۔

آپ نے اس سے پوچھا تو نے اپنی قوم سے یہ کیوں کہا کہ اپنے سوراخوں

Marfat.com

میں چلی جاؤ تاکہ تمہیں سلیمان اور ان کا لشکر روند نہ ڈالے اس نے کہا یا نبی اللہ معصوم گران سب میں ایک آپ ہی ہیں باقی سب غیر معصوم ہیں اور غیر معصوم سے ہم کو روندنا قرین قیاس تھا۔ یہ سن کر جناب سلیمانؑ پہلے تو مسکرائے پھر ہنس پڑے پوچھا اس قوم میں تیری پوزیشن کیا ہے اس نے کہا جو ہے وہ ہے لیکن اس وقت تو میں آپ سے بہتر ہوں۔ فرمایا یہ کیسے کہا آپ کی سواری گھوڑا ہے اور میرا مرکب اس وقت ایک نبی کی ہتھیلی ہے۔

معلوم ہوا خدا کی ہر مخلوق میں عقل و فہم بھی ہے اور قوت گویائی بھی۔ مگر ان کی زبانوں اور عقلوں پر تالے دیئے گئے ہیں تاکہ ہر کس و ناکس سے بات نہ کریں۔

۳۔ سرسید احمد خاں صاحب آنجہانی چیونٹی کے کلام کے قائل نہیں اور کہتے ہیں چیونٹی کی آواز نہیں ہوتی اور اگر بالفرض ہو بھی تو وہ ہوا میں اتنا تموج پیدا نہیں کر سکتی کہ سلیمان سن لیتے لیکن یہ کہنا صحیح نہیں۔ اگر ایسا نہیں تو قرآن نے اس کا نول کیوں نقل کیا ہے۔ دوسرے اگر اس کی بات سلیمان نے نہیں سنی تھی تو اس پر ہنسے کیوں۔ چیونٹی کیا خدا جس چیز میں چاہے آواز پیدا کر دے۔ اگر موسیٰؑ طور پر ایک درخت سے آواز نکلتی سن لیتے ہیں اور اس کو ان کے سوا کوئی نہیں سنتا تو اگر سلیمانؑ نے چیونٹی کی آواز سنی اور سمجھ لی تو کیوں تعجب ہے۔

۴۔ ملکہ سبا کا نام بلقیس تھا جو شراحیل بن مالک بن ریان کی بیٹی تھیں اور نہایت حسین تھیں ان کا تخت تیس گز لمبا چوڑا اور اونچا تھا اور چاندی سونے سے بنا یا گیا تھا اور اس میں قیمتی جواہرات جڑے ہوئے تھے اس کے پائے یاقوت و زمرد و پکھراج اور موتی کے تھے۔

۵۔ ہدہد بہت چھوٹا پرندہ ہے لوگ بیوقوف آدمی کو ہدہد سے تشبیہ دیتے ہیں حالانکہ حضرت سلیمانؑ کے قصے سے اس کی دانشمندی کا اظہار

ہوتا ہے۔ جناب سلیمانؑ کو اس کی جگہ خالی پا کر اس پر اس قدر غصہ کیوں آیا کہ سخت سے سخت سزا دینے بلکہ اس کو ذبح کرنے پر آمادہ ہوئے وہ کسی جہاد سے تو فرار نہیں ہوا تھا کہ ایسی سخت سزا کا مستحق ہوتا۔ بات یہ ہے کہ رسول کی نافرمانی کسی وقت میں کسی فرد سے بھی سرزد ہو۔ وہ قابل مواخذہ اور لائق سزا ہے ہُدہُد کا جرم یہ تھا کہ بے اجازت نبی خدا اس نے اپنی جگہ کیوں چھوڑی۔ یہ ہُدہُد کیسا بیباک پرندہ تھا کہ اس نے بے دھڑک حضرت سلیمانؑ سے کہہ دیا کہ مجھے وہ چیز معلوم ہوئی ہے جو آپ کو بھی معلوم نہیں گویا اپنے علم کو ایک نبی کے علم سے زیادہ سمجھا آخر جانور تھا اپنی رَے میں کہہ گیا۔ اگر کسی نبی کا کوئی صحابی کہہ بیٹھتا تو فوراً ایمان کا سایہ اس سے اٹھ جاتا۔

م ۲: حضرت سلیمانؑ نے اپنے خط کا سرنامہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کو قرار دیا۔ جس سے غرض یہ تھی کہ ان کی روحانی عظمت کا اظہار ہو۔ بلقیس نے دو باتوں سے ان کی عظمت و جلالت کا پتہ چلایا اوّل تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے دوسرے پرندے کے تابع فرمان ہونے سے۔

م ۳: بلقیس کا اپنے امراء سے مشورہ کرنا اس کی انتہائی دانشمندی کی دلیل تھا صرف اپنی رائے تک محدود نہ رکھا اس سے معلوم ہوا کہ سلاطین کو آمرانہ حیثیت اختیار نہیں کرنی چاہیئے بلکہ اپنے وزراء سے مشورہ کرنے کے بعد کوئی فیصلہ کرنا چاہیئے پھر وزراء کی فرمانبرداری و اطاعت شعاری کو دیکھئے کہ اپنی رائے ظاہر کرنے کے بعد یہ بھی کہہ دیا کہ آئندہ آپ کو اختیار ہے۔ معاملہ کے انجام پر غور کر کے ہمیں حکم دیں۔

م ۴: بلقیس نے کسی ملک کو فتح کرنے والوں کے عمل کی جو تصویر کشی کی ہے وہ نہ صرف اس وقت کے فاتحین پر صادق آتی ہے بلکہ آج تک ایسا ہی ہوتا

آیا ہے کہ جب فتح حاصل ہو جاتی ہے تو فاتحین بستیوں کو تباہ و برباد کر ڈالتے ہیں اور باعزت لوگوں کو ذلیل و خوار کرتے ہیں۔

۹ ا۔ بلقیس کی دانشمندی کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ اس نے بہت سے گرانقدر تحفے حضرت سلیمانؑ کے پاس بھیجے جس سے غرض یہ تھی کہ اگر انہوں نے یہ چیزیں قبول کر لیں تو سمجھا جائے گا کہ ایک دنیوی بادشاہ ہیں مال و دولت کے بھوکے اور اگر قبول نہ کریں گے تو سمجھوں گی کہ یہ خدا کے کوئی برگزیدہ بندے ہیں اور خدا کی طرف سے ان کو کوئی غیر معمولی طاقت دی گئی ہے۔

۱۰ ا:۔ جب ہدہد نے آکر خبر دی کہ بلقیس کا ایک وفد آرہا ہے جو بے شمار قیمتی تحفے آپ کے لیے لا رہا ہے تو آپ اس وفد کے آنے سے پہلے اپنے دربار کو آراستہ کرنے کا حکم دیا۔

مولانا فرمان علی صاحب نے اپنے مترجمہ قرآن کے حاشیہ پر لکھا ہے۔
سات کوس کے طولانی میدان میں سونے چاندی کی اینٹیں بچھیں ان پر موتیوں اور یاقوتوں کا جڑاؤ فرش بچھا۔ دریائی گھوڑے مختلف رنگوں کے جڑاؤ زین کے سجے ہوئے منگائے گئے۔ جو دن سردار وفد (منذر) کے آنے کا تھا اس دن جناب سلیمانؑ کا تخت شاہی بیچ میں رکھا گیا۔ اس پر چار ہزار طلائی و نقرئی کرسیاں بچھائی گئیں۔ وزراء و علماء ان پر بٹھائے گئے۔ سب سے آگے آدمی ان کے بعد دیو پھر درندے پھر چوپائے کے لشکر صف بستہ کھڑے ہوئے پھر پرندوں نے اپنے پروں کا سایہ کیا۔ غرض اس سامان سے حضرت سلیمانؑ جلوہ فرما ہوئے۔ جب منذر آیا تو یہ دیکھ کر اپنے ہدیہ پر سخت نادم ہوا۔ پھر آپ نے سب سوالوں کے جواب دیئے اور ان تمام تحفوں کو واپس کر دیا۔

Marfat.com

جب وفد واپس گیا تو بلقیس نے حضرت سلیمان کی اطاعت قبول کر لی اور مع اپنے لشکر اور ساز و سامان کے حضرت سلیمان کے پاس جانے کا تہیہ کیا۔

۱۱:۔ حضرت سلیمان نے بلقیس کے پہنچنے سے پہلے آصف برخیا کی معرفت اس کو مع تخت اپنے پاس بلا لیا۔ آصف برخیا جناب سلیمانؑ کے بھانجے بھی تھے اور وزیر بھی۔ حضرت سلیمان نے ان کو اسم اعظم تعلیم کیا تھا جس کی وجہ سے وہ چشم زدن میں تخت بلقیس اٹھا لائے۔ توریت کا حقیقی علم تھوڑا سا ان کو حاصل تھا۔ جس کی بنا پر اس معجزانہ شان کا ان سے اظہار ہوا۔ امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اسم اعظم بہتّر حرف ہیں ان میں سے حرف ایک حرف کا علم آصف کو تھا اور میرے پاس بہتّر حرفوں کا علم ہے اب اندازہ کرنے والے علی کی طاقت کا اندازہ کریں۔

۱۲:۔ مفسرین کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا آصف برخیا خود جا کر بلقیس کو مع تخت اٹھا کر لائے تھے یا طی الارض کے ذریعہ سے تخت آیا تھا صحیح یہی ہے کہ زمین سمٹی اور تخت حضرت سلیمانؑ کے قریب آ گیا۔ یہ معجزات ہیں عام لوگوں کی سمجھ میں یہ باتیں نہیں آ سکتیں۔

۱۳:۔ چونکہ بلقیس نہایت حسین تھی لہٰذا دیوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ سلیمانؑ اس پر عاشق ہو جائیں گے اور وہ ہم پر حکومت کرے گی لہٰذا انہوں نے جناب سلیمانؑ سے دو عیب بیان کئے۔ اول یہ کہ وہ عقل کی کوتاہ ہے دوسرے یہ کہ اس کی پنڈلیوں پر ریچھ کے سے بال ہیں۔ حضرت سلیمانؑ نے ان دونوں باتوں کا امتحان یوں لیا کہ شیشے کا محل بنوایا۔ شیشے کے نیچے پانی چھوڑ گیا۔ جس میں مچھلیاں تیرتی تھیں۔ چونکہ نامحرم عورت کی پنڈلیاں کھول کر نہیں دیکھ سکتے تھے اس لئے جب اس نے پانی گمان کر کے خود اپنے پائنچے اٹھائے تو پتہ چل گیا

Marfat.com

کر دیوؤں نے غلط بیانی کی ہے اور عقل کا امتحان یوں کیا کہ اس کے تخت میں تبدیل و تغیر کر کے پوچھا کہ تمہارا تخت ایسا ہی ہے اس پر بلقیس نے کہا گویا ویسا ہی ہے۔
۱۲: حضرت سلیمانؑ نے بلقیس سے عقد کیا اور اس کے بعد ان کو ان کے ملک کی طرف واپس کیا اور ان کا ملک انہی کو بخش دیا۔ ہر مہینہ ان کے پاس جایا کرتے تھے ان سے دو اولادیں بھی پیدا ہوئیں۔

## ۴۔ سلیمانؑ کا قصہ

پ ۲۲۔ اسبا ۲ آیت ۱۲: ۔ اور ہم نے ہوا کو سلیمان کا تابعدار بنا دیا اس کی صبح کی رفتار ایک مہینہ (مسافت) کی تھی اور اسی طرح شام کی رفتار ایک مہینہ کی مسافت) اور ہم نے تانبے کو (پگھلا کر اس) کا ایک چشمہ جاری کر دیا تھا اور جنات کو (ان کا تابع بنا دیا تھا) کچھ لوگ ان کے پروردگار کے حکم سے ان کے سامنے کام کاج کرتے تھے اور ان میں سے جس نے ہمارے حکم سے انحراف

## سلیمانؑ اور جنات

کیا اسے ہم قیامت میں جہنم کا مزہ چکھائیں گے ○ غرض سلیمان کو جو منظور ہوتا تھا ان کے لئے بناتے تھے جیسے مسجدیں محل، قلعے اور فرشتوں اور انبیاء کی تصاویر اور حوضوں کے برابر پیالے اور ایک جگہ گڑی ہوئی بڑی بڑی دیگیں (ایک ہزار آدمی کھانا کھا سکتے) اے داؤد کی اولاد شکر کرتے رہو اور میرے بندوں میں شکر کرنے والے بندے تھوڑے سے ہیں ○ جب ہم نے سلیمان پر موت کا حکم جاری کیا (تو مر گئے) مگر لکڑی کے سہارے کھڑے رہے اور جنات کو کسی نے ان کے مرنے کا پتہ نہ بتایا مگر زمین کی دیمک نے کہ وہ سلیمان کے عصا کو کھا رہی تھی جب وہ کھوکھلا ہو کر ٹوٹ

Marfat.com

گیا اور) سلیمان کی لاش گری تو جنات نے جانا اگر وہ لوگ غیب دان ہوں گے تو اس ذلیل کرنے والے کام کی مصیبت میں مبتلا نہ ہوئے۔

---

ے۱ : حضرت سلیمانؑ کا ایک تخت تھا جس کو بساط سلیمان کہتے تھے اس پر آپ کے وزرار علما و ارکان سلطنت کے علاوہ آپ کا لشکر بھی سوار ہوتا تھا اس کو ہوا اڑا کر لے جاتی تھی اور وہ اس تیزی سے کہ وہ صبح کو مرتہ سے چلتے جو شام میں تھا۔ تو دوپہر کو شیراز میں تھوڑی دیر آرام کرتے اور شب کو کابل میں رہتے۔ کبھی صبح کو عراق کو چلتے اور مرو میں پہنچ جاتے ظہر کی نماز بلخ میں پڑھتے پھر ترکستان میں آتے اور وہاں سے چین اور کرمان و نارس ہوتے ہوئے دوسری صبح کو مرتہ میں پہنچتے اس ہوائی تخت اور اس کی تیز رفتاری پر اکثر تعلیم یافتہ آتے تھے اور اعتراض کرتے تھے لیکن اب ہوائی جہاز کی ایجاد نے ان کے منہ بند کر دیئے۔

(منقول از حاشیہ مولانا فرمان علی صاحب)

ے۲ : آج کل کے ہوائی جہازوں کا بساط سلیمانؑ سے کیا مقابلہ۔ کیوں کہ ہوائی جہازوں کے اندر مشینری کا ایک طلسم نظر آتا ہے جس میں ہزار ہا پرزہ حرکت کرتا نظر آتا ہے لیکن بساط سلیمان کے لیے ان چیزوں کی ضرورت نہ تھی وہ تو ہوا کے دوش پر چلتا تھا اور خدا نے ہوا کو اس طرح مسخر کر دیا تھا کہ انگلی کے اشارہ سے وہ جدھر جانا چاہتے تھے ہوا اس طرف لے جاتی

ے۳ : بساط سلیمانؑ کی رفتار آدمیوں کی ایک ماہ کی مسافت کے برابر صبح کو ہوتی تھی اور اتنی ہی شام کو۔ آدمی دن بھر اگر پچیس کوس طے کر سکتا ہے تو ایک ماہ میں اس کی مسافت سات آٹھ سو میل سے زیادہ نہیں ہوتی

اتنی ہی شام کو یعنی پندرہ سولہ سو میل یومیہ وہ بساط طے کر لیتا تھا۔ پیادہ یا چلنے والوں کے لئے ایک دن میں اتنا سفر کتنا حیرت انگیز ہوگا۔ مولانا فرمان علی صاحب نے اس سیاحت کا جو پروگرام تحریر فرمایا ہے البتہ وہ محل تامل ہے کیوں کہ بعض منزلوں کے نام اس زمانہ میں کچھ اور رہے ہوں گے اب کچھ اور ہیں پھر کونسا مؤرخ اس وقت موجود تھا جس نے اس تفصیل سے یہ پروگرام مرتب کیا۔

مٹ ۱۔ بساط سلیمانی کی رفتار اس وقت کی ضرورت کے مطابق رکھی گئی ورنہ خدا کی قدرت میں سب کچھ ہے۔ وہ ایسی سواریاں بھی اپنی مخلوق کو دے سکتا ہے جو چشم زدن میں ایک انسان زمین سے قاب قوسین او ادنیٰ تک پہنچا دے جیسا کہ معراج آنحضرتؐ سے ظاہر ہے۔ پس معترض ہوائی جہازوں کی تیز رفتاری کا مقابلہ بساط سلیمانؑ سے کیوں کرتے ہیں آنحضرتؐ کی اس سواری سے کریں۔ جو حضور خاتم الانبیاء کو شب معراج لے گئی تھی۔

مٹ ۱۔ حضرت سلیمانؑ کے لئے ترتانبے کا چشمہ پھوٹ نکلا تھا وہ اس لئے تھا کہ اس سے بڑی بڑی دیگیں اور پیالے جنات بنائیں ورنہ اتنے بڑے لشکر کے لئے جو سو کوس تک پھیلا ہوا تھا کھانا کسی ظرف میں پکایا نہیں جا سکتا تھا۔

مٹ ۱۔ مولانا فرمان علی صاحب نے یعملون مایشاء ومن محاریب و [...] کا ترجمہ تصویریں فرمایا ہے لیکن یہ صحیح نہیں بلکہ انبیاء علیہم السلام کے مجسمے مراد ہیں۔ جن کی تائید اسی آیت سے ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم سے فرمایا تھا ما ھذہ التماثیل التی انتم بھا عاکفون (یہ کیسی مورتیاں ہیں جن کو تم گھیرے بیٹھے ہو) ظاہر ہے کہ ان کے

Marfat.com

حلقے میں بت تھے نہ کہ تصویریں۔ اسلام میں بت پرستی جائز نہیں لہٰذا یہ مورتیاں پرستش کے لیے نہیں بنوائی گئی تھیں بلکہ محض تذکرہ کے لیے تاکہ انہیں دیکھ کر انبیاء سابقین کی یاد تازہ ہو۔

۷ :۔ حضرت سلیمانؑ کی تسخیر میں اللہ تعالیٰ نے جنات کو بھی دے دیا تھا وہ نوکر چاکروں کی طرح کام کاج کرتے تھے اور جو زیادہ سرکش تھے ان کو زنجیروں سے جکڑ کر دریا میں ڈال دیا جاتا تھا۔

سر سید احمد خاں صاحب جنات کو کوئی آدمیوں سے علیحدہ مخلوق نہیں مانتے۔ کہتے ہیں جو لوگ زیادہ لمبے تڑنگے اور قوی اور سرکش ہوتے تھے ان کو جن یا دیو کہا جاتا تھا جیسے محاورہ میں ہم کہتے ہیں آدمی کیا ہے دیو ہے یا تو پکا جن ہے لیکن ان کا یہ کہنا قابل قبول نہیں اگر نوع انسانی میں شامل ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کو علیحدہ سے بیان کرتا۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یا فبای الاء ربکما تکذبان شیطان جن تھا جس نے اپنی خلقت آگ سے بنائی ہے اور آدم کی مٹی سے۔ پس ایسی صورت میں ایک کیسے ہو سکتے ہیں جن آدم کی خلقت سے ہزارہا برس پہلے پیدا کئے گئے پھر وہ اولاد آدم میں کیسے شامل ہو جائیں گے۔

۸ :۔ حضرت سلیمانؑ کے متعلق یہ قصہ قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے کہ ایک دیو نے ان کی وہ انگوٹھی چرا لی جس سے وہ سلطنت کرتے تھے اس انگوٹھی کے جاتے ہی حضرت سلیمان سلطنت سے معزول ہو گئے اور وہ دیو حکومت کرنے لگا بعد میں مچھلی کے پیٹ سے وہ انگوٹھی برآمد ہوئی۔ تب حضرت سلیمانؑ کو سلطنت ملی جو حکومت و نبوت خدا کی طرف سے ملتی ہے اس کا تعلق انگوٹھی یا چھلوں سے نہیں ہوتا۔

Marfat.com

## ۵۔ سلیمانؑ کا قصّہ

پ۲۳ ص ع ۳۔ آیت ۳۰:۔ ہم نے داؤد کو سلیمان (سا بیٹا) عطا کیے وہ اچھے بندے تھے ہماری طرف رجوع کرنے والے تھے۔ ایک روز نہایت قیمتی اور اصیل گھوڑے ان کے سامنے پیش کیے گئے تو ان کے دیکھنے میں ایسے الجھے کہ نوافل میں دیر ہو گئی تو کہنے لگے میں نے پروردگار کی یاد پر مال کی محبت کو ترجیح دی یہاں تک کہ آفتاب مغرب کے پردہ میں چھپ گیا تو کہنے لگے کہ ان گھوڑوں کو میرے پاس واپس لے آؤ پھر وہ ان کی پنڈلیوں اور ہاتھوں پر ہاتھ پھیرنے لگے ۵ اور ہم نے سلیمان کا امتحان لیا اور ان کے تخت پر ایک بے جان دھڑ لا کر گرا دیا پھر سلیمان نے میری طرف رجوع کی اور کہا پروردگارا مجھے بخش دے اور مجھے وہ ملک عطا فرما جو میرے بعد کسی کے واسطے شایان نہ ہو بیشک تو بڑا بخشنے والا ہے۔ پس ہم نے ہوا کو ان کا تابع فرمان بنا دیا کہ جہاں وہ چاہتے تھے ان کے حکم کے مطابق دھیمی چال سے وہاں پہنچا دیتی تھی اور اس طرح جتنے شیاطین (دیو) عمارت بنانے والے اور غوطہ لگانے والے تھے سب کو تابع کر دیا اور ان کے علاوہ دوسرے دیوؤں کو بھی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے ۵ اے سلیمان یہ ہماری بے حساب عطا ہے پس چاہو تو اس کو لوگوں کو دے کر احسان کر چاہے سب اپنے پاس ہی رکھو ۵ اس میں شک نہیں سلیمان کی ہماری بارگاہ میں قرب و منزلت اور عمدہ جگہ ہے۔

---

ع ۱:۔ حضرت سلیمانؑ دمشق اور نصیبین کے کفار پر چڑھائی کا ارادہ رکھتے تھے اس کی تیاری میں مصروف تھے کسی نے نہایت قیمتی گھوڑے تحفے میں بھیجے تھے آپ ان کے دیکھنے میں ایسے منہمک ہوئے کہ نوافل قضا ہو گئے آپ کو رنج

صدمہ ہوا۔ فطفق مسحاً بالسوق والاعناق کا ترجمہ مولانا فرمان علی صاحب نے یہ کیا ہے کہ کفارہ کی صورت میں گھوڑوں کی راہ خدا میں ٹانگیں اور گردنیں کاٹ دیں اور ان کا گوشت فقراء و مساکین پر تقسیم کر دیا۔ لیکن یہ ترجمہ صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ کوتاہی تو خود ان سے ہوئی اور غصہ نازل ہوا گھوڑوں پر اور پھر ایسے گھوڑوں پر جو جہاد راہ خدا میں کام آنے والے تھے اگر چوک ہو گئی تو خدا سے توبہ کرتے استغفار کرتے نہ یہ کہ بے گناہ گھوڑوں پر چھری لے کر کھڑے ہو گئے۔ تفسیر صافی میں بحوالہ من لایحضرہ الفقیہ۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت سلیمانؑ کے سامنے گھوڑے پیش ہو رہے تھے اور وہ ان کو دیکھنے میں مشغول تھے کہ سورج چھپ گیا پس انہوں نے فرشتوں سے کہا سورج کو ہمارے لئے لوٹا دو کہ ہم نماز ٹھیک وقت پر پڑھ لیں۔ چنانچہ سورج لوٹ آیا حضرت سلیمانؑ کھڑے ہوئے اور اپنی دونوں پنڈلیوں اور گردن پر مسح کیا اور اپنے ان اصحاب کو جس کی نماز ان کے ساتھ فوت ہوئی تھی ایسا ہی کرنے کا حکم دیا کیونکہ نماز کے لئے ان کا وضو یہی تھا۔ سب نے نماز پڑھی۔ جب فارغ ہوئے تو سورج غروب ہو گیا

ٹ ۱۔ سورج غروب ہونے کے بعد تین شخصوں کے لئے پلٹا ہے اول یوشع بن نون دوسرے سلیمان اور تیسرے علی ابن ابی طالب۔

ٹ ۳۔ تفسیر صافی میں جو بیان امام جعفر صادقؑ کا حضرت سلیمانؑ کے وضو کے متعلق ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں یا تو وضو کا یہی طریقہ ہو گا یا پھر تیمم کا یہ طریقہ ہو گا۔

ٹ ۴۔ حضرت سلیمانؑ پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے انہوں نے ازراہ خود غرضی خدا سے ایسا ملک مانگا کہ جو ان کے بعد کسی کو ملا نہ ہو۔ جواب یہ ہے کہ

یہ خود غرضی نہ تھی بلکہ کفار و مشرکین کا یہ بنایا تھا کہ ایسی حکومت سوائے اولیائے خدا کسی دوسرے کو نہیں مل سکتی تم اگر ہفت اقلیم کے بھی بادشاہ ہو جاؤ تب بھی ایسی حکومت جیسی سلیمان ع کو ملی ہے تم میں سے کسی کو نہیں مل سکتی۔

۵ :- جناب سلیمان ع ایک بار بساط پر بیٹھے جا رہے تھے کہ دل میں خیال آیا اللہ تعالیٰ نے کتنا بڑا ملک مجھے دیا ہے وہ کیسا قدرت والا ہے۔ وحی ہوئی اے سلیمان تم جسے بڑا سمجھتے ہو ہمارے نزدیک وہ کچھ بھی نہیں تمہیں اختیار ہے چاہے یوں ہی کسی کو دے کر اس پر احسان رکھو یا سب کا سب اپنے ہی پاس رکھ لو، کوئی بڑی چیز ہے۔

۶ :- سب سے بڑی سلطنت ہمارے رسول ص کو ملی تھی کہ انسان، جن، فرشتے حیوانات اور جمادات و نباتات سب پر ان کی حکومت تھی۔

۵ :- حضرت سلیمان ع کے لشکر میں اگرچہ آدمی بھی تھے مگر جنات زیادہ کام کرتے تھے اور ان کو اس پر ناز بھی تھا ان کی دلجوئی بھی کرنا پڑتی تھی ایک دفعہ کے بیجا ناز پر آپ نے فرمایا تم اپنی جماعت پر ناز نہ کرو میری ستر بی بیاں ہیں اگر سب کے پاس جاؤں تو ستر بیٹے پیدا ہوں مگر آپ نے اس وقت انشاء اللہ نہ کہا۔ پیغمبر کی اتنی سی بات بھی شان نبوت سے گری ہوئی ہوتی ہے۔ خدا کو ان کا یہ کہنا ناگوار ہوا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ نے سب بی بیوں سے صحبت کی مگر صرف ایک بی بی سے لڑکا ہوا اور وہ بھی مردہ بے جان لوگوں نے اس کو آپ کے تخت پر لا کر ڈال دیا کہ لیجیے یہی وارث تخت و تاج ہے تب انشاء اللہ نہ کہنے کا خیال آیا اور توبہ کی۔ تب خدا نے اس سے درگزر فرمائی۔

یہ حاشیہ مولانا فرمان علی صاحب کے قرآن سے لیا گیا ہے اس میں چند

قابل غور ہیں ۔

۱۔ حضرت سلیمانؑ کی بی بیوں کی جو تعداد ستر لکھی ہے وہ محل تامل ہے کیا وجہ تھی کہ خاتم الانبیاء کو بیک وقت نو سے زیادہ بی بیاں رکھنے کی اجازت نہ تھی اور حضرت سلیمانؑ کو اکٹھی ستر بی بیاں رکھنے کی اجازت مل گئی تھی یہ نبی کا گھر کیا تھا عورتوں کی چھاؤنی تھی ۔

۲۔ حضرت سلیمانؑ کا یہ کہنا کہ اگر میں ہر بی بی سے صحبت کروں تو ستر بیٹے ہوں گے اس سے معلوم ہوا کہ ابھی تک کسی عورت کے پاس گئے ہی نہ تھے ۔

۳۔ ایک نبی کیسے وثوق سے کہہ سکتا ہے کہ ہر بی بی سے بچہ پیدا ہو ہی جائے گا اور پھر وہ بھی لڑکا ۔

۴۔ اگر سہواً انشاءاللہ کہنا ترک ہو گیا تو اس کی اتنی بڑی سزا نہیں دی جا سکتی کہ ان کو مقطوع النسل بنا دیا جائے ۔

۵۔ ملکہ بلقیس سے حضرت سلیمانؑ کے دو لڑکے پیدا ہوئے لہٰذا وہ ابتر قرار نہیں پائے ۔

بات یہ تھی کہ جب بی بی کے لڑکے کو وہ مالک سلطنت بنانے کا خیال رکھتے تھے وہ حاملہ تو ہوئی لیکن مرا بچہ پیدا ہوا۔ اس واقعہ میں تنبیہ یہ تھی کہ اے سلیمان تم جس کو چاہو سلطنت دے دو یہ تمہارے اختیار میں نہیں ۔ اس کا تعلق ہم سے ہے ہم جسے چاہیں گے دیں گے اس کی تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ جناب داؤد نے بھی اپنی ایک چہیتی بی بی کے لڑکے کو اپنا جانشین بنانا چاہا تھا مگر قدرت کو ان کا یہ انتخاب پسند نہ تھا لہٰذا حضرت سلیمانؑ کو داؤد کا وارث بنایا گیا ۔

۶۔ بیت المقدس کی تعمیر کا آغاز حضرت داؤد کے زمانہ میں ہوا تھا ۔ بعد میں

Marfat.com

اس کی تکمیل حضرت سلیمانؑ نے کی۔

# ۳۴۔ حضرت لقمانؑ کا قصّہ

پ۲۱۔ لقمان ع ۲۔ آیت ۱۲ ا۔ یقیناً ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی (حکمت نظری و عملی دونو) اور حکم دیا تھا کہ تم اپنے خدا کا شکر کرو اور جو خدا کا شکر ادا کرے گا وہ اپنے ہی فائدہ کے لئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری ادا کرے تو خدا بہر حال بے پروا اور قابل حمد و ثنا ہے ۵ وہ وقت یاد کر جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ اے بیٹے خبردار کبھی کسی کو خدا کا شریک نہ بنانا بیشک شرک سب سے بڑا گناہ ہے (اس کی بخشش نہیں)۔

اور یہ بھی کہا اے بیٹے اس میں شک نہیں کہ کوئی عمل اچھا ہو یا بُرا۔ اگر رائی کے دانے کے برابر بھی ہو اور وہ کسی سخت پتھر کے نیچے ہو یا آسمان میں ہو تو بھی خدا اسے قیامت کے دن حاضر کر دے گا۔ بے شک اللہ باریک بین اور واقف کار ہے نماز پڑھو اور لوگوں سے اچھا کام کرنے کو کہو بُرے کاموں سے روکو اور جو مصیبت تم پر پڑے اس پر صبر کرو یہ بڑی ہمت کا کام ہے ۵ اور لوگوں کے سامنے غرور سے اپنا منہ نہ پھلانا اور زمین پر اکڑ کر نہ چلنا بیشک اللہ اترانے والے کو دوست نہیں رکھتا ۵ اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر اور دوسرے سے بولنے میں اپنی آواز کو دھیما رکھو کیونکہ آوازوں میں سب سے بری آواز گدھوں کی ہے

ا ۔ مولانا فرمان علی صاحب مرحوم نے حضرت لقمانؑ کے متعلق اپنے ترجمہ

Marfat.com

قرآن کے حاشیہ پر لکھا ہے۔ یہ تارخ حضرت ابراہیمؑ کے چچا کے بیٹے تھے
حضرت ایوبؑ کے بھانجے تھے۔ حضرت یونسؑ کے زمانے تک ایک ہزار
سال زندہ رہے۔ پہلے بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ نہایت نیک بندے اور
پرہیزگار آدمی تھے۔ اکثر خاموش رہا کرتے تھے اور زیادہ وقت غور و فکر کرنے
میں بسر کرتے تھے۔ دن میں کبھی نہ سوتے تھے۔ مجلس میں تکیہ لگا کر کبھی نہ
بیٹھتے تھے کسی نے ان کو پیشاب پاخانے جاتے دیکھا نہ غسل کرتے اور نہ
کسی چیز سے کھیلتے۔ گناہ کے خوف سے کبھی ہنستے نہ تھے کسی پر غصہ نہ کرتے
تھے۔ کسی سے مذاق نہ کرتے تھے کوئی چیز ملنے پر خوش نہ ہوتے، تلف
ہونے پر رنجیدہ نہ ہوتے۔ بہت سے نکاح کئے اور بہت سی اولادیں بھی
ہوئیں مگر کسی کے مرنے پر روئے نہیں۔ کبھی جھگڑا ہوتے دیکھتے تو صلح کرا
دیتے کوئی اچھی بات سنتے تو اس کے کہنے والے کو پوچھتے اس کا مطلب
پوچھتے۔ فقہا کی ہم نشینی اور حکام کے حال معلوم کرنا ان کی عادت تھی۔ غرض
انہی باتوں کی وجہ سے خدا نے انہیں حکمت عطا فرمائی۔

ایک دن دوپہر کو قیلولہ کرنے لیٹے تھے کہ کچھ فرشتے ان کے پاس آئے
اور پکار کر کہا مگر آپ نے فرشتوں کو دیکھا نہیں انہوں نے کہا اے لقمان تم چاہتے
ہو خدا تم کو روئے زمین پر بادشاہ اور اپنا خلیفہ بنائے آپ نے کہا اگر خدا نے
مجھے حکم دیا ہے اور اس کو یہی منظور ہے تو مجھے عذر نہیں اگر اس نے پوچھا ہے
تو میں معافی چاہتا ہوں کیونکہ یہ نہایت سخت امر ہے اور میں اس بار کا متحمل نہیں
ہو سکتا اس کے بعد خدا نے انہیں حکمت عطا فرمائی۔

## ۳۵۔ حضرت یونسؑ کا قصہ

پ۱۱ یونس ع ۱۰۔ آیت ۹۸: کوئی بستی ایسی نہ ہوئی کہ ایمان قبول کرتی۔

Marfat.com

اور اس کا ایمان فائدہ مند ہوتا۔ ہاں یونس کی قوم جب (عذاب دیکھ کر) ایمان لائی تو ہم نے دنیا کی (چند روزہ زندگی) میں اس سے رسوائی کے عذاب کو دفع کر اور ہم نے انہیں ایک خاص وقت تک چین کرنے دیا۔

## ۲۔ یونسؑ کا قصّہ

پ۱۷ الانبیاء ع ۶۔ آیت ۸۷۔ اور یونس کو یاد کرو جب کہ غصہ میں آکر چلتے ہوئے اور یہ خیال کیا کہ ہم ان پر روزی تنگ کریں گے (تو ہم نے انہیں مچھلی کے پیٹ میں پہنچا دیا) تو وہ اس (گھٹاٹوپ) اندھیرے میں گھبرا کر چلا اٹھا کہ پروردگارا تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ہر عیب سے پاک و پاکیزہ ہے بیشک میں قصور وار ہوں تو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور انہیں رنج سے نجات دی اور ہم ایمانداروں کو یونہی نجات دیا کرتے ہیں۔

ع۱۔ حضرت یونسؑ ابن متی شہر موصل کے قریب نینوا کے رہنے والوں پر تیس برس کے سن میں نبی ہو کر آئے تھے اور ان کی قوم کے لوگ ایک لاکھ سے زیادہ تھے آپ نے ان کو ہدایت کی مگر دو کے سوا کوئی ایمان نہ لایا (ایک) ادبیل حکیم عالم آپ کا مصاحب تھا اور دوسرا تنوخا جو عابد تھا اور جنگل کی لکڑیاں توڑ کر گزر بسر کیا کرتا تھا آخر آپ نے بددعا کی حکم ہوا ابھی صبر کرو جب نزول عذاب پر بہت مصر ہوئے تو حکم ہوا ۱۵ شوال روز چہارشنبہ عذاب نازل ہوگا روبیل نے ہر چند کہا کہ آپ جلدی نہ کریں لیکن آپ نے تنوخا کے کہنے سے شہر میں منادی کرا دی کہ فلاں روز تم پر عذاب نازل ہوگا اور خود تنوخا کے ساتھ کسی پہاڑ کے گوشہ میں جا چھپے اور عذاب کا انتظار کرنے لگے روبیل نے پہاڑ پر کھڑے ہو کر قوم کو آواز دی

Marfat.com

ارے تم غافل بیٹھے ہو اور تم پر فلاں روز عذاب آنے والا ہے جلدی کرو اور یونس ؑ پر ایمان لے آؤ اور خدا سے گریہ وزاری کرکے عذاب کے دفعیہ کے لیے دعا کرو میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور تمہاری بھلائی کے لیے کہتا ہوں ورنہ سب تباہ ہو جاؤ گے روبیل کے سمجھانے سے یہ لوگ ایمان لے آئے اور شہر سے باہر نکل کر بچوں کو ماؤں سے اور جوانوں کو بڑھوں سے جدا کرکے سب کے سب گریہ وزاری میں مشغول ہوئے آخر وقت معین پر عذاب آیا ان لوگوں نے دیکھا مگر ان کے ایمان لانے اور توبہ کرنے سے ٹل گیا۔

دوسرے روز یونس ؑ یہ خیال کرکے کہ اب تو وہ سب تباہ ہو گئے ہوں گے شہر کی طرف چلے تو لوگوں کو آمد و رفت کرتے دیکھا تب سمجھے عذاب نہیں آیا اس وقت یہ خیال کرکے کہ میری قوم مجھے جھوٹا سمجھے گی شہر کی راہ چھوڑ کر دریا کی طرف چلے گئے۔ تنوخا شہر میں آیا تو روبیل نے کہا کہو میری رائے صحیح نکلی یا تیری۔ اس نے کہا تیری۔ حضرت یونس ؑ وہاں سے دریا پر آئے کشتی پر سوار ہوئے کشتی چلی تو تھوڑی دیر بعد تلاطم ہوا اور کشتی لگی ڈوبنے۔ ناخدا بولا اس میں کوئی غلام اپنے مالک سے بھاگ کر جاتا ہوا اس کشتی میں سوار ہوا ہے اس وجہ سے کشتی کا یہ حال ہے۔ حضرت یونس ؑ بولے۔ بھائی وہ میں ہوں۔ لیکن ان کی حالت دیکھ کر کشتی والوں نے یقین نہ کیا۔ آخر قرعہ ڈالا گیا تو آپ ہی کا نام نکلا۔ پھر بھی لوگوں نے نہ مانا۔ آخر تین مرتبہ قرعہ ڈالا گیا۔ ہر بار آپ ہی کا نام نکلا۔ آپ اپنی جگہ سے اٹھے اور کشتی کے کنارے پر آکر دریا میں چھلانگ لگا دی۔ ایک مچھلی منہ کھولے کھڑی تھی آپ کے گرتے ہی اس نے اپنے پیٹ میں رکھ لیا (باقی قصہ آگے آئے گا)

## ۲۔ یونس ؑ کا قصہ

پ ۲۳۔ یٰس ع ۲۔ آیت ۱۳۔ اے رسول تم ان سے مثال کے طور پر ایک گاؤں

(انطاکیہ) والوں کا قصہ بیان کرو کہ جب وہاں ہمارے پیغمبر آئے اس طرح کہ جب
ان کے پاس دو پیغمبر (یوحنا و یونس) آئے تو ان لوگوں نے دونوں کو جھٹلا دیا
تب ہم نے ایک اور پیغمبر (شمعون) سے ان دونوں کو مدد دی تو ان تینوں نے کہا
ہم تمہارے پاس خدا کے بھیجے ہوئے آئے ہیں انہوں نے کہا تم لوگ تو ہمارے
ہی جیسے آدمی ہو۔ خدا نے (تم پر) کچھ بھی نازل نہیں کیا ہے تم سب بالکل جھوٹے
ہو ٥ تب پیغمبروں نے کہا ہمارا پروردگار جانتا ہے کہ ہم یقیناً اس کے بھیجے
ہوئے آئے ہیں اور (تم مانو یا نہ مانو) ہم پر تو کھلم کھلا خدا کے احکام کو پہنچا دینا
ہے وہ کہنے لگے (دیکھو بھی کہو) ہم نے تو تم کو بہت نحس قدم پایا (تمہارے آنے ہی
سے قحط میں مبتلا ہوئے) اگر تم اپنی باتوں سے باز نہ آؤ گے تو ہم تم کو ضرور سنگسار
کر دیں گے اور تم کو یقینی ہمارا دردناک عذاب پہنچے گا ٥ نبیوں نے کہا تماری کرنی
تمہارے ساتھ ہے کیا جب نصیحت کی جاتی ہے تو تم اسے بدفالی کہتے ہو نہیں
بلکہ تم اپنی حد سے بڑھ گئے ہو ٥ (اتنے میں) شہر کے اس سرے سے ایک شخص
(حبیب النجار) دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا اے میری قوم ان پیغمبروں کا کہنا مانو اور
ایسے لوگوں کا ضرور کہنا مانو جو تم سے (تبلیغ رسالت کی) کچھ مزدوری نہیں مانگتے اور
وہ ہدایت یافتہ بھی ہیں اور مجھے کیا (خبط) ہوا ہے کہ جس نے مجھے پیدا کیا ہے
اس کی عبادت نہ کروں حالانکہ تم سب ایک دن اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے کیا
میں اسے چھوڑ کر دوسروں کو معبود بنالوں۔ اگر خدا مجھے تکلیف پہنچانا چاہے تو نہ ان
کی سفارش ہی میرے کچھ کام آئے گی اور نہ یہ لوگ مجھے اس مصیبت سے
چھڑا ہی سکیں گے (اور اگر ایسا کروں) تو اس وقت یقیناً صریحی گمراہی میں ہوں گا
میں تو تمہارے پروردگار پر ایمان لے آیا تو میری بات سنو مگر ان لوگوں نے
(ایک نہ سنی) اسے سنگسار کر ڈالا تب اس کے لئے خدا کا حکم ہوا۔ جنت میں جا

Marfat.com

اس وقت اس کو اپنی قوم کا خیال آیا) تو کہا میرے پروردگار نے تو مجھے بخش دیا اور مجھے بزرگ لوگوں میں شامل کر دیا کاش میری قوم کے لوگ جانتے۔

## انطاکیہ والوں کا قصہ

۱۔ جب انطاکیہ والوں کی گمراہی حد سے بڑھ گئی تو حضرت عیسےٰؑ نے حضرت یحییٰؑ اور حضرت یونسؑ کو ان کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ جب یہ دونوں شہر کے قریب پہنچے تو ایک بوڑھے آدمی حبیب النجار کو دیکھا اسے سلام کیا اس نے جواب سلام دے کر پوچھا تم لوگ کہاں جاتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم اس شہر کے لوگوں کو خدا کی عبادت کی طرف متوجہ کرتے اور بتوں کی پرستش سے روکنے جاتے ہیں اس نے کہا تمہارے پاس کوئی دلیل بھی ہے انہوں نے کہا ہم لوگ دعا کر کے بیماروں کو شفا دیتے ہیں اس نے کہا میرے لڑکے کو جو عرصہ سے بیمار ہے اور تمام اطبا اس کے علاج سے عاجز آچکے ہیں اچھا کر دو تو جانیں۔ انہوں نے کہا لے آؤ وہ دوڑا ہوا گیا اور لے آیا۔ جب وہ اچھا ہو گیا تو فوراً ایمان لے آیا۔ اس کے بعد یہ لوگ شہر میں داخل ہوئے اور کسی ذریعہ سے بادشاہ کے پاس پہنچے اس سے بھی اس قسم کی باتیں کیں تو اس نے کہا تم لوگ یہاں ٹھہرو میں غور کروں گا۔ الغرض یہ دونو وہاں کے لوگوں کی ہدایت میں مشغول ہو گئے۔ ایک دن بادشاہ کی سواری جارہی تھی کہ ان حضرات نے آواز بلند تکبیر کہی۔ بادشاہ کو برا معلوم ہوا اور ان دونو کو ایک مندر میں قید کر دیا۔ جب یہ خبر حضرت عیسیٰؑ کو معلوم ہوئی تو آپ نے شمعون کو جو آپ کے خلیفہ تھے، انطاکیہ روانہ کیا۔ جب یہ وہاں پہنچے تو شہر کے دروازے کے پہریداروں نے کہا تم کیوں آئے ہو۔ وہ کہنے لگے اس لئے آیا ہوں کہ تمہارے خدا کی پرستش کروں۔ انہوں نے منظور کر لیا اور ان کو لئے ہوئے بادشاہ کے پاس پہنچے اور اس نے ان کو

عبادت کرنے کے لئے اسی مندر میں رہنے کا حکم کیا جہاں یوحنا و یونس مقید تھے۔
اس کے بعد شمعون کا آنا جانا بادشاہ کے پاس ہوتا رہا اور بادشاہ کو ان سے
خاص خلوص ہو گیا۔ اکثر امور میں مشورہ کرنے لگا۔ ایک دن موقع پا کر کہنے لگے اس
بت خانہ میں دو اجنبی شخص کون ہیں۔ بادشاہ نے کہا یہ دونو ایک نئے دین کا پیغام لے
کر آئے ہیں۔ اس واسطے میں نے ان کو قید کر دیا ہے آپ نے کہا ان کو بلا کر پوچھنا
تو چاہیئے وہ کہتے کیا ہیں غرض دونو کو بلایا گیا اور بادشاہ کے سامنے حالات دریافت
کرکے پہلے ایک شخص کو بلایا جو نپٹ اندھا تھا اور اس کی آنکھوں کے نشان نہ تھے
حضرت شمعون کی فرمائش سے انہوں نے دعا کی تو شگاف ہو گئے ان میں مٹی کے دو
ڈھیلے رکھ دیئے جس کے بعد وہ بینا ہو گئے۔ تب شمعون نے کہا تمہارے
خدا میں اور کیا قدرت ہے وہ بولے مردہ کو زندہ کر سکتا ہے۔ شمعون نے کہا
کیا بادشاہ کے بیٹے کو جسے مرے ہوئے ایک عرصہ گزر گیا ہے تم زندہ کر
سکتے ہو۔ انہوں نے کہا ہاں وہ دونو اس کی قبر پر گئے اور شہزادہ ان کی دعا سے
زندہ ہو گیا اس نے خود یہ بیان کیا کہ فلاں فلاں صورت کے لوگوں کی دعا سے میں
زندہ ہوا ہوں پھر اس نے ان دونوں کو پہچان بھی لیا اس وقت سے وہ دونو بڑی
عزت کی نگاہ سے دیکھے جانے لگے اور بروایتے بادشاہ ایمان لے آیا مگر
اور لوگوں نے ان کی ہدایت پر عمل نہ کیا اور اپنے کفر پر باقی رہے کچھ دن بعد ان
لوگوں نے انہی حضرات کو ستانا شروع کیا تو حبیب النجار نے آکر سفارش کی
اس سفارش پر ان لوگوں نے اس کو اتنا مارا کہ وہ بیچارا راہی جنت ہوا۔

## ۴۔ یونس کا قصہ

پ ۲۳۔ الصافات ع ۵ آیت ۱۳۹:۔ بے شک یونس بھی پیغمبروں میں سے۔

جب وہ بھاگ کر ایک بھری ہوئی کشتی کے پاس پہنچے تو اہل کشتی نے قرعہ ڈالا اور یونس نے زک اٹھائی اور دریا میں گر پڑے تو ان کو ایک مچھلی نگل گئی اور یونس اپنے کو ملامت کر رہے تھے پس اگر یونس خدا کی تسبیح نہ کرتے تو روز قیامت تک مچھلی ہی کے پیٹ میں رہتے ۝ پھر ہم نے ان کو مچھلی کے پیٹ سے نکال کر ایک کھلے میدان میں ڈال دیا اور وہ نڈھال ہو گئے تھے ہم نے ان پر (سایہ کے لئے) ایک کدو کا درخت اگایا اس کے بعد ہم نے ایک لاکھ بلکہ ایک حساب سے زیادہ آدمیوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا۔

---

ملا :۔ کدو کا درخت اس لئے اگایا گیا کہ اول تو اس کا سایہ گھنا ہوتا ہے دوسرے اس کا خاصہ یہ ہے کہ اس کے پتے پر مکھی نہیں بیٹھتی۔ چونکہ مچھلی کے پیٹ میں رہنے سے جلد بدن نہایت نازک ہو گئی تھی اور حضرت یونس بہت کمزور ہو گئے تھے لہٰذا ان کو حدت آفتاب سے بچانے اور مکھیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے کدو کا درخت اگایا گیا۔

ملا :۔ حضرت یونسؑ کی قبر کوفہ میں ہے۔

ملا :۔ حضرت یونسؑ پر یہ اعتراض غلط ہے کہ انہوں نے کھلم کھلا خدا کی نافرمانی کی اور غصہ کا اظہار کیا۔ خدا سے روٹھ کر بھاگے جو لوگ نبوت کے مرتبہ شناس نہیں وہ دامن عصمت کو داغدار بنانے کو کار ثواب سمجھتے ہیں وہ ایسے ہی اعتراض کیا کرتے ہیں۔ ورنہ حضرت یونسؑ کا غصہ خدا پر نہ تھا بلکہ اس پر تھا کہ لوگ مجھے جھوٹا سمجھیں گے اور اس سے عہدہ نبوت کی توہین ہوگی۔ خدا کی طرف سے یہ لوگ بدظن ہو جائیں گے اور آئندہ میری کسی بات کو کان دھر کر نہیں سنیں گے معاذ اللہ ایک نبی خدا پر غصہ کر سکتا ہے۔ غصہ نہ تھا رنج تھا جو متقاضائے

فطرت ہونا چاہیئے تھا۔

۱۴۹۔ یہ کہنا بھی غلط ہے کہ خدا نے یونسؑ سے غلط وعدہ کیا۔ خدا نے عذاب بھیجنے کا جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیا۔ عذاب نازل ہوا اور ضرور ہوا۔ خدا نے یونسؑ سے یہ نہیں کہا تھا کہ ان سب کو ہلاک بھی کر دیں گے۔

۱۵۰۔ اس میں شک نہیں کہ صبر کی منزل میں حضرت یونسؑ کا قدم ڈگمگایا ضرور مگر پھر وہ سنبھل بھی گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے کہا ہے کہ اولوالعزم انبیا کی طرح صبر کرو۔ ولا تکن کصاحب الحوت۔ داور یونسؑ جیسا مت بنو) انبیاء کی فضیلت کے مختلف درجات ہیں سب کی حالت یکساں نہ تھی۔

# ۳۶۔ حضرت زکریاؑ کا قصّہ

پ۳۔ آل عمران ع ۴ آیت ۳۸۔ اسی وقت زکریا نے اپنے پروردگار سے دعا کی اور عرض کی اے میرے پالنے والے مجھ کو بھی اپنی بارگاہ سے پاکیزہ (معصوم) اولاد عطا فرما تو دعاؤں کا بڑا سننے والا ہے۔ ابھی زکریا حجرہ عبادت میں کھڑے یہ دعا کر ہی رہے تھے کہ فرشتوں نے ان کو آواز دی کہ خدا تم کو یحییٰ کے (پیدائش کی) خوشخبری دیتا ہے جو کلمۃ اللہ (عیسیٰ) کی تصدیق کرے گا اور لوگوں کا سردار ہوگا اور عورتوں کی طرف رغبت نہ کرے گا اور نکوکار نبی ہوگا ○ زکریا نے عرض کی میرے لڑکا کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری بی بی بانجھ ہے ○ خدا نے فرمایا اسی طرح خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ انہوں نے کہا پالنے والے (میرے اطمینان کے لئے) کوئی نشانی عطا فرما۔ خدا نے فرمایا تمہاری نشانی یہ ہے کہ تم تین دن تک لوگوں سے بات نہ کر سکو گے مگر اشارے سے اور اس کے شکریہ میں اپنے پروردگار کی اکثر یاد کیا کرو۔

Marfat.com

۱؎ حضرت زکریاؑ حضرت سلیمان کی نسل سے تھے اسی وجہ سے بیت المقدس کی خدمت ان کے سپرد تھی مگر جب اٹھانوے برس کا سن ہوا تو اکثر اس سوچ میں رہنے لگے کہ آخر خدا کے اس گھر (بیت المقدس) کا متولی کس کو بناؤں آخر اسی درد میں خدا سے دعا کی اور خدا نے ان کو یحییٰؑ جیسا بیٹا عطا فرمایا۔

۲؎ ا۔ حضرت مریمؑ کی کفالت بھی حضرت زکریاؑ ہی سے متعلق تھی اور قرعہ ان ہی کے نام نکلا تھا۔

# ۲۔ حضرت زکریا کا قصہ

پ۱۶۔ مریم ۱۹۔ آیت ۱۔ یہ تمہارے پروردگار کی مہربانی کا ذکر ہے جو اس نے اپنے خاص بندے زکریا کے ساتھ کی تھی ○ جب زکریا نے اپنے پروردگار کو دھیمی آواز سے پکارا اور عرض کی میرے پالنے والے میری ہڈیاں کمزور ہو گئیں اور بڑھاپے کی وجہ سے سر سفید ہو گیا۔ میرے پالنے والے تیری بارگاہ میں دعا کر کے کبھی محروم نہ رہا ہوں ○ میں اپنے (مرنے کے) بعد اپنے وارثوں سے ڈرتا ہوں (کہ مبادا دین کو برباد کر دیں) اور میری بی بی (ام کلثوم بنت عمران) بانجھ ہے پس تو مجھے اپنی بارگاہ سے ایک جانشین (فرزند) عطا فرما جو میری اور یعقوب کی نسل کا میراث کا مالک ہو اور میرے پروردگار اسے اپنا پسندیدہ بندہ بنا ○ (خدا نے فرمایا) اے زکریا ہم تم کو ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہو گا۔ ہم نے اس سے پہلے اس کا ہمنام پیدا نہیں کیا ○ انہوں نے کہا کہ میرے لڑکا کیسے ہو گا جب کہ میری بی بی بانجھ ہے اور میں خود حد سے زیادہ بڑھاپے کو پہنچ گیا ہوں ○ خدا نے کہا یہ بات ہم کو کچھ دشوار نہیں (آسان ہے) (تم اپنے کو خیال کرو) کہ اس سے پہلے تم کو پیدا کیا حالانکہ تم کچھ بھی نہ تھے ○ انہوں

نے کہا الٰہی میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر دے۔ فرمایا تمہارے لئے نشانی ہے کہ تم تین رات دن برابر لوگوں سے بات نہیں کر سکو گے ٥ پھر زکریا اپنی عبادت کے حجرے سے نکل کر اپنی قوم کے پاس ہدایت کے لئے آئے تو ان سے اشارہ سے کہا کہ تم لوگ برابر صبح و شام خدا کی تسبیح و تقدیس کیا کرو۔
باقی قصۂ مریم کے قصہ میں دیکھئے۔

---

ملا :۔ حضرت زکریاؑ وقت ولادت یحییٰ علیہ السلام ننانوے سال کے تھے اور ان کی بی بی اٹھاسی سال کی تھیں۔ اور زکریا اور نیم چڑھا یہ کہ بانجھ بھی تھیں۔ اس وجہ سے حضرت زکریا کو بلند آواز سے دعا کرتے شرم آتی تھی۔

ملا :۔ مروی ہے کہ حضرت زکریاؑ کے زمانے میں بنی اسرائیل کا بادشاہ بہت ظالم، تندخو اور بدکار تھا۔ حضرت زکریا اسے ٹوکتے تھے تو وہ برا مانتا تھا آخر اس نے قتل کا حکم دیا۔ حضرت زکریاؑ ایک کھوکھلے درخت کے تنے میں جا چھپے۔ درخت نے چاروں طرف سے اسے ڈھک لیا۔ کسی نے ان کو دیکھ لیا تھا اس نے بادشاہ کو خبر کی۔ اس نے حکم دیا کہ درخت کو چیر کر انہیں قتل کیا جائے شیطان نے ایک نیم کا پتہ لا کر دیا کہ اس طرح کا ایک آرہ لوہے کا بنایا جائے چنانچہ بنایا گیا اور اس سے اس معصوم نبی کو چیر دیا گیا تھا۔

---

## ۳۔ زکریاؑ کا قصہ

پ الانبیاء آیت ۸۹۔ زکریا کو یاد کرو جب انہوں نے مایوسی کی حالت میں اپنے پروردگار سے دعا کی اے میرے پالنے والے مجھے تنہا (بے اولاد) نہ چھوڑ تو سب وارثوں سے بہتر ہے ٥ پس ہم نے ان کی دعا سن لی اور یحییٰ جیسا

بیٹا انہیں عطا کیا اور ہم نے ان کے لئے ان کی بی بی کو اچھا بنا دیا اس میں شک نہیں یہ لوگ نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہم کو بڑی رغبت اور خوف کے ساتھ پکارا کرتے تھے اور ہمارے آگے گڑگڑایا کرتے تھے۔

# ۳۷۔ حضرت یحییٰ کا قصہ

حضرت زکریا کے قصہ کے ۱ میں دیکھئے۔

پ۷ سورہ انعام ع۱۰ میں حضرت یحییٰ ع کا ذکر ذریت ابراہیم میں ہے۔

## ۲۔ حضرت یحییٰ ع کا قصہ

پ۱۶ مریم ع۱-آیت ۱۱۔۱۰۔ اے یحییٰ کتاب (توریت) کو مضبوطی کے ساتھ لو اور ہم نے بچپن ہی میں اپنی بارگاہ سے نبوت اور رحمدلی اور پاکیزگی عطا فرمائی اور وہ خود بھی پرہیزگار اور اپنے ماں باپ کے حق میں سعادتمند تھے۔ اور سرکش و نافرمان نہ تھے ۵ ہماری طرف سے برابر ان پر سلام ہے جس دن مریں گے اور جس دن دوبارہ زندہ اٹھا کھڑے کیے جائیں گے)

۱۔ جناب یحییٰ ع کا حمل صرف چھ ماہ کا تھا سوائے امام حسین ع اور جناب یحییٰ ع کے کوئی بچہ چھ ماہ کا پیدا ہو کر زندہ نہیں رہا۔

۲۔ جس طرح جناب یحییٰ ایک ظالم بادشاہ کے ہاتھوں مظلوم قتل ہوئے اسی طرح امام حسین ع بھی شہید ہوئے۔

۳۔ جناب یحییٰ ع نے قتل ہونا گوارا کیا مگر ظالم بادشاہ کی خواہش بد پر اپنی رضامندی ظاہر نہ کی۔ امام حسین ع نے بھی جان دیدی مگر فاسق و فاجر یزید کی بیعت نہ کی

Marfat.com

۴ ۱ - جناب یحییٰؑ کا خون ناحق زمین نے نہیں چوسا بلکہ وہ اس وقت تک ابلتا رہا جب تک بخت النصر نصرانی بادشاہ نے ستر ہزار بنی اسرائیل کو قتل نہ کیا امام علیہ السلام کے خون کا چونکہ ابھی تک پورا بدلہ نہیں لیا گیا لہٰذا وہ ابھی تک جوش مار رہا ہے۔ جس کا اظہار روز عاشور تسبیح کے دانوں پر ہوتا ہے۔

---

پ ۱۷ - الانبیاء - حضرت زکریا کے قصہ کے نمبر ۲ میں دیکھئے۔
پ ۲۲ - یٰس ع ۱ - قصہ حضرت یونسؑ کے ۳ کی توضیح میں دیکھو۔

---

حضرت یحییٰؑ نے چار سال کے سن میں توریت کو حفظ کر لیا تھا۔ بچپن سے دنیاوی معاملات سے کنارہ کش ہو گئے تھے۔ خوف خدا میں ہر وقت روتے رہتے تھے۔ بستی میں ان کا دل نہیں لگتا تھا۔ جنگل اور پہاڑوں میں زیادہ وقت بسر کرتے تھے

انبیاء میں دو نبی ایسے ہیں جنہوں نے تاہلی زندگی بسر نہیں کی اول جناب عیسیٰؑ دوسرے جناب یحییٰؑ۔ حالانکہ اسلام میں شادی بیاہ کرنے کی بڑی تاکید ہے لیکن خدا کی باتیں خدا ہی جانے اور انبیا کی مصلحتیں انبیا ہی سمجھیں۔ ہم نے بہت سی تفسیروں میں ٹٹولا مگر کسی نے اس پر روشنی نہیں ڈالی کہ ان دو برگزیدگان باری نے شادی کیوں نہ کی۔

انجیل میں یحییٰؑ کا نام یوحنا ہے جن کے نام سے ایک انجیل، انجیل یوحنا ہے

---

## ۳۸ - حضرت مریمؑ کا قصہ

پ ۳ آل عمران ع ۴ - آیت ۳۵ - جب عمران کی بی بی نے (حنہ) خدا سے عرض

کی۔ پالنے والے میرے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کو دنیا کے کام سے آزاد کر کے نذر کرتی ہوں تو میری طرف سے اس نذر کو قبول کر تو بیشک بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے ۞ جب وہ بیٹی جن چکیں تو حسرت سے کہنے لگیں میرے پروردگار (اب میں کیا کروں) میں تو لڑکی جنی ہوں (اس کہنے کی کیا ضرورت تھی) جو کچھ جنی تھیں اللہ اسے بہتر جانتا ہے لڑکا لڑکی جیسا (گیا گزرا) نہیں ہوتا میں نے اس کا نام مریم رکھا اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان کے فریب سے تیری پناہ میں دیتی ہوں ۞ تو ان کے رب نے ان کی نذر کو خوشی سے قبول کر لیا اور اس کی نشوونما اچھی طرح کی اور زکریا کو ان کا کفیل بنایا ۞ جب کسی وقت زکریا ان کے پاس ان کی عبادت کے حجرہ میں جاتے تو مریم کے پاس کچھ نہ کچھ کھانے کو موجود پاتے تو پوچھتے کہ یہ کھانا تمہارے پاس کہاں سے آیا۔ مریم کہہ دیتی تھیں کہ یہ خدا کے یہاں سے آیا ہے بے شک خدا جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

---

۱-۱۔ بنی اسرائیل میں یہ دستور تھا کہ جو لوگ زیادہ دیندار ہوتے تھے وہ بیت المقدس کی خدمت کے لئے اپنے کسی لڑکے کو نذر کر دیتے تھے تاکہ وہاں بطور مجاوروں کے رہ کر عبادت بھی کرے اور زائرین کی خدمت بھی بجا لائے۔ ایسی نذریں اس وقت کی جاتی تھیں جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا تھا اگر لڑکا ہوتا تھا تو یہ نذر پوری کر دی جاتی تھی ورنہ اس کو اگلے حمل پر رکھا جاتا تھا چونکہ ایسے لوگ جو بیت المقدس کی خدمت انجام دیتے تھے بہت عزت و وقعت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے لہٰذا جناب مریمؑ کی والدہ نے جب کہ مریم پیٹ میں تھیں یہ نذر مان لی لیکن جب بجائے لڑکے کے لڑکی ہوئی تو بہت افسردہ خاطر ہوئیں اب کہ کوئی لڑکی بیت المقدس کی خدمت کے لئے مخصوص نہیں کی گئی تھی اللہ تعالیٰ

نے مریم کو اس خصوصی خدمت کی اجازت دے دی چنانچہ جب ذرا سیانی ہوئیں تو
توان کی والدہ اپنے ساتھ لے جاکر بیت المقدس میں پہنچا آئیں۔ جناب زکریا
نے جو بیت المقدس کے متولی تھے ان کو اپنی کفالت میں لے لیا اگرچہ وہاں کے اور
پجاری بھی اس کے متمنی تھے مگر قرعہ حضرت زکریا ؑ کے نام نکلا اور نکلنا بھی چاہئے
تھا۔ کنواری بچی کی نگرانی کے لئے بڑے معتمد اور نکوکردار آدمی کی ضرورت تھی۔ جناب زکریا
اول تو مریم کے خالو تھے پھر پیغمبر۔ انہوں نے ایک حجرہ میں مریم کو بٹھا دیا کہ شب و روز
یہاں عبادت کیا کریں۔ اس حجرہ کو باہر سے مقفل کر دیا جاتا تھا تاکہ کوئی اس کے اندر
داخل نہ ہو۔ دو وقت حضرت زکریا ؑ اسے کھولتے۔ دوپہر اور شام کو کھانا پہنچانے کیلئے
ہے ۱۔ جناب زکریا جب حجرہ میں آتے تو اکثر یہ دیکھتے کہ مریم کے پاس خوشبو کی
لپٹیں اڑاتا ہوا تازہ کھانا موجود ہوتا۔ حضرت زکریا تعجب سے فرماتے یہ کہاں
سے آیا وہ کہتیں اللہ کا بھیجا ہوا ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے
سر سید احمد خان صاحب نے اس کی اعجازی شان نہیں تسلیم کی وہ لکھتے ہیں
کہ یہ کھانا ایسا ہی ہوتا تھا جیسے ہم نذر و نیاز کا کھانا مسجد کے ملاؤں کو بھیج دیا کرتے
ہیں لیکن سید صاحب کا یہ قول کسی طرح قابل قبول نہیں اول یہ کہ حجرہ باہر سے مقفل
رہتا تھا اور اس کی کنجی حضرت زکریا کے پاس رہتی تھی پھر غیر آدمی یہ کھانا کیسے
پہنچا سکتا تھا۔ دوسرے یہ کہ لفظ کلما یہ بتاتا ہے کہ جب کبھی زکریا جاتے
تھے کھانا موجود پاتے تھے اگر کوئی رسم ایسی ہوتی تو جناب زکریا کو تعجب نہ ہونا چاہئے

۲

ؔ آل عمران ع ۵ آیت ۴۲۔ جب فرشتوں نے مریم سے کہا اے مریم تم کو
خدا نے برگزیدہ کیا اور تمام گناہوں سے پاک و صاف رکھا اور تمام دنیا کی عورتوں
میں سے تمہیں منتخب کیا۔ اے مریم اپنے پروردگار کی فرمانبرداری کرو اور سجدہ کرو

Marfat.com

اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرتی رہو ○ اے رسول یہ خبر غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم تمھارے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجتے ہیں ○ اے رسول تم کو اس وقت مریم کے سرپرستوں کے پاس موجود نہ تھے جب وہ لوگ اپنا اپنا قلم (دریا میں بطور قرعہ کے) ڈال رہے تھے کہ دیکھیں مریم کا کون کفیل بنتا ہے اور نہ تم اس وقت وہاں موجود تھے جب وہ لوگ آپس میں جھگڑ رہے تھے ○ اور وہ واقعہ یاد کرو جب فرشتوں نے مریم سے کہا کہ خدا تم کو ایک لڑکے کے پیدا ہونے کی خوشخبری دیتا ہے جس کا نام عیسیٰ بن مریم ہوگا وہ دنیا و آخرت دونوں میں باعزت ہوگا اور خدا کے مقرب بندوں میں سے ہوگا ○ مریم نے کہا اے میرے رب میرے لڑکا کیوں کر ہوگا حالانکہ مجھے کسی مرد نے چھوا تک نہیں ○ ارشاد ہوا اس طرح خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جب وہ کسی کام کا کرنا ٹھان لیتا ہے تو بس اس سے کہہ دیتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے ○ اور اے مریم خدا اس کو تمام آسمانی کتب اور عقل کی باتیں اور توریت و انجیل سکھا دے گا۔

---

ما ۱۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا ہے کہ چند عورتوں کو خدا نے زنان عالمین کا سردار بنایا ہے۔ اول آسیہ زن فرعون، دوسرے مریم بنت عمران، تیسرے خدیجہ بنت خویلد، چوتھے فاطمہ بنت محمدؐ۔ جناب فاطمہ کو مزید یہ شرف حاصل ہے کہ زنان جنت کی بھی سردار ہیں۔

مـ ۲ : جناب مریمؑ کا اصطفا دو بار ہوا۔ اول اولاد انبیاء میں سے دوسرے بغیر شوہر بیٹا جننے کے لئے۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ نے صاحب طہارت بنایا۔ ظاہری و باطنی تمام نجاستوں سے پاک کیا۔ صرف دو عورتیں ایسی ہیں جو ظاہری و باطنی ہر قسم کی نجاست سے پاک تھیں۔ ایک مریم دوسرے فاطمہ زہراؑ۔ فرق یہ ہے کہ مریم کی طہارت تاکیدی نہیں ہے صرف لفظ طہرک پر بات ختم ہو گئی اور جناب فاطمہ زہراؑ جس آیت تطہیر کا مصداق ہیں ان میں طہارت مؤکدہ ہے یعنی یطھرکم تطھیرا وارد ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مریم کے بعد صرف

Marfat.com

حضرت عیسیٰؑ معصوم رہے اور جناب فاطمہ کی نسل میں پے در پے معصوم ہوتے

۳ :- جناب مریم نے جو فرمایا لم یمسسنی بشر تو اس کے معنی یہ نہیں

کہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں کیونکہ ان کے بدن کو بچپن میں ان کے عزیزوں نے

چھوا ہوگا ان کی والدہ اور جناب زکریاؑ چھوتے ہوں گے بلکہ مس کے دوسرے معنی

مجھ سے کسی بشر کا تعلق نہیں رہا۔ عام محاورہ ہے فلاں شخص کو علم سے مس تک نہیں یعنی تعلق

## ۳

پ ۶ النساء ع ۲۳ - آیت ۱۷۲ :- مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح دنہ خدا تھے نہ خدا کے

بلکہ خدا کے رسول اور اس کا ایک کلمہ (حکم) تھے جسے خدا نے مریم کے پاس بھیج

دکہ حاملہ ہو جا) اور وہ اس کی پیدا کی ہوئی ایک جان (روح) تھے۔ پس خدا اور اس کے

پر ایمان لاؤ۔

---

ع ۱ :- حضرت عیسیٰؑ کا حمل اس طرح ظاہر نہیں ہوا جیسے عموماً عورتوں کے شکم پر آثار حمل

ہوتے ہیں۔ ایسے آثار عالم خلقی کی مخلوق کے لئے ہوتے ہیں یعنی جب تک مادی اسباب

کوئی بچہ نہیں پیدا نہیں ہو سکتا کہ جو امور عالم امری سے تعلق رکھتے ہیں وہاں اسباب و

کا سلسلہ نہیں ہوتا بلکہ خدا جس سے فرماتا ہے ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے۔ اگر خدا کی

مخلوق صرف اسباب و وسائط ہی سے خلق ہوتی تو خدا کی قدرت محدود ہو جاتی

اس نے آدم کو بے ماں باپ کے اور عیسیٰؑ کو بے باپ کے پیدا کر کے یہ دکھا دیا کہ

قدرت غیر محدود ہے وہ کسی چیز کا محتاج نہیں جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

## ۴۔ مریمؑ کا قصہ

پ ۱۶ مریم ع ۲ - آیت ۱۶ :- اے رسول قرآن میں مریم کا بھی ذکر کرو۔ جب وہ

Marfat.com

اپنے لوگوں سے الگ ہو کر پورب کی طرف والے مکان میں (غسل کے واسطے) جا بیٹھی
پھر اس نے لوگوں کے سامنے سے پردہ کر لیا تو ہم نے اپنی روح (جبریل) کو ان کے پاس
بھیجا تو وہ اچھے خاصے آدمی کی صورت بن کر ان کے سامنے آ کھڑا ہوا (وہ دیکھ کر گھبرائیں)
کہنے لگیں اگر تو پرہیزگار ہے تو میں تجھ سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں ٥ فرشتہ نے کہا میں
تمہارے پروردگار کا پیامبر (فرشتہ) ہوں تاکہ تم کو (بحکم خدا) ایک پاک وپاکیزہ لڑکا
عطا کروں ٥ انہوں نے کہا میرے لڑکا کیسے ہو سکتا ہے۔ جب کہ کسی مرد کا مجھ
سے تعلق ہی نہیں رہا اور نہ میں بدکار ہوں ٥ فرشتہ نے کہا تم نے ٹھیک کہا مگر تمہارے
پروردگار نے فرمایا ہے کہ یہ بات (بے باپ کے بچہ پیدا کرنا) مجھ پر آسان ہے
اور اسے پیدا کر کے لوگوں کے لئے ہم اپنی قدرت کی نشانی قرار دیں گے اور اپنی خاص
رحمت کا ذریعہ بنائیں گے اور یہ بات فیصل شدہ ہے (غرضیکہ آپ ہی آپ حاملہ ہو
گئیں) پھر اس کی وجہ سے لوگوں سے الگ ایک دور مکان میں چلی گئیں ٥ پھر جب جننے کا
وقت قریب آیا تو درد زہ ان کو کھجور کے ایک سوکھے درخت کی جڑ میں لے آیا (شرم سے)
کہنے لگیں کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور (دنیا ناپید ہو کر) بالکل بھولی بسری ہو جاتی ٥
تب جبریل نے مریم کو نیچے کی طرف سے آواز دی تم کڑھو نہیں دیکھو تمہارے پروردگار
نے تمہارے قریب ہی نیچے چشمہ جاری کر دیا اور درخت خرما کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ
تم پر پکے پکے تازے خرمے جھڑ پڑیں گے (شوق سے خرمے) کھاؤ اور (چشمہ کا پانی)
پیو اور (لڑکے سے) اپنی آنکھ ٹھنڈی کرو ٥ پس اگر تم کسی کو دیکھو اور وہ تم سے
پوچھے تو اشارہ سے کہہ دینا میں نے خدا کے واسطے روزہ کی نذر کی تھی تو میں آج ہرگز
کسی انسان سے بات نہیں کر سکتی ٥ پھر وہ لڑکے کو اپنی گود میں لئے ہوئے قوم کے پاس
آئیں وہ لوگ دیکھ کر کہنے لگے اے مریم تم نے یقیناً بہت برا کام کیا ہے۔ اے ہارون
کی بہن نہ تو تیرا باپ ہی برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی بدکار تھی (یہ تو نے کیا کیا) کہ لگے

شوہر کے بچہ جن بیٹھی) پس مریم نے اپنے لڑکے کی طرف اشارہ کر کے کہا دجو کچھ پوچھنا ہے اس سے پوچھ لو) ■ وہ لوگ کہنے لگے دکیا بات کرتی ہو) ہم بھلا گود کو بچہ سے کیسے بات کریں؟ دتب وہ بچہ بقدرت خدا) گویا ہوا میں بے شک خدا کا بندہ ہوں دشیطان کا نہیں) مجھ کو اس نے کتاب دانجیل) عطا فرمائی ہے اور نبی بنایا ہے دباقی حضرت عیسیٰؑ کے قصے میں پڑھیے)

---

ملہ ۱۔ سرسید احمد خاں صاحب آنجہانی اس کے قائل نہیں کہ حضرت عیسیٰؑ بے باپ کے پیدا ہوئے ان کے نزدیک ایسا ہونا لاآف نیچر کے خلاف ہے۔ وہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کا باپ یوسف نجار تھا۔ بات یہ ہوئی کہ حضرت مریم کی منگنی یوسف سے ہو گئی تھی اور یہودیوں میں یہ رسم تھی کہ جب تک شادی نہ ہوتی عورت مرد آپس میں مل نہیں سکتے تھے مگر مریم و یوسف مل گئے اور حضرت عیسیٰ کا حمل قرار پاگیا۔ یہودی راہبوں نے جو مریم سے باز پرس کی وہ اسی بنا پر تھی کہ وہ خلاف رسم قوم اپنے شوہر سے کیسے مل گئیں۔ تمہارے لئے ایسا کرنا جائز نہ تھا۔ لیکن سید صاحب کا یہ کہنا قرآن کے بالکل خلاف ہے۔ حسب ذیل باتوں پر غور کیجئے۔

ملہ ۱۔ حضرت مریمؑ کو قرآن نے صدیقہ کا لقب دیا ہے پس صدیقہ ہوتے ہوئے وہ یہ جھوٹ کیوں بولتیں کہ میرا تعلق کسی مرد سے نہیں رہا پھر میرے لڑکا کیسے ہو سکتا ہے یوسف سے ملنے کے بعد یہ بات صریحًا جھوٹ قرار پاتی ہے

ملہ ۲۔ قرآن کہتا ہے کہ فرشتہ کے ذریعہ سے مریم کو ایک پاک و پاکیزہ لڑکے کی بشارت دی گئی اگر یہ لڑکا بطور حرام پیدا ہوتا ہے تو اس میں پاکیزگی کہاں رہتی ہے۔

ملہ ۳۔ ناجائز طریقہ سے پیدا ہونے والا بچہ آغوش مادر میں یہ کیوں کہتا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں کسی شیطانی عمل کا نتیجہ نہیں اللہ نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے

Marfat.com

معاذ اللہ ایک حرام کے بچہ کو خدا یہ قوت گویائی کیسے دے سکتا ہے اتنا کہہ کر وہ خاموش ہو گئے اور پھر نہ بولے ۔

۴ :۔ قرآن میں جابجا حضرت عیسیٰؑ کو ماں کی طرف نسبت دے کر عیسیٰ بن مریمؑ کہا گیا ہے اگر ان کا کوئی باپ ہوتا تو اس کی طرف نسبت دی جاتی ۔

۵ :۔ اگر معاذ اللہ حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کسی ناجائز عمل کے تحت ہوتی تو اللہ تعالیٰ ان کو صاحب کتاب نبی نہ بناتا ۔ لہٰذا سید صاحب کا قول صحیح نہیں انہوں نے قرآن کو چھوڑ کر توریت کی روایت پر نظر رکھی ہے چونکہ یہودی حضرت عیسیٰؑ کو نہیں مانتے لہٰذا انہوں نے افترا پردازی کی ہے ۔

۶ :۔ یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ جب مریم معاذ اللہ فعل بد کی مرتکب نہ ہوئی تھیں تو چھپ کر بیت القدس سے کیوں نکلیں اور یہ کیوں کہا کاش میں اس سے پہلے مرجاتی ۔ جواب یہ ہے کہ چونکہ ان کا حمل ایک معجزانہ شان سے بغیر شوہر ہوا تھا لہٰذا ان کو لوگوں کی طعنہ زنی کا خیال پریشان کر رہا تھا ۔ وہ سمجھتی تھیں کہ اگر بیت القدس میں ولادت ہوئی تو لوگ مجھے آکر گھیریں گے اور پریشان کریں گے ۔ لہٰذا بہتر یہ ہو گا کہ میں یہاں سے کسی دور مقام پر جاکر بچہ جنوں تاکہ ان لوگوں کو خبر نہ ہو ۔

۷ :۔ بیت المقدس سے کچھ دور جاکر وہ ایک ایسے مقام پر بیٹھیں جہاں عام لوگوں کا گزر نہ تھا انہوں نے خرمہ کے دو درختوں پر جو پاس پاس کھڑے تھے ایک چادر تان دی تاکہ وقت ولادت کوئی ان کو نہ دیکھے ۔ ولادت کے بعد انہوں نے دیکھا کہ چھاتی خشک ہے دودھ کا نام نہیں اور ولادت کے بعد ان کو پیاس بھی لگی ۔ قدرت نے ان دونوں چیزوں کا یوں بندوبست کیا کہ مریمؑ سے کہا کہ اس سوکھے درخت کی جڑ پکڑ کر ہلاؤ ۔ ہلانا تھا کہ تروتازہ ہو کر درخت تازے خرمے گرانے لگا جنہیں جناب مریم نے کھایا ۔ کھاتے ہی چھاتی میں دودھ بھر آیا اس کے ساتھ ہی ایک

Marfat.com

چشمہ پھوٹ نکلا جس سے پانی پیا۔ سرسید صاحب کاش اس پر غور کرتے کہ معاذ اللہ اگر حضرت مریم نے کوئی گناہ کیا ہوتا یا حضرت عیسےٰ عام قاعدہ ازدواج کے مطابق کسی باپ سے پیدا ہوئے ہوتے تو قدرت مریم کی یہ ناز برداری کیوں کرتی اور لاآف نیچر کے خلاف یہ سوکھا درخت کیوں ہرا کر کے بارآور بناتی یہ عمل تو کسی خاص موقع پر کیا جاسکتا ہے۔

نمبر۴۔ حضرت مریمؑ کی عصمت کی گواہی ایک بچہ سے دلوائی گئی جو بولنا تک نہیں جانتا تھا حالانکہ جناب زکریاؑ جیسا پیغمبر موجود تھا جو حضرت مریمؑ کے تمام حالات سے واقف روزمرہ ان کے پاس آتے جاتے تھے یہ گواہی ان سے دلوائی جاسکتی تھی مگر ایسا نہیں ہوا اگرچہ حضرت زکریاؑ بیت المقدس کے متولی بھی تھے۔ مریم ان کی کفالت میں بھی تھیں نبی معصوم بھی تھے لیکن ان کی گواہی یہودی اس لئے قبول نہ کرتے کہ وہ حضرت مریمؑ کے قریبی رشتہ دار تھے۔ گواہی دلوائی اور ایسے بچہ سے جو بولنا نہ جانتا تھا تاکہ کسی کو تردید کا موقع ہی نہ ملے۔ وہ ہمیشہ عصمت کی گواہی بچوں ہی سے دلواتا ہے۔ جب حضرت یوسفؑ کی عصمت پر حرف آیا تو بھی بچہ ہی سے گواہی دلوائی۔ مباہلہ میں حضرت رسولؐ خدا نے اپنی عصمت کے گواہ دو بچوں ہی کو بنایا جو سب سے آگے تھے۔

نمبر۵۔ حضرت عیسٰیؑ کے آغوش مادر میں کلام کرنے سے یہودیوں کے اعتقاد کی بھی تردید ہوگئی اور نصاریٰ کے عقیدہ کے بھی جو ابن اللہ کہتے تھے۔ حضرت عیسٰیؑ نے بول کر بتایا کہ میں ابن اللہ نہیں ہوں بلکہ عبد اللہ ہوں یعنی خدا کا بندہ۔

نمبر۶۔ یہودیوں نے ازراہ عداوت جناب مریم کو اخت ہارون کہا۔ بنی اسرائیل میں ہارون نامی ایک بدکار آدمی تھا جو زناکاری میں مشہور تھا۔ لہذا حضرت عیسےٰؑ نے کلام کر کے یہ بتایا کہ میں کسی شیطانی عمل سے پیدا ہونے والا نہیں ہوں۔

## ۵۔ حضرت مریمؑ کا قصہ

.۔ الانبیاء ع ۶، آیت ۹۱:۔ (اے رسول اس بی بی کو یاد کرو) جس نے اپنی عفت
کی حفاظت کی تو ہم نے ان کے پیٹ میں اپنی طرف سے روح پھونک دی اور ان کو اور
ان کے بیٹے کو سارے جہاں کے لئے اپنی قدرت کی نشانی بنایا۔

---

ان آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہودیوں کا یہ اتہام غلط تھا کہ حضرت عیسیٰؑ یوسف نجار
کے بیٹے تھے اور غلط طریقہ سے اس کا نطفہ رحم مریم میں پہنچا تھا۔ خدا نے اس اتہام کو
ان الفاظ میں رفع کر دیا اور بتا دیا کہ وہ چیز جو ولادت عیسےٰؑ کا سبب بنی۔ ہماری
طرف روح تھی جس کو مریم کے رحم میں ہم نے ڈال دیا تھا۔

---

## ۶۔ حضرت مریمؑ کا قصہ

۔ المومنون ع ۵۔ آیت ۵۰:۔ اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ اور ان کی ماں کو
اپنی قدرت کی نشانی بنایا تھا اور ہم نے ان دونوں کو ایک اونچی ہموار ٹھہرنے والی چشمہ والی
زمین پر رہنے کی جگہ دی۔

---

۱۔ حضرت زکریاؑ کی وفات کے بعد حضرت مریمؑ بیت المقدس سے ہجرت کر
گئی تھیں۔ اس میں اختلاف ہے کہ یہ ہجرت کہاں کی تھی کسی نے مصر لکھا ہے کسی نے
دمشق، کسی نے فلسطین کسی نے نجف۔ بہر حال جہاں پر جا کر ٹھہریں، وہ ایک بلند
مقام تھا۔ حضرت مریمؑ سوت کاتتی تھیں اور اس کو فروخت کر کے اپنے اور اپنے بیٹے
کی روزی کا سامان مہیا کرتی تھیں۔ شب و روز عبادت میں مشغول رہتی تھیں۔

---

## ۷۔ مریمؑ کا قصہ

پ۲ التحریم آیت ۱۱:۔ (دوسری مثال) عمران کی بیٹی مریم ہے جس نے اپنی شرمگاہ

Marfat.com

کو محفوظ رکھا تو ہم نے اس میں روح پھونک دی اور اس نے اپنے پروردگار کی باتوں کی اور کتابوں کی تصدیق کی اور فرمانبرداروں میں سے تھی۔

# ۳۹۔ حضرت عیسیٰؑ کا قصّہ

(۱)

پ۱ البقرہ ع۱۱۔ آیت ۸۰۔ ہم نے عیسیٰ کو بہت سے واضح روشن معجزے دیے اور روح القدس جبریل نے ان کی مدد کی۔

## ۲۔ عیسیٰؑ کا قصّہ

پ۳۔ البقرہ ع۲۲۔ آیت ۲۵۲۔ ہم نے عیسیٰ بن مریم کو کیسے کیسے روشن معجزے عطا کئے اور روح القدس (جبریل) کے ذریعہ سے ان کی مدد کی۔

## ۳۔ حضرت عیسیٰؑ کا قصّہ

جب ملائکہ نے کہا اے مریم خدا تمہیں اپنے حکم سے ایک لڑکے کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا وہ دنیا و آخرت میں صاحب عزت ہوگا اور خدا کے مقرب بندوں میں سے ہوگا اور بچپن میں جب جھولے میں ہوگا اور بڑی عمر کا ہو کر دونو حالتوں میں لوگوں سے یکساں کلام کرے گا ٥ مریم نے کہا اے میرے رب میرے لڑکا کیسے ہوگا درانحالیکہ میرا کسی بشر سے تعلق نہیں رہا ٥ خدا نے کہا اس طرح خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جب وہ کسی کام کا ارادہ کر لیتا ہے تو اس سے کہتا ہے ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے ٥ اے مریم خدا اس کو تمام آسمانی کتب اور عقل کی باتیں اور توریت سکھا دے گا وہ بنی اسرائیل کا رسول قرار پائیگا

اور کہنے لگا میں تمھارے پروردگار کی طرف سے یہ نشانی لے کر آیا ہوں کہ میں گندھی ہوئی مٹی سے ایک پرندہ کی صورت بناؤں گا وہ خدا کے حکم سے اڑنے لگے گا اور میں خدا ہی کے حکم سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کروں گا اور مردوں کو زندہ کر دوں گا اور جو کچھ تم کھاتے ہو اور اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو میں سب تم کو بتا دوں گا۔ اگر تم ایمان دار ہو تو بیشک ان باتوں میں تمہارے لئے میری نبوت کی بڑی نشانی ہے اور توریت جو میرے سامنے موجود ہے اس کی تصدیق کرتا ہوں (اور میرے آنے کی ایک غرض یہ ہے کہ جو چیزیں تم پر حرام ہیں ان میں سے بعض تم پر حلال کر دوں اور میں تمھارے پروردگار کی طرف سے (اپنی نبوت کی) نشانی لے کر آیا ہوں پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو ٥ بیشک اللہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی اسی کی عبادت کرو کیونکہ (نجات کا سیدھا راستہ یہی ہے ٥ پھر جب عیسٰی نے (اپنی باتوں کے بعد بھی) انہیں کفر پر اڑے دیکھا تو آخر کہنے لگے کون ایسا ہے جو خدا کی طرف ہو کر میرا مددگار ہو۔ یہ سن کر حواریوں نے کہا ہم خدا کے طرف دار ہیں ہم خدا پر ایمان لائے ہیں اور عیسٰی سے کہا آپ گواہ رہیئے کہ ہم خدا کے فرمانبردار ہیں ٥ اور خدا کی بارگاہ میں عرض کی اے ہمارے رب جو کچھ تو نے نازل کیا ہے ہم اس پر ایمان لائے اور تیرے رسول (عیسٰی) کی پیروی کی پس تو ہم کو رسول کے گواہوں کے دفتر میں لکھ لے۔ یہودیوں نے عیسٰی سے مکاری کی اور خدا نے اس کے دفعیہ کی تدبیر کی اور خدا سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے ٥ (وہ وقت یاد کرو) جب عیسٰی سے خدا نے فرمایا اے عیسٰی میں ضرور تمہاری زندگی کی مدت پوری کر کے تم کو اپنی طرف اٹھا لوں گا اور کافروں کی گندگی سے تمہیں پاکیزہ رکھوں گا پھر تم سب کو میری طرف لوٹ کر آنا ہے پس اس دن جن باتوں میں تم دنیا سے جھگڑا کرتے تھے ان کا تمہارے درمیان فیصلہ کر دوں گا۔

Marfat.com

ما ۱۔ حضرت عیسیٰؑ پر سب سے پہلے جو ایمان لائے وہ بارہ آدمی تھے جو حواری کہلاتے ہیں۔ حور کے معنی عبرانی میں پاک صاف کے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ پہلے دھوبی کا پیشہ کرتے تھے اور کپڑوں کا میل کچیل صاف کرتے تھے اس لئے حواری کہلائے یہ اچھے واعظ تھے۔ خاص کر لوقا جن کی طرف ایک انجیل منسوب ہے بڑے فاضل تھے جس طرح بنی اسرائیل کے نقیب بارہ تھے جو اسباط کہلائے اس طرح حضرت عیسیٰؑ کے بارہ نقیب حواری کہلائے اور اس طرح حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارہ وصی امام کہلائے۔

مٰ۲ ۱۔ قادیانیوں وغیرہ کا یہ خیال باطل ہے کہ حضرت عیسیٰؑ مر گئے اور یہودیوں کا بھی یہ عقیدہ باطل ہے کہ ان کو سولی دی گئی وہ نہ قتل کئے گئے نہ سولی دی گئی جیساکہ آئندہ آیات سے ظاہر ہوگا بلکہ خدا نے ان کو زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ سولی درحقیقت اس شخص کو دی گئی جس کا نام یہودا تھا اور وہ حضرت عیسیٰؑ کو پکڑنے کے لئے اس مکان میں داخل ہوا تھا جہاں آپ روپوش تھے۔ خدا نے یہودا کو حضرت عیسیٰؑ سے ہو بہو مشابہ بنا دیا۔ جب کہ وہ یہودیوں کو یہ بتانے کے لئے باہر نکلا کہ عیسیٰؑ اس گھر میں ہیں تو انہوں نے اس کو عیسیٰؑ سمجھ کر پکڑ لیا اور سولی پر چڑھا دیا۔

## ۴۔ حضرت عیسیٰؑ کا قصہ

پٹ النساء ع ۲۲۔ آیت ۱۵۶۔ انہوں نے اپنے کفر کی وجہ سے مریم پر بہت بڑا بہتان باندھا اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے خدا کے رسول عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا۔ حالانکہ نہ تو انہوں نے قتل کیا اور نہ سولی ہی دی بلکہ ان کے لئے ایک دوسرا شخص عیسیٰ کے مشابہ کر دیا جو لوگ اس بارے میں اختلاف کرتے ہیں یقیناً وہ لوگ اس کے حالات کی طرف سے دھوکے میں پڑے ہیں ان کو اس واقعہ

Marfat.com

ی خبر ہی نہیں۔ فقط اٹکل پچو باتیں کرتے ہیں انہوں نے عیسیٰ کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست تدبیر والا ہے ۞ (اور جب عیسیٰ مہدی موعود کے وقت آسمان سے اتریں گے تو) اہل کتاب میں سے کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو ان پر ان کے مرنے کے قبل ایمان نہ لائے اور خود عیسیٰ قیامت کے دن ان کے خلاف گواہی دیں گے۔

---

اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہودیوں میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ ہوگا جو حضرت عیسیٰؑ کے مرنے سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے اس سے واضح ہے ان کی موت واقع نہیں ہوئی ورنہ مرنے سے پہلے کا ذکر کیوں کیا جاتا۔ جب کہ وہ مر چکے ہوتے۔ دوبارہ موت کیسی۔

---

## ۵۔ حضرت عیسیٰؑ کا قصہ

پ النساء ع ۲۳۔ آیت ۱۷۱۔ عیسیٰ مسیح خدا کے رسول اور اس کے ایک کلمہ (حکم) تھے جسے خدا نے مریم کے پاس بھیج دیا تھا (کہ حاملہ ہو جا) اور خدا کی طرف سے ایک جان تھے پس خدا اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور تین خدا (تثلیث) کے قائل نہ ہو اس سے باز رہو اور اپنی بھلائی کا قصد کرو اللہ تو بس اکیلا معبود ہے اور اس نقص سے پاک ہے کہ کوئی اس کا بیٹا ہو (لڑکے کی اسے حاجت ہی کیا ہے) جو کچھ زمین و آسمان میں ہے سب اسی کا ہے اور اللہ کارسازی کے لئے کافی ہے۔ نہ تو مسیح خدا کا بندہ ہونے سے عار رکھ سکتے ہیں اور نہ خدا کے مقرب فرشتے۔

---

Marfat.com

## ۶۔ حضرت عیسیٰؑ کا قصہ

پ ۶۔ المائدہ ع ۳-آیت ۱۷: جو لوگ اس کے قائل ہیں کہ مریم کے بیٹے مسیح اللہ ہیں وہ ضرور کافر ہو گئے۔ اے رسول ان سے پوچھو اگر خدا مسیح ابن مریم اور اس کی ماں اور ان تمام لوگوں کو جو زمین پر آباد ہیں مار ڈالنا چاہیے تو کون روک سکتا ہے۔

## ۷۔ حضرت عیسیٰؑ کا قصہ

پ ۶ المائدہ ع ۷-آیت ۴۶: اور ہم نے انہی پیغمبروں کے قدم بقدم عیسیٰ بن مریم کو چلایا اور وہ اس کتاب توریت کی بھی تصدیق کرتے تھے جو ان کے سامنے موجود تھی اور ہم نے ان کو انجیل بھی عطا کی جس میں لوگوں کے لئے ہدایت بھی ہے اور نور (ایمان) بھی اور وہ اس کتاب کی جو انجیل کے نزول کے وقت پہلے سے موجود تھی۔ تصدیق کرنے والی اور پرہیز گاروں کے لئے ہدایت و نصیحت تھی اور انجیل والوں کو (نصاری) جو کچھ خدا نے اس میں نازل کیا ہے اس کے مطابق حکم کرنا چاہیئے اور جو لوگوں کو خدا کی نازل کی ہوئی کتاب کے موافق حکم نہ دے تو ایسے لوگ بدکار ہیں۔

## ۸۔ حضرت عیسیٰؑ کا قصہ

پ ۶ المائدہ ع ۱۰-آیت ۷۲: جو لوگ اس کے قائل ہیں کہ مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح خدا ہیں وہ کافر ہیں ۰ مسیح نے کہدیا تھا کہ اے بنی اسرائیل صرف اسی خدا کی عبادت کرو جو ہمارا اور تمہارا پالنے والا ہے۔ یاد رکھو جس نے خدا کا شریک بنایا اس پر خدا نے بہشت کو حرام کر دیا ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

## ۹۔ حضرت عیسیٰؑ کا قصہ

پ ۷ المائدہ ع ۱۵-آیت ۱۱۰: جب خدا فرمائے گا اے مریم کے بیٹے

Marfat.com

ہم نے جو احسان تم پر اور تمہاری ماں پر کئے انہیں یاد کرو جب ہم نے روح القدس سے تمہاری تائید کی تھی تم جھولے میں پڑے اور ادھیڑ عمر میں (یکساں) باتیں کرنے لگے اور ہم نے تمہیں لکھنا اور عقل و دانائی کی باتیں اور توریت و انجیل سب چیزیں سکھائیں اور جب تم میرے حکم سے مٹی سے چڑیا کی صورت بناتے پھر اس پر کچھ دم کر دیتے تو میرے حکم سے سچ مچ چڑیا بن جاتی تھی اور جب تم میرے حکم سے مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دیتے تھے اور جب تم میرے حکم سے مُردوں کو زندہ کر کے (قبروں سے) نکال کھڑا کرتے تھے اور جس وقت تم بنی اسرائیل کے پاس معجزے لے کر آئے تو ان میں جو کافر تھے کہنے لگے یہ تو کھلا جادو ہے اور جب میں نے حواریوں کو الہام کیا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ تو عرض کرنے لگے ہم ایمان لائے اور ہم فرمانبردار ہیں۔

اور جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ بن مریم کیا آپ کا خدا اس پر قادر ہے کہ ایک خوان ہم پر آسمان سے نازل فرمائے۔ فرمایا اگر تم مومن ہو تو اللہ سے ڈرو انہوں نے کہا ہم تو فقط یہ چاہتے ہیں کہ ہم تبرکاً کچھ کھائیں اور آپ کی رسالت کا پورا پورا اطمینان ہو جائے اور یقین کرلیں کہ آپ نے ہم سے جو کچھ کہا ہے سچ ہے اور ہم اس پر گواہ ہیں ○ حضرت عیسیٰ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی یا اللہ اے ہمارے رب آسمان سے ایک خوان نعمت نازل فرما کہ وہ دن ہمارے لئے اور ہمارے اگلوں کے لئے اور ہمارے پچھلوں کے لئے عید کا دن قرار پائے اور ہمارے حق میں تیری طرف سے ایک بڑی نشانی موجود ہو اور تو ہمیں روزی دے تو سب روزی دینے والوں سے بہتر ہے ○ خدا نے فرمایا میں خوان تم پر ضرور نازل کروں گا مگر یاد رہے کہ تم میں سے جو کوئی اس کے بعد کافر ہوگا تو میں اسے سخت عذاب کی سزا دوں گا کہ ساری خدائی میں کسی پر بھی میں نے ایسا سخت عذاب نازل نہ کیا ہوگا ○

اور وہ وقت بھی یاد کرو جب قیامت میں خدا مجھ سے فرمائے گا کیوں اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تم نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ خدا کو چھوڑ کر مجھ کو اور میری ماں کو خدا بنا لو انہوں نے کہا سبحان اللہ میری تو یہ مجال نہ تھی کہ میں ایسی بات کو منہ سے نکالوں جس کا مجھے کوئی حق نہ ہو (اچھا) اگر میں نے کہا ہو گا تو تجھ کو ضرور معلوم ہی ہو گا تو میرے دل کی ہر بات جانتا ہے ہاں البتہ میں تیرے نفس کی کوئی بات نہیں جانتا۔ تو تو غیب کی باتوں کا خوب جاننے والا ہے ٥ جو تو نے حکم دیا میں نے اس کے سوا ان سے کچھ نہیں کہا۔ کہا یہی کہ خدا ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا پالنے والا ہے اور جب تک میں ان میں رہا ان کی دیکھ بھال کرتا رہا پس جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھا لیا تو خود تو ہی ان کا نگہبان تھا اور تو تو خود ہر چیز کا گواہ ہے اگر تو عذاب کرے گا تو تو مالک ہے یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے گا تو کوئی تیرا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا کیونکہ تو) زبردست حکمت والا ہے۔

---

۱۰۱۔ مائدہ کے متعلق مولانا فرمان علی صاحب نے اپنے مترجمہ قرآن پر حسب ذیل حاشیہ دیا ہے۔ جب حضرت عیسیٰ ؑ کے حواریوں کی فرمائش سے نزول مائدہ کے لئے دعا کی تو خدا نے ایک سفید ابر کے ٹکڑے میں ایک سرخ خوان رکھ کر زمین پر اتارا اور لوگوں کے دیکھتے ہی دیکھتے حواریوں کے پاس آپہنچا۔ حضرت عیسیٰ ؑ اسے دیکھ کر رونے لگے اور عرض کی خداوندا اس کو سبب رحمت قرار دینا نہ سبب عذاب۔ اس کے بعد وضو کر کے نماز پڑھی روئے پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر خوان پوش کو ہٹایا تو دیکھا۔

ایک تلی ہوئی مچھلی ہے جس سے روغن ٹپک رہا تھا اور اس کے سر کے پاس نمک اور دم کے پاس سرکہ تھا اور اس کے گرد طرح طرح کی ترکاریاں اور گندنے کے سوا طرح طرح کے ساگ تھے اور پانچ روٹیاں تھیں ان میں سے ایک پر روغن زیتون

دوسری پر شہد تیسری پر گھی اور چوتھی پر پنیر اور پانچویں پر خشک گوشت بھنا ہوا تھا حضرت شمعون نے پوچھا یا روح اللہ یہ کھانا دنیا کا ہے یا آخرت کا۔ فرمایا۔ دنیا کا ہے مگر خدا نے اپنی خاص قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہے حواریوں نے کہا یا حضرت ہمیں کوئی اور معجزہ دکھایئے فرمایا اے مچھلی بحکم خدا زندہ ہو جا وہ فوراً" تڑپ کر زندہ ہو گئی اور کانٹے اور چھلکے بھی پیدا ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا ویسی ہی ہو جا وہ ایسی ہو گئی تب حواریوں نے کہا یا حضرت پہلے آپ نوش کریں حضرت عیسٰی ؑ نے فرمایا معاذ اللہ میں اس میں سے نہ کھاؤں گا بلکہ جس نے مانگا ہے وہ کھائے وہ لوگ اسے کھانے سے ڈرتے تھے تب آپ نے۔ بیماروں یا کسی بلا میں مبتلا ہونے والوں کو کھلایا یہاں تک کہ تیرہ سو آدمیوں نے کھایا کھانا جوں کا توں رہا اور جن بیماروں نے کھایا وہ چنگے ہو گئے اور پھر کبھی محتاج نہ ہوئے اور جن لوگوں نے نہ کھایا تھا وہ پچھتائے۔ غرض وہ خوان پھر بلند ہوا اور غائب ہو گیا اور پھر ایک دن ناغہ کر کے چالیس روز آتا رہا اور جس روز آتا ایک بھیڑ اس کے گرد جمع ہو جاتی۔ آخر حضرت عیسٰی ؑ نے لوگوں کی باری مقرر کر دی وہ دن چڑھے آتا اور دوپہر ڈھلے غائب ہو جاتا۔ اس کے بعد عیسٰی ؑ نے امیروں کو نافرمانی کی وجہ سے کھانے سے منع کر دیا تب لوگوں کو یہ شرارت سوجھی کہ لوگوں کو بہکانا شروع کیا کہ یہ جادو ہے آخر اس کی سزا میں خدا نے تین سو تینتیس آدمیوں کو سور بنا دیا کہ صبح اٹھ گھوڑے پر جا کر گوہ کھاتے تھے اور تین روز تک زندہ رہ کر مر گئے اور یہ خوان چونکہ یکشنبہ کو نازل ہوا تھا لہٰذا نصرانیوں نے اسے عید کا دن قرار دیا (ختم ہوا حاشیہ)

مولانا مرحوم نے کھانوں کی جو تفصیل لکھی ہے۔ وہ تفسیر صافی اور تفسیر مجمع البیان میں نہیں ملتی جن میں سات بڑی بڑی روٹیاں بیان کی گئی ہیں اور گوشت۔

Marfat.com

## ۱۰- حضرت عیسیٰؑ کا قصہ

پ ۱۶ مریم ع ۲- آیت ۳۰، ۱- حضرت عیسیٰ نے کہا بیشک میں خدا کا بندہ ہوں مجھے اس نے کتاب انجیل عطا فرمائی ہے اور نبی بنایا ہے اور میں جہاں کہیں رہوں مجھ کو مبارک بنایا اور مجھ کو جب تک زندہ ہوں۔ نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے کی تاکید کی ہے اور مجھ کو اپنی والدہ کا فرمانبردار بنایا ہے اور سرکش اور نافرمان نہیں بنایا اور خدا کی طرف سے جس دن پیدا ہوا ہوں اور جس دن مروں گا مجھ پر سلام ہے اور جس دن (قیامت میں) زندہ اٹھا کھڑا کیا جاؤں گا یہ ہے مریم کے بیٹے عیسیٰ کا سچا سچا واقعہ جس میں لوگ خواہ مخواہ شک کرتے ہیں

## ۱۱- حضرت عیسیٰؑ کا واقعہ

پ ۱۸ المومنون ع ۳- آیت ۵۰، ۱- ہم نے عیسٰی اور ان کی ماں کو اپنی نشانی بنایا تھا اور ہم نے ان دونوں کو ایک اونچی ہموار ٹھہرنے کے قابل زمین پر رہنے کی جگہ دی۔

حاشیہ مریمؑ کے حال میں پڑھو۔

## ۱۲- حضرت عیسیٰؑ کا قصہ

پ ۲۷- الحدید ع ۴- آیت ۲۷، ۱- اور ہم نے ان کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور ان کو انجیل عطا کی اور جن لوگوں نے ان کی پیروی کی ان کے دلوں میں شفقت اور مہربانی ڈال دی اور رہبانیت دلذات سے کنارہ کشی) یہ ان لوگوں نے خود ایک نئی بات نکالی تھی ہم نے ان کو اس کا علم نہیں دیا تھا۔

---

اسلام میں نہ اعراض عن الدنیا جائز ہے نہ انہماک فی الدنیا یعنی اسلام نے ان دونوں کے بیچ میں ایک علیحدہ راستہ قائم کیا ہے وہ یہ کہ دین و دنیا دونوں کو سمو دیا ہے

یعنی دنیوی معاملات کے بیچ میں رہ کر دینی کام کرتا کہ دنیا کا کام بھی چلتا رہے اور دین کا بھی مرضی الہیٰ کے مطابق کیا جائے گا دین کا کام بھی بن جائے گا۔

## ۱۳۔ حضرت عیسیٰؑ کا قصہ

پ ۲۸۔ الصف ۶۱۔ آیت ۶۔ جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں اور جو کتاب توریت میرے سامنے موجود ہے اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک پیغمبر جن کا نام احمد ہوگا اور جو میرے بعد آئیں گے ان کی خوشخبری سناتا ہوں تو جب وہ پیغمبر (احمد نام) آئے واضح و روشن معجزے لے کر آیا تو کہنے لگے یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔

لہ۔ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کی اس پیش گوئی کو انجیل سے نکال دیا اسے بہت سے تصرفات پادریوں نے انجیل میں کر لئے ہیں۔

## ۱۴۔ عیسیٰؑ کا قصہ

پ ۲۸۔ الصف ۶۱۔ آیت ۱۴۔ عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا خدا کی طرف بلانے میں میرے مددگار کون کون ہیں۔ حواریوں نے کہا ہم خدا کے مددگار ہیں۔ بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ان پر ایمان لایا اور ایک گروہ کافر رہا تو جو لوگ ایمان لائے ہم نے ان کو ان کے دشمنوں کے مقابل مدد دی تو آخر وہی غالب رہے

## ۴۰۔ حضرت شمعونؑ کا قصہ

حضرت یونسؑ کے قصہ ۳ کا پہلا حاشیہ پڑھیے

## ۴۱۔ حبیب النجار کا قصہ

حضرت یونسؑ کے قصہ ۳ میں پڑھیے

Marfat.com

# ۴۲۔ حزقیل کا قصہ اور نوروز کا واقعہ

پ البقرہ آیت ۲۴۴:۔ اے رسول کیا تم نے ان لوگوں کے حال پر نظر کی جو موت کے ڈر کے مارے اپنے گھروں سے نکل بھاگے اور وہ ہزاروں آدمی تھے پس خدا نے ان سے کہا مر جاؤ پھر خدا نے انہیں زندہ کیا۔ بیشک خدا لوگوں پر بڑا مہربان ہے لیکن بہت سے لوگ اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔

باختلاف روایات چار یا آٹھ یا دس یا بیس یا چالیس یا ستر ہزار آدمی تھے جو طاعون یا وبا کے خوف سے بھاگے تھے آخر موت کے پنجے سے نہ چھوٹے اور سب کے سب مر کر ڈھیر ہو گئے۔ ایک عرصہ کے بعد حزقیل کا ادھر سے گزر ہوا آپ نے دعا کی خدا کا حکم ہوا چلوؤں میں پانی لے کر چھڑکو، چنانچہ آپ چھڑکتے جاتے تھے اور لوگ زندہ ہوتے جاتے تھے۔ چونکہ یہ واقعہ نوروز کے دن کا تھا اس لئے خدا نے ایک کا دوسرے پر پانی چھڑکنا سنت قرار دیا افسوس ہمارے بھائیوں نے اسے ہولی سے مشابہ کر دیا خدا ہدایت کرے یہ واقعہ ہم نے مولانا فرمان علی صاحب کے مترجمہ قرآن کے حاشیہ سے نقل کیا ہے۔

م ۱:۔ جان کا بچانا کوئی بڑی بات نہ تھی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو مار دیا کافی وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ یہ تھا کہ ایک بستی میں تقریباً ساٹھ ستر ہزار آدمی رہتے تھے ان میں مالدار بھی تھے اور غریب بھی۔ اتفاقاً طاعون کی وبا پھیلی مالداروں نے جن کے پاس سواریاں تھیں وہاں سے بھاگنے کا ارادہ کیا۔ غریبوں نے کہا ہمیں بھی ساتھ لے لیجئے انہوں نے ان کو ساتھ نہ لیا اور خود نکل بھاگے ان کا یہ عمل خدا کو ناگوار ہوا نتیجہ یہ ہوا کہ بستی کے غریب تو بچ گئے اور وہ امیر موت کا لقمہ بن گئے۔ خدا نے سب کو مار دیا۔ حزقیل نبی جو اوصیائے موسیٰ علیہ السلام سے تھے

جب ادھر سے گزرے تو انہوں نے دعا کی اور وہ زندہ ہو گئے۔

۲ء۔ نوروز کا تہوار درحقیقت ایرانیوں کا تہوار ہے عربی زبان میں تو اس کے لئے کوئی لفظ نہیں۔ نیروز فارسی کے نوروز سے معرّب کر لیا گیا ہے جو دھوم دھڑکے اس تہوار میں ہولی کی طرح ہوتے ہیں وہ ایرانیوں کی نقل ہے اس دن کے لئے بہت سی دعائیں بھی وضع کر لی گئی ہیں اور توجیہات پیدا کر لی گئی ہیں۔ عبادت بہرحال عبادت ہے کسی روز بھی کر لی جائے لیکن ہمیں تعجب ہوتا ہے جب مومنین ہم سے بھی اور دیگر اہل علم سے بھی یہ سوال کرتے ہیں۔

رنگ کیسا ہے سواری کیسی ہے۔ ہتھیار کیا ہے کس چیز پر سوار ہے کیا کھاتا ہے خدا جانے یہ کس کے متعلق سوال ہوتا ہے ہمیں تو کچھ معلوم نہیں۔ نجومیوں کی کوئی اصطلاح ہوگی بیچارے عوام خواہ مخواہ اس چکر میں پڑے رہتے ہیں۔ رنگ کھیلے جاتے ہیں۔ دستر خوان بچھتے ہیں اور خدا جانے کیا کیا ہوتا ہے پہلے یہ دھوم دھڑکے زیادہ تھے اب تو یہ رنگ روز بروز پھیکا ہوتا جاتا ہے افسوس کوئی اس پر غور نہیں کرتا کہ یہ سواری، رنگ، ہتھیار وغیرہ کسی فرشتے کے متعلق پوچھتے ہیں یا کسی ستارہ کے لئے یا کسی اور عجیب و غریب مخلوق کے لئے۔

# ۴۳۔ ذوالقرنین کا قصّہ

پ ۱۶۔ الکہف ع ۱۱۔ آیت ۸۳ و ۹۰۔ اے رسول لوگ تم سے ذوالقرنین کے متعلق دریافت کرتے ہیں تم کہو میں تم کو ان کا کچھ حال بتائے دیتا ہوں۔ بیشک ہم نے ان کو روئے زمین پر قدرت و حکومت عطا کی تھی اور ہم نے ان کو ہر چیز کے ساز و سامان دے رکھے تھے پس وہ ایک سامان مقرر کے پیچھے پڑا رہا یہاں تک کہ جب چلتے چلتے

Marfat.com

آفتاب کے غروب ہونے کی جگہ پہنچا تو آفتاب اس کو ایسا دکھائی دیا کہ وہ گویا کالی کیچڑ کے چشمہ میں ڈوب رہا ہے اور اس چشمہ کے قریب ایک قوم کو بھی آباد پایا ہم نے کہا اے ذوالقرنین تم کو اختیار ہے خواہ ان کے کفر کی وجہ سے ان کو سزا دو کہ وہ ایمان لائیں یا ان کے ساتھ حسن سلوک کا شیوہ اختیار کرو کہ وہ خود ایمان قبول کریں ۵ ذوالقرنین نے عرض کی جو شخص سرکشی کرے گا تو ہم اس کو فوراً سزا دیں گے آخر پھر تو وہ قیامت میں اپنے پروردگار کے سامنے لایا ہی جائے گا اور وہ بڑی سے بڑی سزا دے گا ۵ اور جو شخص ایمان قبول کرے گا اور اچھے اچھے کام کرے گا تو ویسا ہی اس کے لیے اچھے سے اچھا بدلہ ہے اور بہت جلد اسے اپنے کاموں میں آسان کام کرنے کو کہیں گے پھر اس نے (ذوالقرنین) ایک دوسری راہ اختیار کی۔ یہاں تک کہ جب چلتے چلتے آفتاب کے طلوع ہونے کی جگہ پہنچا تو آفتاب اسے ایسا دکھائی دیا گویا کچھ لوگوں کے سروں پر طلوع کر رہا ہے جن کے لیے ہم نے آفتاب کے سامنے کوئی آڑ نہیں بنا لی تھی اور تھا بھی ایسا ہی ذوالقرنین کے پاس جو کچھ تھا ہمیں اس سے پوری واقفیت تھی ۵ غرض اس نے ایک اور راہ اختیار کی یہاں تک کہ چلتے چلتے روم میں ایک پہاڑ کے کنگروں کی دیواروں کے بیچوں بیچ پہنچ گیا تو ان دونوں دیواروں کے اس طرف ایک قوم کو آباد پایا جو بات بہت کچھ سمجھ ہی نہ سکتی تھی (مترجم کے ذریعہ سے) انہوں نے عرض کی اے ذوالقرنین گھاٹی کے ادھر یاجوج و ماجوج ملک میں فساد پھیلایا کرتے ہیں تو اگر آپ کی اجازت ہو تو ہم لوگ اس غرض سے آپ کے پاس چندہ جمع کر دیں کہ آپ ہمارے اور ان (یاجوج و ماجوج) کے درمیان ایک دیوار بنا دیں ۵ ذوالقرنین نے کہا میرے پروردگار نے خرچ کی جو قدرت مجھے دے رکھی ہے وہ تمہارے چندہ سے کہیں بہتر ہے (اس کی ضرورت نہیں) ہاں تم فقط قوت سے مجھے مدد دو تاکہ میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک روک بنا دوں۔

Marfat.com

اچھا مجھے کہیں سے لوہے کی سلیں لادو۔ چنانچہ وہ لوگ لے آئے) اور ایک بڑی دیوار بنائی یہاں تک کہ دونو کنگروں کے درمیان دیوار کر بلند کر کے ان کو برابر کر دیا پھر حکم دیا کہ اس کے گرد آگ لگا کر دھونکو یہاں تک کہ جب اس کو دھونکتے دھونکتے لال انگارہ بنادیا تو کہا اب ہم کو تانبا دو کہ اس کو پگھلا کر دیوار پر انڈیل دیں ٥ غرض وہ ایسی اونچی مضبوط دیوار بنی کہ نہ تو یاجوج ماجوج اس پر چڑھ سکتے تھے اور نہ اس میں نقب لگا سکتے تھے۔ ذوالقرنین نے دیوار کو دیکھ کر کہا کہ یہ میرے پروردگار کی مہربانی ہے۔ جب میرے پروردگار کا وعدہ (قیامت) آئے گا تو اسے ڈھا کر ہموار کردے گا اور میرے پروردگار کا وعدہ سچا ہے۔

ملہ ۱ ۔ ذوالقرنین کا اصلی نام عبداللہ یا عیاش تھا۔ ضحاک کے بیٹے تھے ان کو سکندر بھی کہتے ہیں۔ یہ روم کے بادشاہ تھے اس امر میں اختلاف ہے کہ یہ پیغمبر بھی تھے یا نہیں۔ لیکن ان کے مقرب بارگاہ الٰہی ہونے میں کلام نہیں۔ ان پر وحی کا ہونا تو یہ بتاتا ہے کہ نبی تھے۔ اشرار قوم کے ہاتھوں ان کے ماتھے پر دو بار ضرب لگی۔ جس کے نشانوں کی وجہ سے لوگ ان کو ذوالقرنین کہنے لگے ان کی حکومت مشرق سے مغرب تک تھی۔ شرق سے غرب تک حکومت کرنے والے اسلام میں دو ہی بادشاہ ہوئے ہیں۔ ایک سلیمان ؑ دوسرے ذوالقرنین اور کافروں میں بھی دو ایسے ہوئے ہیں ایک نمرود دوسرے بخت النصر

ملہ ۱ ۔ ذوالقرنین نے جس قوم کے لئے دیوار بنائی تھی وہ بڑے قدآور تھے سرخ بال والے اور کرنجی آنکھوں والے تھے۔ لباس حیوانوں کی کھال تھی اور غذا جانوروں کا گوشت۔ اور ایسے وحشی تھے کہ انہیں گھر بنانے کا سلیقہ بھی نہ تھا۔ جانوروں کی طرح بسر اوقات کرتے تھے۔ کڑی دھوپ

Marfat.com

یا بارش کے وقت پہاڑوں کے غاروں میں جا گھستے تھے اس قوم کا نام ناسک تھا
۳۔ یاجوج ماجوج کے متعلق مولانا فرمان علی صاحب مرحوم نے لکھا ہے کہ یہ
حضرت یافث بن نوح کی اولاد سے دو گروہ ہیں۔ بعض کو ترک اور بعض کو پہاڑی
کہتے ہیں بہرحال لوگ تین قسم کے تھے ایک ایسے لمبے تڑنگے جن کے قد تاڑ جیسے
تھے اور دوسرے ایسے چوڑے کہ ان کی لمبان چوڑان برابر تھی اور تیسرے بڑے کہ ان کا
ایک کان اوڑھنا اور ایک بچھونا تھا اور ان کی تعداد چار لاکھ تھی اور ان میں سے کوئی نہ
جب تک اپنے نطفہ سے ایک ہزار جوان لڑنے والے نہ دیکھ لیتا۔ یہ اس قدر قوی
تھے کہ لوہے اور پہاڑ کی بھی ان کے سامنے کوئی ہستی نہ تھی۔ گھاس پتے آدمی
جانور حرام و حلال ہر چیز کھاتے تھے جب یہ لوگ کسی پر حملہ کرتے تو اس کا
ستیاناس کر دیتے۔

اس روایت کو قبول کرنے پر عقل راضی نہیں ہوتی اگر یہ کہا جاتا کہ یہ انسان کی نوع
سے الگ خدا کی ایک مخلوق تھی تو قبول نہ کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی مگر دشواری یہ پیش آرہی
ہے کہ اس قوم کو یافث بن نوح کی اولاد سے بتایا جاتا ہے۔ کسی انسان کی اولاد میں
اتنا عظیم الشان بجز صدی دو صدی کے بعد پیدا ہو جاتا کہ شکل و صورت، قد و قامت
غور کر کوئی انسانوں کی سی رہی نہیں، عقل میں آنے والی بات نہیں۔ انسان کی اولاد ہو
اتنے لمبے کان ہو جانا کہ لحاف بچھونے کا کام دینے لگیں؟ کس طرح قبول کر لیا جائے
اس کو چھوڑو کہ وہ کیا کیا کھاتے تھے اور اپنی طاقت کے کیا کیا کرشمے دکھاتے
تھے سب سے عجیب بات یہ ہے کہ ان میں سے کوئی اس وقت تک نہ مرتا تھا
جب تک کہ اس کے نطفہ سے ایک ہزار لڑاکو بیٹے پیدا نہ ہو جاتے تھے گویا یہ
سب کچھ ان کے اختیار میں تھا۔ دنیا میں کوئی ذی حیات آج تک ایسا پیدا
نہیں ہوا جس کو اپنی اولاد پیدا کرنے پر اتنی قدرت ہو اور وہ بھی اس شان سے

کہ سب کے سب رستم و سہراب بنے ہوئے خدا کے گھر سے آئیں۔ غرض اس روایت کی کوئی چول صحیح نہیں بیٹھتی۔ قرآن کریم جیسی مقدس کتاب کے صفحات کو ایسی بے تک باتوں سے محفوظ رکھنا چاہیے تھا۔

ہے ۴۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اس زمانہ کے لوگ صنعتی ترقی پر بڑے نازاں ہیں وہ ذرا دیکھیں کہ اب سے ہزارہا سال پہلے لوگ لوہے کی سلیں بنانے پر قدرت رکھتے تھے کن حالات سے کام لے کر وہ ایسے ہموار سلیں بناتے تھے کہ بجائے اینٹوں کے کام میں لائی گئیں۔ آج بجلی کی بھٹیوں سے جو کام ہو رہا ہے وہ لوگوں کو حیرت میں ڈال رہا ہے وہ ذرا ان شعلہ خیز بھٹیوں کا بھی تصور کریں جو تانبا پگھلاتی تھیں کہ لوہے کی سلوں کی درزوں میں اس کو انڈیل دیا جاتا تھا۔ وہ کونسی مشین تھی جو پہاڑوں کی بلندی کی برابر دیوار تک پگھلا ہوا تانبا لے جاتی تھی اور پھر انڈیل دیتی تھی۔

ہے ۵۔ کوئی مفسر یہ نہیں بتاتا کہ اب وہ قوم یاجوج ماجوج کہلاتی تھی، کہاں بستی تھی اور ہماری نظروں سے غائب کیوں ہو گئی ہے۔ قرآن کہتا ہے قیامت میں وہ ہر طرف سے نکل پڑیں گے۔ ماننا پڑے گا کہ جس کو خدا چھپاتا ہے عام نگاہیں پھر ان کو نہیں دیکھ سکتیں۔ حضرت حجت کے غائب ہونے پر لوگ طرح طرح کے اعتراض کرتے ہیں لیکن چشمہ آب حیات، یاجوج ماجوج، دیوار ذوالقرنین اور اصحاب کہف کی نسبت پر کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ یہ سب چیزیں روئے زمین پر موجود ہیں مگر کسی سیاح کو آج تک ڈھونڈے نہیں ملتی۔

ہے ۶۔ سکندر ذوالقرنین نے جو دیوار بنائی تھی وہ قیامت تک باقی رہنے والی چیز تھی مگر وہ اب کہاں ہے کوئی اس کا پتہ نہیں بتاتا۔ جن لوگوں کا خیال ہے کہ چاپنا دال دہی ہے جو سکندر نے بنائی تھی تو بالکل غلط۔ دیوار چین تو اینٹوں اور پتھروں کی بنی ہوئی ہے نہ کہ لوہے کی سلوں کی لہٰذا معلوم ہوا کہ وہ کوئی اور

Marfat.com

دیوار تھی جسے نظر خلائق سے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ جب یاجوج و ماجوج برآمد ہوں گے تو یہ دیوار بھی ظاہر ہو گی۔ تاکہ یاجوج ماجوج کے تصرف سے خدا کے بندے محفوظ رہیں

# ۴۴۔ یاجوج و ماجوج کا قصّہ

ان کا قصہ ذوالقرنین کے قصہ میں پڑھیئے۔

# ۴۵۔ اصحاب رس کا قصّہ

پ ۱۹۔ الفرقان ع ۴۔ آیت ۳۸۔ اس طرح عاد و ثمود اور اصحاب رس (نہر والوں) اور ان کے درمیان بہت سی جماعتوں کو ہم نے ہلاک کر ڈالا اور ہم نے ہر ایک کی مثل بیان کر دی تھی اور خوب سمجھایا مگر نہ مانے آخر ہم نے ان کو ملیا میٹ کر دیا اور یہ لوگ (کفار مکہ) اس بستی پر ہو آئے ہیں جس پر پتھروں کی بڑی بارش کی گئی تھی تو کیا ان لوگوں نے اس سے کچھ سمجھا نہ ہوگا۔ مگر بات یہ ہے کہ یہ لوگ مرنے کے بعد جی اٹھنے کی امید ہی نہیں رکھتے۔

---

اصحاب رس صنوبر کے درخت کی پوجا کرتے تھے اور ان کے بارہ بشر ایک نہر کے کنارے جس کا نام رس تھا آباد تھے اور ان شہروں کے وہی نام تھے جو فارسی مہینوں کے ہیں اور ہر شہر میں ایک صنوبر کا درخت تھا اور اس تک اسی نہر کی ایک شاخ لاڈالی تھی اور اس کا پانی کسی کو استعمال نہ کرنے دیتے تھے۔ ہر مہینہ ایک شہر میں جمع ہوتے اور اس درخت پر قربانی چڑھاتے سجدہ کرتے اور سال بھر میں ایک مرتبہ نوروز کے دن سب سے بڑے شہر میں جو دارا لسلطنت تھا اور جس کا نام اسفندار تھا وہیں صنوبر کا اصل درخت تھا جسے یافث بن نوح

نے لگایا تھا اور اسی کے بیج سے ہر شہر میں ایک درخت لگایا تھا۔ سب کے سب جمع ہوتے اور خاص طور سے پوجا پاٹ کرتے آخر ان کو سمجھانے کے لئے یہودا ابن یعقوب کی نسل سے ایک پیغمبر آئے اور ان کو ہدایت کی مگر ان لوگوں نے نہ مانا بلکہ ان کو اس نہر کے قریب ایک کنواں کھود کر قید کر دیا اور اوپر پتھر رکھ دیا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تو رحمت خدا میں داخل ہوئے اور ان لوگوں کو سیاہ بادل نے گھیر لیا اور پھر اس میں سے ایک بجلی چمکی جس نے ان سب کو جلا کر خاک کر دیا۔

# ۴۶۔ اصحاب کہف و رقیم

پ ۱۵ کہف ۱۰۔ اے رسول کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ اصحاب کہف و رقیم (غار اور تختی والے) ہماری قدرت کی نشانیوں میں سے ایک عجیب نشانی تھے ○ کہ ایک گی کچھ جوان غار میں آ پہنچے اور دعا کی اے ہمارے پروردگار ہمیں اپنی بارگاہ سے رحمت عطا فرما اور ہمارے واسطے ہمارے کام میں کامیابی عطا کر ○ تب ہم نے کئی برس تک غار میں ان کے کانوں پر پردے ڈال دیئے ○ پھر ہم نے ان کو جو نکایا تاکہ ہم دیکھیں کہ دو گروہوں میں کس کو غار میں ٹھہرے کی مدت خوب یاد ہے ○ اے رسول اب ہم تم سے ان کا حال بالکل ٹھیک ٹھیک بیان کرتے ہیں وہ چند جوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کی سوجھ بوجھ اور زیادہ کر دی اور ہم نے ان کے دلوں پر (صبر و استقلال) گرہ لگا دی (کہ جب دقیانوسی بادشاہ نے انہیں کفر پر مجبور کیا) تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے ہمارا پروردگار تو سارے آسمان و زمین کا مالک ہے ہم تو اس کے سوا کسی معبود کی ہرگز عبادت کریں گے اگر ہم ایسا کریں تو یقیناً ہم نے عقل سے دور بات کہی ○

Marfat.com

(افسوس ہے) کہ یہ ہماری قوم کے لوگ ہیں جنہوں نے خدا کو چھوڑ کر دوسرے معبود بنائے ہیں کوئی صریح دلیل کیوں پیش نہیں کرتے اور جو شخص خدا پر جھوٹ بہتان باندھے اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا (پھر باہم کہنے لگے) جب تم نے لوگوں سے اور ان معبودوں سے جن کو وہ پوجتے ہیں کنارہ کشی کرلی تو چلو فلاں غار میں جا بیٹھیں تمہارا پروردگار اپنی رحمت تم پر وسیع کر دے گا اور تمہارے کام میں تمہارے لئے آسانی کے سامان مہیا کر دے گا ○ غرض وہ غار میں جا بیٹھے کہ جب سورج نکلتا ہے تو تو دیکھے گا کہ (وہ) ان کے غار سے داہنی طرف جھک کر نکل جاتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو ان سے بائیں طرف کترا جاتا ہے وہ غار کے اندر ایک وسیع جگہ میں بیٹھے ہیں ○ یہ خدا کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے تو جن کو خدا ہدایت کرے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جس کو گمراہی میں چھوڑ دے تو پھر تم اس کا کوئی سرپرست یار ہنما نہ پاؤ گے ○ تو ان کو سمجھے گا کہ وہ جاگتے ہیں حالانکہ وہ (گہری نیند) سو رہے ہیں اور ہم کبھی داہنی طرف اور کبھی بائیں طرف کروٹیں دلوا دیتے ہیں اور ان کا کتا اپنے آگے کے دونو پاؤں پھیلائے چوکھٹ پر ڈٹا بیٹھا ہے (ان کی حالت یہ ہے کہ) اگر کہیں تو ان کو جھانک کر دیکھے تو الٹے پاؤں بھاگ کھڑا ہو اور تیرے دل میں وحشت سما جائے ○ جس طرح اپنی قدرت سے اس کو سلایا) اسی طرح (اپنی قدرت سے جگا اٹھایا کہ آپس میں کچھ پوچھ گچھ کریں ان میں سے ایک بولنے والے نے کہا بھئی آخر تم اس غار میں کتنی مدت ٹھہرے؟ کہنے لگے (ٹھہرے کیا بس) ایک دن یا ایک دن سے بھی کم (اس کے بعد) کہنے لگے اللہ ہی تم سے بہتر جانتا ہے کہ کتنے دن ٹھہرے (اچھا) تو اب اپنے میں سے کسی کو اپنا یہ روپیہ دیکھ کر شہر میں بھیجو تو (کہ وہ جاکر) دیکھ بھال لے کہ وہاں کا کونسا کھانا بہت اچھا ہے

اور پھر اس میں سے بقدر ضرورت تمہارے واسطے لے آئے اور اسے چاہئے کہ وہ آہستہ چلے سے آجائے اور کسی کو تمہاری خبر نہ ہونے دے اس میں شک نہیں کہ اگر ان لوگوں کو تمہاری خبر لگ گئی تو پھر اہم کو سنگسار ہی کر دیں گے یا پھر اپنے دین کی طرف پھیر کر لے جائیں گے پھر ہم کبھی کامیاب نہ ہوں گے ہم نے یوں ان کی حالت پر اطلاع کرائی تاکہ وہ لوگ دیکھ لیں کہ خدا کا وعدہ یقیناً سچا ہے اور قیامت میں آنے میں کچھ شبہ نہیں ان کے بارے میں لوگ باہم جھگڑنے لگے کچھ لوگوں نے کہا ان کے غار پر بطور یادگار کوئی عمارت بنوا دو ان کا رب تو ان کے حال سے خوب واقف ہی ہے ان کے بارے میں جن لوگوں کی رائے غالب آئی انہوں نے کہا ہم تو ان کے غار پر ایک مسجد بنائیں گے۔

قریب ہے کہ لوگ (نصاریٰ نجران) کہیں گے کہ وہ تین آدمی تھے چوتھا ان کا کتا تھا اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ پانچ آدمی تھے اور چھٹا ان کا کتا تھا۔ یہ سب غیب کی باتوں میں اٹکل لگاتے ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا ہے (اور رسول) تم کہہ دو ان کا شمار ان کا پروردگار ہی جانتا ہے اور ان کی گنتی کو تھوڑے ہی لوگ جانتے ہیں پس اے رسول تم ان لوگوں سے اصحاب کہف کے بارے میں سرسری گفتگو کے سوا زیادہ نہ جھگڑو اور اس بارے میں ان لوگوں سے کچھ پوچھو مت

---

ملہ د۔ علماء کا زیادہ اتفاق اس پر ہے کہ اصحاب کہف چھ آدمی تھے جس شہر میں رہتے تھے اس کا نام افسوس تھا اور بادشاہ کا نام دقیانوس تھا جو لوگوں کو بتوں کی پرستش پر مجبور کرتا تھا جو ان کو خدا نہ مانتا وہ مارا جاتا تھا۔ شہر کے دروازے پر دربان معین تھا کہ جو شہر سے باہر نکلے وہ پہلے بتوں کو سجدہ کرلے۔ اصحاب کہف خدائے واحد و یکتا کی عبادت کرنے والے تھے جب ان لوگوں

Marfat.com

نے بُت پرستی کی یہ حالت دیکھی اور اپنے کو ہر طرح مجبور پایا کہ یا تو جان دیں یا بُتوں کو پوجیں تو آخر ایک دن شکار کے بہانے سے شہر سے باہر نکلے جب آبادی سے دور ہوئے تو ایک چرواہے پر نظر پڑی ان لوگوں نے اس کو ہدایت کر کے اپنا ساتھی بنانا چاہا مگر وہ ان کے کہنے میں نہ آیا مگر اس کا کتا جس کا نام قطمیر تھا ان کی باتیں سن رہا تھا وہ ان کے ساتھ ہو لیا۔ جب دقیانوس کو پتہ چلا کہ وہ لوگ مجھ سے اور بت پرستی سے متنفر ہو کر بھاگ گئے ہیں تو اس نے چند سواروں کے ساتھ ان کا پیچھا کیا۔ جب ان لوگوں نے سواروں کو آتے دیکھا تو خوف کے مارے ایک پہاڑ کے غار میں جا گھسے اور بیساختہ ان کی زبان سے نکلا حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل۔ غرض اس غار میں ان کا جانا تھا کہ خدا نے نیند کو ان پر غالب کر دیا اور وہ سب کے سب سو گئے اور کتا غار کے دروازے پر آگے کے دونوں پاؤں کو پھیلا کر بیٹھ رہا۔ چونکہ یہ لوگ پہاڑ کے غار میں جا چھپے تھے اس لئے ان کو اصحاب کہف یعنی غار والے لوگ کہتے ہیں۔

جب دقیانوس غار کے پاس پہنچا تو اپنے وزیر سے جس کا نام داریوس تھا اور جو باطن میں باایمان تھا کہنے لگا کوئی غار کے اندر جائے اور دیکھے ان کا کیا حال ہے اس نے اندر جا کر ہر چند ان لوگوں کو پکارا مگر کوئی آواز نہ آئی چونکہ اس کو اصحاب کہف کی نجات مقصود تھی باہر آکر کہنے لگا وہ سب تیرے خوف سے مر گئے یہ سن کر دقیانوس خوش ہو گیا اور حکم دیا غار کے دروازے کو بند کر دو۔ داریوس نے ایک تختی پر ان لوگوں کے نام ونسب اور بھاگنے کی تاریخ ایک تختی پر لکھ کر غار کے دروازے پر لٹکا دی اس لئے ان کو اصحاب رقیم کہتے ہیں۔ جس کے معنی تختی کے ہیں۔

غرض یہ لوگ غار میں سوئے تو سوئے تین سو برس تک سوتے رہے

Marfat.com

اس مدت میں دقیانوس کو مرے مدت ہو گئی تھی اس کے بعد کئی بادشاہ ہوئے جب یہ لوگ جاگے تو دروازہ بند پایا متحیر تھے کہ کیوں کر کھولیں تو ان میں سے ایک نے بارگاہ باری میں عرض کی میں نے ایک مزدور کو ایک دن ایک کام کے واسطے رکھا تھا وہ آدھا دن کام کر کے چلا گیا میں نے اس کی مزدوری سے ایک گائے کا بچہ خرید کر گلے میں چھوڑ دیا اس کی نسل بڑھی اور کئی ہو گئے - کچھ عرصہ بعد جب وہ مزدور تنگ دست ہوا تو میرے پاس مزدوری مانگنے آیا میں اسے اپنے ساتھ جنگل میں لے گیا اور کہا یہ گلہ تیرا ہے اور وہ سب جانور اس کے حوالے کر دیئے پس اے خدا اگر یہ سب کام میں نے تیری خوشنودی کے لئے تھے تو اس دروازے کو کھول دے چنانچہ تہائی دروازہ کھل گیا اسی طرح اور دو لوگوں نے اپنی نیکیاں بیان کر کے دعا کی دروازہ پورا کھل گیا اور غار میں روشنی ہو گئی اب ان میں باہم مشورہ ہوا کہ ایک شخص شہر میں جا کر کچھ کھانے کو لائے مگر اس طرح کہ کسی کو خبر نہ ہو وہ سب اسی خیال میں تھے کہ ایک دن یا اس سے بھی کم سوئے ہیں۔

غرض ملیخا نامی ایک شخص دس درہم لے کر شہر میں آئے تو تعجب سے کہنے لگے ہائیں ایک دن - اس شہر کا حال کیسے بدل گیا کوئی شخص پہچان میں نہ آیا ایک دکان پر پہنچ کر روٹیاں خریدیں اور دقیانوسی درہم دکاندار کر دیئے - نانبائی نے کہا یہ دقیانوسی سکہ تمہارے ہاتھ کہاں سے لگا - معلوم ہوتا ہے تم نے کوئی خزانہ پایا ہے ملیخا نے کہا کہیں سے نہیں کیا یہ دقیانوسی حکومت نہیں - غرض اس پر جھگڑا ہونے لگا لوگ جمع ہو گئے اور اس کو پکڑ کر قاضی کے پاس لے گئے - قاضی کی سمجھ میں جب یہ بات نہ آئی تو بادشاہ کے پاس لے گیا وہ رو کر کہنے لگے مجھے دقیانوس کے پاس نہ لے جاؤ وہ مجھے مار ڈالے گا لوگوں نے پوچھا دقیانوس کون - وہ کہنے لگے شہر کا بادشاہ لوگوں نے کہا تو دیوانہ ہو گیا ہے

Marfat.com

مدت ہوئی کہ واصل جہنم ہوا۔ اب تو فلاں بادشاہ ہے جو عیسےٰ ؑ کے دین کا پابند ہے۔ غرض اس کو بادشاہ کے پاس لے گئے وہاں تلیخا نے اپنا پورا قصہ سنایا بادشاہ اسے ساتھ لے کر غار کے پاس آیا تو تختی پر ان لوگوں کے نام دیکھے تلیخا نے کہا میں اپنے ساتھیوں کو بلائے لاتا ہوں آپ یہیں ٹھہریں غرض وہ غار کے اندر گئے اور دروازہ بند ہو گیا اور وہ سب پھر سو گئے اس وقت سے اب تک سو رہے ہیں۔

---

ف ۱- یہ غار دمشق کے ایک پہاڑ پر ہے لوگ وہاں جاتے ہیں اور جو مسجد بنی ہے اس میں نماز پڑھتے ہیں۔

ف ۲- ہزاروں برس سے یہ لوگ وہاں سو رہے ہیں، قدرت خدا دیکھو کہ وہ زندہ ہیں قدرت کا ہاتھ انہیں کروٹیں دلاتا رہتا ہے۔ کسی حشرات الارض کی طاقت نہیں کہ ان کے بدن پر کوئی تصرف کر سکے۔

ف ۳- باوجودیکہ یہ غار موجود ہے مگر کسی کی طاقت نہیں کہ اسے کھول کر اندر جا سکے جسے خدا چھپائے اسے کون ظاہر کر سکتا ہے۔ بس اگر حضرت حجت عجل اللہ فرجہ تک لوگ نہیں پہنچ سکتے تو کیا تعجب ہے۔

ف ۴:- یہ کتا بھی کتنا دلیر اور خداشناس ہے کہ ڈنڈا بٹھائے نہ روتا ہے نہ چیختا ہے جانتا ہے کہ خاصان خدا جب میرے پاس ہیں تو مجھے کوئی حادثہ پیش نہیں آ سکتا یہ ہے اصحاب کہف کا یار غار۔

---

# ۴۷- اصحاب اخدود

پ ۳۰- البروج- کفار مکہ میں اس طرح ہلاک ہوں گے جیسے خندق والے ہلاک کر

Marfat.com

کر دیئے گئے جو خندقیں آگ کی بھٹیں جن میں دانہوں نے مسلمانوں کے لئے ایندھن جھونک رکھا تھا اور خندقوں پر بیٹھے اس سلوک کو دیکھ رہے تھے اور ان کو مومنین کی یہی بات بُری معلوم ہوتی تھی کہ وہ اس خدا پر ایمان لائے تھے جو زبردست اور سزاوارِ حمد ہے ۔

---

اصحاب اخدود کا قصّہ یہ ہے کہ ایک حبشی کو اللہ نے حبشیوں پر پیغمبر بنا کر بھیجا ان کا ایک بادشاہ تھا جس کا نام ودنواس تھا وہ لوگوں سے اپنی اور بتوں کی پرستش کراتا تھا غرض پیغمبر نے ہر چند سمجھایا مگر چند آدمیوں کے سوا کسی پر کوئی اثر نہ ہوا۔ آخر جنگ کی نوبت آئی اور پیغمبر کے بہت سے اصحاب مارے گئے جو باقی بچے وہ قید ہوئے اور ان کے واسطے چالیس گز لمبی اور بارہ گز چوڑی نہر کھدوائی اور اسے آگ سے بھر دیا اور ایک منادی نے آواز دی کہ جو ہمارے دین پہ ہے وہ الگ ہو جائے اور جو پیغمبر کے دین پر ہے وہ اس آگ میں کود پڑے آخر مومنین نے نہایت خوشی سے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کودنا شروع کیا جب ایک عورت کی باری آئی جس کی گود میں تین ماہ کا بچہ تھا تو اس کو کچھ تامل ہوا مگر خدا کی شان کہ بچہ نے باآواز بلند کہا کہ اے ماں کچھ خوف نہ کر اور مجھے لئے ہوئے کود پڑ وہ بھی جا گری بس پھر کیا تھا خدا نے فوراً ایک ہوا بھیجی جس نے وہ ساری آگ بادشاہ اور اس کے لشکر کی طرف اڑا دی اور وہ سب جل کر خاکستر ہو گئے اور مومنین صحیح وسلامت وہاں سے نکل آئے ۔

---

## ۴۸- باغ والوں کے دو قصّے

---

پ ۱۵- الکہف ع ۵- آیت ۳۲ ؛ - دا ے رسول ان لوگوں سے ان دو شخصوں کا

Marfat.com

قصہ بھی بیان کرو کہ ان میں سے ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ دے رکھے ہیں اور ہم نے ان کے چوگرد خرمے کے درخت لگا دیئے ہیں ان دونو باغوں کے درمیان کھیتی بھی لگائی ہے ٥ وہ دونوں باغ سے خوب پھل لائے اور پھل لانے میں کچھ کمی نہیں کی اور ہم نے ان دونو باغوں کے درمیان نہر بھی جاری کر دی ہے جب اسے پھل ملا تو اپنے ساتھی سے جو اس سے باتیں کر رہا تھا کہنے لگا کہ میں تجھ سے مال میں بھی زیادہ ہوں اور جتھے میں بھی (یہ باتیں کرتا ہوا) اپنے باغ میں جا پہنچا حالانکہ اس کی حالت یہ تھی کہ کفر کے باعث اپنے اوپر ظلم کر رہا تھا۔ غرض وہ کہنے لگا مجھے تو اس کا گمان تک بھی نہیں ہوتا کہ کبھی یہ باغ اجڑ جائے گا اور میں تو یہ بھی خیال نہیں کرتا کہ قیامت قائم ہوگی اور بالفرض ہوئی بھی تو جب اپنے پروردگار کی طرف لوٹایا جاؤں گا تو اس سے کہیں بہتر جگہ پاؤں گا اس کا ساتھی جو اس سے باتیں کر رہا تھا کہنے لگا کیا تو اس پروردگار کا منکر ہے جس نے پہلے تجھے مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تجھے ٹھیک مرد (آدمی) بنا دیا لیکن ہم تو سمجھتے ہیں کہ وہی خدا میرا پروردگار ہے اور میں تو اپنے پروردگار کا کسی کو شریک نہیں بناتا اور جب تو اپنے باغ میں آیا تو یہ کیوں نہ کہا کہ یہ سب (ماشاءاللہ) خدا ہی کے چاہے سے ہوا ہے (میرا کچھ بھی نہیں کیونکہ) بغیر خدا کی مدد کے کسی میں کچھ بھی سکت نہیں اگر مال اور اولاد کی وجہ سے تو مجھے کم سمجھتا ہے تو عنقریب میرا پروردگار مجھے وہ باغ عطا فرمائے گا جو تیرے باغ سے کہیں بہتر ہوگا اور تیرے باغ پر کوئی ایسی آفت نازل کرے کہ چکنا صفاچٹ میدان ہو جائے گا اس کا پانی نیچے اتر کے خشک ہو جائے کہ تو اس کو کسی طرح طلب نہ کر سکے (چنانچہ عذاب نازل ہوا) اور اس کے باغ کے پھل آفت میں گھیر لئے گئے تو وہ اس مال پر جو اس باغ کی تیاری میں صرف ہوا تھا (افسوس سے) ہاتھ ملنے لگا اور باغ کی یہ حالت تھی کہ وہ اپنی

Marfat.com

ٹہنیوں پر اوندھا گرا پڑا تھا تب کہنے لگا کاش میں اپنے پروردگار کو کسی کا شریک نہ بناتا اور خدا کے سوا اس کا کوئی معبود بھی نہ تھا کہ ان کی مدد کرتا۔

## دوسرا قصہ

پ ۲۹ القلم ع ۱۔ آیت ۱۷: ہم نے ایک باغ والوں کا امتحان لیا تھا۔ جب انہوں نے قسمیں کھا کر کہا کہ صبح ہوتے ہی ہم اس کے میوے ضرور توڑ ڈالیں گے اور انشاء اللہ نہ کہا تو یہ لوگ پڑے سو ہی رہے تھے کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے راتوں رات ایک بلا چکر لگا گئی اور وہ سارا باغ جل کر ایسا ہو گیا جیسے بہت کالی رات۔ پھر یہ لوگ نور کے تڑکے لگے باہم غل مچانے لگے کہ اگر تم کو پھل توڑنا ہے تو اپنے باغ میں سویرے سے چلے چلو۔ غرض وہ لوگ چلے اور آپس میں چپکے چپکے کہتے جاتے تھے کہ آج یہاں تمہارے پاس کوئی فقیر نہ آنے پائے تو وہ لوگ روک تھام کے اہتمام کے ساتھ پھل توڑنے کی ٹھانے ہوئے سویرے ہی جا پہنچے۔ جب باغ کو جلا ہوا ایسا دیکھا تو کہنے لگے ہم لوگ بھٹک گئے ہیں (یہ ہمارا باغ نہیں پھر سوچ کر بولے) بات یہ ہے کہ ہم لوگ بڑے بدنصیب ہیں جو ان میں منصف مزاج تھا کہنے لگا کیوں میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم لوگ خدا کی تسبیح کیوں نہیں کرتے وہ بولے ہمارا پروردگار پاک ہے بیشک ہم ہی قصوروار ہیں پھر لگے ایک دوسرے کو منہ در منہ ملامت کرنے آخر سب نے اقرار کیا کہ ہائے افسوس بیشک ہم ہی خود سرکش ہیں۔

## ۴۹۔ تبّع کا قصّہ

پ ۲۵ الدخان ع ۲۔ آیت ۳۷: بھلا یہ لوگ قوت میں اچھے ہیں یا تبع کی قوم اور جو لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہم نے ان سب کو ہلاک کر دیا کیونکہ وہ ضرور گنہگار تھے۔

Marfat.com

آنحضرتؐ کی بعثت سے ایک ہزار چالیس سال قبل یمن کا ایک بادشاہ تھا جس کا نام اسعد بن عکا تھا اور کنیت ابوایوب تھی چونکہ اس کے پاس بڑی کثرت سے غلام اور خدام تھے اس لئے اس کو تبع حمیری کہتے تھے اس نے سمرقند کو برباد کر کے دوبارہ آباد کیا تھا۔ یہ پہلے آتش پرست تھا مگر جب لوگوں نے کسی وجہ سے مدینہ میں اس کی بیٹی کو قتل کر ڈالا تو اس نے مدینہ پر چڑھائی کی لیکن بنی قریظہ کے دو آدمی کعب و اسد نے یہ خبر سن کر اس کو سمجھایا کہ یہ پیغمبر آخرزمان کی ہجرت کی جگہ ہے اور حضرت کی بہت تعریف کی تو وہ ایمان لایا اور پلٹ گیا۔ کچھ لوگوں نے اس کو خانہ کعبہ کی ویرانی پر آمادہ کیا اور کہا کہ اس کے نیچے جواہرات وغیرہ بہت ہیں مگر علما نے بڑی مدح و ثنا کر کے اسے اس ارادے سے باز رکھا پھر تو اس قدر خوش اعتقاد ہوا کہ سب سے پہلے خانہ کعبہ پر اسی نے پوشش چڑھائی اور پھر ہزار جانور قربانی کیے ایک یہودی کے پاس حضرت رسولِ خداؐ کے نام سے امانت رکھوائے کہ اگر تجھ سے ملاقات ہو تو خود ورنہ اپنی اولاد کو وصیت کرتے رہنا کہ جس سے ملاقات ہو پہنچا دے اس تحریر کو ابوایوب انصاری نے جو شامول یہودی کی جس کو یہ مال سونپا گیا تھا۔ پانچویں پشت میں تھے، حضرتؐ کے سامنے پیش کیا تھا۔

# ۵۰۔ قصۂ اصحاب فیل

پ ۳۰۔ الفیل۔ اے رسول کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا۔ کیا اس نے ان کی تمام تدبیریں غلط نہیں کر دیں (ضرور کیں) اور ان پر جھنڈ کے جھنڈ ابابیل چڑیاں بھیجیں جو ان پر کھرنجوں کی کنکریاں پھینکتی تھیں تو انہیں چبائے ہوئے بھس کی طرح تباہ و برباد کر دیا۔

حضرت عبدالمطلب کے زمانہ میں یمن کے بادشاہ ابرہہ نے خانہ کعبہ کی طرف

خلق اللہ کی طرف رجوع دیکھ کر رشک کے مارے اسے ڈھانے کا ارادہ کیا اور بڑے بڑے ہاتھی لے کر چڑھ آیا۔ جب کعبہ کے قریب پہنچا تو خدا نے ان پر ابابیل پرندوں کو مسلط کیا جو چھوٹی چھوٹی کنکریاں چونچ اور پنجوں میں لے کر اڑتے تھے جس پر وہ کنکری گرتی تھی وہیں ٹھنڈا ہو جاتا تھا۔ غرض اس کا لشکر اس طرح تباہ ہوا۔ جب ابرہہ کی فوج سرزمین مدینہ میں داخل ہوئی تو وہ حضرت عبدالمطلب کے سو اونٹ جو چراگاہ میں چرنے کے لئے بھیجے گئے تھے ہنکا کر اپنے لشکر میں لے گئی حضرت عبدالمطلب ان کی رہائی کے لئے ابرہہ کے پاس گئے اور اس سے کہا تیری فوج میرے اونٹ ہنکا لائی ہے ان کی رہائی کا حکم دے اس نے کہا مجھے تعجب ہوتا ہے کہ آپ خانہ کعبہ کی سفارش نہیں کرتے جسے ڈھانے کے لئے میں آیا ہوں اور اپنے چند اونٹوں کی سفارش کے لئے میرے پاس آئے ہیں انہوں نے کہا ان اونٹوں کا مالک میں ہوں۔ لہٰذا ان کے متعلق کہنے آیا ہوں اور اس گھر کا مالک خدا ہے وہ خود اپنے گھر کو بچائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ عبدالمطلب موحد تھے ایک خدا کو مانتے تھے پس کیونکر ممکن تھا کہ ان کی تربیت میں پلنے والے ابوطالب کافر ہوں۔

اللہ کے ہوائی جہاز دوبارہ بمباری کے لئے آئے ایک بار نمرود کو تہس نہس کیا۔ دوسری بار ابرہہ کے لشکر پر گولہ باری کی۔

# ۵۱۔ حضرت رسول خدا کا قصہ

## ۱۔ آپ کو تبلیغ کا حکم

پ ۲۹۔ المدثر۔ اے میرے کپڑا اوڑھنے والے رسول اٹھو لوگوں کو

Marfat.com

عذاب سے ڈراؤ اور اپنے پروردگار کی پیروی کرو۔)

## ۵۲۔ آپؐ کا حلیہ اور یہود کی شرارت

پ۱ بقرع ۹۔ آیت ۷۹:۔ وائے ہو ان لوگوں پر جو اپنے ہاتھ سے کتاب (توریت) لکھتے ہیں اور کہتے ہیں یہی خدا کی طرف سے لکھا آیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ تھوڑی سی قیمت (تھوڑا سا فائدہ) حاصل کریں۔

۱:۔ چونکہ علمائے یہود آنحضرتؐ سے سخت عداوت رکھتے تھے لہٰذا انہوں نے جہاں اور بہت سی باتیں توریت میں بدلی تھیں آنحضرتؐ کا حلیہ بھی بدل دیا تھا توریت میں تھا وہ خوب صورت ہوں گے۔ گھونگر والے بال ہوں گے۔ سیاہ چشم، میانہ قد ہوگا۔ اس جگہ انہوں نے یہ لکھ دیا۔ دراز قد، کبود چشم، سفید رنگ، سیدھے بال یعنی جو صفتیں دجّال کی ہیں وہ کمبختوں نے لکھ ماریں۔

۲:۔ یہودیوں کا یہ خیال تھا کہ جس نبی کے اوصاف توریت میں بیان ہوئے ہیں۔ وہ بنی اسرائیل میں سے ہوگا۔ اس لئے وہ ان کی بعثت کا بڑی بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔ دعائیں مانگتے تھے لیکن جب پتہ چلا کہ وہ بنی اسمٰعیل میں پیدا ہوئے ہیں تو ان کی محبت عداوت سے بدل گئی۔

## ۵۳۔ آپؐ کے لئے حضرت ابراہیمؑ کی دعائیں

پ۱۔ بقرہ۔ ع ۱۵۔ آیت ۱۲۹:۔ اے ہمارے پالنے والے! اس امتِ مسلمہ میں سے ایک رسول انہی میں سے بھیج جو ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور آسمانی کتاب اور عقل کی باتیں سنائے اور ان کے نفوس کو پاکیزہ کر دے بیشک تو ہی زبردست حکمت والا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت چند دعائیں کی تھیں جو قرآن میں متفرق مقامات پر مذکور ہیں وہ سب محمدؐ و آلِ محمدؐ سے تعلق رکھتی تھیں ان میں سے ایک

بھی جو اوپر مذکور ہوئی - اس آیت میں جن لوگوں نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ اس رسولؐ کو مکہ
والوں میں سے بھیج وہ غلط ہے کیونکہ اوپر والی آیت میں اہل مکہ کا ذکر ہی نہیں بلکہ امت
مسلمہ کا ذکر ہے۔ واجعلنا مسلمین لک و من ذریتنا امۃ مسلمۃ لک یعنی جیسے
مسلمان بلا واسطہ خدا کے یہاں سے بنے بنائے مسلمان آئے ہیں اسی طرح
ہماری مخصوص اولاد کو بھی بنا جن کا تعلق کبھی کفر سے رہا ہی نہ ہو اور اس امت مسلمہ
سے رسول کو بھیج جو انہی میں سے ہو تاکہ جب رسولؐ اعلان رسالت کریں تو سب سے
تصدیق کرنے والا وہ ہو۔ جو مسلمان پیدا ہوا ہو اور تیرے گھر میں پیدا ہوا ہو سب
پہلے تصدیق ایسے لوگوں سے درکار نہیں جس کے منہ سے بوئے کفر آتی ہو
دیکھئے یہ خصوصیت صرف ہمارے رسولؐ کو حاصل تھی کہ ان کا مصداق اول مسلمان تھا۔

## ۵۴ - حضرت رسولؐ خدا مثل موسیٰؑ ہیں۔

۲۔ المزمل ۱۵ : ہم نے تمہارے پاس اسی طرح ایک رسول کو بھیجا جو تمہارے
مقابلے میں گواہی دے جس طرح فرعون کے پاس ایک رسول (موسیٰؑ) کو بھیجا تھا۔

حضرت محمد مصطفےٰؐ اور حضرت موسیٰؑ کے بہت سے واقعات ملتے جلتے
اس لئے آپؐ کو مثیل موسیٰ کہا جاتا ہے۔

۱۔ موسیٰؑ کے وزیر حضرت ہارونؑ ان کے بھائی تھے۔ آنحضرتؐ کے وزیر
ان کے بھائی حضرت علیؑ تھے۔

۲۔ حضرت ہارونؑ موسیٰؑ کے قوت بازو تھے اور علیؑ حضرت رسولؐ خدا کے۔

۳۔ حضرت ہارونؑ کی اولاد، اولاد موسیٰؑ کہلائی اور حضرت علیؑ کی اولاد
اولاد رسولؐ کہلائی۔

۴۔ حضرت موسیٰؑ کے صریحی مخالف تین تھے۔ فرعون، ہامان اور قارون اسی
طرح حضرت کے تین مخالف تھے۔ ابوجہل، ابولہب، ابوسفیان۔

Marfat.com

۵ :- حضرت موسیٰؑ کی بی بی صفورا۔ ان کے وصی جناب یوشع بن نون سے لڑیں تو آنحضرتؐ کی ایک بی بی آپ کے وصی حضرت علیؑ سے لڑیں۔

۶ :- حضرت موسیٰؑ صاحب کتاب تھے تو حضرت رسول خدا صاحب کتاب تھے

۷ :- حضرت موسیٰؑ نے عصا کے ذریعہ کفار پر غلبہ حاصل کیا اور آنحضرتؐ نے ذوالفقار کے ذریعے۔

۸ :- حضرت موسیٰؑ نے طور پر خدا سے باتیں کیں تو آنحضرتؐ نے قاب توسین اور ادنیٰ پر جا کر۔

۹ :- موسیٰؑ کے بارہ اوصیا تھے جو اسباط کہلائے۔ آنحضرتؐ کے بارہ تھے جو آئمہ کہلائے۔

۱۰ :- حضرت موسیٰؑ کے طور پر جانے کے بعد قوم گمراہ ہوئی اور آنحضرتؐ کے مرنے کے بعد۔

۱۱ :- حضرت موسیٰؑ صاحب شریعت تھے تو آنحضرتؐ بھی صاحب شریعت

۱۲ :- حضرت موسیٰؑ نے ساحروں کو زیر کر کے مسلمان بنایا تو آنحضرتؐ نے کافروں کو شکست دے کر مسلمان کیا۔

۱۳ :- موسیٰؑ کلیم اللہ تھے تو آنحضرتؐ حبیب اللہ تھے۔

## ۵۵۔ آنحضرتؐ بشارت عیسیٰؑ میں

پ ۲۸۔ الصف آیت ۶ :- جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں اور جو کتاب توریت میرے سامنے ہے اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک پیغمبر کی جو میرے بعد آنے والے ہیں جن کا نام احمد ہوگا بشارت دینے آیا ہوں۔

علماء عیسائیوں نے انجیل میں بیحد تصرفات کیئے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے یہ بشارت بھی نکال دی ہے بہرحال جناب عیسیٰؑ کی اس بشارت سے معلوم ہوا کہ حضورؐ کا سب سے پہلا نام احمد ہے یعنی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ آپ سے زیادہ تعریف کرنے والا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ سے زیادہ تعریف کرنے والا اور ہو بھی کون سکتا ہے۔ دنیا بننے سے لاکھوں برس پہلے آپ حمد خدا عالم نور میں کرتے رہے اس وقت آپ احمد تھے اور خدا محمود۔ جب عالم اجسام میں آئے تو آپ کا نام محمدؐ ہوا۔ یعنی سب سے زیادہ تعریف کیا ہوا اور حامد خدا بنا یعنی تعریف کرنے والا۔

## ۵۶ - حضرت کا ذکر توریت و انجیل میں ہے

پ ۹ - الاعراف ع ۱۹ - آیت ۱۵۷ ؛ - جو لوگ نبی امی پیغمبر کے قدم بقدم چلتے ہیں۔ جس کی بشارت کو اپنے ہاں توریت و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ نبی جو اچھے کام کا حکم دیتا ہے اور برے کاموں سے روکتا ہے جو پاک و پاکیزہ چیزیں ان پر حلال اور ناپاک گندی چیزیں ان پر حرام کر دیتا ہے اور وہ (سخت احکام کا) بوجھ ان کی گردن پر تھا اور وہ پھندے جو ان پر پڑے تھے ان سے ہٹا دیتا ہے۔

ع ۱ - اُمی کے معنی انبیا کی حقیقت کو نہ پہچاننے والوں نے جاہل اور کپڑھ کے لکھا ہے ہیں۔ اتنا نہیں سوچا کہ ایک جاہل کو نبی بنانے میں کیا خوبی تھی کیا خدا کو کوئی لکھا پڑھا نہیں ملتا تھا کہ اس لیے ایک جاہل کو خاتم الانبیاء منتخب کیا بمصداق الرحمٰن علّم القرآن خلق الانسان علّمہ البیان ؛ سوائے آنحضرتؐ اور کونسی ذات ہے جسے خلقت سے پہلے علم قرآن دے دیا

گیا تھا۔ بھلا ایک جاہل آدمی کسی بگڑی ہوئی تہذیب انسانی سے ناآشنا قوم کو کیا ہدایت کر سکتا ہے۔

اُمّی کے معنی ام القریٰ یعنی مکہ کا رہنے والا ہے چونکہ مکہ تمام مضافات مکہ کی بستیوں سے بڑی بستی تھی۔ اس بنا پر اس کو ام القریٰ کہتے تھے۔ جیسے نزلہ کو ام الامراض اور شراب کو ام الخبائث کہتے ہیں۔

۲۔ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ سے پہلے زمانہ جاہلیت میں لوگوں نے بہت سے ناجائز عمل کرنے شروع کر دیئے تھے ان کو حلال وحرام کی تمیز نہ تھی اور لایعنی قیود میں اپنی گردنیں پھانس رکھی تھیں پس ان پر رحم کھا کر خدا نے اس پیغمبر کو جو رحمت اللعالمین تھا اپنے بندوں کے پاس بھیجا۔

## ۵۷۔ آپ کی تبلیغ میں رکاوٹ ڈالنے والے

پ۶ المائدہ ع ۱۰۔ آیت ۶۷۔ اے رسول تمھارے رب کی طرف سے جو تم پر نازل کیا گیا ہے اسے (لوگوں تک) پہنچا دو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو سمجھو تم نے اس کا کوئی پیغام ہی نہیں پہنچایا اور تم ڈرو نہیں اللہ تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا خدا ہرگز کافروں کی قوم کو منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا

---

یہ آیت غدیر خم میں نازل ہوئی اور حضرت علیؑ کی خلافت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ آیت کے ابتدائی حصے سے معلوم ہوتا ہے کہ غدیر خم میں نزول سے پہلے کوئی حکم آچکا تھا۔ جس کی تعمیل اب تک حضورؐ نہ کر سکے تھے آیت کا آخری حصہ بتاتا ہے کہ کچھ لوگوں سے امر تبلیغ میں رخنہ ڈالنے کا حضورؐ کو قوی اندیشہ تھا جب ہی تو اللہ نے حضورؐ کی حفاظت کا وعدہ کیا۔ دیکھنا یہ ہے

Marfat.com

کہ یہ خدشہ کیسا تھا معمولی قوت کی بات نہ تھی بلکہ حضورؐ کو اپنے قتل کا قوی اندیشہ تھا۔ لیکن یہ خدشہ کس سے تھا۔ کسی غیر مسلم سے تو متوقع نہ تھا کیونکہ جو مضمون تبلیغ تھا اس کا غیر مسلم قوموں سے کوئی تعلق نہ تھا لامحالہ یہ خدشہ انہی لوگوں میں سے کسی گروہ سے ہو سکتا تھا جو حضورؐ کے ساتھ حج کو گئے تھے۔

۲:۔ آیت بتاتی ہے کہ زبانی تبلیغ کا وقت گزر چکا تھا بلکہ اب عمل کر کے دکھانے کا وقت تھا جیسا کہ اِنْ لَمْ تَفْعَلْ سے ظاہر ہوتا ہے۔

۳:۔ تفسیر درمنثور سیوطی میں ہے کہ حضورؐ ایک عرصہ سے حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے مگر اپنے ساتھیوں کی مخالفت کے خوف سے اس پر اقدام کرنا نہ چاہتے تھے جب خدا نے آخری حج کے موقعہ پر یہ تاکیدی حکم بھیجا تو آپ اعلان کرنے پر مجبور ہوئے۔

۴:۔ مسعود سے مروی ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے میں اس آیت کو یوں پڑھا کرتے تھے۔ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔

## ۵۰ - روم کی فتح کی پیشین گوئی

پ۲۱۔ الروم ۱۴- آیت ۱:۔ بہت قریب کے ملک میں رومی (نصاریٰ) اہل فارس آتش پرستوں سے ہار گئے مگر یہ لوگ عنقریب ہی اپنے ہار جانے کے بعد چند سالوں میں پھر اہل فارس پر غالب آجائیں گے۔

حضرت کی بعثت کے نویں برس جب روم نصاریٰ کے قبضہ میں تھا اور فارس پر آتش پرستوں کی حکومت تھی اتفاقاً دونوں میں فلسطین پر لڑائی ٹھنی تو مسلمان

رومیوں کی اہل کتاب ہونے کی وجہ سے خیر مناتے تھے جب ایرانیوں کی فتح ہوئی تو مشرکین خوش ہوئے اور مسلمانوں پر آوازے کسنے لگے کہ جیسے ان کی اہل کتاب پر جیت ہوئی ہے۔ اسی طرح ہم بھی ایک دن تم پر غالب آجائیں گے۔ مسلمان یہ سن کر رنجیدہ ہوئے۔ خدا نے ان کی تشفی کے لئے ہدایت نازل فرمائی اور بتادیا کہ چند سال بعد رومیوں کی فتح ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ لہٰذا یہ پیشین گوئی قرآن کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے۔

## ۵۹۔ آپ کا مکہ میں داخل ہونا

پ ۲۶۔ الفتح ۴۸۔ آیت ۲۷۔ بیشک اللہ نے اپنے رسول کو سچا مطابق واقعہ خواب دکھایا تھا کہ تم انشاء اللہ مسجد الحرام میں اپنے سر منڈوا کر اور اپنے تھوڑے سے بال کترا کر بہت امن و اطمینان سے داخل ہوگے اور کسی کا خوف نہ کروگے۔

## ۶۰ معراج رسولؐ

پ ۱۵۔ بنی اسرائیل ۱۷۔ آیت ۱۔ پاک ہے وہ اللہ جس نے اپنے بندے کو راتوں رات مسجد الحرام (خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی جس کے گرد ہم نے ہر قسم کی برکت مہیا کر رکھی ہے تاکہ ہم اسے اپنی قدرت کی نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے۔

۱؎۔ ۲۷ ماہ رجب کو خانہ ام ہانی خواہر امیر المومنین علیہ السلام کے گھر سے مکہ معظمہ میں ہوئی۔

۲؎۔ جن لوگوں نے مسجد اقصیٰ سے مراد بیت المقدس لی ہے یہ ان کی فہم کا قصور ہے مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک کا سفر کوئی بڑا سفر نہ تھا جس کو حضرت کا

Marfat.com

معجزہ قرار دیا جائے۔ ایسا سفر تو رات دن لوگ کرتے رہتے ہیں۔ ایسا معجزہ کیا حجت ہو سکتا ہے اس زمانہ والوں کے لئے جو ہوائی جہازوں پر منٹوں میں سینکڑوں میل کا سفر کر رہے ہیں۔

۳:۔ یہ کہنا بھی غلط ہے کہ معراج روحانی تھی نہ جسمانی یعنی حضورؐ نے خواب میں اپنے کو آسمانوں کی سیر کرتے دیکھا تھا۔ بھلا یہ بھی کوئی بات ہوئی۔ اس میں رسولؐ کے لئے کیا فضیلت۔ ایسی خوابیں تو مومن تو کیا کافر بھی دیکھ لیتا ہے۔ عبد کا لفظ بتاتا ہے کہ معراج جسمانی تھی کیونکہ عبد کہتے ہیں جسم مع الروح کو ہیں۔ صرف روح کو عبد نہیں کہا جاتا۔

۴:۔ یہ معراج وقتِ شب ہوئی تاکہ لوگوں کے ایمان کا امتحان ہو جائے، چنانچہ جو مومن تھے انہوں نے حضرت کے بیان کی تصدیق کر دی جو منافق تھے وہ ناک بھول چڑھانے لگے اور دل میں کہنے لگے یہ سب جھوٹ ہے۔

۵:۔ یہ کہنا بھی کان کو نہیں لگتا کہ جب حضرت بیت المقدس میں پہنچے تو تمام انبیاء وہاں موجود تھے۔ آپ نے سب کو نماز پڑھائی۔ انبیاء جب مرنے کے بعد دار التکلیف سے الگ ہو گئے تو پھر نماز پڑھانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۶:۔ شیر و برنج کھلانے کی روایت بھی ساقط اعتبار ہے اس قسم کی روایتیں صرف افسانہ نگاروں کی تراشی ہوئی ہیں جو صرف اس خیال کو پیش نظر رکھ کر بنائی گئی ہیں کہ اللہ نے ان کو دعوت میں بلایا تھا یہ سب حقیقت نبوت خاتم الانبیاء کو نہ پہچاننے کے نتیجے میں اور معراج کی غرض و غایت نہ سمجھنے کو۔

۷:۔ راویوں نے جس سواری پر حضورؐ تشریف لے گئے خوب خوب طبع آزمائی کی ہے یعنی براق کو ایک عجیب البیئت گھوڑے کی شکل میں راویوں کی آنکھوں نے دیکھا اور اس طرح گویا وقت معراج حضورؐ کے پاس کھڑے ایک ایک عضو کو بڑے

غور سے دیکھ رہے تھے انہیں نظر آ رہا تھا کہ اس کے جواہرات سے جڑے دو پر بھی ہیں چاروں پیر زمرد، عقیق۔ زبرجد وغیرہ کے بنے ہوئے ہیں۔ آنکھیں آفتاب و ماہتاب کی طرح روشن ہیں وہ بڑی سرکشی کر رہا تھا مگر حضرت کو دیکھتے ہی اور جبریل ؑ سے آپ کا نام سنتے ہی رام ہو گیا۔ حق یہ ہے کہ مادیت کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے دل کو ہر وہ چیز بھی جس کا تعلق نورانیت و روحانیت سے ہے، مادی شکل ہی میں نظر آتی ہے۔ ایسے ہی لوگ عالم وجد میں خدا کو بھی ایک خوش رو نوجوان کی صورت میں دیکھ لیتے ہیں۔

بھلا کوئی ان سے پوچھے جب حضرت عیسٰی ؑ آسمان گئے تھے تب کون سا براق یا اونٹ گھوڑا انہیں لینے کے لئے آسمان سے اترا تھا۔ جب ادریس ؑ کا رفع ہوا، تب کونسی سواری آئی تھی۔ جب فرشتے آتے جاتے ہیں۔ تب کونسی سواری پر سوار ہو کر آتے ہیں جو آنحضرت ؐ ہی کو سواری کی ضرورت ہوتی یہ سب دل سے گھڑے ہوئے افسانے ہیں۔ براق کے معنی یہ ہیں کہ وہ ایک برقی یا نورانی قوت تھی جو چشم زدن میں زمین سے اٹھا کر مسجد اقصیٰ تک لے گئی۔

آفتاب اپنی نورانی کرنوں کے ذریعے سے لاکھوں من پانی زمین سے اٹھا کر آسمان تک کیسے لے جاتا ہے۔ کونسی آنکھ ہے جو پانی کی اس معراج کو دیکھتی ہے اور نبی تو نبی ہی تھے ان کے صعود و ہبوط کو کون سمجھ سکتا ہے۔

مے:۔ اس پر تعجب کرنا کہ چشم زدن میں حضرت گئے بھی اور واپس بھی آ گئے خدا کی قدرت کی معرفت نہ رکھنے وجہ سے ہے۔

ابھی بستر خواب تک گرم تھا ٭ کہ معراج پا کر پھر آئے محمد ؐ

آصف برخیا پلک مارتے شہر سبا سے جو ہزار ہا میل دور تھا بلقیس کو مع تخت لا کر حاضر کر دیتے ہیں اس پر تعجب کیوں نہیں ہوتا۔ کوئی

Marfat.com

یہ نہیں کہتا کہ اتنا لمبا سفر چشم زدن میں کیسے طے ہو گیا۔ انسان کی آنکھ ایک سکنڈ میں سارے آسمان اور اس کے چاند تاروں کو دیکھ کر لوٹ آتی ہے پس اگر بقدرت ایزدی سے حضورؐ اتنے جلد واپس آ گئے تو کیا قابل اعتراض بات ہے۔

مث :- قرآن بتاتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے زمین پر کھڑے ہو کر ملکوت سموات ارض کو بات کہتے دیکھ لیا تھا پس اگر ہمارے رسولؐ نے جو سرتاج انبیاء ہے اتنی جلدی تمام نظام کائنات کو دیکھ لیا تو کیا تعجب ہے۔ جس خدا نے انسان کے اندر بیشمار محیر العقول قوتیں پیدا کی ہیں اگر وہ اپنے مخصوص بندے کو اس سر سے کے ساتھ لے گیا تو کیا محل اعتراض ہے۔

مـ۹ :- سدرۃ المنتہیٰ وہ مقام ہے جہاں تک فرشتوں کی پرواز ہو سکتی ہے اس سے آگے نہیں۔ یہی وجہ تھی کہ جبریل نے یہاں پہنچ کر حضرتؐ کا ساتھ چھوڑ دیا اور کہا کہ اب اگر میں ایک انگلی کی برابر بھی آگے بڑھوں گا تو جل جاؤں گا۔

مـ۱۰ :- قاب قوسین —— وہ مقام ہے جس کو امکان کی حد آخر کہا جا سکتا ہے اس سے اوپر عالم وجوب ہے جس کا سمجھنا ہماری عقل و فہم سے باہر ہے اسی کو مسجد اقصیٰ سمجھیے یعنی سجدہ کرنے کی آخری جگہ۔ خدا کی سب سے بڑی نشانی یہی تھی کہ وہ خاص بندے کو مادی پیکر میں وہاں تک لے گیا جہاں سے بالاتر کوئی نہیں جا سکتا یہی مقام تخت عرش اللہ ہے۔ عالم نور میں یہیں رہے تھے۔ حضورؐ کا وجودی دائرہ جہاں سے شروع ہوا تھا وہیں پہنچ کر اپنے کمال کی حد پر آ گیا۔

مـ۱۱ :- وہاں تک پہنچنے میں عالم امکان کا تمام نظام حضرتؐ کی نظر کے سامنے آ گیا

۱۲ :- فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے وحی کی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ وحی کی کونسی صورت عمل میں آئی۔ وحی کی تین صورتیں ہیں یا تو فرشتہ بیان کرے تو یہ صورت یہاں ممکن نہ تھی کیونکہ فرشتوں کا یہاں تک گزر نہ تھا

جبریلؑ سدرۃ المنتہیٰ پر ٹھہر گئے تھے۔ دوسری صورت خواب ہے تو یہ صورت بھی وہاں نہ تھی۔ تیسری صورت کسی چیز سے آواز پیدا کرنا ہے جیسے موسیٰؑ کے لئے درخت سے آواز پیدا ہوئی۔ لیکن وہاں کوئی مخلوق تھی ہی نہیں کیونکہ وہ عالم امکان کی حد آخر تھی۔ رسولؐ کے سوا وہاں اور مخلوق کا وجود ہی نہ تھا تو اب ان کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا کہ زمین والوں میں سے کسی ایسی آواز کو لیا جاتا جس سے رسولؐ مانوس تھے اور جو رسولؐ کے بدن کا ایک جزو تھا اور رسولؐ کے ساتھ زیر عرش الٰہی تسبیح کر چکا تھا وہ علیؑ کے سوا دوسرا کون ہو سکتا تھا۔

۱۳ :- اب یہ غور کرنا چاہیئے کہ معراج کی غرض کیا تھی۔ آنحضرتؐ کی نبوت کا سلسلہ قیامت تک جانے والا تھا اور جتنی مخلوق قیامت تک پیدا ہوگی وہ سب حضورؐ کی اُمتی ہے اور رسولؐ کا وجود بلحاظ کمالات نفسانی وروحانی امت کی ہر فرد سے افضل ہونا چاہئے اللہ کے یہ علم میں تھا کہ آئندہ زمانہ میں لوگ علوم وفنون میں حیرت انگیز ترقیاں کرینگے پس وہ آنحضرتؐ کی نبوت کو کبھی تسلیم نہ کریں گے جب تک ان کے کمالات سے بالاتر کمال ذات ختمی مرتبت میں نہ دکھایا جائے۔ سائنس کی ترقی تین چیزوں میں بہت زیادہ نظر آرہی ہے۔ اول رفتار میں سرعت کہ ایک منٹ میں آدمی کہیں سے کہیں پہنچ جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اب ستاروں پر تسخیر کا جال پھینکا جا رہا ہے دوسرے گفتار میں کہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے ملکوں ملکوں کی آوازیں ہزار ہا میل سے سنائی دے رہی ہیں۔ تیسرے صنعت فوٹو گرافی میں کہ ہر چیز کی تصویر اس کے ذریعہ سے نظر کے سامنے آجاتی ہے۔ چوتھے نگاہ میں کہ رصدگاہوں پر بیٹھ کر لوگ آلات کے ذریعہ سے ستاروں کی رفتار دیکھ رہے ہیں۔ پانچویں جسمانی صحت کے متعلق غیر معمولی ترقی ہو رہی ہے۔ حوادث روزگار کے اثرات سے اسے بچایا جا رہا ہے۔ پس آنحضرتؐ کی ایک معراج نے ثابت

Marfat.com

کردیا کہ دنیا والے سائنس کے ذریعے سے کتنی ہی ترقی کریں مگر وہ کبھی اس منزل تک نہیں پہنچ سکتے، جہاں رسولؐ پہنچے۔

(۱) رفتار میں کتنی ہی ترقی کریں لیکن عالم امکان کی آخری حد تک نہیں پہنچ سکتے جہاں حضورؐ پہنچے۔

(۲) گفتار میں کبھی اتنی سرعت پیدا نہیں کر سکتے کہ نبی قاب قوسین پر ہوں اور علیؑ فرش پر اور وہاں سے باتیں ہو رہی ہوں۔

(۳) نظر میں کبھی اتنی ترقی نہیں ہو سکتی۔ عرش والا فرش والے کو اس طرح دیکھے کر گویا سامنے ہے۔

(۴) عکس کشی کتنی ہی ترقی کرے مگر زمین والے کا فوٹو عرش کے نیچے نہیں دکھایا جا سکتا۔

(۵) حفظان صحت کے لئے سب اصول جو بعد وں کے بنائے ہوتے ہیں مقابلہ کر سکتے اس کی صحت سے جو مادی فرش سے عرش تک گیا اور کسی قسم کی کوئی گزند اس کے جسم کو نہ پہنچی۔

## ۶۱۔ شق القمر

پ۲۷۔ القمر ع ۱۔ آیت ۱۔ قیامت قریب آگئی اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا مگر کفار کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو بڑا زبردست جادو ہے۔

ص ۱۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ حج کے زمانہ میں چودھویں شب کو ابوجہل ایک یہودی اور چند مشرکین کے ساتھ حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا تم اپنی نبوت کا کوئی صریحی معجزہ دکھاؤ۔ حضرتؐ نے فرمایا تو کیا چاہتا ہے اس نے

Marfat.com

یہودی سے مشورہ کر کے کہا کہ چاند کے ٹکڑے کرو کہ دو ہو جائیں۔ حضرتؐ نے دعا
کی اور انگلی کا اشارہ کیا۔ چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور دونوں اتنا فاصلہ ہو گیا کہ کوہ حرا
بیچ میں نظر آنے لگا اور تھوڑی دیر تک یوں ہی رہا اور حضرتؐ نے لوگوں سے پکار
کر کہا لوگو دیکھ لو۔ اس پر ابوجہل نے کہا محمدؐ نے نظر بندی کر دی ہے یہاں
سے جو لوگ باہر گئے ہیں تو ان سے پوچھو، اگر ان لوگوں نے تصدیق کر دی تو البتہ
غور کروں گا جب ان سے بھی تصدیق ہو گئی تو کہنے لگا محمدؐ نے ساری دنیا پر
نظر بندی کر دی ہے۔

۱:۔ غیر مسلم لوگوں کا ذکر نہیں، خود بہت سے مسلمان شق القمر کے قائل نہیں۔
سر سید احمد خاں صاحب نے اس پر کافی بحث کی ہے لوگوں کا یہ کہنا کہ یہ آیت
روز قیامت کے متعلق ہے۔ آیات کو غور سے نہ پڑھنے کا نتیجہ ہے۔ لفظ
اقتربت الساعۃ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ واقعہ قیامت سے متعلق نہیں
کیونکہ اقتربت ماضی کا صیغہ ہے اور وانشق القمر میں انشق بھی ماضی ہے
جس کے معنی یہ ہیں کہ شق ہو گیا نہ کہ قیامت میں شق ہو گا۔ اس کے بعد خدا کا یہ فرمانا
کہ جب یہ لوگ معجزہ دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے۔ اگر
یہ واقعہ قیامت سے متعلق ہوتا تو پھر اس کو معجزہ کیوں بتایا جاتا اور اس کے
متعلق لوگوں کا قول کیوں نقل کیا جاتا۔

۲:۔ معجزہ تو کہتے ہیں اس کو جو خارق عادات ہو۔ جس طرح اور بہت سے
معجزات انبیاء نے دکھائے اور وہ سب خارق عادات تھے اس طرح یہ بھی
خارق عادات ہے۔

۳:۔ یہ کہنا بھی غلط ہے کہ اگر ایسا ہوا ہوتا تو دنیا والے جا بجا سے دیکھتے
اور جا بجا اس کا چرچا ہوتا۔ چرچا تو جب ہوتا کہ پہلے سے اعلان کیا جاتا کہ فلاں

تاریخ ایسا ہو گا جب بغیر اعلان ایسا ہوا تو کیوں لوگ تاک جھانک کرتے۔ نصف شب کے بعد لوگ عموماً سو جاتے ہیں۔ باوجودیکہ چاند گرہن کا اعلان اخباروں میں مفتوں پہلے کیا جاتا ہے پھر بھی سب لوگ نہیں دیکھتے پس جو امر اچانک ہوا اس کے لئے یہ کہنا کیسے صحیح ہو گا کہ لوگوں نے نہیں دیکھا۔ روایت بتاتی ہے کہ کچھ لوگوں نے ضرور دیکھا مگر یہ کہہ کر انہیں گمراہ کیا گیا کہ یہ تو زبردست جادو ہے۔

۳:۔ شق ہونے سے یہ مراد نہیں کہ چاند کے دو ٹکڑے بالکل علیحدہ ہو گئے تھے بلکہ یہ مراد ہے کہ چاند کے درمیان ایک ایسی دراڑ یا شگاف پیدا ہو گیا جو صاف لوگوں کو نظر آتا تھا۔

۴:۔ کہا جاتا ہے کہ جو لوگ چاند پر گئے ہیں ان کو تو وہ شگاف کہیں نظر نہیں آیا یہ ایک بے معنی بات ہے اول تو ابھی چاند کی پوری سطح پر انسان گھوما پھرا ہی نہیں۔ ایک بہت تھوڑا سا حصہ دیکھا ہے۔ دوسرے جو فوٹو لئے گئے ہیں اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پہاڑوں کے درمیان جا بجا کھلی جگہیں ہیں کیا یہ ممکن نہیں کہ ان میں سے ایک وہ بھی ہو جو حضورؐ کی انگلی کے اشارہ سے ہوا تھا۔ تیسرے یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ جو شگاف اس وقت نظر آیا تھا وہ امتداد زمانہ سے اس طرح بھر گیا ہو، جیسے زمین کے گڑھے بھر جایا کرتے ہیں۔

## ۶۲ حضرت کی پہلی دعوت

پ ۱۹۔ الشعراء، ع ۱۱۔ آیت ۲۱۴۔ اے رسول تم اپنے قریبی رشتہ داروں کو عذاب خدا سے ڈراؤ۔

۱:۔ اس آیت کے نزول سے پہلے تین سال تک حضورؐ لوگوں کو خفیہ تعلیم کرتے رہے۔ جو لوگ مسلمان ہوتے تھے وہ اپنا اسلام کسی پر ظاہر نہ کرتے تھے

اس احتیاط پر بھی اگر کسی کا اسلام ظاہر ہو جاتا تھا تو مشرکین ان کو سخت سے سخت اذیتیں دیتے تھے۔ بہرحال تقریباً پچاس آدمی اس خفیہ تبلیغ میں مسلمان ہو گئے۔ پھر خدا کا حکم ہوا کہ اے رسول سب سے پہلے اپنے قبیلے کے لوگوں کو رغبت اسلام دو۔ چنانچہ آپ نے ایک روز ان سب کی دعوت کی یہ چالیس آدمی تھے۔ حضرت نے اس دعوت کا اہتمام حضرت علیؑ کے سپرد کیا اور فرمایا ایک صاع یعنی سوا تین سیر آٹے کی روٹیاں پکواؤ اور بکرے کی ایک ران کا سالن تیار کراؤ اور ایک پیالہ دودھ کا لو۔ چالیس آدمیوں کی ضیافت کا کل یہ سامان تھا

نمبر ۱۔ اگر علیؑ کے ایمان میں ذرا سی بھی کمزوری ہوتی تو فوراً بول اٹھتے یا رسول اللہ چالیس آدمیوں کے لئے یہ کھانا؟ یہ تو دو ہی آدمی ہڑپ کر جائیں گے مگر نہیں روز اول سے ایمان لائے ہوئے تھے جو حضورؐ نے فرمایا تھا وہی کیا۔

نمبر ۲۔ باوجودیکہ اور بھی مسلمان تھے مگر حضورؐ نے اس کے لئے حضرت علیؑ کو انتخاب کیا کیونکہ اس کا انصرام ایک معجزانہ شان سے ہونے والا تھا۔ چنانچہ جب وہ لوگ جمع ہوئے اور کھانا تقسیم ہوا تو سب نے شکم سیر ہو کر کھا لیا اور کھانا بدستور باقی رہا۔ اس کے بعد اعلان رسالت کیا یہ سنتے ہی سب قہقہہ مار کر ہنسے اور بغیر کچھ کہے سنے اٹھ کر چلے گئے۔ دوسرے روز پھر اسی اہتمام سے کھانا تیار ہوا اور یہ کھانے والے پھر بلائے گئے۔ بعد فراغت طعام حضورؐ نے فرمایا۔ اے میری قوم میں تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک پیغام لے کر آیا ہوں اگر تم نے اس پر عمل کیا تو قیصر و کسریٰ کے ملکوں کے مالک ہو جاؤ گے اور دینی و دنیوی ہر طرح کی فلاح تمہیں نصیب ہو گی تم میں کون ایسا ہے کہ اس کام میں میرا وصی و وزیر و خلیفہ بنے۔ کسی نے جواب نہ دیا بلکہ مسکراتے رہے۔ یہ سن کر حضرت علیؑ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہؐ

میں آپ کا وصی و وزیر ہوں گا۔ حضورؐ نے ان کو بٹھا دیا۔ تیسری بار پھر ایسا ہی ہوا۔ پھر علی علیہ السلام کھڑے ہوئے۔ تب آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم میرے وصی و وزیر اور جانشین ہو۔ اس پر وہ سب لوگ ہنسے اور ابو طالبؑ سے کہنے لگے۔ لو اب تو تمہارے بیٹے کو تم پر حاکم بنایا جا رہا ہے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ اس وقت نہ تو حضورؐ کسی ملک کے مالک تھے نہ کوئی لاؤ لشکر اپنے ساتھ تھا ایسی صورت میں کیسی وزارت اور کیسی جانشینی۔ مگر علی علیہ السلام با الہام ربانی جانتے تھے کہ آگے چل کر کیا کیا ہونے والا ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے کسی کو اپنا جانشین بنایا ہی نہیں اور یونہی بغیر اعلان دنیا سے رخصت ہو گئے۔ وہ انصاف سے کام لیں اور اس واقعہ کو تفسیروں اور تاریخوں میں پڑھیں۔ اول ہی روز حضورؐ نے اپنے وزیر و جانشین کا اعلان کر دیا تھا۔ درمیان میں بھی کرتے رہے اور آخر میں تو روز غدیر خم میں خوب کھل کر اعلان کیا۔ نام بتایا گیا۔ اشارہ کیا گیا اور بازو پکڑ کر دکھایا گیا۔

## ۹۴۔ جنگ بدر اور قلیل و کثیر کا مقابلہ

پ ۳ آل عمران ع ۲۔ آیت ۱۳۰۔ بیشک تمہارے سمجھنے کے لئے ان دو مخالف گروہوں میں جو (بدر کی لڑائی میں) ایک دوسرے کے ساتھ گتھ گئے۔ رسول کی سچائی کی بڑی بھاری نشانی ہے کہ ایک گروہ خدا کی راہ میں جہاد کرتا تھا اور دوسرا کافروں کا تھا جس کو مسلمان اپنی آنکھ سے دوگنا دیکھ رہے تھے۔ مگر خدا نے قلیل ہی کو فتح دی اخدا اپنی مدد سے جس کی چاہتا ہے تائید کرتا ہے بیشک آنکھ والوں کے لئے اس واقعہ میں بڑی عبرت ہے۔

Marfat.com

۱۔ یہ جنگ بدر کی جنگ کا واقعہ ہے اس لڑائی میں جو مسلمانوں کی پہلی لڑائی تھی کل تین سو تیرہ مسلمان تھے اور دشمن کی تعداد ایک ہزار تھی۔ مسلمانوں میں کل دو آدمیوں کے پاس گھوڑے تھے۔ ایک حضرت مقداد کے پاس تھا دوسرا مرثد کے پاس باقی سب پیدل تھے کل چھ آدمی زرہ پوش تھے اور کفار کے لشکر میں سو آدمی سوار تھے اور باقی سب کے پاس ہتھیار تھے۔ مسلمانوں کے لشکر کے علمبردار حضرت علی تھے باوجودیکہ اس کم تعداد اور بے سروسامانی کے خدا نے ان کو کامیابی دی۔ اس جنگ میں کافروں کی طرف سے ستر مشرک مارے گئے جن میں سے پینتیس ۳۵ کو صرف حضرت علیؑ نے قتل کیا تھا۔

## ۶۵۔ جنگ بدر میں فرشتوں کا مدد کے لئے آنا

پ۴ آل عمران ع ۱۳۔ آیت ۱۲۳۔ خدا نے جنگ بدر میں تمہاری مدد کی باوجودیکہ تم دشمن کے مقابلے میں بالکل بے حقیقت تھے پھر بھی خدا نے فتح دی تم خدا سے ڈرتے رہو اور اس کے شکر گزار بنو ○ (اے رسول) تم اس وقت مومنین سے یہ کہہ رہے تھے کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ خدا تین ہزار فرشتے آسمان سے بھیج کر تمہاری مدد کرے ○ ہاں ضرور کافی ہے البتہ اگر تم ثابت قدم رہو (اور رسول کی مخالفت سے) بچو اور کفار (اپنے جوش میں) ابھی تم پر چڑھ بھی آئیں تو تمہارا پروردگار ایسے پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا جو نشان جنگ لگائے ہوئے ڈٹے ہوں گے ○ اور خدا نے یہ امداد صرف تمہاری خوشی کے لئے کی ہے اور اس لئے کہ اس سے تمہارے دل کو ڈھارس ہو اور ظاہر ہے کہ مدد جب ہوتی ہے خدا ہی کی طرف سے ہوتی ہے جو سب پر غالب

ور حکمت والا ہے۔

سر سید احمد خاں صاحب نے ملائکہ کی مدد سے قطعاً انکار کر دیا ہے وہ کہتے
ہیں اگر ملائکہ کی فوج آئی ہوتی تو ان کے مقتول بھی میدان میں پڑے نظر آتے جو
ستر آدمی کفار قریش کے قتل ہوئے وہ تو مسلمانوں کے قتل کئے ہوئے تھے دوسرے
اتنے ملائکہ جن کی تعداد تین ہزار پانچ ہزار بھی کیوں بھیجے تھے صرف ایک فرشتہ ہی ان سب کو قتل
کرنے کے لئے کافی تھا تو یہ صرف رسول اللہ نے بیان کر دیا تھا تاکہ مسلمانوں کی
ہمت بڑھتی ہے۔ سر سید صاحب ایسی باتوں کا انکار کر دیتے ہیں جو خارق
عادات ہوتی ہیں۔ قرآن میں اس کا کہاں ذکر ہے کہ فرشتے مسلمانوں کے دوش بدوش
لڑے بھی تھے جو ان کے کشتے تلاش کئے جاتے بلکہ کفار کو مرعوب کرنے کے لئے
ان کو بھیجا گیا تھا جو کفار کو صف بستہ نظر آتے تھے۔ دوسرے خدا خود فرماتا
ہے کہ ان مسلمانوں کی ڈھارس کے لئے بھیجے گئے تھے۔

سید صاحب نے سورہ تحریم کی اس آیت پر غور نہیں کیا۔

اے نبی کی دو بیبیو! اگر تم توبہ بھی کر دو تو کیا ہوتا ہے (تمہارے دل
ٹیڑھے ہو گئے ہیں اگر تم نے رسول کے خلاف شورہ پشتی کی تو اللہ اس کا مددگار
ہے اور جبرئیل بھی اور صالح المومنین بھی اور اس کے بعد تمام ملائکہ بھی پشت پناہ
ہوں گے) دو عورتوں کے مقابلے کے لئے اتنی فوج کی کیا ضرورت تھی صرف ایک
فرشتہ ہی کافی تھا۔ غرض صرف یہی تھی کہ وہ اچھی طرح مرعوب ہو جائیں اور پھر
رسول کے خلاف کچھ کرنے کی جسارت کریں۔ اسی طرح بدر میں کفار کو مرعوب
کرنے اور مومنوں کی ہمت بڑھانے کے لئے ملائکہ کو بھیجا گیا تھا۔ نیچے
کی آیت اس کی مؤید ہے۔

۲

پ ۹۔ انفال ع ۱۔ آیت ۱۹۔ یہ وہ وقت تھا جب تم اپنے رب سے فریاد

Marfat.com

کر رہے تھے تو اس نے تمہاری فریاد سن لی اور جواب دیا کہ میں تمہاری مدد لگاتار ہزار فرشتوں سے کروں گا اور یہ (امداد غیبی) خدا نے صرف تمہاری خوشی خاطر کے لئے کی تھی اور تاکہ تمہارے دل مطمئن ہو جائیں اور (یاد رکھو) مدد خدا کے سوا اور کے ہاں سے نہیں ہوتی۔ بے شک خدا غالب اور حکمت والا ہے۔

# ۶۶ - جنگ حنین

پ۱۰ - التوبہ ۹ - آیت ۲۵ :- (جنگ حنین کا واقعہ) اور خدا نے بہت سے مقامات پر غیبی مدد کی۔ خاص کر جنگ حنین کے دن جب تمہیں اپنی کثرت (تعداد) نے مغرور کر دیا تھا لیکن وہ کثرت تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی اور (تم ایسے گھبرائے کہ) زمین باوجود اپنی وسعت کے تم پر تنگ ہوگئی تو تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے پھر خدا نے اپنے رسول اور مومنین پر اپنی طرف سے تسکین نازل کی (اور رسول کی خاطر) فرشتوں کے لشکر بھیجے جن کو تم دیکھتے ہی نہیں تھے اور کفار پر عذاب نازل فرمایا اور کافروں کی یہی سزا ہے۔

ما :- جنگ حنین میں مسلمانوں کی کثرت تھی اور بعض صاحبان اس غرور میں پھولے ہوئے تھے کہ فتح تو ہماری ہو ہی گی۔ غرض جنگ چھڑی تو کفار مغلوب ہوئے بس پھر کیا تھا مسلمان غارت گری پر ٹوٹ پڑے۔ کفار کے سرداروں نے جب شکست خوردہ فوج کو غیرت دلائی تو وہ سب پلٹ پڑے اور لوٹ مار کرنے والے مسلمانوں پر ایسا شدید حملہ کیا کہ سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ صرف چند آدمی حضرت کے پاس رہ گئے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ حضرت علی، ابوسفیان، نوفل فضل بن عباس - ربیعہ - عبداللہ بن امیہ، عقیبہ، معتب پسران ابولہب۔

Marfat.com

باقی اللہ اللہ خیر سلا۔

حضرت علیؑ رسول اللہ کے آگے علم لیے ہوئے حملہ آوروں کو قتل کر رہے تھے اور فضل بن عباس داہنی طرف تھے رسول بھاگنے والوں کو بہتیرا پکار رہے تھے مگر کسی نے ایک نہ سنی۔ عباس بن عبدالمطلب بڑے بلند آواز تھے انہوں نے چیخنا شروع کیا۔ اے خدا کے بندو اے بیعت رضوان کرنے والو۔ اے سورۃ بقر کے صحابیو کہاں بھاگے جا رہے ہو۔ پلٹو۔ یہ جان چرانے کا وقت نہیں تب لوگ پلٹے اور معرکہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

غور کیجئے اگر اس وقت اللہ کی طرف سے تسکین کا سامان نہ ہوتا اور ملائکہ کی آمد سے ٹوٹے دلوں کو تسکین نہ ہوتی تو بھلا وہ چند آدمی جو رسولؐ کے پاس تھے کیا اپنی جگہ ثابت قدم رہ سکتے تھے۔

## ۶۷۔ جنگ خندق

پا ۲۱۔ الاحزاب ع ۲۔ آیت ۹: ۱ اے ایماندارو۔ وہ وقت یاد کرو جب اللہ نے تم پر رحمت نازل کی ہے (جنگ خندق میں) جب تم پر کافروں کا لشکر آ پڑا تو ہم نے تمہاری مدد کو آندھی بھیجی اس کے علاوہ فرشتوں کا ایسا لشکر بھیجا جس کو تم نے دیکھا تک نہیں اور تم جو کچھ کر رہے تھے خدا اسے دیکھ رہا تھا۔

مذکورہ بالا تمام آیات میں جو ملائکہ کی مدد کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ہم نے تمہارے دلوں کو قوی بنایا۔ تمہاری ہمت کو بڑھایا۔ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ملائکہ بصورت لشکر کفار کو نظر آ رہے تھے۔ جن کو دیکھ کر ان کے دل چھوٹ گئے تھے لڑتے تھے مگر شجاعانہ طریقہ پر ہر شخص شہرا اٹھا

# ۶۸ - ہجرت حبشہ

پ ۶ - المائدہ ع ۱۱ - آیت ۸۳ :- جب یہ لوگ قرآن کو سنتے ہیں جو ہمارے رسول پر نازل کیا گیا ہے تو بیساختہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے حق کو پہچان لیا ہے اور عرض کرتے ہیں اے ہمارے پالنے والے ہم تو ایمان لا چکے تو رسول کی تصدیق کرنے والوں میں سے ہمیں بھی لکھ لے۔

---

جب حضورؐ نے علی الاعلان اسلام کی طرف لوگوں کو دعوت دینی شروع کی تو قبیلہ قریش کے لوگ سخت برہم ہوئے اور جو لوگ اسلام لائے تھے ان کو طرح طرح سے ستانا شروع کیا۔ نہ خود ستایا بلکہ دوسرے قبیلوں کو بھی مسلمانوں کی مخالفت پر ابھارا۔ چونکہ اس وقت حضورؐ میں مسلمانوں کی حفاظت کی قوت نہ تھی لہٰذا آپ نے حکم دیا کہ تم ترک وطن کر کے حبشہ کی طرف چلے جاؤ وہاں کا بادشاہ نیک دل ہے تمہیں وہاں پناہ مل جائے گی۔ چنانچہ پہلے ستر آدمی جناب جعفر کی قیادت میں روانہ ہوئے اور جہاز میں بیٹھ کر حبشہ جا پہنچے۔ جب کفار کو پتہ چلا تو عمرو عاص اور عمارہ بن ولید کو کچھ تحفے دے کر ان کے عقب میں روانہ کیا۔ تاکہ نجاشی بادشاہ حبشہ ان کو واپس بھیج دے۔ چنانچہ ان لوگوں نے بادشاہ کے سامنے تحفے پیش کر کے اپنا مطلب بیان کیا۔ بادشاہ نے جناب جعفر کو بلا کر کہا یہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ جناب جعفر نے ایک مدلل تقریر کی جس میں قریش کے مظالم اور آنحضرتؐ کے اخلاق کریمانہ کو نہایت مؤثر پیرایہ میں بیان کیا۔ جس کا نجاشی پر بڑا اثر ہوا۔ اس نے جناب جعفر سے کہا تم اطمینان سے یہاں رہو اور قریش کے وفد کو وہاں سے نکل جانے کا حکم دیا۔

# ۶۹- نجاشی بادشاہ حبشہ وغیرہ کی مدح

پ ۳ - النساء ۲۰۴ - آیت ۱۹۸ - اہل کتاب میں کچھ لوگ ایسے ضرور ہیں جو خدا پر اور جو کتاب تم پر نازل ہوئی ہے سب پر ایمان رکھتے ہیں -

---

جب نجاشی بادشاہ حبشی جو حضورؐ پر غائبانہ ایمان لایا تھا مر گیا تو حضرت جبرئیل نے آکر خبر دی آپ نے اصحاب سے فرمایا چلو ایک بھائی کی نماز جنازہ پڑھیں ۔ یہ کہہ کر آپ جنت البقیع میں تشریف لائے اور آپ نے اس پر نماز پڑھی دخدا نے درمیان کے پردے سامنے سے ہٹا دیئے ۔ اس پر منافقین نے طعنہ زنی کی کہ ایک نصرانی پر بے دیکھے نماز پڑھتے ہیں ان کے جواب میں خدا نے یہ آیت نازل کی -

--- ۲ ---

پ ۷ - المائدہ - آیت ۸۲ - دا ے رسول) تم ایمان لانے والوں کا سب سے زیادہ دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے اور ایمان داروں کی دوستی میں سب سے بڑھ کر قریب ان لوگوں کو پاؤ گے جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں کیونکہ ان میں یقینی بہت سے عالم و عابد ہیں اور یہ لوگ ہرگز شیخی نہیں مارا کرتے -

---

یہ آیت حبشہ کے نصاریٰ کے بارے میں ہے کیونکہ جب حضرت جعفر ہجرت کر کے حبشہ پہنچے تو نجاشی بادشاہ حبشہ وغیرہ نے قرآن سنا اور معجزات کو سماعت کر کے ایمان لائے اور جب حضرت جعفر وہاں سے واپس ہونے تو نجاشی نے ستر علماء ان کے ساتھ کیے اور جب وہ حضرت رسول خدام

کے پاس پہنچے تو آپ نے ان کے سامنے سورۃ یٰس تلاوت کی۔ جسے سن کر وہ علماء بہت روئے اور ایمان لائے اور کہنے لگے۔ قرآن کس قدر انجیل سے مشابہ ہے

# ۷۰۔ ہجرت مدینہ اور اس کا سبب

پ ۲۔ البقرع ۲۵۔ آیت ۲۰۷۔ اور لوگوں میں خدا کے بندے کچھ ایسے بھی ہیں جو خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں اور خدا ایسے بندوں پر بڑا شفقت کرنے والا ہے۔

جب کفار مکہ نے قتل کے ارادے سے حضرت کا گھر گھیر لیا اور خدا نے اس کی آپ کو خبر دی تو آپ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ کفار نے مجھے فرش خواب پر مار ڈالنے کا ارادہ کیا ہے تم میری جگہ میری ردا اوڑھ کر سو رہو تاکہ لوگ سمجھیں کہ میں سو رہا ہوں اور میں یہاں سے جاتا ہوں۔ حضرت علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہؐ۔ اگر میں سو رہوں تو آپ کو کوئی گزند تو نہیں پہنچے گا۔ فرمایا نہیں۔ عرض کی میری جان جاتے یا رہے۔ آپ کی سلامتی بہر حال مطلوب ہے۔ اس پر خدا نے حضرت علیؑ کی تعریف میں یہ آیت نازل کی۔ حضرت رسول خداؐ فرماتے ہیں اس شب کو خدا نے جبریل و میکائیل کو وحی کی کہ میں نے تم دونوں میں بھائی چارہ قرار دیا اور ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ کی۔ پس تم میں سے کون ایسا ہے کہ جو اپنی عمر اپنے بھائی کو دیدے دونو نے انکار کیا۔ تب خدا نے ان دونو فرشتوں سے فرمایا کہ میں نے علیؑ محمدؐ میں بھائی چارہ قرار دیا ہے پس دیکھو علیؑ نے اپنی جان محمدؐ پر کیوں کر نثار کی ہے اور نبیؐ کے بستر پر کس طرح بے خوف و خطر سو رہا ہے پس تم دونوں زمین

پر جاؤ اور علیؓ کی اس کے دشمنوں سے حفاظت کرو۔ پس جبریل علیؓ کے سرہانے اور میکائیل پائنتی بیٹھے اور جبریل نے علیؓ سے فرمایا اے علی بن ابی طالب۔ مبارک ہو، مبارک ہو۔ تمہارا مثل کون ہے کہ خود اللہ تعالیٰ تمہارے سبب سے فرشتوں پر فخر و مباہات کرتا ہے (تفسیر ثعلبی) اور احیاء العلوم امام غزالی)

اس واقعہ میں چند باتوں پر غور کیجئے۔

۱۔ رسولؐ کو علیؓ کی ذات پر کتنا اعتماد تھا کہ اپنی جگہ سلایا اگر کوئی دوسرا ہوتا اور کفار پر یہ راز فاش کر دیتا کہ حضورؐ یہاں نہیں ہیں۔ غار ثور کی طرف گئے ہیں تو حضورؐ یقیناً قتل ہو جاتے۔

۲۔ علیؓ کو رسولؐ کی رسالت پر کتنا راسخ ایمان تھا کہ بے چون و چرا آپ کے فرش پر سونا منظور کر لیا اگر دوسرا ہوتا تو ضرور یہ کہتا کہ حضورؐ آپ تو جا رہے ہیں اور مجھے قتل ہونے کے لئے یہاں چھوڑ رہے ہیں۔ میں کیوں کر یہ منظور کر سکتا ہوں جان بھلی تو جہان بھلا۔ مگر انہوں نے بخوشی اس خدمت کو منظور کر لیا۔

۳۔ علیؓ جیسا بہادر اسلام نے کہاں پایا۔ کیسا سخت موقع تھا۔ جان جوکھوں کا معاملہ تھا مگر آپ کے دل پر ذرا بھی خوف وہراس نہ تھا نہایت اطمینان کے ساتھ تمام رات گہری نیند سوئے نہ روئے نہ چلائے۔ جانتے تھے کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

۴۔ جب صبح کو کفار بیت رسالت میں داخل ہوئے تو بجائے رسولؐ علیؓ کو پایا تو انہیں بہت تعجب بھی ہوا اور غصہ بھی آیا۔ سخت لہجے میں پوچھنے لگے۔ بتاؤ محمدؐ کہاں ہیں ورنہ تمہاری خیر نہیں دوسرا ہوتا تو اس دھمکی میں آجاتا مگر اپنے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھ کر نہایت شجاعانہ انداز میں فرمایا کیا مجھے سونپ گئے تھے سو پتہ پوچھتے ہو۔ جہاں ہوں انہیں جا پکڑو۔

Marfat.com

۱۵۔ صرف یہی نہیں بلکہ رسول اللہؐ کے پاس جو امانتیں تھیں وہ بھی علیؑ کے سپرد کیں کہ جس کی جو امانت ہے اس کی سپرد کر کے میرے پاس مدینہ آنا۔ یہ معمولی کام نہ تھا بڑی بہادری کا کام تھا۔ اب مکہ میں عصا کرن سب مسلمان جا چکے تھے مگر حضرت علیؑ نے ذرا اس کی پروانہ کی اور وہ ساری امانتیں لوگوں تک پہنچا دیں

۱۶۔ صرف یہی نہیں بلکہ رسول زنان بنی ہاشم کو بھی جن میں آپ کی لخت جگر حضرت فاطمہؑ بھی تھیں، علیؑ کی سپرد کر گئے تھے کہ ان کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ آنا۔ کیسی سخت منزل تھی کیسا پریشان کن معاملہ تھا۔ خون کے پیاسے، دشمنوں کا مقابلہ پھر سواری کا مہیا کرنا پھر عورتوں کا ساتھ لے جانا قتل ہونے کا قدم قدم پر ڈر مگر علیؑ نے ذرا پروانہ کی اور ہر خدمت کو بہترین صورت سے انجام دے کر مدینہ میں حضورؐ سے جا ملے۔

---

پ الانفال ۷۴۔ آیت ۳۰ (وہ وقت یاد کرو) جب کفار تم سے فریب کر رہے تھے تاکہ تم کو قید کر لیں یا تم کو مار ڈالیں یا گھر سے نکال باہر کریں۔ وہ تو یہ تدبیر کر رہے تھے اور خدا بھی ان کے خلاف تدبیر کر رہا تھا اور خدا سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔

---

جب کفار قریش کو یہ معلوم ہوا کہ مدینہ کے لوگوں نے آنحضرتؐ سے بیعت کر لی ہے اور اب ہجرت کر کے مدینہ جانے والے ہیں تو ان کو بڑا غصہ آیا۔ سب کے سب قصی بن کلاب کے بنائے ہوئے مکان میں جو بہت بڑا تھا جمع ہوئے اور آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ آنحضرتؐ کی تبلیغ کو روکنے کی کیا تدبیر کی جائے کسی نے کہا قید کر دو اور دروازہ بند کر دو۔ صرف ایک سوراخ سے تھوڑا سا کھانا دے دیا کرو تاکہ گھبرا کر مر جائے۔ کسی نے کہا شہر بدر کر دو شیطان

Marfat.com

نے جو ایک شیخ نجدی کی صورت میں موجود تھا یہ رائے دی کہ ہر قبیلے کا ایک ایک آدمی مل کر قتل کرے تاکہ بنی ہاشم تمام قبائل سے انتقام نہ لے سکیں یہ رائے سب کو پسند آئی اور ایک رات کو شمشیر بکف ہو کر سب نے حضورؐ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ تمام رات تلواریں سونتے کھڑے رہے کہ جس وقت گھر سے نکلیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔ خدا نے ان کی آمد سے رسولؐ کو آگاہ کر دیا اور حکم دیا تم اس گھر سے نکل جاؤ اور جب دروازہ پر پہنچو۔ تھوڑی سی خاک ان کے چہروں کی طرف شاہت الوجوہ کہہ کر پھینکو یہ اندھے ہو جائیں گے۔ چنانچہ جونہی حضورؐ نے خاک پھینکی وہ اندھے ہو گئے اور حضرت ان کے بیچ میں سے ہوتے ہوئے غار ثور کی طرف چلے گئے۔

---

## ۱۷۔ غار ثور

پ۱۰ توبہ ع ۶۔ آیت ۴۰۔ اگر تم اس رسول کی مدد نہ کرو گے تو کچھ پروا نہیں خدا مددگار ہے) اس نے اپنے رسول کی اس وقت مدد کی جب اس کو کفار مکہ نے گھر سے نکال باہر کیا تھا اس وقت صرف دو آدمی تھے اور دوسرے رسول تھے جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے تب اپنے ساتھی کو (اس کی گریہ زاری پر) سمجھا رہے تھے کہ گھبراؤ نہیں خدا یقیناً ہمارے ساتھ ہے تو خدا نے ان پر (رسول) اپنی رحمت سے تسکین نازل فرمائی اور فرشتوں کے ایسے لشکر سے ان کی مدد کی جن کو تم لوگوں نے دیکھا تک نہیں اور خدا نے کافروں کی بات نیچی دکھائی اور خدا ہی کا بول بالا ہے۔

---

جب کفار مکہ کی ایذا رسانی حد سے بڑھ گئی اور حضرت کے قتل پر آمادہ ہوئے تو حضرت کو ہجرت کا حکم ہوا آپ حضرت علی کو بستر پر سلا کر غار ثور کی طرف

Marfat.com

تشریف لے گئے۔ حضرت ابو بکر آپ کے ساتھ تھے دونو غار ثور میں جا چھپے جبل ثور جس کی طرف سے یہ غار منسوب ہے مکہ معظمہ سے دو کوس کے فاصلہ پر ہے اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک گول چٹان اندر سے ایک گیند کی طرح خالی ہے اس میں قدرتی ایک دروازہ بھی تھا جو تقریباً ڈیڑھ دو بالشت لمبا چوڑا تھا اس مختصر دروازہ سے دونو اس میں داخل ہوئے اس کے اندر صرف اتنی گنجائش ہے کہ ایک پست قد آدمی کھڑا ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ نے فوراً اس کے دروازے پر ببول کا ایک خاردار درخت اگا دیا اور مکڑی نے جالا تن دیا اور کبوتر نے انڈے بھی دے دیئے۔ جس سے کفار کو کسی طرح اس کے اندر آپؐ کے ہونے کا وہم بھی نہ ہو سکا اب اس چھوٹے دروازے کے مقابل لوگوں نے ایک دوسرا دروازہ بھی بنا لیا ہے جس سے لوگ آتے جاتے ہیں۔ غرض عامر بن فہد وہاں اپنی بکریاں مکہ سے چرانے کے لئے لاتا اور دونو ان کا دودھ پی لیتے اس طرح تین روز گذرے۔ جب کفار کی طرف سے اطمینان ہوا تو حضرت علی سواریاں اور راہبر لے کر حاضر ہوئے اور آپ مع ابو بکر مدینہ کو روانہ ہوئے۔

مٹ ۱:- اس آیت میں حضرت ابو بکر کے لئے صاحب کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس پر حضرات اہل سنت کو ناز ہے لیکن یہ فضیلت تو ان کو پہلے سے حاصل تھی آپ اصحاب رسول میں سے تھے دیکھنا تو یہ ہے کہ حضرت ابو بکر نے آنحضرتؐ کی کیا خدمت انجام دی۔ بجائے آپ کو کوئی مدد پہنچانے کے آپ کے لئے کوفت کا باعث ہوئے اور اس مصیبت کے عالم میں حضورؐ کو بار بار تسلی دینے کی ضرورت پیش آئی اس سے زیادہ یہاں لکھنے کی گنجائش نہیں۔

## ۲۷۔ جنگ بدر

پ ۴ آل عمران ع ۲۔ آیت ۱۲۳ ۱۔ بے شک تمہارے سمجھنے کے واسطے

ان دو مخالف گروہوں میں جو بدر کی لڑائی میں ایک دوسرے کے ساتھ گتھ گئے تھے رسول کی سچائی کی ایک بہت بڑی نشانی ہے کہ ایک گروہ خدا کی راہ میں جہاد کرتا تھا اور دوسرا گروہ کافروں کا تھا جن کو مسلمان اپنی آنکھ سے دوگنا دیکھ رہے تھے۔

بدر کی لڑائی اسلام کی پہلی لڑائی ہے جن میں مسلمان کل تین سو تیرہ تھے اور کفار کا لشکر جس کی تعداد ایک ہزار تھی اسلحہ سے آراستہ تھا۔ مگر اللہ نے مدد کی اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ کفار کے ستر نامور نبرد آزما قتل ہوئے جن میں سے ۳۵ یعنی آدھے صرف حضرت علیؓ نے قتل کئے۔

۲

پ۴ آل عمران ع ۱۳۔ آیت ۱۲۳:۔ اللہ تعالیٰ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب کہ تم دشمن کے مقابلے میں بالکل بے حقیقت تھے۔

۳

پ۹ الانفال ع ۱۔ آیت ۵:۔ (یہ مال غنیمت کا جھگڑا ویسا ہی ہے) جیسا تمہارے پروردگار نے اپنی ٹھیک مصلحت سے تمہارے گھر سے (جنگ بدر میں) نکالا تھا اور مومنین کا ایک گروہ اس سے ناخوش تھا کہ وہ لوگ ظاہر کے حق ہونے کے بعد بھی تم سے (خواہ مخواہ) سچی بات میں جھگڑتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا گویا وہ (زبردستی) موت کے منہ میں دھکیلے جا رہے ہیں اور اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

---

جنگ بدر کا قصہ یہ ہے کہ کفار قریش کا ایک قافلہ جس کے سردار ابوسفیان اور عمرو عاص وغیرہ تھے۔ شام سے تجارت کا مال لئے ہوئے آرہا تھا یہ خبر حضرت رسولِ خدا کو دی گئی اور جہاد کا حکم ہوا تین سو تیرہ آدمیوں کا چھوٹا سا

Marfat.com

لشکر لے کر ان کی طرف چلے یہ خبر ابو سفیان کو معلوم ہو گئی اس نے مکہ سے قریش کو اپنی مدد کے لئے بلا بھیجا وہاں یہ خبر پہنچتے ہی اچھا خاصا ایک ہنگامہ پیدا ہو گیا اور ابوجہل نے منادی کرا دی کہ قریش پر ایسی مصیبت کبھی نہ پڑی تھی تم میں سے کوئی ایسا آدمی نہیں جس کا مال اس قافلے میں نہ ہو۔ غرض بڑے ساز و سامان سے ایک بڑا لشکر ابو سفیان کی مدد کو روانہ ہو گیا۔ ابو سفیان اپنی چالاکی سے مشہور راستہ چھوڑ کر کسی اور راہ سے مکہ کو چلا گیا اور ان دونوں مڈبھیڑ ہو گئی آپ نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا کیونکہ مسلمان اپنی قلت کی وجہ سے بہت گھبرائے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر و عمر کی رائے نہ تھی کہ مقابلہ کیا جائے مگر سعد ابن معاذ اور مقداد رضی اللہ عنہ نے عرض کی آپ جو حکم دیں گے ہمیں عذر نہیں۔ غرض جنگ کی ٹھہر گئی۔ کیونکہ خدا مدد کا وعدہ کر چکا تھا قریش کے کچھ غلام نہر سے پانی لینے آئے مسلمانوں نے ان کو گرفتار کر لیا ان سے کفار کی تعداد کا پتہ چلا کہ ایک ہزار ہیں اور اونٹوں کے علاوہ چار سو گھوڑے بھی ان کے ساتھ ہیں اور مسلمانوں کے پاس کل دو گھوڑے تھے۔ حضرت عمار جاسوس بن کر گئے تو خبر لائے کہ اس کثرت پر بھی وہ خائف و پریشان ہیں۔ چنانچہ عتبہ کی رائے لڑنے کی نہ تھی مگر ابوجہل نے سب کو غیرت دلائی۔ چنانچہ جنگ کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے عتبہ اور اس کے بھائی شیبہ اور اس کا بیٹا ولید مقابلے کو نکلے ادھر سے بھی تین آدمی انصار سے گئے۔ ان لوگوں نے کہا ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے۔ ہمارے کفو ہم سے لڑنے آئیں۔ غرض انصار واپس آ گئے تو حضرت رسول خدا ؐ نے عتبہ کے مقابلے کے لئے حضرت عبیدہ کو، شیبہ کے مقابلے کے لئے حضرت حمزہ ؓ اور ولید کے مقابلے کے لئے حضرت علی کو بھیجا سب سے پہلے حضرت علی ؓ نے ولید کو واصل جہنم کیا۔ شیبہ اور حمزہ میں جنگ

ہوئی۔ شیبہ حضرت حمزہ رض پر غالب آنا چاہتا تھا کہ حضرت علی رض نے اس کا بھی کام تمام کیا۔ عتبہ اور عبیدہ دونو اپنی جگہ زخمی پڑے ہوئے تھے کہ حضرت علی رض نے عتبہ کو بھی واصل جہنم کیا۔ حضرت عبیدہ میں رمق جان باقی تھی کہ آنحضرت ؐ کے پاس ان کو لے گئے۔ حضرت ؐ نے ان سے فرمایا۔ تم میرے خاندان میں پہلے شہید ہو۔ اور بہشت کی خوش خبری دی۔ آخر اس جنگ میں مسلمانوں کو فتح ہوئی۔

۲- اس جنگ میں بہت سا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا اور اس جنگ کے بعد سے ان کی اقتصادی حالت درست ہونی شروع ہوئی۔

۳- اس جنگ میں حضرت کے چچا عباس قیدی بن کر حضرت کے سامنے آئے نام کے تو چچا تھے مگر آئے تھے بھتیجے کے خون کے پیاسوں کے ساتھ۔ جب ان سے فدیہ مانگا گیا تو کہنے لگے مجھ سے کیوں فدیہ مانگا جا رہا ہے میں مسلمان ہوں۔ فرمایا۔ دل کا حال تو اللہ جانتا ہے مگر اس وقت تو آپ کافروں کے ساتھ آئے ہیں پھر کہنے لگے میرے پاس فدیہ دینے کے لئے کیا رکھا ہے۔ مجھے معاف کر دیا جائے۔ فرمایا اس رقم میں سے دو جو مکے سے چلتے وقت اپنی بی بی ام الفضل کے پاس رکھ آئے ہو۔ کہنے لگے آپ کو کس نے بتایا۔ فرمایا علام الغیوب خدا نے۔ باوجود رسالت کے اس واضح ثبوت کے۔ پھر بھی کافروں کے ساتھ مکہ کو واپس گئے اور ابوسفیان اور اس کی بی بی ہندہ سے وہی خلا ملا رہا۔ یہاں تک کہ جب حمزہ جیسا بھائی قید ہوا اور ہندہ نے ان کا کلیجہ چبایا۔ تب بھی اس دانت کاٹی روٹی اور پرخلوص محبت میں فرق نہ آیا۔

یہ اور بہت سے ثبوت ایسے ملتے ہیں کہ ایک گروہ اس عقیدے پر جما ہوا ہے کہ یہ حضرت عبدالمطلب کے صلبی بیٹے نہ تھے بلکہ لے پالک تھے جو حضرت عبداللہ

Marfat.com

اور حضرت ابوطالب کی والدہ گرامی فاطمہ مخزومیہ کے ساتھ شادی کے بعد آئے تھے۔ ان کی ماں کا نام نتیلہ تھا۔

# ۷۳۔ جنگ احد

پ ۴۔ آل عمران ۴ ۱۲۔ آیت ۱۱۹ ۔ (یہ منافق) جب تم سے ملتے ہیں تو کہنے لگتے ہیں کہ ہم تو ایمان لائے ہیں اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو تم پر غصہ کے مارے انگلیاں کاٹتے ہیں (اے رسول) تم کہو کہ تم اپنے غصہ کی آگ میں جل مرو جو باتیں تمہارے دلوں میں ہیں خدا ان کو ضرور جانتا ہے۔

جنگ بدر کی شکست کے بعد کفار قریش کے دل میں بغض و حسد کی اور زیادہ آگ بھڑکی۔ ابوسفیان نے حکم دے دیا کہ اپنی عورتوں کو رونے نہ دو۔ کیونکہ آنسو نکلنے سے دل کی تڑپ کم ہو جائے گی۔ الغرض ابوسفیان تین ہزار اور دو ہزار پیادے اور اپنی عورتیں ہمراہ لے کر مکہ سے نکلا اور مدینہ سے دو کوس کے فاصلے پر کوہ احد کے دامن میں خیمہ زن ہوا۔ جب حضورؐ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو آپ نے اصحاب سے مشورہ کیا۔ عبداللہ بن ابی جو منافقوں کا سردار تھا کہنے لگا ہمیں اپنے شہر سے نکلنا نہ چاہیئے تھا مگر سعد بن معاذ نے اس کی مخالفت کی اور آخر انہی کی رائے غالب رہی۔ غرض جب مسلمان بقصد جنگ باہر نکلے تو تین سو منافقین کچھ دور جا کر پلٹ آئے۔

۲۔ اسلامی لشکر گاہ میں ایک درہ کی طرف سے دشمن کے آنے کا خطرہ تھا حضورؐ نے وہاں پچاس مجاہدوں کا ایک دستہ معین کیا تھا اور ان سے کہہ دیا تھا چاہے کوئی حالت ہو مگر تم یہاں سے نہ ہٹنا۔ لیکن جب فتح

کی صورت نمودار ہوئی اور مسلمان لوٹ مار میں لگ گئے تو درہ والوں نے یہ خیال کر کے کہ ہم کیوں محروم رہیں، درہ کو چھوڑ دیا ان کا وہاں سے ہٹنا تھا کہ خالد بن ولید جو ایک ہزار سپاہی لئے تاک میں کھڑا تھا۔ میدان جنگ میں آ گھسا اور وہ مار لگائی کہ مسلمانوں کے ہوش اڑ گئے ہر طرف بھاگنا شروع کیا بعض تو پہاڑوں پر چڑھ گئے۔

۳۔ جب فوج میں یہ افراتفری دیکھی تو رسول اللہؐ نے بھاگنے والوں کو پکارنا شروع کیا ارے تم اپنے رسول کو چھوڑ کر کہاں بھاگے جا رہے ہو۔ مگر وہاں کون سنتا تھا۔ چند مخلص جاں نثاروں کے سوا سب ہی تو میدان چھوڑ بھاگے

۴۔ دشمنوں نے حضرت رسول خداؐ پر حملہ شروع کیا۔ ایک ظالم نے پتھر مار کر آپؐ کے اگلے دانت مبارک شہید کر دیئے اور آپ زخمی ہو کر ایک نشیب میں جا گرے۔

۵۔ اس جنگ میں حضرت علیؑ نے وہ شجاعانہ کارنامے انجام دیئے کہ اپنی نظیر آپ ہیں۔ آپ کبھی تو دشمنوں کو حضرتؐ کی طرف سے ہٹاتے تھے ان سے لڑتے تھے کبھی واپس آ کر حضرتؐ کا حال پوچھتے تھے۔ حضرت فاطمہؑ بھی اس جنگ میں باپ کے قتل کو سن کر میدان احد میں آ گئی تھیں۔ حضرت علیؑ ڈھال میں پانی بھر بھر کر لاتے تھے اور جناب فاطمہؑ زخم دھلاتی تھیں۔ بوریا جلا کر اس کی راکھ حضرت کے زخموں پر بھرتی تھیں۔

۶۔ رسول خداؐ کے ساتھ حضرت علیؑ کی یہ ہمدردی معمولی نہ تھی۔ جبرئیل امین نے آنحضرتؐ سے کہا۔ یا رسول اللہؐ اس کو کہتے ہیں مواسات و ہمدردی فرمایا۔ کیوں نہ ہو علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں" جبرئیل نے کہا اور میں آپ دونو سے ہوں۔

۷۔ یہی وہ حضرت علیؑ کی عدیم المثال جنگ تھی۔ جس کی تعریف مابین آسمان و زمین یہ آواز پیدا ہوئی "لَا فَتیٰ اِلَّا عَلِی لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار"

۸۔ اس جنگ میں حضرت حمزہ شہید ہوئے اور ابوسفیان کی بی بی معاویہ کی ماں ہندہ جگر خوارہ نے اس شہید راہ خدا کا سینہ چاک کر کے کلیجہ نکالا اور دانتوں سے چبایا۔

۲

اے مسلمانو کاہلی نہ کرو اور اس اتفاقی شکست (احد) سے رنجیدہ نہ ہو کیونکہ اگر تم سچے مومن ہو تو تم ہی غالب رہو گے اگر جنگ احد میں تم کو زخم لگے ہیں تو اسی طرح جنگ بدر میں تمہارے مخالف (فریق) کو زخم لگ چکا ہے۔ یہ تو اتفاقات زمانہ ہیں جو ہم لوگوں کے درمیان باری باری الٹ پھیر کیا کرتے ہیں (اور یہ اتفاقی شکست اس لئے تھی) تاکہ خدا سچے ایمانداروں کو ظاہری مسلمانوں سے الگ دیکھ لے اور تم میں سے بعض کو درجہ شہادت پر فائز کرے اور اللہ نافرمانی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور یہ بھی منظور تھا کہ سچے ایمانداروں کو (ثابت قدمی کی وجہ سے) نرا کھرا الگ کرے۔ اور نافرمانوں اور بھاگنے والوں کو ملیامیٹ کر دے (مسلمانو) کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ سب کے سب بہشت میں چلے جاؤ گے اور کیا خدا نے تم لوگوں میں سے ان کو ابھی تک نہیں پہچانا جنہوں نے جہاد کیا اور ان لوگوں کو جو ثابت قدم نہ رہے۔ تم موت کے آنے سے قبل مرنے کی تمنا کئے کرتے تھے پس اب تو تم نے اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور تم اب بھی دیکھ رہے ہو (پھر لڑائی سے کیوں جی چراتے ہو) محمد تو صرف اللہ کے رسول ہیں (خدا نہیں) ان سے پہلے اور بھی بہت سے پیغمبر گزر چکے ہیں تو کیا محمد اگر اپنی موت سے مرجائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم الٹے پاؤں (کفر کی طرف)

پلٹ جاؤ گے اور جو پلٹ جائے گا تو سمجھ لو اس نے خدا کا کچھ بھی نہیں بگاڑا اور خدا عنقریب شکر کرنے والوں کو اچھا بدلہ دے گا۔

۳

پ۴ آل عمران ۔ ع ۱۶ ۔ آیت ۱۵۳ :- اے مسلمانو (تم اس وقت کو یاد کر کے شرماؤ) جب تم (بدحواسی) بھاگے پہاڑ پر چڑھے جا رہے تھے اور باوجودیکہ نبی تمہارے پیچھے کھڑے تم کو بلا رہے تھے مگر تم (جان کے خوف سے) کسی کو مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے (پس چونکہ تم نے رسول کو آزردہ کیا) تو خدا نے (بھی) اس رنج کے بدلہ میں تم کو شکست کا رنج دیا تا کہ جب کبھی تمہاری کوئی چیز جاتی رہے یا کوئی مصیبت پڑے تو تم رنج نہ کرو اور صبر کرنا سیکھو)

---

جن حضرات کی اسلام نوازی اور رسول پر جاں نثاری کا اس آیت میں ذکر ہے شاء اللہ یہ سب اصحاب رسول تھے جن کی محبت اور اطاعت کو بہت سے مسلمان جزو ایمان سمجھتے ہیں اور سارا الزام منافقوں کی گردن پر رکھتے ہیں لیکن جس معرکہ میں چند آدمیوں کے سوا سب ہی بھاگے ہوں وہاں صحابہ کرام کو کہاں تک بچایا جائے گا۔

## ۴۷ ۔ بدر صغریٰ کا قصہ

پ ۵ ۔ النساء ع ۱۱ ۔ آیت ۸۴ :- اے رسول تم خدا کی راہ میں جہاد کرو اور تم اپنی ذات کے سوا اور کسی کے ذمہ دار نہ ہو اور مومنین کو جہاد کی ترغیب دو عنقریب خدا کافروں کی ہیبت کو روک دے گا اور خدا کی ہیبت سب سے زیادہ ہے اور اس کی سزا بہت سخت ہے۔

Marfat.com

جب حضرت رسولِ خدا نے جنگ بدرِ صغریٰ کا قصد کیا تو کسی نے مسلمانوں کو ابوسفیان اور اس کے لشکر کی کثرت سے ڈرا دیا۔ مسلمانوں کے دل پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ اکثر لوگ اپنے گھروں میں بیٹھ رہے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ تم میں سے اگر کوئی نہ جائے گا تو میں اکیلا جاؤں گا۔ آخر بمشکل ستر آدمی آپ کے ساتھ ہوئے۔ خدا نے اس مٹھی بھر جماعت کا ایسا رعب ابوسفیان کے دل پر چھایا کہ وہ الٹے پاؤں مکہ کو واپس گیا۔ یہ تھے اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

---

# ۷۵ - صلح حدیبیہ

پ ۲۶ - الفتح ع ۱ - آیت ۱ - ۳ ۔ اے رسول یہ حدیبیہ کی صلح نہیں بلکہ) ہم نے تم کو کھلم کھلا فتح عطا کی۔ تاکہ خدا تمھاری امت کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دے اور تمہیں سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھے اور خدا تمہاری زبردست مدد کرے۔

---

ہجرت کے چھٹے سال حضورؐ نے خواب دیکھا کہ میں خدا کے حکم سے چند اصحاب کے ساتھ مکہ گیا اور خانہ کعبہ کا طواف کیا اور عمرہ بجالایا۔ آپ نے اصحاب سے یہ خواب بیان کیا۔ اصحاب سمجھے کہ اس کی تعبیر اسی سال ظاہر ہوگی۔ غرض آپ پہلی ذیقعد کو سات سو آدمیوں کے ساتھ عمرہ کے قصد سے روانہ ہو گئے اور قربانی کے اونٹ بھی لے گئے۔ جب مکہ کے قریب مقام ذوالحلیفہ پر پہنچے اور احرام باندھا تو جاسوسوں کے ذریعہ سے آپ کو معلوم ہوا کہ کفارِ مکہ نے آپ کی آمد کی خبر سن کر جنگ کا ارادہ کیا اور خالد بن ولید وغیرہ دو سو سواروں

ساتھ مکہ سے باہر نکل کر مکہ کے سیوانہ پر ٹھہرے ہوئے ہیں اور رؤسائے قریش بالاتفاق آپ کی عداوت پر کمربستہ اور جنگ پر آمادہ ہیں۔ اسی اثنا میں آپ حدیبیہ پہنچے تو آپ کا اونٹ چلتے چلتے رک گیا۔ تب آپ نے وہاں قیام کیا اور حدیبیہ ایک خشک شدہ کنواں تھا۔ اصحاب نے اسے کھودا مگر پانی نہ نکلا۔ آخر آپ نے وضو کر کے ایک کلی اس میں ڈالی اور دعا کی تو چشمہ پھوٹ نکلا غرض جب یہ خبریں متواتر آپ تک پہنچیں کہ قریش جنگ پر تیار ہیں۔ تو آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ تم لوگ الٹے جنگ کرو گے یا جب وہ حملہ کریں گے تو جواب دو گے۔ اصحاب نے کہا ہم لوگ تو زیارت کعبہ کو آئے ہیں۔ دوسری صورت ہی اچھی رہے گی۔ جب آپ نے ان لوگوں کو پست ہمت پایا تو صلح کا خیال دل میں بیدار ہوا۔ آنحضرتؐ نے عمرؓ سے کہا کہ مکہ میں جاؤ اور کفار سے کہو ہم جنگ کرنے نہیں آئے۔ صرف اعمال عمرہ کر کے چلے جائیں گے مگر حضرت عمرؓ جانے پر راضی نہ ہوئے۔ عذر کیا۔ اب میرے خاندان کا کوئی آدمی مکہ میں نہیں جو میری مدد کو اٹھ کھڑا ہوگا۔ مجھے وہ لوگ مار ڈالیں گے۔ آپ عثمانؓ کو بھیجیے ان کے بہت سے اعزہ موجود ہیں۔ غرض عثمانؓ پیام لے کر گئے۔ راستہ میں قبیلہ ہوازن کے ایک جوان سے ان کی ملاقات ہوئی۔ اس نے ان کی بہت خاطر کی اور اپنے گھوڑے پر آگے بٹھا لیا۔ جب مکہ پہنچے اور پیام پہنچایا تو وہ لوگ بحالت پر اڑ گئے اور کہنے لگے ہم محمدؐ کو مکہ کے اندر نہ آنے دیں گے اگر تیرا جی چاہے تو طواف کر لے۔ جب یہ جواب لے کر پلٹنے لگے تو ان کو قید کر دیا اور یہاں اصحاب میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ مار ڈالے گئے۔ اس وقت آپ نے اصحاب کو ایک درخت کے نیچے جمع کیا اور ان سے اس بات پر بیعت لی کہ کفار سے لڑیں گے۔ یہاں تک کہ مارے جائیں یا فتح ہو۔ آپ اس سے فارغ ہوئے

تو طرفین سے صلح کی گفتگو شروع ہوئی تو آپ اس میں شریک ہو گئے۔ آخر بہت سی ٹوتوئیں میں کے بعد صلحنامہ کی شرائط منظور ہوئیں۔ جناب امیر صلح نامہ لکھنے لگے تو ایک ایک لفظ پر وہ وہ بحثیں ہوئیں کہ صلح کا ہونا مشکل ہو گیا۔ جناب امیر نے صلحنامہ کے آغاز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا۔ کفار نے کہا ہم رحمٰن و رحیم کو نہیں مانتے اس کی جگہ بسمک اللھم لکھو۔ غرض یہی لکھا گیا۔ پھر حضرت علیؓ نے یہ صلح نامہ لکھا۔ محمد الرسول اللہ سے کفار نے کہا۔ رسول اللہ کا لفظ کاٹ دو۔ ہم آپ کو رسول اللہ کب مانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا اسے بھی کاٹ دو۔ حضرت علی نے عرض کی میں تو اپنے ہاتھ سے اسے نہیں کاٹ سکتا۔ تب حضرت نے خود اپنے ہاتھ سے کاٹ کر محمد ابن عبداللہ لکھا۔ غرض خرابی بسیار صلح نامہ مرتب ہوا اور طے پایا کہ دس برس تک فریقین میں جنگ موقوف رہے گی۔ اس سال رسول بے عمرہ کئے واپس جائیں۔ اس وقت مکہ میں تو نہیں مگر جہاں تک کفار جانے دیں۔ اونٹوں کی قربانی کر کے اور سر منڈوا کر واپس چلے جائیں۔ کوئی دو تین روز کے لئے مکہ کو خالی کر دیں گے مگر کوئی مسلمان مکہ میں تین روز سے زیادہ نہیں رہے گا اور نہ تین دن کے اندر اپنی تلوار نیام سے نکالے گا۔ دوران صلح اگر کوئی کافر مسلمانوں سے جا ملے تو وہ واپس کر دیا جائے اور اگر مسلمان کافروں سے جا ملے تو وہ واپس نہ کیا جائے گا۔

الغرض اس قدر دب کر صلح کرنے سے مسلمانوں کی بڑی دل شکنی ہوئی اور طرح طرح کے وسوسے اور خیالات دل میں پیدا ہونے لگے۔ حتیٰ کہ حضرت عمر خود فرماتے ہیں کہ اس دن جیسا شک مجھے حضرت کی نبوت میں ہوا۔ جب سے مسلمان ہوا ہوں کبھی نہیں ہوا۔ اس پر اکتفا نہیں کی گئی بلکہ دو بدو گفتگو کی اور اس پر بھی شک زائل نہ ہوا تو حضرت ابوبکر سے اس قسم کی باتیں ہوئیں۔

بظاہر یہ صلح بہت دب کر کی گئی تھی لیکن اس کے نتائج بہت اچھے نکلے

Marfat.com

اوّل تو مسلمان دس برس کے لئے کفار کے حملوں سے بے خوف ہو کر اپنی ترقیوں میں مصروف ہو گئے۔ رات دن کی نبرد آزمائیوں سے مسلمان پنپنے نہ پاتے تھے دوسرے اس لمبی مدت میں مسلمانوں نے کافی سامان حرب مہیّا کر لیا اس کے علاوہ اور بھی بہت سے فائدہ ہوئے جن کو تفسیروں اور تاریخوں میں ملاحظہ فرمائیے۔

## ۷۶ - جنگ خیبر

پ۔ المائدہ ۵۔ آیت ۵۴۔ اے ایمان والو تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا (تو کچھ پروا نہیں) پھر جائے عنقریب خدا ایسے لوگوں کو ظاہر کر دے گا جنہیں خدا دوست رکھتا ہو گا اور وہ اس کو دوست رکھتے ہوں گے ایمانداروں کے ساتھ نہایت منکسر اور کافروں کے مقابل بڑے کڑے خدا کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہ کریں گے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑی گنجائش والا اور بڑا جاننے والا ہے۔

---

م۔ د۔ اگر اس آیت کے بیان کردہ صفات پر غور کیا جائے تو حضرت علیؑ کے سوا اور کسی صحابیِ رسول میں یہ صفات نہ ملیں گی۔ مؤرخین و مفسرین سب لکھ رہے ہیں کہ جب خیبر کسی طرح فتح نہ ہوتا تھا اور محاصرہ کو اٹھارہ دن گزر چکے تھے۔ حضرات شیخین شکست کھا کر لوٹ آتے تھے تو حضرتؐ نے جناب امیر علیہ السلام کو دشمنوں کے مقابلے کے لئے بھیجا۔ تب خیبر فتح ہوا۔ اٹھارویں روز جب لشکر بے نیل مرام واپس آیا تو حضرتؐ نے فرمایا۔ کل میں علم ایسے مرد جرار کو دوں گا جو پے در پے حملہ کرنے والا ہو گا اور بھاگنے والا نہ ہو گا۔ خدا اور رسول اس کو دوست رکھتے

ہو گئے اور وہ خدا و رسول راہ خدا میں جہاد کرے گا وہ واپس نہیں آئے گا جب تک اللہ اس کے دونوں ہاتھوں پر فتح نہ دے یہ صفتیں وہی ہیں جو آیت میں مذکور ہیں۔

۲- آیت کا پہلا حصہ بتاتا ہے کہ کچھ لوگ حضورؐ کو دھمکیاں دیا کرتے تھے کہ اگر آپ نے ہمارے مشورے پر کام نہ کیا تو ہم سابقہ دین کی طرف پلٹ جائیں گے انہیں کو خدا اس آیت میں ڈانٹتا ہے۔

# ۷۷- قضیۂ فدک

پ ۱۵- بنی اسرائیل ع ۳- آیت ۲۶- قرابت داروں اور محتاج اور پردیسی کو ان کا حق دے دو اور فضول خرچی مت کیا کرو۔

۱

جب قافلہ اسیرانِ اہلبیت کا دمشق میں پہنچا تو ایک شامی نے امام زین العابدین کو مخاطب کر کے کچھ ناسزا الفاظ کہے۔ آپ نے اس سے فرمایا تو نے قرآن پڑھا ہے اس نے کہا پڑھا ہے۔ فرمایا سورہ بنی اسرائیل میں یہ آیت پڑھی ہے۔ وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّہٗ اس نے کہا پڑھی ہے پھر کہنے لگا کیا آپ ہی وہ قرابت دار رسول ہیں۔ جن کا حق ادا کرنے کا اللہ نے رسول کو حکم دیا ہے۔ فرمایا ہم وہی ہیں۔

علمائے اہل سنت جیسے ابن مردویہ ابن ابی حاتم وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہؐ نے حضرت فاطمہ کو بلایا اور فدک عطا فرمایا۔

۲

پ ۲۱ الروم ع ۴- آیت ۳۸- اے رسول قرابت دار (فاطمہ زہرا) کا حق یعنی فدک دے دو اور محتاج اور پردیسی کا بھی۔

خیبر کی شکست کے بعد حضرت مظفر و منصور جب واپس ہوئے تو راستے میں جناب امیرؑ کو فدک والوں کے پاس بھیجا۔ غرض آپ گئے اور یہودیوں سے اس بات پر صلح ہوئی کہ باغات حضرت رسول خداؐ کی ملکیت قرار دیئے جائیں اور زمین میں نصف ان کا اور نصف حضرت رسول خداؐ کا ہو۔ جب صلح مکمل ہو گئی تو جبریل نے یہ آیت کہ اپنے قرابت داروں کا حق دے دو، نازل ہو کر سنائی۔ آپ نے پوچھا۔ قرابت دار کون ہیں اور اس کا حق کیا ہے حکم ہوا فدک و باغات جو چیزیں خدا و رسول کی ملکیت ہیں۔ فاطمہ کو دے دو۔ آپ نے فوراً حضرت فاطمہ کو بلا کر ایک دستاویز لکھ دی۔ یہ وہی وثیقہ تھا جو جناب فاطمہ نے رسول اللہؐ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر کے سامنے پیش کیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ رسول اللہؐ کا نوشتہ ہے جو حضرتؐ نے میرے اور میرے بچوں کے لئے لکھ دیا ہے (روضۃ الصفا) حضرت ابوبکر نے تو منظور کر لیا تھا اور واگذاشت فدک کے متعلق ایک تحریر بھی لکھ دی مگر حضرت عمر نے حضرت فاطمہؑ کے ہاتھ سے لے کر چاک کر ڈالا اور وہ وثیقہ بھی واپس نہ کیا۔

## ۷۸۔ فتح مکہ

پ ۲۶۔ الفتح ۔ ۴۸۔ آیت ۲۷۔ بیشک خدا نے اپنے رسول کو سچا مطابق واقعہ خواب دکھایا تھا کہ تم لوگ انشاء اللہ مسجد الحرام میں سر منڈوا کر اور اپنے تھوڑے سے بال کترا کر بڑے امن و اطمینان سے داخل ہو گے اور اس طرح کا خوف نہ کرو گے جو بات تم نہیں جانتے تھے اس کو معلوم تھا کہ اس نے فتح مکہ سے پہلے ہی بہت جلد فتح خیبر عطا کی۔

آٹھ سال بعد رسول اللہؐ پھر اس سرزمین پر داخل ہونے جہاں سے کفار

Marfat.com

نے بہ جبر حضرت کو نکالا تھا آج آنحضرت ؐ کے لئے کس قدر خوشی کا موقع تھا کہ جہاں سے حضورؐ تن تنہا نکلے تھے اسی سرزمین پر ہزارہا مسلمانوں کے ساتھ فاتحانہ انداز میں داخل ہو رہے تھے۔ مشرکین کو یہ خوف تھا کہ حضرت داخل ہوتے ہی قتل عام کا حکم دیں گے اور لوگوں کے گھروں کو مسمار کرا دیں گے مگر حضورؐ تو رحمتہ اللعالمین تھے آپ نے ان باتوں میں سے ایک بھی نہ کی۔ سب کو خانہ کعبہ میں جمع کر کے فرمایا۔ بتاؤ تم مجھ سے کیا توقع رکھتے ہو۔ سب نے کہا کہ آپ کریم ابن کریم ہیں۔ ہمیں آپ سے نیکی ہی کی امید ہے۔ فرمایا جاؤ۔ اب تم پر کوئی الزام نہیں میں نے سب کی خطا معاف کی۔ جو لوگ خوں ریزی اور لوٹ مار چاہتے تھے وہ حضورؐ کے اس عمل سے خوش نہ ہوئے لیکن اس کرم نوازی کا اثر ایسا گہرا ہوا کہ لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے شروع ہو گئے۔

# ۷۹۔ جنگ خندق کا قصہ

پ ۲۱۔ الاحزاب ع ۲۔ آیت ۹ تا ۱۰۔ اے ایمان والو خدا کی رحمتوں کو یاد کرو اس نے تم پر نازل کیں (جنگ خندق میں) جب تم پر کافروں کا لشکر امنڈ کے آپڑا تو ہم نے تمہاری مدد کو ان پر آندھی بھیجی اس کے علاوہ فرشتوں کا ایسا لشکر بھیجا جس کو تم نے دیکھا تک نہیں اور تم جو کچھ کر رہے تھے خدا اسے خوب دیکھ رہا تھا۔ جس وقت وہ لوگ تمہارے اوپر آپڑے اور تمہارے نشیب کی طرف سے تم پر پل پڑے اور جس وقت ان کی کثرت سے تمہاری آنکھیں خیرہ ہو گئی تھیں اور خوف سے کلیجے منہ کو آ گئے تھے اور خدا کے متعلق بڑے بڑے خیالات کرنے لگے تھے پھر ان پر مومنوں کا امتحان لیا گیا تھا اور خوب اچھی طرح جھنجھوڑے گئے تھے اور جس وقت منافقین اور وہ لوگ جن کے دل میں کفر

Marfat.com

کا مرض تھا کہنے لگے تھے کہ خدا نے اور اس کے رسول نے جو تم سے وعدے کئے تھے وہ سب دھوکہ کی ٹٹی تھے اور جب ان کا ایک گروہ کہنے لگا تھا کہ اے مدینہ والو اب دشمن کے مقابلے میں تمہارا کہیں ٹھکانہ نہیں ۔ بہتر یہ ہے کہ اب بھی پلٹ چلو اور ایک گروہ رسول سے گھر لوٹ جانے کی اجازت مانگنے لگا وہ لوگ کہتے تھے ہمارے گھر مردوں سے بالکل خالی ہیں حالانکہ وہ بالکل خالی نہ تھے (بالکل محفوظ تھے) وہ لوگ تو اس بہانہ سے بھاگنا چاہتے تھے الی آخر ٥

---

جنگِ خندق کا قصہ یہ ہے کہ جب احد میں کفار کو شکست ہوئی تو انہوں نے اپنے ساتھ یہودیوں کو بھی ملا لیا ۔ غرض اس طرح دس ہزار کا لشکر تیار ہوا اور مدینہ پر چڑھائی کے لئے روانہ ہوا ۔ جب حضرت کو یہ خبر ہوئی تو ایک ہزار سات سو آدمیوں کو لے کر مدینہ سے نکلے ۔ لیکن جب محاذ جنگ پر پہنچے تو کفار کی کثرت سُن کر مسلمانوں کے حواس جاتے رہے اگرچہ حضرتؐ نے فتح کا وعدہ بھی کیا مگر ان کو قرار نہ ہوا ۔ آخر آپ نے اصحاب خاص سے مشورہ کیا ۔ انہوں نے کہا ہم ضرور ان سے لڑیں گے ۔ جناب سلمانؓ نے رائے دی کہ اپنے گرد اتنی چوڑی خندق کھود دی جائے کہ ہمارے کیمپ میں کوئی نہ آ سکے غرض سب نے مل کر خندق کھود دی ۔ حضرتؐ نے اوروں کی نسبت دگنی کھودی اور جنگ کا آغاز ہوا ۔

کفار کے لشکر میں عرب کا شہرہ آفاق جنگجو عمرو بن عبدود شامل تھا جو تن تنہا ایک ہزار سپاہیوں کا مقابلہ کرتا تھا ۔ وہ خندق کو پار کر کے اسلامی کیمپ میں آگیا اور شیر کی طرح دھاڑا کہ اے مسلمانو تمہارا عقیدہ ہے کہ شہید ہونے کے بعد جنت میں جاتے ہو ۔ آؤ میں تمہیں جلد جلد جنت میں بھیجوں ۔ اس کی یہ آواز

Marfat.com

سنتے ہی مسلمانوں پر ایسی ہیبت طاری تھی کہ اس طرح سر جھکا کر بیٹھ گئے گویا ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہیں۔ حضرت رسول خداؐ بار بار فرماتے تھے کہ کوئی ہے کہ اس لاف زن کا سر کاٹ کر لے آئے مگر کسی طرف سے کوئی جواب نہ ملتا تھا بلکہ حضرت عمر نے تو صاف کہہ دیا کہ حضورؐ آپ کس کے مقابلے کو بھیج رہے ہیں یہ ایک قافلے میں میرے ساتھ تھا۔ ناگاہ ایک ہزار ڈاکوؤں نے حملہ کیا اس اکیلے نے ان سب کو بھگا دیا۔ ایک اونٹ کے بچے کی ٹانگ پکڑ کر اس نے اسے بطور ڈھال کے استعمال کیا تھا۔

۲۔ حضرت علیؑ ہر بار رسولؐ سے عرض کرتے تھے میں اس کے مقابلے کو جاتا ہوں۔ رسولؐ روک دیتے تھے آخر جب کسی کو اس کے مقابلے کی جرأت نہ ہوئی تو حضورؐ نے حضرت علیؑ کو اجازت دیدی۔ جب حضرت علیؑ پا پیادہ اس کے مقابلے کو چلے تو حضورؐ نے فرمایا۔ برز الایمان کلہ الی الکفر کلہ (پورا پورا ایمان پورے پورے کفر کے مقابل جا رہا ہے)

۳۔ حضرت علیؑ اور عمرو کے درمیان چند بار چوٹوں کا ردّ و بدل ہوا۔ آخر کار حضرت علیؑ اس پر غالب آئے اور اس کا سر کاٹ کر رسولؐ کے قدموں پر لا ڈالا۔ تب حضورؐ نے فرمایا۔ علیؑ کی ایک ضربت جو روز خندق عمرو بن عبدود کے سر پر لگی۔ عبادت ثقلین سے تا روز قیامت بہتر ہے۔ اصحاب رسولؐ میں ہے کہ کوئی اس فضیلت کا مقابلہ کر سکے۔

۲

پ۲۱۔ الاحزاب ع ۳۔ آیت ۲۲۔ جب سچے مومنوں نے کفار کے ہجوم کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی چیز تو ہے جس کا ہم سے خدا نے اور اس کے رسولؐ نے وعدہ کیا تھا اور خدا اور اس کے رسولؐ نے بالکل ٹھیک کہا تھا اور اس کے

دیکھنے سے ان کا امتحان اور ان کی اطاعت اور بھی زیادہ ہوگئی ٥ مومنوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ خدا سے انہوں نے جاں نثاری کا جو عہد کیا تھا اسے پورا کر دکھایا۔ غرض ان میں سے بعض وہاں جو مر کر اپنا وقت پورا کر گئے اور ان میں سے بعض (حکم خدا کے) منتظر بیٹھے تھے اور ان لوگوں نے اپنی بات ذرا بھی نہیں بدلی (یہ امتحان اس لئے تھا) تاکہ سچے ایمانداروں کو ان کی سچائی کی جزائے خیر دے اور اگر چاہے تو منافقین کو سزا دے اور اگر توبہ کریں تو خدا ان کی توبہ قبول کرے اس میں شک نہیں وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

## ۸۰۔ جنگ حنین

پنا۔ توبہ ع ۴۔ آیت ۲۵۔ ۱۔ اور خدا نے تمہاری بہت سے مقامات پر مدد کی ہے (خاص کر) جنگ حنین کے دن جب تمہیں اپنی تعداد کی کثرت نے مغرور کر دیا تھا پھر وہ کثرت تمہیں کچھ بھی کام نہ آئی اور تم ایسے گھبرائے) کہ زمین باوجود اس وسعت کے تمہارے اوپر تنگ ہو گئی اور تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔ پھر خدا نے اپنے رسول پر اور مومنین پر اپنی طرف سے تسلی نازل کی اور (رسول کی خاطر سے) فرشتوں کے لشکر بھیجے جنہیں تم دیکھتے بھی نہیں تھے اور کفار پر عذاب نازل فرمایا (جنگ بدر میں فرشتوں کے آنے کے سلسلہ ۳۰ دیکھیے۔

## ۸۱۔ جنگ تبوک

پنا۔ توبہ ع ۶۔ آیت ۳۸۔ ۱۔ اے ایمان دار تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا گیا کہ خدا کی راہ میں جہاد کے لئے نکلو تو تم لدھڑ ہو کر زمین کی طرف جھکے پڑتے ہو

Marfat.com

کیا تم آخرت کی بہ نسبت دنیا کو پسند کرتے ہو۔

---

جنگ حنین کے بعد ہجرت کے نویں سال پتہ چلا کہ ہرقل بادشاہ روم نے ایک عظیم الشان لشکر حضرت سے مقابلہ کے لیے جمع کیا ہے اور حمص تک آ پہنچا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی آپ نے اصحاب کو جنگ کے لیے تیار ہونے کا حکم دیا مگر چونکہ شدید گرمی پڑ رہی تھی اور قحط بھی تھا پھر دھاوا بھی دور کا تھا۔ پھر دشمن کی کثرت اور مسلمانوں کی قلت بھی تھی۔ خرموں کی تیاری کا زمانہ بھی تھا اس بنا پر بہت سے لوگوں کو جانے میں تامل تھا۔ انہی کی نسبت یہ آیت نازل ہوئی۔

اس جنگ میں آپ حضرت علیؑ کو ساتھ نہ لے گئے تھے چونکہ سفر دور دراز کا تھا اور ایک مدت دراز کے لیے مدینہ سے دور رہنا تھا لہٰذا زنان بنی ہاشم اور اپنی ازواج کی حفاظت کے لیے ایک طاقت ور آدمی کو مدینہ میں چھوڑنا تھا تاکہ منافق آکر حملہ کریں تو اس کو روکا جائے۔

منافقوں نے اس پر بھی طعنہ زنی کی کہ حضرت رسولؐ علیؑ سے خفا ہیں۔ لہٰذا اہل و عیال کی حفاظت کے لیے چھوڑ گئے ہیں یہ طعنے سن کر حضرت علیؑ گھوڑے پر سوار ہو چلے اور کئی منزل کے بعد حضرت سے جا ملے اور سارا قصہ بیان کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری منزلت میرے نزدیک وہی ہے جو ہارون کی منزلت موسیٰؑ کے نزدیک تھی یعنی تم میرے خلیفہ جانشین ہو۔ یہ سن کر حضرت علیؑ واپس آ گئے۔

---

# ۸۲۔ مباہلہ

۳ پ آل عمران ۷ ۶۔ آیت ۶۱:۔ جب تمہارے پاس علم (قرآن) آ چکا اس کے بعد بھی

Marfat.com

اگر تم سے کوئی (نصرانی) عیسیٰ کے بارے میں حجت کرے تو کہو کہ (اچھا میدان میں آؤ) ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ۔ ہم اپنی عورتوں کو بلائیں تم اپنی عورتوں کو بلاؤ۔ ہم اپنی جانوں کو بلائیں تم اپنی جانوں کو بلاؤ اس کے بعد ہم سب (خدا کی بارگاہ میں گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر لعنت کریں۔

---

۱۔ حضرت عیسیٰ؏ کے بارے میں یہود و نصاریٰ دو تو شبہ میں پڑے ہوئے تھے۔ یہود تو آپ کی نسبت بدگمانی کرتے تھے اور نصاریٰ خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ خداوند عالم نے آدم؏ کی مثال دے کر دونوں کی تشفی کر دی۔ یہود کی اس طرح کہ جب خدا میں یہ قدرت ہے کہ اس نے آدم؏ کو بغیر ماں باپ کے مٹی سے بنا دیا تو عیسیٰ؏ کو بے ماں باپ پیدا کرنا کوئی تعجب کی بات ہے اور نصاریٰ کو اس طرح کہ اگر عیسیٰ؏ کا بے باپ کے پیدا ہونا خدا یا خدا کے بیٹا ہونے کی دلیل ہے تو آدم؏ کے ماں باپ دونوں نہ تھے تو پھر ان کو خدا یا خدا کا بیٹا ہونا بدرجہ اولیٰ ہونا چاہیئے۔

۲۔ حضرت عیسیٰ؏ کے بارے میں نجران کے نصاریٰ کو حضرت نے لاکھ سمجھایا کہ ان کو خدا کا بیٹا نہ کہو۔ حضرت آدم؏ کی مثال بھی دی مگر انہوں نے ایک نہ سنی۔ آخر حکم خدا سے قسما قسمی کی ٹھہری جسے مباہلہ کہتے ہیں اور یہ قول و قرار ہوا کہ فلاں جگہ ہم اور تم دونوں اپنے بیٹوں، عورتوں اور نفسوں کو لے کر جمع ہوں اور ہر ایک دوسرے پر لعنت کرے اور خدا سے عذاب کا خواستگار ہو۔ جس دن مباہلہ ہونے والا تھا۔ اصحاب بن سنور کر در دولت پر اس امید میں جمع ہوئے کہ شاید آپ ہمراہ لے لیں مگر آپ نے صبح سویرے سے جناب سلمان کو ایک سرخ کمبل اور چار لکڑیاں دے کر اس میدان میں ایک چھوٹا سا خیمہ نصب کرنے کو روانہ کیا اور خود اس شان

Marfat.com

برآمد ہوئے کہ امام حسینؑ کو گود میں لئے ہوئے تھے اور امام حسنؑ کی انگلی پکڑے ہوئے اور جناب سیدہ کو اپنے پیچھے لیا اور حضرت علیؑ کو ان کے پیچھے رکھا آیت کی یوں عملی تفسیر ہوئی کہ بیٹوں کی جگہ حسنینؑ، عورتوں کی جگہ جناب سیدہؑ اور نفسوں کی جگہ حضرت علیؑ کو لیا اور دعا کی۔ خداوندا۔ ہر نبی کے اہل بیت ہوتے ہیں۔ میرے اہل بیت یہ ہیں۔ ان کو ہر برائی سے پاک و پاکیزہ رکھ۔ الغرض جب آپ اس شان سے میدان میں پہنچے تو نصاریٰ کا سردار عاقب ان کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ خدا کی قسم میں اس وقت ایسے نورانی چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹ جانے کو کہیں تو ہٹ جائے گا خیریت اسی میں ہے کہ مباہلہ سے ہاتھ اٹھاؤ ورنہ قیامت تک نسل نصاریٰ سے ایک بچہ نہ دکھائی دے گا۔ آخر ان لوگوں نے جزیہ دینا قبول کیا۔ تب آپؐ نے فرمایا۔ واللہ اگر یہ لوگ مباہلہ کرتے تو خدا اس کو بندر اور سور کی صورت میں مسخ کر دیتا۔

۳۔ اس آیت سے صریحاً حضرت علیؑ کا نفس رسول ہونا ثابت ہوتا ہے اگر ایسا نہ تھا تو حضرت رسول خداؐ خود ان کو اپنے ساتھ لے کیوں گئے۔ یہ تو آیت کی سراسر خلاف ورزی ہوتی ہے کہ جس کے لے جانے کا حکم نہ تھا اس کو لے گئے، ابناءنا سے یہ ثابت ہوا کہ حسنین علیہما السلام ابناء محمد رسول اللہؐ ہیں۔ آخر ذوالیہ جو اہل بیت میں داخل ہوتیں تو آپ ان کو ضرور مباہلہ میں لے جاتے۔

# بعض ازواج کی مذمت

پ ۲۲۔ الاحزاب ع ۱۴۔ آیت ۳۰:۔ اے رسول اپنی بی بیوں سے کہہ دو اگر تم فقط دنیوی زندگی اور اس کی آرائش و زینت کے خواہاں ہو تو ادھر آؤ میں تم کو کچھ

ساز و سامان دے دوں اور بعنوان شائستہ رخصت کردوں اور اگر تم خدا اور رسول اور آخرت کے گھر کی خواہاں ہو تو اچھی طرح خیال رکھو کہ تم میں نیکوکار عورتوں کے لئے خدا نے یقیناً بڑا اجر و ثواب مہیا کر دیا ہے۔ اے نبی کی بیبیو تم میں تو جو کوئی صریحی ناشائستہ حرکات کی مرتکب ہو گی تو (یاد رہے) اس کا عذاب بھی دوگنا کر دیا جائے گا خدا کے لئے یہ نہایت آسان ہے ٥ اور جو تم میں سے خدا اور رسول کی تابعداری اور اچھے اچھے کام کرے گی اس کو ہم اس کا ثواب بھی دوہرا عطا کریں گے۔ اور ہم نے اس کے لئے جنت میں عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے ٥ اے نبی کی بیبیو تم معمولی عورتوں جیسی تو ہو نہیں اگر تم کو پرہیزگاری منظور ہے تو کسی آدمی سے بات کرنے میں لگی لپٹی بات نہ کرو تاکہ جس کے دل میں (شہوت) کا مرض ہے وہ دیکھ اور آرزو (نہ کرے) اور (صاف صاف) بعنوان شائستہ بات کیا کرو اور اپنے گھروں کے اندر نچلی بیٹھی رہو اور اگلے زمانہ جاہلیت کی طرح اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھاتی پھرو اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

"اے پیغمبر کے اہل بیت خدا تو بس یہ چاہتا ہے کہ تم کو ہر طرح کی برائی سے دور رکھے اور جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے ویسا پاک و پاکیزہ رکھے۔"

اور (اے نبی کی بیبیو) تمہارے گھروں میں جو خدا کی آیتیں اور حکمت کی باتیں پڑھی جاتی ہیں ان کو یاد رکھو بیشک خدا باریک بین اور واقف کار ہے۔

---

ان آیات کی شان نزول یہ ہے کہ جب حضرت فتح خیبر سے واپس آئے تو بعض بیبیوں نے کہا آپ کو جو کچھ ملا ہے ہم کو دیجیے آپ نے فرمایا

Marfat.com

میں نے تو اسے بحکم خدا مسلمانوں پر تقسیم کر دیا۔ اس پر وہ غصہ سے بولیں کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اگر تم ہمیں طلاق دیدو گے تو ہمیں کوئی دوسرا شوہر نہ ملے گا۔ یہ سن کر حضرت کو بڑا رنج ہوا۔ حتیٰ کہ آپ کنارہ کش ہو کر ۲۹ روز مشربہ ام ابراہیم میں رہے یہ آیات ان ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

اس حکم کی تمام ازواج عمر بھر سختی سے پابند رہیں حتیٰ کہ بی بی سودہ کے بارے میں یہ روایت ہے کہ لوگوں نے ان سے کہا آپ حج و عمرہ کو کیوں نہیں جاتیں تو فرمایا۔ ایک بار مجھ پر واجب تھا۔ اس کے بعد میرا حج یہی ہے کہ اپنے گھر سے نکلوں اور جس گھر میں مجھے رسول اللہ بٹھا گئے ہیں وہیں بیٹھی رہوں۔ چنانچہ وہ عمر بھر اپنے حجرہ سے باہر نہ نکلیں بلکہ مرنے کے بعد ان کی لاش نکلی۔ سبحان اللہ کیا پاک باز بیبیاں تھیں مگر حضرت عائشہ نے نہ صرف گھر سے باہر قدم نکالا بلکہ کچھ لوگوں کے بہکانے سے مدینہ سے بصرہ تک گئیں۔

ع ۲:۔ مذکورہ بالا آیتوں میں جو ازواج رسول کی شان میں ہیں۔ آیت تطہیر ان کے بیچ میں بے جوڑ معلوم ہوتی ہے اس کے اول و آخر تمام آیات میں مؤنث کی ضمیریں ہیں اور آیت تطہیر میں مذکر کی ہیں۔ دوسرے عتاب آمیز باتوں کے بعد اس لطف و کرم کا ذکر کتنا نامناسب ہے۔

## ۴۳۔ حضرت عائشہ اور حفصہ کا قصہ

پ ۲۸ التحریم ع ۱ آیت ۳:۔ جب نبی نے اپنی ایک بی بی (حفصہ) سے چپکے سے کوئی بات کہی پھر اس نے (باوجود ممانعت) اس بات کی (عائشہ) کو خبر دے دی اور خدا نے اس امر کو رسول پر ظاہر کر دیا تو رسول نے (عائشہ کو) بعض بات (قصہ ماریہ) جتادی اور بعض بات (حصہ شہد) ٹال دیا۔ غرض رسول نے اس

واقعہ (حفصہ کے افشائے راز) کی اس (عائشہ) کو خبر دی تو وہ حیرت سے کہنے لگیں آپ کو اس (افشائے راز) کی خبر کس نے دی۔ رسول نے فرمایا مجھے بڑے واقف کار خبردار خدا نے بتا دیا۔

(تو اے عائشہ وحفصہ) اگر تم دونو (اس حرکت سے) توبہ کر دو تو (خیر کیونکہ) تم دونو کے دل ٹیڑھے ہیں اور اگر تم دونو رسول کی مخالفت میں ایک دوسرے کی مدد کرتی رہو گی تو کچھ پرواہ نہیں کیونکہ خدا جبریل اور ایمانداروں کا ایک نیک شخص ان کے مددگار ہیں اور ان کے علاوہ کل فرشتے مددگار ہیں۔ اگر رسول تم دونو کو طلاق دے دیں تو عنقریب ہی ان کا پروردگار تمھارے بدلے ان کو تم سے اچھی بیبیاں عطا کرے گا جو فرمانبردار، ایماندار، خدا اور رسول کی مطیع، توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار، روزہ رکھنے والیاں، بیاہی ہوئی اور بن بیاہی ہوئی کنواریاں عطا کر دے گا۔

---

ف ۱: کن خطاؤں پر یہ تادیب ہوئی ہے ان کو تفسیروں میں دیکھئے۔ قصہ بہت طولانی ہے اس لئے ترک کیا جاتا ہے۔ ان آیات سے اتنا تو اندازہ ہو گیا کہ کیسی پاک مقدس بیبیاں حضورؐ کے گھر میں تھیں۔

---

## ۴۸۔ زید اور زینب کا قصّہ

---

پ ۲۱۔ الاحزاب ع ۱۔ آیت ۴۔ اور نہ اس نے تمھاری بیبیوں کو جن سے تم ظہار کرتے ہو تمھاری مائیں بنائی ہیں اور نہ اس نے تمھارے لے پالکوں کو تمھارے بیٹے بنا دیئے ہیں نہ تو فقط تمھاری منہ بولی بات اور زبانی جمع خرچ ہے۔

Marfat.com

زید بن حارثہ حضرت رسولؐ کے لے پالک تھے۔ آپ نے ان کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن زینب سے کر دیا تھا۔ تھوڑی مدت کے بعد ان دونوں میں اَن بن ہوئی آخر طلاق کی نوبت پہنچی۔ زینب اس واقعہ سے بہت پریشان ہوئیں۔ کچھ عرصہ بعد آپ نے خود ان سے نکاح کر لیا اس پر کفار و منافقین نے طعنہ زنی کی کہ رسولؐ نے اپنے بیٹے کی بی بی سے نکاح کر لیا چونکہ یہ طعنہ عقلاً غلط تھا اور یہ نکاح حضرت نے ایک رسم غلط کے توڑنے کے لئے کیا تھا اس طرح خود خدا نے اس کا جواب دیا ہے۔

۲

پ ۲۲۔ الاحزاب ۳۳-۵۔ آیت ۳۷۔ اے رسول وہ وقت یاد کرو جب تم اس شخص (زید) سے کہہ رہے تھے جس پر تم نے احسان کیا تھا (لے پالک بنایا تھا) کہ اپنی بی بی (زینب) کو اپنی زوجیت میں رہنے دے اور خدا سے ڈر اور تم خود اس بات کو اپنے دل میں چھپائے تھے جس کو آخر کار خدا ظاہر کرنے والا تھا تم لوگوں سے ڈرتے تھے حالانکہ خدا اس کا زیادہ حقدار تھا کہ تم اس سے ڈرو۔ غرض جب زید اپنی حاجت پوری کر چکا (طلاق دیدی) تو ہم نے (حکم دے کر) اس عورت (زینب) کا نکاح تم سے کر دیا تاکہ تمام مومنین کو اپنے لے پالک لڑکوں کی بیبیوں سے جب وہ اپنا مطلب ان عورتوں سے پورا کر چکیں (طلاق دیدیں) تو کسی طرح کی تنگی نہ رہے) اور خدا کا حکم تو کیا کرایا ہی ہے۔

---

جب حضورؐ جناب خدیجہ رضؓ کے مال سے تجارت کیا کرتے تھے تو ایک دن بازار عکاظ میں تشریف لائے۔ دیکھا کہ زید بن حارثہ جو ایک کمسن لڑکا تھا فروخت ہو رہا ہے۔ آپ نے اس کو خرید لیا۔ جب آپ پیغمبری کے عہدے

Marfat.com

پر سرفراز ہوئے تو وہ بھی مسلمان ہو گیا۔ جب اس کے باپ حارثہ کو جو ایک بڑا آدمی تھا۔ خبر ہوئی کہ وہ حضرت کی غلامی میں ہے تو مکہ آیا اور درخواست کی کہ آپ اسے بیچ ڈالیں۔ جب آپ نے سنا تو فوراً اسے آزاد کر دیا اور اختیار دیا کہ چاہے رہے یا چلا جائے۔ حارثہ نے اسے ساتھ لے جانا چاہا مگر وہ کسی طرح راضی نہ ہوا۔ حارثہ نے غصہ میں کہا لوگو گواہ رہنا یہ میرا بیٹا نہیں ہے یہ میرا وارث نہ ہوگا۔ زید نے کہا بلا سے مجھے اس کی پروا نہیں۔ تب حضرت نے فرمایا۔ زید آج سے میرا بیٹا ہے۔ لوگ زید کو غلام کے بدلے ابن محمدؐ کہنے لگے۔ جب حضورؐ نے ہجرت کی تو آپؐ نے اپنی پھوپھی امیمہ بن عبدالمطلب کی بیٹی زینب بنت جحش سے اس کا نکاح کر دیا۔ اگرچہ زینب زید کو غلامی کے دھبہ کی وجہ سے پسند نہ کرتی تھیں مگر حضرتؐ کی خاطر سے قبول کر لیا۔ لیکن عرف عام کی رسم و رواج کی بنا پر عورتوں میں زینب کی آنکھ نیچی ہونے لگی اور دوسری وجہ سے زید کی طرف ان کی طبیعت مائل نہ ہوئی۔ کیونکہ زینب ایک تو حسین تھیں۔ دوسرے اتنے بڑے خاندان کی بیٹی تھیں اور رسولؐ کی بہن۔ اس پر زید اول تو معمولی صورت کا اور دوسرے غلام آزاد شدہ۔ اس پر عورتوں کے طعنے غرض ان سب باتوں کی بنا پر زینب نہایت دل گرفتہ رہتی تھیں۔ غرض زید و زینب میں مخالفت شروع ہوئی اور روز بروز طول پکڑتی گئی۔ جب موافقت کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو زید نے طلاق دے دی۔ حضرتؐ نے ہر چند اسے سمجھایا مگر وہ راضی نہ ہوا غرض جب طلاق ہو گئی تو زینب کو اور رسوائیوں کے سوا یہ نئی رسوائی ہوئی کہ زن مطلقہ کہلانے لگی۔ رات اور دن ان کو روتے گزرتے تھے ان کی یہ حالت رسولؐ دیکھ رہے تھے کہ یہ حالت ان کی حضورؐ کے حکم کی بجا آوری میں ہوئی ہے۔ فکر میں تھے کہ ان کا رنج کیسے دور کیا جائے اس حالت میں

وہ آیت نازل ہوئی۔ جس میں کہا گیا ہے لے پالک کسی کا بیٹا نہیں ہوتا اس وقت عرب میں یہ رسم بھی کہ لے پالک کو صلبی فرزند کی طرح مانتے تھے اور مرنے پر اسے ترکہ ملتا تھا۔ چاہے کسی وجہ سے صلبی بیٹا محروم ہو جائے مگر لے پالک محروم نہیں ہوتا تھا۔ حضرت کو بحکم خدا اس قبیح رسم کو توڑنا ضروری تھا اور زمانہ کا قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی کسی گروہ کی ہدایت و اصلاح کرنی چاہے تو تاوقتیکہ ان امور کو خود کر کے نہ دکھائے۔ صرف زبان سے کہنے کا لوگوں پر اثر نہیں ہوتا۔ چونکہ آپ کے حکم کی تعمیل میں زینب کو سخت صدمہ پہنچ چکا تھا لہٰذا آپ نے زینب سے خود عقد کر لیا۔ تاکہ رسم بد کا انسداد بھی ہو جائے اور زینب کے زخمی دل پر مرہم بھی رکھا جائے۔

# ۴۵۔ اُمِ شریک کا قصّہ

پ ۲۲۔ الاحزاب ع ۶۔ آیت ۵۰۔ اور (رسول) پر وہ عورت بھی حلال کر دی جو اپنے نفس کو (بغیر مہر) نبی کو دیدے اور نبی اس سے نکاح کرنا بھی چاہتے ہوں مگر (اے رسول) یہ حکم تمھارے واسطے خاص ہے اور مومنین کے لئے نہیں۔

ماہ رمضان ۷ھ میں بنی اسد کی ایک عورت جس کا نام اُم شریک بنت جابر تھا اپنے آپ کو ہر طرح کی زینت سے آراستہ کر کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی اس وقت آپ حفصہ کے گھر میں تھے آپ کے پاس آکر کہنے لگی میں ایک کنواری عورت ہوں کسی مرد نے مجھے ہاتھ نہیں لگایا۔ اگر آپ مجھے قبول فرمائیں تو میں اپنے نفس کو بخشتی ہوں۔ حضرت نے اسے دعا دی اور فرمایا اے انصاری بہن خدا تجھے جزائے خیر دے تمھارے مردوں نے میری نصرت کی اور عورتوں

نے رغبت کی۔ میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ جو حکم خدا ہو گا وہ تیرے پاس پہنچے گا
حفصہ نے کہا اے عورت تو کس قدر بے حیا اور دلیر ہے کہ مردوں پر گری
پڑتی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے حفصہ یہ تجھ سے بہتر ہے کہ اس نے خدا کے
رسول کی طرف رغبت کی تو اس سے بدتر ہے کہ اسے ملامت کرتی ہے اور اس عورت
سے فرمایا۔ خدا نے تیری اس رغبت کی وجہ سے جنت تجھ پر واجب کر دی۔
الغرض آپؐ نے اسے قبول فرمالیا۔ چند مہینے زندہ رہ کر راہی جنت ہوئی
اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت عائشہ نے کہا۔ خدا آپؐ کی خواہش
کے موافق نزول آیت میں بہت جلدی کرتا ہے فرمایا تم بھی خدا کی فرمانبرداری
کرو، تمہاری خواہش بھی پوری کرے گا۔

## ۸۶۔ حضرت حمزہؓ کا قصہ

پ الانعام ع ۱۵ - آیت ۱۲۳۔ کیا جو شخص پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اسے
زندہ کیا اور اس کے لئے ایک نور بنایا جس کے ذریعہ سے وہ لوگوں میں چلتا
پھرتا ہے۔

ایک بار رسولؐ کے ساتھ ابوجہل نے بے ادبی کی۔ حضرت امیر حمزہ شکار پر
تھے جب یہ خبر ان کو معلوم ہوئی تو غصہ میں ابوجہل کے سر پر کمان ماری جس سے
اس کا سر پھٹ گیا۔ حضرت حمزہؓ اسی روز ایمان لائے ان کی شان میں یہ آیت ہے۔

## ۸۷۔ حضرت ابوطالب

پ۲۰۔ القصص ع ۹ - آیت ۱۵۶ - اے رسول بے شک تم جس کو چاہو،
منزل مقصود تک نہیں پہنچا سکتے ہاں اللہ جسے چاہے منزل مقصود تک پہنچا دے

Marfat.com

اور وہی ہدایت یافتہ لوگوں سے خوب واقف ہے۔

---

بعض مفسرین اہل سنت کا خیال ہے کہ یہ آیت حضرت ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ چونکہ آپ نے حضرت عبدالمطلب کی وفات کے بعد حضرت کو پرورش کیا تھا اور ہر طرح حضرت کے نگران رہے تھے اس لیے حضرت چاہتے تھے کہ ابوطالب ایمان لے آئیں مگر وہ نہ لائے۔

یہ خیال بالکل غلط ہے کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ حضرت رسول خداؐ کی تمنا اور خواہش مرضی الٰہی کے خلاف ہو۔ حالانکہ حضرت ابوطالب کا ایمان لانا ثابت ہے۔ چنانچہ جامع الاصول میں ہے۔ اھل البیت یقولون ان اباطالب کان مسلماً و مات مسلماً (اہل بیت کا اس پر اتفاق ہے کہ ابوطالب مسلمان تھے اور مسلمان مرے) ایمان ابوطالب پر مبسوط کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔

ہدایت کا لفظ دو معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ ایک ارائت الطریق یعنی راستہ دکھانا رسول کا یہی کام ہے کہ راستہ دکھا دے نہ کہ منزل تک پہنچا دے۔ دوسرے ایصال الی المطلوب یعنی کسی مطلوب تک پہنچانا۔ یہ کام خدا کے سوا کسی کے بس کا نہیں۔ پس مطلب آیت کا یہ ہے کہ اے رسول جسے تم دوست رکھتے ہو اس کو منزل مقصود تک نہیں پہنچا سکتے۔ صرف راستہ دکھا سکتے ہو۔ اس کو حضرت ابوطالب سے متعلق کرنا تعصب ہی تعصب ہے۔

---

# ۸۸۔ حضرت عباس و ابن عباس

پ۱۰۔ الانفال ع۱۰۔ آیت ۷۲۔ جن لوگوں نے ایمان تو قبول کیا اور ہجرت نہیں کی تو تم لوگوں کو ان کی سرپرستی سے کوئی سروکار نہیں۔

عباس بن عبدالمطلب رسولؐ کے ساتھ ہجرت کر کے نہیں آئے تھے مکہ میں بدستور کافروں سے ملے جلے رہے۔ یہاں تک کہ جنگ بدر میں کافروں کے لشکر میں شامل تھے جب قید ہو کر مدینہ آئے تو ان سے فدیہ مانگا گیا۔ انہوں نے کہا میں تو مسلمان ہوں۔ مجھ سے کیوں مانگتے ہو۔ حضورؐ نے فرمایا۔ ایمان کا حال تو اللہ جانتا ہے۔ اب وقت تو تم کفار کے ساتھ ہو۔ فدیہ دینا پڑے گا۔

— ۲ —

پ۱۰۔ توبہ ع ۳۔ آیت ۱۹۔ کیا تم لوگوں نے حاجیوں کی سقائی اور مسجد الحرام (خانۂ کعبہ) کی آبادی کو اس شخص کی مثل بنا دیا ہے جو خدا اور آخرت پر ایمان لایا اور خدا کی راہ میں جہاد کیا خدا کے نزدیک تو یہ لوگ برابر نہیں۔

---

ایک دن حضرت عباس حضرت طلحہ اور شیبہ باہم فخر کر رہے تھے اور ہر ایک اپنے کو دوسرے سے افضل کہہ رہا تھا۔ طلحہ نے کہا خانۂ کعبہ کی کنجی میرے پاس ہے لہٰذا میں تم سے افضل ہوں۔ عباس نے کہا میں حاجیوں کو پانی پلاتا ہوں اس لئے تم سے افضل ہوں۔ اتنے میں حضرت علیؑ آ گئے آپ نے فرمایا میں تم دونو سے افضل ہوں کیوں کہ میں نے سب سے پہلے رسولؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔ سب سے پہلے ایمان لایا راہِ خدا میں جہاد کیا یہ آیت اسی واقعہ سے متعلق ہے۔

پ۲۵۔ الشوریٰ۔ آیت ۲۴ و ۱۔ اے رسول کہہ دو میں اس تبلیغ رسالت کا کوئی اجر تم سے نہیں چاہتا سوائے اپنے اہل بیت کی محبت کے اور جو کوئی نیکی ظاہر کرے گا ہم اس کے لئے اس کی خوبی کو ظاہر کر دیں گے۔ بیشک خدا بڑا بخشنے والا قدر دان ہے۔

---

ابن عباس سے مروی ہے کہ نیکی سے مراد آل محمد کا راستہ ہے اور ان کی محبت کے بغیر

Marfat.com

# ۵۹ حضرت عمّار یاسر

پ۱۔ البقرہ۔ آیت ۱۰۹-۲-۱۳۴ :۔ (مسلمانو) اہل کتاب میں سے اکثر لوگ اپنے دلی حسد کی وجہ سے یہ خواہش رکھتے ہیں کہ تم کو ایمان لانے کے بعد پھر کافر بنا دیں اور لطف تو یہ ہے) ان پر حق ظاہر ہو چکا اس کے بعد بھی (یہ تمنا باقی ہے) پس تم تمنا کرو اور درگزر کرو یہاں تک کہ خدا اپنا کوئی حکم بھیجے بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے)

---

جنگ احد کے بعد یہودیوں نے حضرت عمار اور حذیفہ سے کہا کہ اگر تمہارے پیغمبر برحق ہوتے تو یہ شکست نہ ہوتی اب بھی کہا مانو اور ہمارے دین میں چلے آؤ۔ حضرت عمار نے جواب دیا کہ فتح و شکست کبھی حق و باطل کا معیار ہوا کرتی ہے ہم ہرگز دین اسلام کو نہ چھوڑیں گے اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

— ۲ —

پ۱۴۔ النحل ۱۴۔ آیت ۱۰۶ :۔ اس شخص کے سوا جو کلمہ کفر پر مجبور کیا جائے اور اس کا دل اطمینان کی طرف سے مطمئن ہو۔ جو کوئی ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کرے بلکہ خوب جی کھول کر کفر کرے تو ان پر خدا کا غضب ہے اور ان کے لئے بڑا سخت عذاب ہے

---

جب آنحضرتؐ پر کفارِ عرب کا قابو نہ چلا تو لگے غریب مسلمانوں کو اذیت دینے۔ ان کی تمنا تھی کہ حضرت عمار اور ان کے والدین یاسر و سمیّہ کو قتل کی دھمکیاں دے کر کافر بنا چھوڑیں۔ جب ان کو کامیابی نہ ہوئی تو حضرت عمار کے والدین کو ظالموں نے مار ڈالا۔ اس کے بعد حضرت عمار کو مارنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ جب قریب ہلاکت پہنچے تو مجبور ہو کر جو کلمہ کہلانا چاہتے تھے۔ کہہ دیا لوگوں نے آنحضرتؐ

سے آکر بیان کیا کہ عمار کافر ہو گئے۔ اسی اثنا میں عمار روتے ہوئے آئے۔ حضرتؐ نے فرمایا عمار کے گوشت پوست میں ایمان پیوست ہو گیا ہے اور آپؐ نے خود اپنے ہاتھ سے عمار کے آنسو پونچھے اور فرمایا۔ اے عمار۔ رنجیدہ نہ ہو۔ اگر وہ پھر تمہیں وہ کلمہ کہنے پر مجبور کریں تو کہہ دینا۔

# ۹۰۔ حضرت سلمان کا قصّہ

پ۱۵۔ الکہف ع ۴، جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش نفسانی کے پیچھے پڑا ہے اور اس کا کام سراسر زیادتی ہے تو اس کا کہنا ہرگز نہ ماننا۔

اصحاب رسول میں جناب سلمان کا مرتبہ بہت بڑا تھا وہ رسول اللہ کے مقرب اور معتمد صحابی تھے ان کے پاس ایک اُونی چادر تھی اس سے سب کام لیتے تھے۔ ضرورت کے وقت اس میں کھانا بھی باندھ لیتے تھے۔ ایک دن یہی چادر اوڑھے ہوئے حضرت کے پاس بیٹھے تھے۔ گرمی کے دن تھے پسینہ چادر سے ٹپک رہا تھا۔ اسنے میں عینیہ بن حصین یہودی آپ سے ملنے آیا۔ اسے سلمان کی چادر جو بری معلوم ہوئی، حضرت سے کہنے لگا۔ جب میں آیا کروں تو ان لوگوں کو ہٹا دیا کیجیے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

## ۲

پ۱۷۔ الحج ع ۵۔ آیت ۴۴: ۔ (اے رسول) ہمارے سامنے گڑگڑانے والے بندوں کو خوشخبری دیدو۔ یہ وہ ہیں کہ جب ان کے سامنے خدا کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل سہم جاتے ہیں جب ان پر کوئی مصیبت آپڑے تو صبر کرتے ہیں اور نماز پابندی سے ادا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس

Marfat.com

میں سے راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں۔

۱۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ آیتیں حضرت سلمان اور حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔

۲۔ حضرت سلمان کا مرتبہ از راہ ایمان اتنا زیادہ تھا کہ رسول اللہؐ نے ان کو اپنے اہل بیت میں شامل کر لیا تھا۔ جناب سلمان صاحب کشف و کرامت تھے۔ ایک روز ابوذرؓ ان سے ملنے گئے تو سلمان کی ہانڈی چولھے پر چڑھی ہوئی تھی۔ اتفاقاً جب کہ ابوذر و سلمان میں باتیں ہو رہی تھیں وہ ہانڈی چولھے سے لڑھک کر نیچے آ رہی جناب سلمان نے اس کا کنارہ پکڑ کر پھر چولھے پر چڑھا دیا جو چیز اس میں پک رہی تھی وہ بدستور ہانڈی میں رہی۔ ابوذر حیرت میں آ گئے تین بار ایسا ہی ہوا تو ابوذر خوف زدہ ہو کر وہاں سے نکلے۔ حضرت علیؑ نے ان کی پریشانی کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے بیان کی۔ فرمایا اے ابوذر اگر تم سلمان کے فضائل سنو تو ضرور ان کے قاتل پر لعنت کرو گے۔

# ۹۱۔ عبداللہ بن مکتوم

پ ۳۰۔ عبس۔ اور وہ کسی بات پر چیں بجبیں ہو گیا اور منہ پھیر بیٹھا کہ اس کے پاس نابینا آ گیا تم کو کیا معلوم کہ وہ (تعلیم سے) پاکیزگی حاصل کرتا یا نصیحت سنتا تو وہ اس کے کام آتی۔

ایک روز حضرت رسول خداؐ کے پاس آپ کے اصحاب بیٹھے تھے۔ عبداللہ بن مکتوم جو خاص صحابی، مؤذن اور نابینا تھے۔ کچھ احکام خدا پوچھنے کے لئے

Marfat.com

آپ کے پاس حاضر ہوئے ۔آپؐ نے اپنے انتہائی اخلاق اور ان کی نابینائی کی وجہ سے حضرت عثمان سے جو آپ کے پاس بیٹھے تھے آگے بٹھایا۔ یہ امر عثمان کو ناگوار ہوا۔عبداللہ کی طرف سے پشت کر کے بیٹھ گئے۔ چونکہ یہ مرضی الٰہی کے خلاف بات تھی۔ جبرئیل نازل ہوئے اور یہ آیت رسولؐ تک پہنچائی۔

## ۹۲- فاطمہؑ بنت اسد

پ۴ آل عمران ع۲۰-آیت ۱۹۵،- جن لوگوں نے ہمارے لئے جلاوطنی اختیار کی ہماری راہ میں اذیتیں اٹھائیں اور کفار سے جنگ کرنے میں شہید ہوئے ان کی برائیوں سے ضرور درگزر کردیگا اور انہیں بہشت کے باغوں میں لے جاویگا نہریں بہتی ہوں گی جن کے نیچے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جب حضرت علیؑ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو آپ کے ساتھ فاطمہ بنت اسد، آپ کی والدہ اور حضرت فاطمہ زہرا اور فاطمہ بنت زبیر وغیرہ تھیں۔ جب منزل صحنان پر پہنچے تو ایک شب ایک دن وہاں ٹھہرے مگر ان چاروں نے تمام راستے اٹھتے بیٹھتے ذکر خدا میں گزاری۔ ہر منزل پر ان کی یہی حالت رہی۔ لہٰذا انہی کی شان میں یہ آیت اور اس کے بعد کی آیات ہیں۔

## ۹۳- حضرت علیؑ و فاطمہؑ اور حسنینؑ کے روزوں کا قصہ

پ۲۹ ۔سورہ دہر ع۱:- یہ وہ لوگ ہیں جو نذریں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے جس کی سختی ہر طرف پھیلی ہوگی ڈرتے ہیں اور خدا کی محبت میں محتاج و یتیم و اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں، بس ہم خالص خدا کی خوشنودی کے لئے کھلاتے ہیں نہ تم سے

Marfat.com

کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکر گزاری ہم کو تو اپنے پروردگار سے اس دن کا ڈر ہے جس میں منہ بن جائیں گے اور چہروں پر ہوائیاں اڑیں گی۔

---

ایک بار حسنین علیہما السلام بیمار ہوئے اور مرض طول پکڑ گیا۔ جبریل امین نازل ہوئے اور حضرت رسول خدا ؐ نے عرض کی کہ علی و فاطمہ سے کہئے تین روزے نذر کریں اور صحت ہو جائے تو یہ نذر پوری کریں۔ چنانچہ حضرت علی و فاطمہ اور حسنین اور فاطمہ پانچوں نے نذر کی۔ جب صحت ہوئی اور نذر کے روزے رکھے گئے او شام کو افطار کرنے بیٹھے تو عین اس وقت جب کہ منہ میں لقمہ دینا چاہیئے تھے۔ ایک محتاج دروازے پر آ بولا۔ سب نے اپنی اپنی روٹیاں اٹھا کر اسے دیدیں اور پانی سے افطار کر کے دوسرا روزہ پھر رکھ لیا۔ جب افطار کا وقت آیا پھر ایک سائل دروازے پر آ پکارا۔ میں یتیم ہوں مجھے کھانے کو دیجئے اس روز بھی سب نے اپنی اپنی روٹیاں اسے دیدیں اور پھر پانی سے افطار کر کے تیسرا روزہ رکھ لیا۔ جب حسب سابق پھر افطار کرنے پہنچے تو پھر ایک آواز آئی۔ میں ایک قیدی ہوں۔ مجھے کھانا دیجئے۔ چنانچہ پھر سب نے روٹیاں دے دیں اور یہ نذر پوری کر دی اس کی تعریف میں یہ آیات بلکہ پورا سورۂ دہر نازل ہوا۔

---

# ۹۴۔ اسامہ بن زید کی بے رحمی

پ ۵۔ النساء ۴۔ ۱۳۔ آیت ۹۴۔ جو شخص (اظہار اسلام کی غرض سے) تمہیں سلام کرے (تو تم بے سوچے سمجھے) یہ نہ کہہ دیا کرو کہ تو مومن نہیں ہے۔

ایک دفعہ حضرت رسول ؐ نے چند مسلمانوں کو کسی قبیلہ سے لڑنے کے لئے روانہ کیا۔ جوں ہی ان لوگوں کو پتہ چلا سب بھاگ کھڑے ہوئے ان میں ایک

Marfat.com

شخص مرداس نام مسلمان تھا۔ وہ مال واسباب سمیت پہاڑ پر چڑھ گیا۔ جب مسلمانوں کی تکبیر کی آوازیں بلند ہوئیں تو مرداس مطمئن ہو کر نیچے اتر آیا اور سلام علیکم کے بعد کلمہ شہادت زبان پر لایا۔ اسامہ بے رحم نے اس کے کہنے کا اعتبار نہ کیا اس مومن کو کافر سمجھ کر مار ڈالا اور اس کا مال واسباب لوٹ لیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ بہت غمگین ہوئے اور فرمایا۔ اسامہ تو نے بڑا غضب کیا کہ جو واحدانیت خدا کا مقر تھا اسے قتل کر دیا۔ اسامہ شرمندہ ہو کر کہنے لگا۔ حضورؐ میں سمجھا تھا کہ وہ جان کے خوف سے کلمہ پڑھ رہا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا کہ وہ سچ کہتا ہے یا جھوٹ اس واقعہ کے متعلق یہ آیت ہے۔

---

# ۹۵۔ جندب کا قصّہ

پ ۵۔ النساء ۴) ۱۴۱۔ آیت ۱۰۰۔ جو شخص اپنے گھر سے جلا وطن ہو کے خدا اور رسول کی طرف نکل کھڑا ہو پھر اسے (راستے میں ہی) موت آجائے تو خدا پر اس کا ثواب لازم ہو گیا اور خدا غفور و رحیم ہے۔

---

جندب مکہ میں رہتا تھا جب یہ آیت نازل ہوئی اور اسے خبر ہوئی تو کہنے لگا میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جو ہجرت سے مستثنےٰ ہوں۔ میں زادراہ بھی رکھتا ہوں۔ مدینہ کا راستہ بھی جانتا ہوں۔ اپنے بیٹوں سے کہا مجھے مدینہ پہنچاؤ۔ انہوں نے کہا آپ بیمار ہیں کیسے جائیں گے۔ اس نے کہا۔ بیمار ہوں تو کیا ہے واللہ میں مکہ میں اب ایک رات بھی بسر نہ کروں گا جس طرح بنے مجھے لے چلو ایسا نہ ہو کہ میں مکہ میں مرجاؤں)۔ غرض جیسے بنا وہ چل دیا۔ راستے میں اسے موت آگئی اس کے متعلق یہ آیت ہے۔

# ۹۶۔ بشیر وغیرہ بنو برق کی چوری کا قصہ

پ ۵۔ النساء ع ۱۶۔ آیت ۱۰۵۔ اے رسول ہم نے تم پر برحق کتاب اس لئے نازل کی ہے کہ جس طرح خدا نے تمہیں ہدایت کی ہے اسی طرح لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو اور جنایت کرنے والوں کے طرفدار نہ بنو اور اپنی امت کے لئے خدا سے مغفرت کی دعا کرو بیشک اللہ غفور رحیم ہے۔

---

انصار بنو برق میں سے تین بھائی بشیر، مبشر اور بشر منافق تھے ان تینوں نے قتادہ کے چچا کے مکان میں نقب لگائی اور ان کے کھانے کی چیزیں زرہ اور تلوار چرا کر لے گئے اور ایک یہودی کے گھر چھپا کے رکھ آئے۔ اتفاقاً ایک شخص مرد دیندار لبید بن سہیل ان کا رازدار تھا۔ قتادہ نے ان سب کی شکایت حضرت رسول سے کی۔ بشیر وغیرہ نے سارا الزام لبید کے سر تھوپا اور اصلی چور اس کو بنایا۔ جب لبید کو یہ خبر معلوم ہوئی تو وہ ننگی تلوار لئے ہوئے غصہ میں گھر سے نکلا اور کہنے لگا۔ اے بنو برق چوری کرو تم اور نام لگاؤ میرا۔ حالانکہ تم لوگ پکے منافق ہو کہ خدا رسول کی ہجو کیا کرتے ہو اور قریش کی طرف منسوب کرتے ہو اگر میں نے چوری کی ہے تو ثابت کرو، ورنہ اس تلوار سے سر اڑا دوں گا۔ جب اس نے کھری کھری سنائیں تو وہ لوگ دب گئے اور صلح کر لی اور الزام سے بری کر دیا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے ایک اور چال چلی یہ لوگ اسید بن عروہ کے پاس پہنچے جو ان کا ہم قبیلہ اور بڑا لسان اور کلہ دراز تھا۔ اس کو رسول کے پاس اپنا وکیل بنا کر بھیجا اس نے آپ سے آ کر کہا کہ قتادہ نے ایک بڑا ہنگامہ کر رکھا ہے یہ عالی خاندان لوگوں پر چوری کا الزام لگاتا ہے یہ سن کر آپ کو سخت رنج ہوا اور قتادہ کو بلا کر کچھ زبانی تنبیہ فرمائی

قتادہ کو اپنے چھوٹے بیٹے اور حضرت کے غصہ کرنے کا سخت صدمہ ہوا۔ اس کے چچا نے تسلی دی کہ خدا ہمارا مددگار ہے۔ اس وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں اور ان لوگوں کی چوری کا راز فاش ہوا اور قتادہ کو تسلی ہوئی۔

# ۹۷۔ یہودیوں کے ایک مقدمہ کا فیصلہ

پ ۶۔ المائدہ ع ۶۔ آیت ۴۱۔ (یہودی) الفاظ توریت میں ان کے اصلی معنی معلوم ہونے کے بعد بھی تحریف کرتے ہیں اور (لوگوں سے) کہتے ہیں یہ توریت کا حکم ہے اگر محمد کی طرف سے بھی یہ حکم دیا جائے تو اسے مان لینا اور نہ دیا جائے تو اس سے الگ ہی رہنا۔

---

خیبر کے یہودیوں میں سے دو نے شوہر دار عورت سے زنا کیا مگر چونکہ یہ دونوں مالدار تھے اور علمائے یہود کو ان کی رعایت منظور تھی لہٰذا باوجود اس کے ایسے زانیوں کی سزا سنگسار کرنا موجود تھی مگر انہوں نے ایسا نہ کیا اور اس فکر میں ہوئے کہ اگر اہل اسلام کے یہاں بھی کوئی ہلکی سی سزا ہو۔ تو اسے مان لینا چاہیے اس کی ٹوہ لگانے کے واسطے بنی نضیر اور بنی قریظہ سے جن کی مسلمانوں سے صلح تھی سلسلہ جنبانی کی اور وہ دونو زانی و زانیہ مدینہ پہنچے۔ غرض یہ مقدمہ آنحضرت ؐ کے سامنے پیش ہوا تو آپؐ نے بھی وہی سنگساری کا حکم دیا۔ یہ سن کر وہ لوگ گھبرائے اور کہنے لگے یہ حکم توریت کا نہیں ہے۔ آخر ابن سوریا جو ان کے یہاں بہت بڑا عالم تھا۔ ثالث قرار پایا۔ جب وہ آیا تو آپ نے قسم دے کر اس سے پوچھا اس نے اقرار کیا کہ توریت کا بھی یہی حکم ہے جو آپؐ نے فرمایا ہے۔ غرض وہ دونو سنگسار کر دیے گئے۔

---

Marfat.com

# ۹۸ - ابولبابہ کی توبہ

پ۹ - الانفال ع ۳ - آیت ۱۲۷ - اے ایمان والو نہ تو خدا و رسول کی امانت میں خیانت کرو نہ اپنی امانت میں خیانت کرو حالانکہ تم جانتے بوجھتے ہو۔

جب یہود ان بنی قریظہ کے محاصرہ کو اکیس دن گزر گئے تو تنگ آکر انہوں نے لوگوں سے کہلا بھیجا کہ جس طرح سے بنی نضیر سے صلح کی ہے ہم سے بھی کر لیجئے کہ ہم لوگ یہاں سے نکل کر شام کو چلے جائیں۔ حضرت نے جواب دیا میں صلح تو نہ کروں گا مگر تم سعد بن معاذ کے حکم سے قلعہ سے باہر نکلو پھر جو مناسب ہو گا، کیا جائے گا۔ یہودیوں نے ابولبابہ انصاری کو بلا بھیجا انہوں نے گلے کی طرف اشارہ کیا یعنی اگر اترے تو مار ڈالے جاؤ گے۔ ادھر تو یہ باتیں ہو رہی تھیں ادھر یہ آیت نازل ہوئی۔ اب تو ابولبابہ کا شرم سے یہ حال ہوا کہ قدم نہیں اٹھتے رسولؐ کے پاس پہنچے تو آیت نازل ہونے کا حال معلوم ہوا۔ پھر کیا تھا روتے ہوئے مسجد رسولؐ میں پہنچے اور اپنے کو ایک ستون سے باندھ کر قسم کھائی کہ جب تک میری توبہ قبول نہ ہوگی نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا۔ یہاں تک کہ مر جاؤں آخر جب متواتر سات روز یونہی گزرے تو بیہوش ہو کر گر پڑے۔ خدا نے توبہ قبول کی ان کے پاس خبر آئی تو بولے جب تک رسول اللہ کھولیں گے نہیں نہ مانوں گا۔ آخر رسولؐ نے آکر کھولا۔ اب تک وہ ستون مسجد میں موجود ہے جسے استوانہ ابولبابہ کہتے ہیں۔

# ۹۹ - ابوجہل کا قصہ

پ۳۰ - اقرا - ع۱ - آیت ۱۹ - اے رسول تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جو ایک بندہ کو نماز

پڑھنے سے روکتا ہے بھلا دیکھو تو اگر یہ راہ راست پر ہو یا پرہیزگاری کا حکم کرے (تو روکنا کیسا) بھلا دیکھو تو اگر اس نے سچ کو جھٹلایا اور اس نے منہ پھیرا (تو نتیجہ کیا ہوگا) کیا اس کو یہ معلوم نہیں کہ خدا یقیناً دیکھ رہا ہے دیکھو اگر یہ باز نہ آئے گا تو ہم پیشانی کے پٹے پکڑ کر گھسیٹیں گے جھوٹے خطا کار کی پیشانی کے پٹے تو وہ اپنے مددگار کو بلائے

---

ابتدائے بعثت میں جب حضرت رسول خدا کی عبادت کرتے تو ابوجہل وغیرہ بدبخت مخالفت کرتے۔ چنانچہ بارہا اس نے حضرت کو منع بھی کیا۔ آخر ایک روز اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا محمدؐ تمہارے درمیان نماز پڑھتا ہے اور تم اسے چھوڑ دیتے ہو اگر میں نماز پڑھتے دیکھ لوں تو اپنا پاؤں اس کی گردن پر رکھ دوں اور ہلاک کر ڈالوں ایک دفعہ کسی نے اسے جا کر کہا کہ محمدؐ نماز پڑھتے ہیں لیکن حضرتؐ کے پاس پہنچنے سے پہلے چہرہ زرد ہو گیا اور کانپتا ہوا واپس آیا کسی نے پوچھا کیا واقعہ ہے وہ بولا میں نے دیکھا کہ میرے اور محمدؐ کے درمیان ایک آگ کی خندق ہے۔ اژدھا منہ کھولے ہے پرندے آپس میں پر ملاتے ہیں۔ باوجود یہ دیکھنے کے بھی وہ بدبخت باز نہ آیا نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ بدر میں کتے کی موت مارا گیا اور لوگوں نے اس کے پٹے پکڑ کر گھسیٹے اور گڑھے میں ڈال دیا اور اس طرح یہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔

---

# ۱۰۰۔ خولہ کا قصہ

پ ۲۸ المجادلہ ۱۶۔ آیت ۱۲ جو لوگ اپنی بیبیوں سے ظہار کرتے ہیں تو وہ ان کی مائیں نہیں بن جاتیں تو بس وہی ہیں جو ان کو جنتی ہیں وہ ایک نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں۔

---

اسلام سے قبل عرب میں یہ رسم تھی کہ جب کوئی شخص غصہ میں اپنی بی بی کو ماں کہہ دیتا

Marfat.com

تو وہ اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی۔ چنانچہ ایک دن خولہ بنت ثعلبہ نماز پڑھ رہی تھیں اور اس کا شوہر اوس بن ثابت اسے دیکھ کر دوسری دھن میں ہوا۔ اس نے کسی وجہ سے انکار کیا۔ اوس نے غصہ میں کہہ دیا کہ تیری پیٹھ میری ماں کی سی ہے یہ سن کر وہ پریشان ہوئی اور حیران و پریشان رسولؐ کے پاس آئی۔ حضرتؐ نے فرمایا تم دونوں آپس میں بیگانے ہو گئے اس سے وہ اور زیادہ پریشان ہوئی اور کہنے لگی میں اب بڑھیا ہوں۔ بہت سے ننھے ننھے بچے ہیں۔ شوہر سے جدا ہو کر ان کی پرورش کیسے کروں گی۔ حضرتؐ نے فرمایا میرے خیال میں تو حرام ہو گئی۔ اب بدوں حکم خدا میں کیا کر سکتا ہوں اس پر خولہ نے خدا سے فریاد کی۔ اس کی کئی مرتبہ فریاد کے بعد یہ حکم آیا کہ وہ حرام تو ہے لیکن اس کے شوہر پر کفارہ دینا لازم ہے جب حلال ہو گی۔

## ۱۰۱۔ حضرت علیؑ کی خلافت

پ المائدہ ۵ ع ۱۔ آیت ۱۲۔ آج تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔

۱۔ حضرت رسول خدا صلعم جب حج آخر سے فارغ ہو کر مدینہ کو واپس چلے تو راستہ میں اٹھارویں ذوالحجہ کو مقام غدیر خم میں تاکیداً یہ حکم نازل ہوا کہ لوگوں سے نہ ڈرو اور جو حکم ہم نے تمہارے پاس بھیجا ہے لوگوں تک پہنچا دو۔ آپؐ نے فوراً لوگوں کو روکا اور مجمع کثیر کے سامنے ایک طولانی خطبہ کے بعد حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ یعنی جس کا میں حاکم ہوں اس کا یہ علی بھی حاکم ہے خدایا جو اسے دوست رکھے اسے تو بھی

Marfat.com

دوست رکھ اور جو اس کا دشمن ہے اسے تو بھی دشمن رکھ جو اس کی مدد کرے اس کی تو بھی مدد کر، اور جو اسے ذلیل کرے اسے تو بھی ذلیل کر۔ اس کے بعد لوگوں نے مبارکباد دی۔ چنانچہ حضرت عمر نے بھی کہا اے علی مبارک ہو کہ تم ہمارے اور کل مومن و مومنہ کے حاکم ہوئے (مشکوٰۃ) اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

ﷺ ۱۔ جامع القرآن نے اس آیت کو ایسی آیتوں کے بیچ میں ڈالا ہے جو کسی طرح مربوط نہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ یہ آیت حضورؐ کی وفات سے چند دن پہلے نازل ہوئی تھی اس کے بعد پھر کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔ تو کیا گوشت کے حرام و حلال کے متعلق کچھ نہیں بتایا گیا ۲۔ دین کا کمال تو اس وقت ہوگا جب اس کے اصول و فروع مکمل ہو جائیں نہ کہ صرف گوشت کی حلت و حرمت پر دین کا کمال موقوف ہے۔ چونکہ اس کے متعلق ہماری کتابوں میں مکمل بحث ہو چکی ہے لہٰذا اتنے ہی پر ختم کیا جاتا ہے۔

# ۱۰۲۔ حارث بن نعمان کا قصّہ

پ ۲۹۔ المعارج۔ آیت ۱:۔ ایک مانگنے والے نے کافروں پر نازل ہونے والا عذاب مانگا جس کو کوئی ٹال نہیں سکتا جو صاحب درجات خدا کی طرف سے ہونے والا تھا

جب حضورؐ نے غدیر خم میں حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ نامزد کیا اور یہ خبر اطراف و بلاد میں پھیلی تو حارث بن نعمان فہری مدینہ آیا آپ اس وقت اصحاب کے مجمع میں تشریف فرما تھے۔ آتے ہی بیباکی سے کہنے لگا اے محمد تم نے جو احکام ہم کو دیئے وہ ہم نے مان لیے۔ اب آپ نے اپنے چچازاد بھائی کو ہمارا حاکم بنا دیا یہ تم نے اپنی طرف سے کیا ہے یا خدا کی طرف سے آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم میں نے خدا کے حکم سے ایسا کیا ہے۔ یہ سن کر حارث وہاں سے اٹھا اور یہ کہتا ہوا چلا۔

اے خدا اگر محمدؐ سچ کہتے ہیں تو ایک پتھر یا کوئی عذاب میرے اوپر نازل کر۔ ابھی وہ اپنی سواری تک نہ پہنچا تھا کہ ایک پتھر اس کے سر پر گرا اور اس کے پاخانے کے مقام سے نکل گیا اور وہ اسی وقت واصل جہنم ہوا۔ (تفسیر ثعلبی)

# ۱۰۳۔ آپ نے قرآن خود نہیں بنایا

پ ۱۔ بقرہ۔ آیت ۲۳ :۔ اگر تم کو اس کلام میں جو ہم نے اپنے بندہ (محمدؐ) پر نازل کیا ہے شک ہے تو اس جیسی ایک سورت بنا لاؤ۔

۲

پ ۱۲۔ ہود ع ۳۔ آیت ۳۵ :۔ اے رسول کیا کفار مکہ کہتے ہیں کہ قرآن کو تم نے گھڑ لیا ہے تو ان سے کہو اگر میں نے اس کو گڑھا ہے تو میرے گناہ کا وبال مجھ پر ہوگا۔

۳

پ ۲۶۔ الاحقاف ع ۱۔ آیت ۸ :۔ اے رسول تم ان سے کہو) اگر میں نے اس کو اپنے دل سے گھڑ لیا ہے تو تم خدا کے سامنے میرے کچھ بھی کام نہ آؤ گے

۴

پ ۲۳ ص ع ۵۔ آیت ۸۶ :۔ کہدو میں نہ تم سے (تبلیغ رسالت پر) مزدوری مانگتا ہوں اور نہ میں جھوٹ موٹ بناوٹ کرنے والا ہوں۔

# ۱۰۴۔ آپ کی تبلیغ جبری نہیں

پ ۲۵۔ الشوریٰ ع ۲۔ آیت ۱۵ :۔ اللہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے

اس میں کچھ حجت و تکرار کی ضرورت نہیں ۔

۲

پ۲۷ الذاریات ع۳ - آیت ۵۵ : اے رسول کہدو نہ تو میں ان سے رزق کا طالب ہوں نہ چاہتا ہوں کہ مجھے کھانا کھلائیں ۔ تم ان پر جبر تو کرتے نہیں ۔

# ۱۰۵ - خدا و رسولؐ کی اطاعت کا حکم

جس نے اللہ و رسول ؐ کی اطاعت کی تو ایسے لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے ۔ جنہیں خدا نے اپنی نعمتیں دی ہیں ۔ یعنی انبیاء ، صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ لوگ کیسے اچھے رفیق ہیں ۔

پ۷ المائدہ ع۱۲ - آیت ۹۲ : - اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور نافرمانی سے بچے رہو اگر تم نے (حکم خدا سے) نافرمانی سے منہ پھیرا تو سمجھ لو کہ ہمارے رسول پر صاف پیغام پہنچا دینا ہے ۔

پ۱۰ ۔ الانفال ع۶ ۔ آیت ۴۶ : - اللہ کی اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو جھگڑا نہ کرو ۔ ورنہ تم ہمت ہار بیٹھو گے اور تمھاری ہوا اکھڑ جائے گی ۔

پ۱۰ ۔ توبہ ۔ ع۸ ۔ آیت ۱۶۳ - کیا یہ لوگ یہ بھی نہیں جانتے کہ جس کسی نے خدا و رسول کی مخالفت کی تو بیشک اس کے لئے جہنم کی آگ تیار رکھی ہے ۔ جس میں وہ ہمیشہ جلتا رہے گا ۔

پ۱۷ ۔ الانبیاء ع۲ ۔ آیت ۱۲۴ - ہم نے تم سے پہلے جب کبھی کوئی رسول

Marfat.com

بھیجا تو اسے وحی کی کہ بس ہمارے سوا کوئی معبود قابل پرستش نہیں۔

## ۱۰۶- امامت خدا کی طرف سے ہے

پ۱۵- کہف ع ۹- آیت ۶۵، ۶۰- (موسیٰ اور ان کے ساتھی نے جہاں مچھلی چھوڑی تھی- پلٹتے ہوئے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ کو (خضر) پایا جس کو ہم نے اپنی بارگاہ سے رحمت (ولائت) کا حصہ عطا کیا تھا اور ہم اس کو علم لدنی اپنے خاص علم سے کچھ سکھایا تھا۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ امام خلق بنانا خدا کے اختیار میں ہے بندوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ دوسرے اس کو علم خدا کی طرف سے ہوتا ہے وہ دنیا کے کسی مدرسہ میں تعلیم نہیں پاتا۔

پ۱۹- الفرقان ع۴- آیت ۳۵- ہم نے موسیٰ کو کتاب (توریت) عطا کی اور ان کے ساتھ ان کے بھائی ہارون کو ان کا وزیر بنایا۔

ف۱:- اب اس آیت سے معلوم ہوا کہ نبی کا وزیر بنانا بھی خدا ہی کے اختیار میں ہے نیز یہ کہ جب کسی کو نبوت ملتی ہے تو اس کے ساتھ ہی وزیر بھی بنا دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ جب حضرت موسیٰ ع کو نبوت ملی تو انہوں نے فوراً ہی اپنا وزیر بنانے کی خدا سے درخواست کی۔

ف۲:- کسی نبی کا وزیر بنانے کے بارے میں امت کا کیا ذکر نبی کو بھی اختیا

نہیں ہوتا۔ ہاں نبی کسی کے لئے سفارش کر سکتا ہے۔

نمبر ۳:۔ اس قصہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وزیر نبی کے خاندان سے ہوتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنی دعا میں کہا تھا واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی۔ یعنی میرے لئے میرا وزیر میرے خاندان سے میرے بھائی ہارون کو بنا۔

۲

پ۲۔ البقرہ ع ۲۴۔ آیت ۱۸۹:۔ یہ کوئی نیکی کی بات نہیں کہ گھروں کے پچھواڑے سے (پھاند کے) آؤ بلکہ نیکی اس کے لئے ہے جو پرہیزگاری کرے اور گھروں میں (آنا ہو تو) ان کے دروازوں کی طرف سے آؤ اور خدا سے ڈرو کہ تم مراد کو پہنچو۔

---

جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کی تعلیم فرمائی ہے کہ جس بات کو حاصل کرنا ہو تو جو اس کا اہل ہو اس سے حاصل کرو، نااہل کے پاس نہ جاؤ جس طرح مکان میں دروازہ سے جانا مناسب اور عقل سلیم کے موافق ہے اسی طرح کسی چیز کا حاصل کرنا اس کے اہل سے مناسب ہوتا ہے۔ اس کے قریب قریب تفسیر بیضاوی اور کشاف میں بھی ہے۔ اسی وجہ سے رسول نے مختلف الفاظ میں اس مطلب کو ادا کر دیا ہے کہیں فرمایا ہے۔ انا دار الحکمۃ و علی بابھا (میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کے دروازے ہیں) کہیں فرمایا ہے انا مدینۃ العلم و علی بابھا (میں شہر علم ہوں علی اس کا دروازہ ہیں) یعنی جس کو میرا دین اور میری قربت حاصل کرنا ہو وہ علی کے واسطے اور ذریعہ سے آئے ورنہ ایسا ہو گا جیسے گھر کے اندر پچھواڑے سے کوئی آدھمکے۔ ایسا شخص چور کہلاتا ہے۔

Marfat.com

پ۱۰ - توبہ ع ۱ - آیت ۱ :- اے مسلمانو جن لوگوں سے تم نے صلح کا عہد و پیمان کیا تھا۔ خدا اور رسول کی طرف سے ان سے بیزاری ہے۔

---

پ۱۰ - توبہ ع ۳ - آیت ۱۹ :- کیا تم لوگوں نے حاجیوں کی سقائی اور مسجد الحرام کی آبادی اس شخص کی برابر سمجھ رکھا ہے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لایا ہے اور خدا کی راہ میں جہاد کیا ہے۔ خدا کے نزدیک یہ لوگ برابر نہیں اور خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔

---

پ۱۰ توبہ ع ۷ - آیت ۴۴ :- جو لوگ خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں تو وہ اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد نہ کرنے کی اجازت مانگنے کے لئے نہیں (بلکہ وہ خود جانے کو) اور اللہ پرہیزگاروں سے خوب واقف ہے۔

---

جنگ تبوک کے موقع پر جب رسول جانے لگے تو منافقوں نے ساتھ جانے سے بچنے کے لئے طرح طرح کے عذر پیش کئے۔ الغرض آپ روانہ ہوئے اور حضرت علیؑ کو اپنے گھر والوں کی حفاظت اور نماز جماعت کے لئے مدینہ میں اپنا قائم مقام بنایا۔ جو منافق رہ گئے تھے انہوں نے طعنہ زنی کی کہ حضرتؐ چونکہ علیؑ سے ناراض ہیں اس لئے بال بچوں کی حفاظت کے لئے مدینہ میں چھوڑ گئے ہیں۔ حضرت علیؑ کو ان کی یہ طعن آمیز باتیں ناگوار ہوئیں۔ آپ گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوئے اور ایک منزل پر آنحضرتؐ سے جا ملے اور سارا حال بیان کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری منزلت میرے نزدیک وہی ہے جو ہارون کی منزلت موسیٰؑ کے نزدیک تھی البتہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ تم واپس جاؤ۔

Marfat.com

یہ آیت صاف بتاتی ہے کہ جس طرح ہارون موسیٰ کے ساتھ شریک رسالت تھے اسی طرح حضرت علیؑ بھی رسولؐ کے ساتھ شریک تبلیغ رسالت تھے۔ لیکن چونکہ عہدہ نبوت حضورؐ پر ختم ہوگیا۔ اس لئے آپ کے بعد حضرت علیؑ نبی نہیں ہونگے اس کا مطلب ہوا کہ اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو ضرور آپ ہی نبی بنائے جاتے۔

اگر جہاں میں نبی بعد مصطفےٰ ہوتے ۔ قسم خدا و پیمبر کی مرتضیٰ ہوتے

---

پ ۱۱۔ یونس ۱۲۔ آیت ۲ ۔ اور ایمان داروں کو اس کی خوشخبری دے دو کہ ان کے لئے بارگاہ باری میں بلند درجہ ہے۔

---

آیت میں قدم صدق عند ربھم جس کا مطلب یہ ہے کہ راہ دین میں سچا قدم اٹھانے والے اور کسی حالت میں بھی راہ راست سے ادھر ادھر نہ ہونے والے اللہ کے نزدیک بڑا اونچا رتبہ رکھتے ہیں۔ اس کے مصداق صرف حضرت ہی ہیں۔ کیونکہ جب سے آپ ایمان لائے مرتے دم تک اس راستہ پر پورے خلوص سے چلتے رہے جو رسولؐ کا تعلیم کردہ تھا۔

---

# ۱۰۶۔ حضرت علیؑ کی امامت و خلافت

پ ۶۔ المائدہ ۱۲۔ آیت ۳ ۔ آج ہم نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کر لیا۔

اس کا بیان پہلے ہو چکا ہے۔ یہ آیت غدیر خم میں نازل ہوئی۔

Marfat.com

# ۱۰۸- جناب سیدہ کی فضیلت و عصمت

پ۳ آل عمران ع ۴- آیت ۳۶ :- (مریم کی والدہ نے کہا) میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان رجیم کے فریب سے پناہ میں دیتی ہوں۔

مروی ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا حضرت فاطمہؑ کے گھر میں تشریف لائے اور پانی مانگا انہوں نے ایک لکڑی کے پیالہ میں حاضر کیا۔ آپ نے اس میں ہاتھ ڈالا اور حضرت فاطمہؑ کے سر و سینہ پر چھڑکا اور دعا کی خداوندا میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود کے فریب سے تیری پناہ میں دیتا ہوں یہ جناب سیدہ کے معصوم ہونے کی قوی دلیل ہے اگرچہ بظاہر اس کا تعلق جناب مریمؑ سے ہے مگر در اصل مریم کبریٰ جناب فاطمہؑ کے واسطے ہے (صواعق محرقہ)

# ۱۰۹- امام حسنؑ کی فضیلت

پ۴ آل عمران ع ۱۴- آیت ۳۴ :- وہ غصہ کو روکتے ہیں اور لوگوں کی خطا سے درگزر کرتے ہیں اور نیکی کرنے والوں سے خدا محبت کرتا ہے۔

تفاسیر اہل سنت میں ہے کہ ایک روز امام حسنؑ اشراف عرب کے ساتھ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے اسی اثنا میں آپ کا غلام سالن کا پیالہ لئے ہوئے آیا۔ آپ کے رعب سے اس کا پاؤں تھرتھرایا اور پیالہ مع سالن کے آپ کے چہرہ اور سر پر گرا حضرت نے اس کی طرف دیکھا وہ گھبرا گیا اور اس کی زبان سے نکلا۔ الکاظمین الغیظ (غصہ کے پینے والے) آپ نے فرمایا میں نے اپنا غصہ دور کر دیا اس کے فوراً بعد اس نے والعافین عن الناس کی تلاوت کی (یعنی گناہ کو معاف کرنے والے) فرمایا میں نے معاف کیا اس نے کہا۔ واللہ یحب المحسنین (خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے) فرمایا جا میں نے تجھے راہ خدا

# امام حسینؑ کی فضیلت

پ۲۔ البقرع ۱۹۔ آیت ۱۵۵۔ ہم تمہیں کچھ خوف اور بھوک سے مالوں، جانوں اور پھلوں (اولاد) کی کمی سے ضرور آزمائیں گے اور (اے رسول) ایسے صبر کرنے والوں کو جن پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو انا للہ وانا الیہ راجعون، کہتے ہیں بشارت دیدو ان لوگوں پر اللہ کی طرف سے صلوات و رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

اگرچہ مفسرین نے ان آیات کو امام حسینؑ کی شان میں نہیں لکھا لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو ان باتوں کا مصداق سوائے امام حسینؑ اور ان کے اصحاب کے دوسرا کوئی نظر ہی نہیں آتا۔ صرف یہی لوگ ایسے تھے جن کا بیک وقت پانچ وقتوں میں امتحان ہوا اور سب میں کامیاب رہے۔

---

پ۱۸۔ النور ع ۵۔ آیت ۳۹۔ اللہ سارے زمین و آسمان کا نور ہے اس کے نور کی مثل ایک طاق کی سی ہے جس میں ایک چراغ روشن ہو اور وہ چراغ ایک شیشہ کے اندر ہو اور وہ شیشہ ایسا جگمگاتا ہو جیسے روشن ستارہ اور وہ چراغ ایسے مبارک درخت کے تیل سے روشن کیا جائے جو نہ پورب کی طرف ہو نہ پچھم کی طرف (بیچ میدان میں) اس کا تیل ایسا شفاف ہو کہ اگرچہ آگ اسے چھوئے بھی نہیں تاہم ایسا معلوم ہو کہ آپ ہی آپ روشن ہو جائے گا اور نور کی نور پر جوت پڑ رہی ہے اللہ اپنے نور سے جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور خدا لوگوں کو سمجھانے کے لیے مثلیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔ یہ چراغ ایسے گھروں میں روشن ہیں جن کی نسبت خدا نے حکم دیا ہے کہ ان کی تعظیم کی جائے اور صبح و شام اس کے نام کی تسبیح ہو یہ ایسے لوگ ہیں جن کو خدا کے ذکر کرنے، نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ تو تجارت ہی غافل

سکتی ہے نہ خرید و فروخت وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جن میں خوف کے مارے
دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی ۔

یہ سب آیات آئمہ علیہم السلام کی شان میں ہیں ۔ طوالت کے خوف سے تفصیلی
روشنی نہیں ڈالی گئی ۔

پ ۲۲ الاحزاب ۔ آیت تطہیر (اس کا بیان ہو چکا ہے)

پ ۲۳ ۔ والصفت ۴۷ ۔ آیت ۱۳۰ ۔ سلام علیٰ الیاسین (اس پر پہلے بحث ہو چکی
یہ سلام علیٰ آل یاسین ہے یعنی رسول کی اولاد پر سلام)

پ ۲۵ الشوریٰ آیت ۲۳ ۔ (قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ
اس کا بیان ہو چکا ۔

پ ۳۰ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ۔ اس میں ہے کہ ملائکہ ہر شب قدر کو صبح
امر الٰہی لے کر زمین پر اترتے ہیں ۔ پس ہر زمانے میں اگر کوئی ولی امر نہیں ہوتا تو کس پر
اترتے ہیں ۔ بجز معصوم کسی پر نہ تو احکام آتے ہیں نہ فرشتے اس کے پاس آتے ہیں
امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارے مخالفوں کے سامنے یہی سورہ پڑھو
اور ان سے پوچھو کہ ہر سال جو شب قدر آتی ہے تو اللہ کے احکام فرشتے کس
کو پہنچاتے ہیں ۔

تمت بالخیر